

<http://knooz-e-dil.blogspot.com>

پند و سشان میں  
غزلوں کی حکومتیں  
از  
مولانا قاسم عدال پھر بمار کچوری

<http://knooz-e-dil.blogspot.com/>

فانقلروا بعدنا الى الاختار

لقد اثارنا تدل على متنا

# ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں

ایک ریخی و ثقافتی تجزیہ

27618

تألیف

مولانا قاضی طہر مبارک لوری

ناشر

مکتبۃ عالیہ  
BOOK CENTRE

Book-Sellers Stationers &  
General order Suppliers  
32 Haider Road Rawalpindi

BOOK CENTRE

تاریخ پاک و بنیاد سازمیں ۱۹۷۲ء  
جتوں طبقہ انتظامیت محفوظ

۹۵۳-۰۲

۸-۶۴

Acc. No - 27618

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں

مولانا تا منی احمد بارک پوری

طبع : الطاف جین  
طبع : گنج شکر پریس لاہور

قیمت : ۷۵/-

یکے از مطبعت

ایک روڈ (انارکلی) لاہور  
آگوو بازار

۵۷

# فہرستِ مَضَائِیں

۲۷۶۱۸

دولتِ ماہنیہ سنجان [۲۲]

۲۵	شندھ سے پہلے جزوی بند کے مسلسل اون تھے ۲۲۱	اس کی طرفت نام ساروں اور خدا کی
	بندھا دل اس پتھر کے نئی خلافت یہاں کی تین موتابا ۲۲۲	غایو شی کی درجہ
۳۵	اس حکومت پر چند مزید دلائل دشواہ	(ای) سلطان تھانہ، اور بھرپور جس شہر میں
	نصر بن جبار اتنی اسکنہ ریخوی کا ریان	جاہدینِ اسلام کی پہلی ہم
۳۶	یاقوت جووی کی بلا وجد کی لاطلی	بندھا روقی میں ملکہ جو اسی عرصے کی انگل فتح
۳۷	بھرپوری خدا کی ثہادت	در جنگ ایک اٹھی اور غلطات میں
۳۸	ابوالحتا ہیر شاعر کی شہادت	ہفتادت اور ۱۷۷۷ء کے دریان
۳۹	دولتِ ماہنیہ کے حکمران اور صارم	سری ہم جاہی دہلوی دلکش ۱۷۷۷ء
۴۰	فضل بن ماہن محلہ بن سامر	اوڑھتم کے دریان
	ہم کے کارناے	بوجھی ہم شادی میں
۴۱	ہندوں میں جامع سجدہ کی تعمیر	بجاڑھمتوں کی فتح
۴۲	ہندو کے داعلی مدنوں کی دہمہ سے ہندوستان	ہندو کے داعلی مدنوں کی دہمہ سے ہندوستان
۴۳	پالی شہزادین مان	کی طرف سے بے قوجی
۴۴	حدود سلطنت ای وسی اور بھی دا کوئی کی مغلی	دولتِ ماہنیہ کا قیام پسیدہ امون
۴۵	پالی شہزادین مان	حدود شہزادے میں

۶۰	امام عبد بن حميد کئی	مولیٰ سیلان	۵۸	ہمان بن فضل بن مالاں کی سلطانوں سعجت
۶۱	شیخہ میں بیندوں پر تینہ مالاں جلوں کی بیویوں سعجت	ابوالقاسم جعفر بن محمد سرید پیری	۵۹	وہنہ مسیح کے یعنی عبیدہ ضاء
۶۲	دیوارتہ میں نہیں	دیوارتہ میں نہیں	۶۰	سماوات کی کنیتہ آزادیاں اور مذکون
۶۳	دیوارتہ میں نہیں	دیوارتہ میں نہیں	۶۱	بلاد نہ غارت جگی میں دلساہی کا خاتم
۶۴	دیوارتہ میں نہیں	دیوارتہ میں نہیں	۶۲	نظام حکومت، مدینہ اور خلافت سے تعلق
۶۵	دیوارتہ میں نہیں	دیوارتہ میں نہیں	۶۳	مہاتم کے دوسری مددوں کے ہماری ممالی و حکومت
۶۶	دیوارتہ میں نہیں	حضرت ہزار بن اسد اسدی قرشی	۶۴	بشریت داؤد مہلبی
۶۷	دیوارتہ میں نہیں	ہزاری قرشی	۶۵	فائد بن جادو کوئی
۶۸	دیوارتہ میں نہیں	اسحیل بن ہزاری بن موسیٰ تھل، تعالیٰ کا لکھن	۶۶	موی بن عینی برگی
۶۹	دیوارتہ میں نہیں	ہزاری قرشی	۶۷	عمران بن سوتی بند کرنی برگی
۷۰	دیوارتہ میں نہیں	علی بن محن بن عبد اللہ سیاری	۶۸	جنہس بن اسحاق طینی
۷۱	دیوارتہ میں نہیں	لکب ہزاری کی لمحیں فائستگری	۶۹	محمد بن ملیل صاحب تندبیل
۷۲	دیوارتہ میں نہیں	لیک ہزاری پٹلواستان اور پیشین اس	۷۰	شہزادہ احمد بن رتبہ کا سالمی
۷۳	دیوارتہ میں نہیں	سندر بن زیر ہزاری قرشی کی سختی میں	۷۱	شہزادہ احمد بن رتبہ کا سلمان راجہ
۷۴	دیوارتہ میں نہیں	۱۰۵ ام میں آمد	۷۲	مسیان کا مسلمان راجہ
۷۵	دیوارتہ میں نہیں	سندر بن زیر ہزاری کا ترقیا میں خروج	۷۳	ماہریوں کے ایک سالی معاصر راجہ سامری
۷۶	دیوارتہ میں نہیں	۱۰۶ ام میں تسلی	۷۴	جیلہ الرحمن بن ابو زید بیغان، رسول اللہؐ کا طلب
۷۷	دیوارتہ میں نہیں	برون عبد الرحمن ہزاری کی سعد میں	۷۵	تبلیغ اسلام اور الابادیں اسلام کا طلب اور سعید کی تبلیغ
۷۸	دیوارتہ میں نہیں	۱۰۷ میں پھریل کا سیابی	۷۶	ملکت سنان کی اہمیت و درکریت
۷۹	دیوارتہ میں نہیں	دولت ہزاری کی تائیں شکریں	۷۷	زیر خیزی اور اذانتی
۸۰	دیوارتہ میں نہیں	دولت ہزاری کے عکر اور ساختیں	۷۸	محمود بن عارث بیغانی
۸۱	دیوارتہ میں نہیں	مرعن عبد العزیز ہزاری قرشی بانی	۷۹	محمود بن ابراهیم بیغانی
۸۲	دیوارتہ میں نہیں	دولت ہزاریہ منصورہ سندرہ	۸۰	ابو محمد جندی بخاری
۸۳	دیوارتہ میں نہیں	عبداللہ بن عزیز ہزاری قرشی	۸۱	صنعت و حرفت
۸۴	دیوارتہ میں نہیں	جن جباری خلقانکے نام کا خطیم	۸۲	بکری جو اسٹ اور فرمکی تاجر
۸۵	دیوارتہ میں نہیں	ہنادق حکومت میں جھاگیا	۸۳	سدنان میں اسلامی ثقافت کے اثرات و برکات
۸۶	دیوارتہ میں نہیں	موسیٰ بن محن بن عبد العزیز ہزاری قرشی	۸۴	ابو عبد الرحمن محمد بن ایوب ہری بندادی
۸۷	دیوارتہ میں نہیں	ٹوک منصورہ کے تیر و فوج خلما	۸۵	ہمان بن فضل بن مالاں

۱۵۹	دیکل کی قلی حکمرت یہاں کھلارے مختار	دریا اور ندیاں	۱۳۰	قیمان	منصورہ میں ٹلویں کی آبادیاں اور ریس سکونت
۱۶۰	ابوالعباس محمد بن جعفر اللہ و بنی نبی اپر کی	پیداوار اور مرثی	۱۳۱	سیستان	حسن اسلام اور اعلیٰ احشائی مخصوصیت
۱۶۱	ابو بکر احمد بن محمد بن یا روت دیبلی رازی	آدم اور بحیوں	۱۳۲	جہون یا نیرون	یک شوہر اور اس کا خاتم
۱۶۲	ابو ایکم بن محمد بن ابراہیم دیبلی بندادی	نادری اور امرود	۱۳۳	بیان	یک خطرہ سے ٹھیکی اور ترکی کھلی
۱۶۳	ابو محمد بن جعفر بن عاصی دیبلی بندادی	تمہرہندی یعنی الی	۱۳۴	سد و سکن	جلی طاقت اور جلی با حصی
۱۶۴	ابو اقا حمیم بن محمد بن اسد دیبلی دشی	پالم اونٹ	۱۳۵	بہشت	آلات جنگ اور اسلو
۱۶۵	ابو القاسم حمیم بن محمد بن اسد دیبلی دشی	طاوس	۱۳۶	بہشت	قرب و چارک حاضر گاڑی کے ساتھ دست
۱۶۶	ابو القاسم حمیم بن محمد بن احمد دیبلی	کھبائی چورتے	۱۳۷	ازیزی اور قدری	سید قوم سے چیڑ پیما اور لڑائیاں
۱۶۷	ابی بن احمد بن محمد دیبلی	انداز، خوش حالی اور غارغیر ایساںی	۱۳۸	بڑی	دولت ہزاری کا سرکاری نہ پہب و دودک نامہ تھی
۱۶۸	ابی بن مونی دیبلی بندادی	بری اور بھری تجارت	۱۳۹	چھپا بری	عبدۃ قضا، در مددود و قصاصی کا ہمراہ
۱۶۹	ابو بھضر محمد بن ابراہیم دیبلی کی	دولت ہزاری کی فوج رہایا اور نہ بیٹھ آزاد کیا	۱۴۰	بہنی	ہزاریوں کی دینداری کا اثر ان کی خیلسیم
۱۷۰	ابو بکر محمد بن حسین بن محمد دیبلی شامی	سنده کے ایک راجہ کا قبول اسلام	۱۴۱	راہوں	رعایا اور رخواں پر
۱۷۱	ابو بکر محمد بن حسین بن محمد دیبلی شامی	اور کوئی بے نہ رہا نہ عقیدت	۱۴۲	بندور	شامی بیاس
۱۷۲	ابو العباس محمد بن جعفر اللہ و بنی شامی	اور کسے ایم ہمروں نے ان کا قبل اسلام	۱۴۳	تر	وزارت
۱۷۳	ابو العباس محمد بن جعفر اللہ و بنی شامی	اسلامی ملکوں اور علیت اسلام	۱۴۴	بہنی	سکے، اوزان اور محصلوں
۱۷۴	ابو الحمد بنی بندادی	نکیم سنده کے خلارے مختار	۱۴۵	کیفانہ دکیانہ	حدود سلطنت اور مشہور مقامات
۱۷۵	ابو موسی دیبلی بندادی	منصورہ کی علی حکمرت اور یہاں کھلارے مختار	۱۴۶	سوہنی	ہزاری حکومت کی دس سعی
۱۷۶	ابوقان کی علی مکرت یہاں کے خلارے مختار	ابو بکر احمد بن محمد منصوری کی بنا دی	۱۴۷	سوپارہ اور جیور	مقبرہ صد علاقوں کی حیثیت
۱۷۷	ابوقان کی علی مکرت یہاں کے خلارے مختار	قاضی ابوالعباس محمد بن جعفر بن منصوری	۱۴۸	منصورہ اور بطل میختخت شہر میں کیست	دولت ہزاری کا دارالسلطنت منصورہ
۱۷۸	کھنر بن محمد بن حکم نیں برقانی	قاضی ابو محمد وادی وی منصوری	۱۴۹	طبیعت اسالا پیڈاولی تیار اور باشندہ	زہبیں
۱۷۹	محمد بن احمد بن حسین برقانی	الو محض اصلیح حفظ بنا مرہ منصوری	۱۵۰	طبیعی ممالک	بوقان

۲۲۴	علیوں کوئن جس ناکامی اور ملکان میں کیا بیان	جو سامنے کے پہنچنے ساتھ سے بیانی ملکا تم
۲۲۹	ہندوستان میں اسمبلی و محکوم پر ایک نظر	تھان کی ایستادہ
۲۳۱	ظرفیت اور طلب انتظامات	جو سامنے بے پیٹ ان کے ان کے غلامِ خصل
۲۳۲	ملکان کے نواسہ ناچھتی تھے	بن ماں کی ملکان میں فٹھم اور گلہم
"	غور مختاری اور ملکا نے جو اپر کے نام کا خطبہ	کے دریاں میں حکوم اور خلافت کے ہاتھ خلبا
۲۳۳	جن خدا کے ہمارا خلپہ پڑھا گیا۔	حصیر مولیں بوسامنکی قیامتانی
"	بزرگ اسکی جلی ہاتھ اور میشدہ	اور شوکت کا مظاہرہ
۲۳۵	راہوں ہمارا ہون سے جگ	یسری صدی کے آخر سے جو قمی صدی کے
۲۳۶	معن کی ایک جگ اور باہلان بن رونی	آخری بزرگ اسکی ہان میں حکومت
"	کی حکمت علی	محربن قاکر منہ سامنے کے ہاتھوں ملکان
۱۳۸	حمدوں سلطنت نہ پوچھا آن قاعم عالا	یں دولت سامنے کا قیام فتحہ ۲۵۷
۲۱۰	اکبر ملکان میں اسلامی نوچات اور	این رستہ کا بیان
۲۱۲	بزرگ اس سامنے پیلی کے حوالات	اسکوئی کا بیان
۲۱۵	ملکان	این حوالہ بندھوی کا بیان
۲۱۷	لٹکت ملکان کے طبقی حوالات	مخدوسی بشاری کا بیان
۲۲۰	لٹکت ملکان کے طبقی حوالات	لٹکان سے بزرگ اس کی حکومت کا شکار
"	توڑ	ملکان کے بالائی اسمبلی حکومت
۲۲۵	لاہور	ملکان کے بالائی اسمبلی حکومت
۲۲۷	عمرت ملکان کے طبقی حوالات	ملکان سے باطنی اقتدار کا خاتم اور لٹکان
"	لٹکان سے باطنی اقتدار کا خاتم اور لٹکان	میں سلطان محمود غزنوی کی یلغار
۲۲۹	چادرت اور خوش جان	چادرت اور خوش جان
"	لٹکان میں دو ساری کھنڈیاں اور اخراجی حوالات	سلواں کے کھنڈیاں اور اخراجی حوالات
۲۲۸	جواب ملکان میں داشتیاں اور ملکان	بزرگ بیان میں داشتیاں اور ملکان
۲۳۰	جواب ملکان میں داشتیاں اور ملکان	بزرگ بیان میں داشتیاں اور ملکان

۱۹۶	ابو الحسن سعد القیری خاصی	ابو سید عرب بن احمد بن عطہ کان
۱۹۷	ابو یکم عرب بن معاویہ اندلسی	اور کی علمی مرکز نیتیہ بیان کے علماء و عربین
۱۹۸	حافظ ابو الحسن عبد الغفار فرمادہ بیان	علماء اسلام کے علماء پہنچنے ساتھ اور شریعت
۱۹۹	ابو عبد الله محمد بن ابی الفتوح مغربی	شیعہ اسلام اپو عثمان صابری
۲۰۰	عبد اللہ بن عقبہ بن حبيب	مکہ الحجاج حسن بن صالح پندوی
۲۰۱	ابو الحیران احمد بن هشتنہ	حسین بن منصور حلبی
۲۰۲	ابو الحسن علی بن احمد بن سفری	ابو الحسن علی بن احمد بن سفری
۲۰۳	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۰۴	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۰۵	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۰۶	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۰۷	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۰۸	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۰۹	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۰	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۱	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۲	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۳	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۴	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۵	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۶	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۷	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۸	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۱۹	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۲۰	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۲۱	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۲۲	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۲۳	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۲۴	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ
۲۲۵	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ	ابو الحسن علی بن احمد بن عطہ

خیز مسلم رہا یا اور نہ میر کے شہر کی تحریق  
اور من در بھی آزادی  
غیرچہ اور سلطان کے خوشگوار تعلقات ہیں  
راہ بر تحریج سر پاک کامران نامہ  
ملکت پر ساری دو سالی طلاق اعلیٰ اسلام

۲۵۳ سچے اسٹیل لامبری  
ایڈالنچ عبد الصمد  
بن عبد الرحمن لاہوری  
ابو عسکر بن محمد بن حکم لاہوری  
دریں صاحب لامبری

۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶

۲۴۶	تجارت	باشدون کے عالم دینی و اخلاقی حالات
۲۴۷	مکون کے علماء	اور پوچھ باش اور زبان
۲۴۸	و حفص مکون تھوڑی سیمان کرائے	سنعت درفت

## دولتِ متغلبہ طوران ۲۶۹

۲۶۰	تندابیل، تندبیل	تندابیل پر غصے سے عوب کا قبضہ اور
۲۶۱	ایل	عربون جمل کے ہاتھوں ان کا خاتمہ
۲۶۲	کیر کنان	تندابیل پر محمد بن نعلیل کا قبضہ اور
۲۶۳	جزڑو، یا کڑو	عمران بن موکی برکت کے ہاتھوں اسکا خاتمہ
۲۶۴	استاق یا سکان	مشیوں احمد متغلب طوران
۲۶۵	طبیعی حالات یا پیغمبر اور	ایبراھیم بن جعفر
۲۶۶	تجارت اور ارزانی و خوش حالی	ایک عادل و متواضع بادشاہ
۲۶۷	تجارتی اشیاء، پھصول	ایک عارجی خلپہ
۲۶۸	آبادی، طرز زندگی اور زبان و بیاس	ایک ملک تھا اور معاصر سلطان
۲۶۹	دینی اور اخلاقی حالات	محمد غزنوی
۲۷۰	قاضی، اپلی ٹونھی کی روایت	طوران سے دوست تخلیکہ کا غیاث الدین
۲۷۱	دینی علوم اور علماء	غوری کے ہاتھوں ملکہمہ میں خاتمہ
۲۷۲	مالکہ بہت کب تقریباً	امری کے طوران کا نظام حکومت
۲۷۳	اللهم من فیہ حباب تقدیری بُنیٰ	حکومت طوران کا نظام حکومت
۲۷۴	لہوادز سیپویں اسٹیل	لہوادز سیپویں اسٹیل
۲۷۵	قزداری کی	قزدار، باقی دار

## دولتِ معدانیہ مکران ۲۷۵

۲۷۶	بچوں	حکومتِ ملکہمہ میں طوائف الملوك کی
۲۷۷	تیر	تارک اور علاقوں کا فتنہ
۲۷۸	کیزدیا کجھ کس	یعنی بن محدث مہماں ملکہمہ میں بن محدث
۲۷۹	غاٹک، یا غاش	محدث بن میں بن محدث
۲۸۰	ارمائیں	مسیحی اور محدث بن میں بن محدث
۲۸۱	دک	اواسکر حسین بن محدث بن میں بن محدث
۲۸۲	راسک	سلطان غیاث الدین غوری کے ہاتھوں
۲۸۳	علاقتہ جدران	دولتِ معدانیہ کرائے گا خاتمہ ملکہمہ میں
۲۸۴	علاقتہ غریزان	معدانیوں کا نظام حکومت
۲۸۵	راہوں اور گلوان کے دو علاقے	کامل خود منتاری
۲۸۶	علاقتہ ملکی، یا ملک	بُن محدث خاتمی تھے
۲۸۷	طبعی حالات اور صنعت و تجارت	عدل و رخصات اور رعایا پروردی
۲۸۸	طبعی حالات اور صنعت و تجارت	بیدار مخزی اور علم و کتبی
۲۸۹	بیان حالات اور مددادر	کران میں طوران رجبار کی مستقل حکومت

۳۲۰	ہندوستان سے عالم اسلام کے ثناں میں امرا و حکام کا یہی ہمہ دل ہے
۳۲۱	جی ایم انٹر نتھیات
"	ہندوستان کی عرب حکومتوں کے بساں مدد اور سماں مسلم حکومتوں سے تعلقات
۳۲۲	دہنی علم درستن اور علماء و محدثین
۳۲۳	شعر و ادب اور اشعار و ادب
۳۲۴	طب، جنم، ریاضی اور دوسرے علوم
۳۲۵	علم و فتن اسلام کے علماء و فضلا
۳۲۶	اسلامی یہیں رشتہ مواصلات، بڑی بڑی
۳۲۷	شہر لالیں اور مختلف مقامات کی صافیں
۳۲۸	نشکل کی شاہراہیں اسلام کی دیوالیں صافیں
۳۲۹	سنندھی شاہراہیں اسلام کی دیوالیں صافیں
۳۳۰	عرب اور ہندوستان کے دریاں
۳۳۱	سندر میں پلیتے پھرتے چھارے
۳۳۲	ہندوستان آئے والے تیراہی چھارے
۳۳۳	بعن تاخدا اور جیاندرا
۳۳۴	ہندوستان سے چھارت کرنے والے
۳۳۵	چند مشہور تجارت
۳۳۶	پندرہ سالان کے تاجر و مالکیں
۳۳۷	بھوی تجارت کا لیک دچپ و دھنر
۳۳۸	ہندوستانی مال کی بڑی بڑی سطحیں
۳۳۹	منڈیاں اور مرکزی تجارت گاہیں
۳۴۰	غیر ملکی دلال اور گماشے

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں اپنی خاص نوعیت کے لحاظ سے پہلی مغلیق اور عقیقی تصنیف ہے جس میں سندھ اور اس کے قرب و جوار کی ان ملکتوں کی جن کو نام موئیخ صرف ناقی اور صوبائی درج دیتے ہیں۔ مرتب اور قبیلی معلومات ہیتاں کی گئی ہیں، ہماری مشہور و معروف اور مستہر و مستد تاریخوں میں سلطان محمد غزنوی کی حکومت سے پہلے کے حالات تینچھے کے بارے ہیں کیوں کہ ان مورخوں کی رائے میں اسلامی حکومت قائم ہی اُس وقت ہوئی جب کہ پتوی ایج کی شکست کے بعد سلطان شہاب الدین غودھی نے قطب الدین آنیک کو منظوم علاقوں خانات مقرر کیا اور جس کی تکمیل علاء الدین غلطی کے عہد میں ہوئی، انہیاں ہے کہ تاریخ از شہری فتح اور صحیفہ شہزاد بھی ان ملکتوں کے ذکرے اس شکوئے کے ساتھ فنای ہے کہ صاحب کتاب کو محمد غزنوی سے پہلے کے واقعات فارسی تاریخوں میں نہیں ہے۔

اصل یہ ہے کہ جو اس سے پہلے موجود غزنویوں، غوریوں، خلیجوں، اور مغلوں کی شاہزادیان و شوکت اور غلامبر کی آب و تاب میں کچھ اس طرح گم ہو گئے کہ ان کے ماقبلے اس کرزو فراور شان و شوکت کا اصل سرمشیری ہو ہو گیا، غور کرنے کی بات یہ ہو کر خطہ پاک سندھ میں اگر داعیان اسلام کے قدم نہ رکھے تو اور یہ مریاں قائم نہ ہوئیں تو بعض کے یہ ترقی یافتہ اور تابناک دُور گہاں سے ہے، وہ مدد کی کی ضمیر جاں نہ اچی جس کے جو نکون سے یہ بوئے گل پھیلی اور پورے ملک کے شامیں جاں و محشر لگتی۔

فاضل مولف کے شویں حقیوار و ذوق تحقیق کی دادروہی جملے کے اخونے نے عربی کی سایر دل

تاریخی کتابوں کے متن دینے والے ناگر گورنر تبار فراہم کیے اور ہبڑا اول صد عکی غلطی  
سلطون کی ایک اعلیٰ درجے کی نامہ غیر قابل

دوسری ہنگامی مشنوں کی وجہ سے اگرچہ کتاب کے بالائی عباب مطابعہ کا موقع نہیں  
لے سکا۔ پھر بھی جسے جدت حضور پر نظر ڈالنے کی کوشش کیا ہے، مجھے یہ خاہر کرنے میں سترت  
محسوس ہو رہی ہے کہ جناب مؤلف نے اپنی ملکات و ملکوں کے مطابق کتاب کو زیادہ  
سے زیادہ دل شیں اور صرف دل میں کوئی دقت اعمال ہیں رکھا ہے، کسی  
بیہترے بہتر کام کو بھی حرفت آخر کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے نہیں یہ غلبہ ہے  
کہ جب کبھی نقش شان کی نسبت اُس کے لیے گلی ڈوہ نقش اول سے زیادہ بہتر اور یادوں و جوانکاری میں  
لیکن اس وقت بھی جو کچھ ہے وہ فاصل متوال فواد "مددۃ المصنفین" دو نوں کی شان کے  
مطابق ہے، اور اس میں اس علاقے کی یادی بڑی ریاستوں، دولتِ ماہانیہ سلطان، دولتِ  
پهاری مصوروں، دولتِ سامیر ملکان، دولتِ معدانیہ مکران، اور دولتِ تغلبہ طوران کے  
متخلق وہ سب کچھ ہے جس کی کسی محققانہ تاریخ کی ترتیب میں ضرورت ہوتی ہے،  
حقیقت تو یہ ہے کہ گرامی قدس متوال نے یہ کتاب لکھ کر کچھ تمام سورخوں کو بازار فرمی سے  
سکدوش کر دیا ہے، ایسا ہے ہمارے تاریخی شریک پریس اس کتاب کا اضافہ گراں تبد  
ثابت ہو گا، اب علم اور اصحابِ ذوق اس کی تقدیر کریں گے؛ اور کتاب کو قبولِ عام  
حاصل ہو گا۔

### علیق الرحمن عثمانی

۱۳۵۶ء  
۱۲ اریخ اٹھانی

۱۹۶۷ء  
مطابق ۲۲ جولائی

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَبْوَابِ الْكَثِيرِ  
سَيِّدُنَا هُمَدٌ وَالْمَوْلَى صَاحِبِنَا اَجْمَعِيْنَ

ایئے ہم اور اک بخوبی دیر کے یہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے عالم اسلام کے علاقوں میں دو  
سندرہ میں جلوں اور بیان کے اثار و علام اور کھنڈوں کی سر کریں یہ راہ اب تو پہت قدیم اور تیرہ و  
نادیک ہو گکی ہے، اس میں پڑھنے کے لیے ہمیں اسی قدیم عہد سے لہشی بھی ساختہ بیجنی پڑے گی، جس کی  
روجھانی میں ہمارے قدم اُگے بڑے ملکیں گے، ہملا یا ملی و مخفی رحلہ اور وطنی رثغافی سفر ہندوستان  
کے مغربی ساحلوں سے شروع ہو کر سندرہ کی آخری حدود پر ختم ہو گا، اس طبق مخفیوں یوں تو قدم قدم پڑے گا  
لہنی کی نزدیک اُسیں گی کہ ان میں پاچ بہت اہم ہوں گی، سلطان، ملکان، منصورہ، مکران اور  
طریق، ان سلطانوں میں ہمارے دین دان اہلشان و شرکت کے قائل صدروں ہجھے ہیں، اور ان  
کی خلیفوں کی ترتیب دیا جیساں لذن ہیں، ان نزدیک یہ تیس بخوبی بخوبی دیہتیاں کر کے اپنی  
ایک ہزار سالوں ای اندیخ مطالعہ کرنا ہے مگر یہ اسکا کہہا گیا ہے اس تیس بخوبی مغلقات  
کا سامنا ہے، اہمیتیں دیں کے اسلامی سیاہوں، سورخوں اور بخرا قبیلہ یوں کے چند رخصیے  
پڑھوں کے سوا ہمارے پاس کوئی ملکان مخفیوں ہے۔ اس دوسری صافیت ہمیا اقا مس،  
بپر حال ہم ان بخوبی خلیف کی سریم روشنی کے بعد نہ ملت رہیں گے، اہمیاتی دیدیہ عبرت  
اوہ ششم بصیرت اسی کے سہارے سلطان کے بزرگان، ملکان کے راجہ، منصورہ کے  
ہن ہمارکر ان کے بزرگان، اور طویل کے مختلف ملکوں کے تخت و تاج اور  
جاہ و جلال کا انتظارہ کریں گے۔

کاروں رفتہ رفتہ جا ہٹل پیدا ہت  
ڑاں رشانہ بہرہ مگدار افتادہ

جس زمانہ میں شرقی عالم سلامتی کا مختار، ایسا ہے، کہ سامان اور آل بکھریں اپنے اپنے  
اقبال و قفر مندی کے دوسرا سے گزر رہے تھے، ہندوستان کے بڑے بڑے مکار ایک تنخ و تباہ کے مالک  
تھے، مگر مسلمان مورخوں نے اپنی کتابوں میں ان کو بہت ہی طاقتی سے بیکاری کے معاصر مذکورہ  
بلا حکم اقوٰں کے کارنا موں کا ذکر عام طور سے پایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے جو کسی تابناک للہیں  
ہمارے حد غول نے اسلامی شان و شوکت کی دستائیں مرتب کیں، اسیں ہندوستان کی  
یہ حکومتیں ہائی کی نظر میں بچھیں، پھر بھی ہندوستان کی اسلامی تاریخ پر ان کا یہ اسلافی ہے،  
اجرم جو کچھ کوکھر ہے ہیں، یہ ان ہی کی کتابوں کے بین اسطور کا تجھ ہے، تو ہندوستان کے  
مورخوں نے قدر بھی ہیں کیا کہ اس سلطنت میں وہ چار طویں ہی تھوڑہ جائیں، اپنی بچھی بیان کی فائدی  
تاریخوں میں سلطان محمد خود رمی کی سلطنت و حکومت سے پہلے کے علاالت نہ ہونے کے برابر ہیں۔  
الحمد لله کہ اسلامی ہند کی ابتدی تاریخ کے سلطنت میں ہماری یہ تیرسی کتاب شاید ہو رہی ہے،  
حکومتیں، رجال استمد وہ رہند، الی الفرن اسایع مدعاوی، شاید ہوئی، جو ہندوستان اور  
عرب مالک سے گذر کر یہ پر کے علماء و محققین تک پہنچی، امقدار و منزرات کی رہگا سے دیکھی گئی  
روسری کتاب عرب و پردہ عہدہ سالت ہیں، بھی چھپ کر شایع ہو چکی ہے اور ایک صری ناضل  
مصر میں اس کا عربی میں ترجمہ فراہم ہے ہیں، اور اب یہ تیرسی کتاب ہندوستان میں عوروں کی حکومتیں  
ملت اسلامیہ کی خدمت میں پہنیں کی جاوہ ہو، یہ ہندوستان کے اس بعد بیار کو ہیں دیکھا ہے مگر  
اس کی رو دوافے سے دو رخواں میں اندازہ بھاریں کر سکتے ہیں،

وَأَذْكُرْ أَيَامَ الْجِنْحِيِّ، شِرَانْشِنِيِّ  
عَلَى كَبْدِيِّ مِنْ خَشِيشَةِ أَنْ تَصْدَعَا  
قَاهْجَنِيِّ اطْهَرِ مَا كَبُورِيِّ الْمَعْنَى۔ يَلَانِ الْعِيدِ لِلْكَلَمِ ۲۷ فِرْدُوْسِ

## ہندوستان میں عرب کی حکومتیں

دوسری صدی ہجری کے آخر (ہجری ۱۰۰) میں اندر سریش اور شرق میں، ہندوستان اور  
ہندوستان کے آخر چکا تھا، ایسا، افریقی اور یورپیوں بر اطمینان پر میں کہا سایہ پڑتا تھا اور ان کے  
شہروں سے بیکری میدا اون تک میں یعنی دشمن کی بیداری پیدا ہو رہی تھی، بجا میں اسلام اپنے  
جنہوں کے سایہ میں اگر بڑھ رہے تھے اُن کے پچھے علاستہ اسلام کتاب و مست و اور دینی علموں  
کا سارا گھائی بھائے تھے، اور ہر دو اسلام کے زیر سایہ اس وہاں کی زندگی بس کر رہے تھے، ہر ہر دن اسلامی  
قدیمی ایجادیں، تھیں، شہروں اور آبادیوں میں اسلامی تہذیب و ثقاافت کا پیرو جو ہندوستان کے آخر  
کے آزاد کا سارے حکومتیں بدو قومی، علماء و محدثین کا حلقوں درس، امر بالمعروف اور نهى عن المنکر کا زور  
کفر و شرک کے میتوں میں توحید و رسالت کی روشنی، اور شرق سے لے کر مغرب تک، ایک نئی  
قومیں کا وجود، یہ تمام پاکیں مرتضی و نیک اقبال مدنی کا صفو و مختاری تھیں، اور اس نئے دوسری میں  
مسلم ایوان کی زندگی، علی، نگری، اسلامی اور اسلامی تدریس پرستے انسار و نشاط کے ساتھ ابھر، یہی  
تھیں، مغرب اقصیٰ اور اندلس سے لے کر خطا اور شرک تک، امت رحمہ کی تخلیل ہو رہی تھی  
ہندوستان سے گزر کر ہندوستان کے بہت سے علاقوں پر ملکہ بیرون کے آخر تک اسلام کے تشریف  
تھیں، اچھے تھے، ہر ایک کے حکام و عمال اور ان کے بعد خوبی سے کہاں کہاں پر قائم، و  
نشان تھے، اور یہ علاقا اسلامی خلافت کے ماتحت عالم اسلام کا ایک قانونی حد فرقہ پاچھا

اُس کے بعد یہ اور پتھری صدیکوں کی اذانت اسلامی نتوحات کا جلد شباب تھا اس دور میں مسلمانوں کی ہر سرتی اسلامی علم و فنون پر وہ دستی رجال کا گپوارہ تھی زندگی کے ہر روز انہیں مسلمان قوم قائل در قافلہ روانہ دوں لھکری تھی، سخونہ اور خشک دستران کے مشاپن قدم سے ٹھوڑتھے، اس دور میں اگرچہ مرکز خلافت کو روشن کا شاندار نامہ اور جگہ بیک جھبیل بڑی حکومتیں اور خود مختاریاں قائم ہو رہی تھیں لیکن اسلامی دوں و مختلط پر اثر انہاں تھیں تھیں، اس کے باوجود شباب پر خاکہ حکما افغان کی پہنچ عالم اسلامی دوں و مختلط پر اثر انہاں تھیں تھی، عالم طرف سے مشرق کی خود مختاری حکومتیں مرکز خلافت سے نابالغین اور ناچاریہ کے نام کا خذل پر حکمرانی کی اطاعت و خوشبودی میں کام کرنی تھیں اس طرح اس وقت بھی مشترکہ خلافت کی ای تمام رائج تھا، اور اس کی حیثیت داخلی، استعمال کے تنویر کی تھی، اس دور میں مندرجہ کے شہر و بیل اور منصورہ عراق کے شہر کو فدا در بصرہ کی ہمسری کر رہے تھے۔

مندرجہ کے یہ دو اسون ہر کمزور اسلامی علم و فنون سلم جنڈیں و تمدن اور زندگی ذہن و فزان کے گپوارے تھے، رہاں کے تھا ریکھ طرف بڑھنگی سرپنڈ و بھارا، خراسان، چین اور مدینہ شاہ کے کوچک تک آتے جاتے تھے اور دوسری طرف بڑا سندھ عان و سیرات، بغداد، ابہرہ اور مکن بلکہ اس سے آگے بھر دم سے ہو کر بڑا اسلامی صدیقہ دیرپ تک تجارتی سرگزی دھکاتے تھے، اور علاراد محمد میں عباد و زر اور دینی ولی رجال عالم اسلام میں پھیلے ہوئے اپنا کام کر رہے تھے، چنانچہ اس دوسری تاریخی دو جال کی کتابوں میں دبیل اور منصورہ کے علاوہ کے تذکرے اسی انہاں میں لئے ہیں جس انہاں میں بند اور سخا را اور مصروف شام کے علاوہ کے تذکرے موجود ہیں، اسلامی سیاہوں اور جغرافیہ نویسین نے سندھ، سندھ، سلطان، منصورہ، دبیس، گران، اطوران وغیرہ کے حالات اور مقامات کا تذکرہ اپنی کتابوں میں عالم اسلام کے ایک قابل تدریس کی حیثیت سے کیا اور رہاں کے ایک ایک شہر و قریہ کی سمات ناپ اول کر دتے کی، تھیں اس دور کے سندھ اور سندھ کی چند سلم حکومتوں کا کھوج لگا کر دکھا لیا ہے کہ ماہی میں یہ ملک اسلام کی بیکتوں سے کس قدر

مال بخا اور سلا اون نے بیان پر کیا کیا کا انے اے اجمام دینے ہیں؟  
ہندوستان میں ہوں کی مکونوں کا پس متفرم معلوم کرنے کے لئے ان سے پہلے عالم اسلام کے عام عوایلات کا سرسری جائزہ ضروری ہے، تیسری صدی کے وسط میں اسلامی خلافت کو بہت ہی شدید قسم کے داخلی نقصتوں سے دچار ہونا پڑا، اور صد و خلافت میں جگہ جگہ بغاوتوں اور ضور شوں کے ذریعہ استیلام و فلبک کی کوشش کی گئی، ان ہیں علویوں نے بڑی تنزل محکم چلان، و شرق سے لے کر غرب تک پرانے عالم اسلام میں علاقوں سے زیادہ خفیہ کام کر رہی تھی۔

افریقہ میں ابو جعفر احمد شیعی نے عبد الله بن مہدی کے حق میں دوست عام کی، جس کے نتیجے میں عبدیوں اور ناطقوں نے مصر و افریقہ پر قبضہ کر دیا، ان کے غلبہ کی وجہ سے افریقہ، مغرب اقصیٰ و مصر اور شام کے تمام علاقوں اور ممالک جاسی خلافت سے نکل گئے۔

۲۴۵ء میں افریقہ اور قبران کے مذاہلہ نے مصر و شام پر قبضہ کر دیا، جن کے بعد ان کے موافق بزرگ نے دوسری سلطنت قائم کی جو سنتہ جو تک رسی اور پورا اعلیٰ چل دیا، جنہاں سے الگ ہو کر بیرونیہ کے قبضہ میں جا پکھا تھا۔

ادم سعیتی میں احری داعی حسن بن زید بن محمد نے طہرستان میں اپنی دوست عام کی، اور اس کے اطراف و بیانات پر قبضہ کر کے ساتھ میں اپنے بھائی اہل داش سے حکومت پھیلنے لی بعد یہ طہرستان کے نوادرتیوں میں دبیس، دبیل اور منصورہ کے علاوہ کے تذکرے اسی انہاں میں لئے ہیں جس میں میکن بنیان اور بخارا اور مصروف شام کے علاوہ کے تذکرے موجود ہیں، اسلامی

سیاہوں اور جغرافیہ نویسین نے سندھ، سندھ، سلطان، منصورہ، دبیس، گران، اطوران وغیرہ کے حالات اور مقامات کا تذکرہ اپنی کتابوں میں عالم اسلام کے ایک قابل تدریس کی حیثیت سے کیا اور رہاں کے ایک ایک شہر و قریہ کی سمات ناپ اول کر دتے کی، تھیں اس دور کے سندھ

کی احمد بن محمد بن عبد الرحمن بخارا، دقبیل عبد القیس سے تھا اگر اس نے دعویٰ کیا کہ وہ علی بن محمد بن احمد بن عیینہ میں نہ رہا ہے، اس کے عنوان کے لئے، اس نے بصرہ، اطراف عرب و افغان وغیرہ

جنوبیاں کے نام کا خطبہ پڑھ کر اپنے کو سُرخ غلافت سے والبستہ کیا، اور کشی و بغاوت کے مقابلہ میں داری اور طاقت کا ذمہ دن و مزانت باقی رکھا۔

آندھوستان اور سندھ کی خود محنتوں کے بارے میں یہ بات خاص طور سے مد نظر رہتی چاہیے کہ یہاں پر مقامی قبائل اور افراد نے غلافت کے مقابلے میں کوئی اقدام نہیں کیا بلکہ خود عربوں نے یہاں اپنی حکومتیں قائم کیں، خیاسان اور گھمیں آل صفار، بنو سامان، دیلمہ، غزنی یہ اور فرمدیہ دیوب سب ہمگران ہی کی قائل سے تھے جنہوں نے اپنی اپنی حکومت اپنے اپنے علاقوں میں کھڑی کر لی، مگر آندھوستان اور سندھ کے اس دور کے ہمگراں میں یہاں کوئی باشندہ نہیں تھا بلکہ سب کے سب اپنے قائدان و قبائل سے تھے، پہنچوں سندھ کی ان آزاد و خود اختار حکومتوں میں پائی خاص طور سے تالیق ڈکھی۔

دولت ملائیں سنجان ریندا از صدر ۱۹۷۰ء تا صدر ۱۹۷۴ء مدت حکومت اتفاقیاً ۳ سال  
 ۱) دولت ملائیں سنجان ریندا ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء ۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء ۱۹۷۴ء ۱۹۷۵ء  
 ۲) دولت ملائیں سنجان ریندا ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء ۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء ۱۹۷۴ء ۱۹۷۵ء  
 ۳) دولت ملائیں سنجان ریندا ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء ۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء ۱۹۷۴ء ۱۹۷۵ء  
 ۴) دولت ملائیں سنجان ریندا ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء ۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء ۱۹۷۴ء ۱۹۷۵ء  
 ۵) دولت ملائیں سنجان ریندا ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء ۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء ۱۹۷۴ء ۱۹۷۵ء  
 ان پانچ سلطنتی حکومتوں کے علاوہ ان میں سے بیچ کے اور ایسے مستقل ہمگران تھے جو بڑا  
 دل است غلیظہ بنداد سے تعلق رکھتے ہیں، اس کا نام کجیت ہر سے زمیندار، جنگلہار سے  
 زمیندار کی نہیں تھی، بیہرہ عہدیں رکھا، صاحب منکلی علاقہ، میران دیگھی اور، ایک  
 میران علاقہ، خوران۔

الغرض دولت ملائیں سنجان کے قائم ۱۹۷۰ء کے اکابر دولت معتمدیہ کران اور  
 دولت مغلبلہ طوران کے غافرہ راشمہ ملک کی دریانی مدد جو کم دشی پسے یہی سوال ہے  
 ہندوستان میں عرب ہمگراں کی حکومت ہمارا ہے جسیں غلافتی جماعتیں ان

پر قبضہ کیا یہاں تک رہا، اس کے نامہ میں اس نے اپنے شکر کیا اور اس کی اولاد دو توں نوآج بسرہ ہے شورش بردا کرنی رہی۔

۲۵۷ء میں بھرمن اور عمان میں ضرر ایجاد ہوا، اس نے اپنے ایجاد کیا اور اس کا دعویٰ تھا کہ ۱۶۰ء  
 جعفر کے بعد ہزاروں اسخیل کی اولاد سے ہے، اسے اسے دو اتنی سن جمالی اور مگرہ نہ قاشر اسی  
 نے بھرمن اور عمان پر قبضہ کیا، یہ قبضہ پر تھی صدی کے انتہا تھا،  
 ۲۵۸ء میں یعقوب بن یشت الصفار نے خراسان کی ایک بڑی قوم کی قائم کی اور  
 آل صفار مددوں ہمگران رہے،

۲۵۹ء کے آغازی غراسان کے بالائی علاقوں اور آنہوں بوسان لا اپنی سلطنت  
 حکومت قائم کرنی جو پہلی صدی کے آخر تک باقی رہی،

جب سامانی حکومت کے دن پورے ہوئے تو اول سلطان کے فلام بیوی سانگین میں یہ یاد  
 مستقل ہو کر غرب، غربین بیچی جس میں عقیم فاتح و مکران سلطان محمود غزنوی گزرے، دوست  
 غزنوی جنہی بدی عجیب سک قائم تھی اور اس کے نواب پر غوری سلطنت کا دھرا یا جس میں  
 خیاث الدین غوری اور شہاب الدین غوری جیسے فاتح و مکران گئے ہیں، مددج میں  
 دیلم میں ایک دوسری حکومت قائم ہوئی اور اسی بوقتے پورے غراسان پر قبضہ کر کے مرکز  
 غلافت بخداد ملک کو پہنچا، قلمروں لے لیا، اور فلیفہ ان کی ماتحنی میں امیر المؤمنین بناء آل بوہ  
 کی یہ حکومت اس زمانہ میں عالم مسلم کی سب سے بڑی حکومت و طاقت تھی اس میں خصلدار  
 جیسا ناموں حکمران گئدا ہے، یعنی شیعی حکومت تھی،

الفصل پورے عالم اسلام میں مشرق سے مغرب تک الگ الگ حکومتیں قائم تھیں اور  
 جاسی غلفا برائے نام غلیم بن کر بیضا تم تھے اور صرف عراق کے علاقوں، سواد اور وظائف  
 فرات کے دریائی علاقوں جزیرہ نما کی حکومت و غلافت تھی، ان یہی حوالوں و وفت کے در در  
 میں ہندوستان اور سندھ میں بھی حکومتیں اور خود محکمایاں قائم ہوئیں جن میں سے اک

حاکمتوں کو یہاں قیامِ رہنمائی ملا۔ اسی دلیل میں ان حکومتوں نے ہندوستان میں اسلامی علوم و فنون اور اسلامی تہذیب و ترقافت کے لئے نصیرت الدین ہمارا بیک اس چین کی آبیاری اور تجارتی بندی بھی کی، اور ہندوستان کو عالمِ اسلام کا ایک قابل قدر حصہ بنایا، جب دوست غزویہ (عاختہ ۱۴۵۷ء) نے ان پر قبضہ کیا تو اسے یہاں سمجھا گشتاں ملا، اور اس نے "نقاش نقش شانی بہتر کرنا زوال" کے ۶۰۰ پرہنڈے شان لیا۔ یعنی خاندار اور کامیاب حکومت کی، جس سے مشرقِ عالمِ اسلام میں ہندوستان کو بڑی ارتقا و عظمت حاصل ہوئی، اس کے بعد دولت غزویہ کے زوال کے تیجہ میں دولت عوریہ کا ٹوپر ہوا اس نے عربی اور غزویوں دلوں کے ساختہ پر راغب گلتاں سند کی دراثتِ سنبھالی اور شائعِ مک اسکی میں اسلامی علوم و حفظات اور روزی ذہن و فرج کے خاندروں کی جیشت سے اپنے مقداد کے طبق کام کیا اغرضِ ہمی کی دولت غزویہ پر کوئی دولت غزویہ دلوں نے دولت عوریہ کی جائیں اور دراثت پاک یہاں حکومت کی، اور عربوں کے اوپر سے خاکے میں رنگ بھرا۔

والفضل للمنتقدم،

مسلمان ہزاریہ فریوں اور سماں ہوں کی تصریح کی رو سے سندھ اور ہندوستان دوںگ اللہ ملک تھے، اور دلوں میں متعدد چھوٹے بڑے راجھے ہملا بھی حکومت کرتے تھے، اہن چڑواز بہر سے سندھ کے بعد اونکین نامی ساحلی شہر کو ہندوستان کا پہلا علاقہ شمار کیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ ہرگز ان اور بارے سندھ سے اونکین بک جہاں سے ہندوستان کی اجتماع ہوتی ہے چاردن کی سلفت ہے، اور یا قوتِ حموی نے قاہیل نامی شہر کو بلا وہنہ کا پہلا مقام فراز دیا ہے، اسی طرح احمد کی "ہندوں پر ہندوں پر یہ قاہیل کو کو کو کر کھباست، سوپاہ، سندھان، چھیور، ملستان، ہندوستان اور بیکوں کیا ہے، یہی سندھان (سنجان) دولتِ ماہانیہ کا اور اسسلطنت ہے، ہندوستان کے اس مغربی جنوبی ساحلی علاقے پر ہمارا بیکان و نجی رائے کی حکومت تھی جن کی حملہ وی قاہیل سے سے بیاد کو کن تک، عالم تی ایک دن بھی نہ کہہ بالا بڑے بڑے مرکزی شہر تھے، ان کا اور اسسلطنت مانگیر رنگ رو رہتا، اب افضل اونکین اونکین دلخیل اسے علاقہ سومنات میں شمار کر کے اس کا ہام ہندوستان بنا یا ہے دن ۲۳ میں ۱۴۵۸ء، جمل اسے مانگیر رنگ رو رہا اونکین بھی کہتے ہیں بیک اس کے حکمرانوں کو عرب بیہر اکھتے تھے۔ تو بڑوہ ہمارا شہر و چھوٹا کے اخواں سائل مقامات پر ان کا تباہ تھا، لے دوستِ ماہانیہ سندھان کے خواں سے چھ مقاولہ جملہ صارخہ مارچ، ابیل اور ۱۹۵۹ء میں شایعہ پڑا، مگر اب اس پر نظر ثانی کے بعد اس کی تحلیل بدل گئی ہے۔ بحال اک دلماںک میں ۶۲،

کی وجہ اور میں شاہزادہ اس کے بعد حضرت عثمان بن ابی العاص شفیعی اور عزت نے گورن کی نامہ داد  
والایت کے بسط پر بھائی حضرت علی بن ابی العاص شفیعی و میں افسوس حضرت علی کو خاتم اور بھروس کی نامہ پر  
وزیر کی اور دوسرے بھائی حضرت عقبہ بن ابی العاص شفیعی و میں افسوس حضرت علی کو خاتم اور علام  
بلاذری نے فتح بدلان میں تصریح کی پڑی نیز علماء بیان قوت نے عالم البدلات میں دلیل کی نامہ کا ذکر  
کیا ہے، مگر حضرت مسیحہ کے بجائے یہاں بھائی حضرت علی کا نام لیا ہے۔  
بپر حال حضرت عثمان بن ابی العاص کی زیر سرکردگی ان کے بعد بھائیوں کے ہندوستان  
کو من مقالات پرچم کرنے کی یہ دو تصریحات ہیں، ابھاس کی تیسری تصریح کو جو تھا یہ احمد احمد  
معتبر ہے، امام ابن حرم اندھی متوفی ۷۰۵ھ کی ہے جسے انھوں نے عبیرہ اشاعت العربیہ  
دعا کیا ہے اور وہ یہ ہے:

و عثمان منه در من خیار الصنحابۃ، ولَا کو ابھاس شفیعی کی اولادی حضرت عثمان خیار صاحبیہ میں سے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطائف تھے، ان کو علی اشاعت اشاعتیہ و ملئے طاقت کا حاکم  
و غنیماً قارس، و ثلثۃ من بلادہ لہنڈ مقرر قریباً خا جدیں انھوں نے میان ہیں اور ہندوستان  
کو قریباً ہیں جیسا کہ اور ان کے باقی پر کوئی لکھ تھے،  
ولیہ مفتوم۔

یا امام ابن حرم اس تصریح میں ہندوستان کی تین مقامات پر جیسا کہ ذکر ہے احمد سب کی نسبت بلو  
دامت حضرت عثمان تھیں ملٹن کی تھیں ہے، بیان ہواں کی دوڑ، کوئی انھوں نے اپنی ولایت یا بھروس  
سے بھری بیڑا ہندوستان کو دیا کیا تھا، باہم ہیں حرم کی تحقیقی کے مطابق وہ خود بھی یہاں تشریف  
لائے تھے اور تینوں بھائی تینوں مقامات پر حمل اور ہوتے تھے،

نوامی ہندوستان تھا اور بھروس میں ستھن جامیں اسلام کی بھی نام اپنا پھر ہندوستان کی اسی

لہ تتوح البدلات میں ۲۳۰، بھروس البدلات میں ۱۸۰، تھے تھیرہ انساں اسی میں ۳۷۶، دھالا مارہ میں  
حضرت پر کر نزہۃ الابرار، اس میں حصہ حکم کے تھے کوئی تھیسا پر قاتلی جس کے باعث اتفاق کا شکریہ اور  
ای کو صاحب بتایا گیا ہے اور کوئی اپنے کے اس وقت تک ہندوستان میں فتوحات نہیں پھیلائیں تھیں، پھر  
تھا کہ عالم بھروس سے پر حضرت عکم خیاریان کے ہمراج کوئی فوج گیا، مگر ان تصریحات کے  
بھید فاروقی میں ہندوستان کے تین مقامات پر جیسا کہ ذکر ہے احمد سب کی نسبت بلو

جن میں کون بھی شاہزادہ جسے عالم کم بیاد رکھ رضاوی کا دل میں اور بلا والہ ماج دساکوں  
کا دل میں کے نام سے یاد کر سکتے، اسی دل کے بیان کے مطابق کوئی کام کریں یہ شہر تھا،  
جہاں راجہ بلہرا و بھی رائے کی طرف سے گاشتہ کمٹ کرتے تھے، اسی طرح اس سے متصل  
بلاؤ صیور و چیور بھی عظیٰ میں بھی اس کا نام بھی علیہں پڑتا تھا، بلاؤ چیور کا لفظ تھا،  
سپار، اور سدان وغیرہ کوشال تھا، ہندوستان میں بلاؤ چیور کے اسلام اور مسلمانوں کا  
سب سے پہلے طلاقہ یوں قائم ہوا کہ جہد فاروقی میں ۱۵۰۰ میں جہادیت اسلام کی ایک فیر سر کاری  
ہنا کا راز جا گئی تھا میں قدم رکھا، اور ۱۹۴۷ء و ۱۹۴۸ء کے دہیان سندھ میں ایک  
خود مختار میاست قائم ہوئی، جسے ہم دولت ملائیہ سندھ میں تعمیر کر دیں۔

**سندھ پہلے جنوبی ہندوستان اسلامی ملک کے تعلقات**

عام طور سے ہندوستان میں اسلام کی انتشار  
تاریخ کا تصور محمد بن قاسم فاتح سندھ وہ ہند  
راجہ اللہ علیہ سے غالب ہے، حالانکہ ان سے بہت پہلے جنوبی ہندوستان کے تعلقات اسلام اور  
مسلمانوں کے ساتھ متواتر ہو چکے تھے، بزرگ ہن شہر بار رامہرہ میں کی تصریح کے سداں عہد  
رسالتی ہیں ایک وحدہ سر زمین پ سے مرینہ منورہ روائے ہو انجام، روایت کا دلائل کی وجہ سے  
بھید فاروقی کی ابتداء میں دہان پرچار، اور راہ راست اسلام کے بارے میں معلومات حاصل  
کرنے کی کوشش کی، نیز ہندوستان کے سلطی ملکوں میں عرب تاجروں کے بیانیہ بڑی کوشش  
تھی، سندھ کے مقابلہ میں یہاں ان کو تجارتی سامان اور ستم قسم کی جیزیں ریا دہ ملی تھیں، اور  
سر زمین پر ایک اور ہنین کے تجارتی استوار میں آئے جاتے ان کو مہارا جگان و بھی رائے کے دلیل سے  
گزرنا پڑتا تھا، ان دوڑ سے سر زمین پر، چیزوں، ہمپارہ، سنان، تھان، بھر و ری، اور کھبائیت و حجروں  
کے قدیم تجارتی تعلقات نے بھید اسلامی تعلقات میں بڑی مدد دی، اور طرفین کے قدم  
تھارت نے جدید علاقہ کو بہت بلہ استوار کر دیا،

**بھید فاروقی میں ہندوستان کے تین مقامات پر جیسا کہ تین روایات اتفاق**

کا وادی حضرت سہیل بن عدنی کو، اور مکران کا وادی حضرت حکم بن عدو فعلیٰ کو دیا گیا، مگر اپنے پر حملہ کی باری سے یا سلاسلہ میں آئی۔ اور ہر ایسا نے اپنی فوت کے ساتھ مقررہ علاقوے پر حکومت کیا، چنانچہ حکم بن عدو فعلیٰ نے مکران کا راجح کیا، نیز ان کی مدد کے بے شہاب بن فاروق الہبی عہد الدین عقبان اپنی اپنی جمیعت کے ساتھ آپس پہنچے، اور سب نے مل کر مکران پر حملہ کیا،

ادھر ابلب سندھ نے مکرانیوں کی بجارتی فوج سے مدد کی، مگر اسلامی حملہ کی تائید نہ لائے ہوئے مکرانیوں اور سندھیوں نے شکست کھانی، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، ان میں کتنے مارے گئے اور کتنے دیا پار بجا گئے مسلمانوں نے مکران اپنے اکڑ پر پختہ کیا، اور فتح کی خوشخبری اور بالغ فضیلت کا خس حضرت صحابہ عبدیٰ کے ساتھ حضرت عفرؑ کی خدمات میں روانہ کیا حضرت عفرؑ نے صحابہ عبدیٰ سے مندوستان کے عالات دیافت کیے تو انہوں نے ہر بار کی خلافت یا ان کیسی حملہ سے بچنے سے کہیں بن عدو اور علیؑ اور علیؑ کو کھا کر تباہ کیجیے کا کوئی بیان نہیں کیا۔ مسلمانوں نے حملہ بلہرہ کے مقبوضہ روانی سندھ مسلمانوں کی یہ پہلی بے قابو جھٹپٹی جویں کا وقت اسی سے دوسرے عصری مقامات پر ہوئی، اور علاقہ کوکن کے شہر تھانہ میں اور علاقہ گجرات کے شہر بھروڑی بھانی پر ہوئی، مسلمان رضاکاروں نے بجا ہداز قدم رکھا، نیز اسی دور میں عثمانؑ نے اپنے یاک بھانی کو دھکی دستور جس کی ہم پروردگاری کیا، جو وہاں سے مظہر و منصور ہوئے، چونکہ سندھ میں بجا ہوئیں مسلمان کا باب رہے اور پہنچہستان میں تھانہ اور بھروڑی کی ہم خیراطہینان بخش رہی، اس لئے سندھ میں حضرت عثمانؑ اور حضرت علیؓ اور حضرت کلیؓ اللہ عزیزا کے دور میں کسی نہ کسی رنگ اسلامی جماعت کا سلسہ بجارتی رہا، مگر جدیدہستان میں اس کے بعد فلافت راشدہ میں کسی اسلامی ہم کا پتہ نہیں چلتا،

دوسری جمجمہ اموری رو خواہ - میں اس کے پیشہوں، بر جدیدہ مسلمانوں کی سرگرمی شروع ہو گئی، اس

جدید میں سب سے پہلے اسلامی اسراف دہمہ دہنے کی تملکت کو یوں حاصل ہوا کہ عہدہ فاروقی کے بہترانی دور میں شاہزادہ مجاہدین اسلام کی ایک ہناکارانہ ہم خانہ اور بھروسہ میں شروع ہوئی، علامہ بیانیؑ نے فتوح المیلان کے باب تھوڑے بعض تکمیلے کے حضرت عفرؑ میں اشہر عزتے شہر عثمانؑ ایں ابوالعاصم نقیعؑ کو بخوبی اور عالم کا عالم بنایا، عثمانؑ نے اپنے بھائی حکم بن ابوالعاصم کو بخوبی روانہ کیا، اور خود عمان پہنچ کر تھانہ طرشاب (تھنہ مکہ داریک)، اور جب یہ شکر داپس آیا تو حضرت عفرؑ کو اس کی تحریری اطلاع دی، آپؑ کے معاون اسے تھنہ تو نے گویا کیہرے کو لکڑی پر سوار کر کے سمندہ رکے ہوا اور دیا پار بجا گئے مسلمانوں نے مکران اپنے قبادی قوم سے اس کا یہاں لوں گا، نیز عثمانؑ نے اپنے اسی بجائی حکم کو بھروسہ روانہ کیا، بعد اپنے دوسرے بھائی مسیرو بن ابوالعاصم کو دہلی رقربہ کراچی، اکی کھاڑی کی طرف روانہ کیا، جوں ان کو دشن کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی۔

**عہدہ فاروقی میں ستمبر ۱۴۲۳ھ میں مکران کی فتح** ایمانیوں سے مسلمانوں کی چیزی طبقاً ظلماً فلسفت صدیقیؑ میں شروع ہو چکی تھی، جب عفرؑ میں اشہر عزتے کا عدد طلاقت ایسا قواں میں گری پیدا ہوئی، اور اسلامی فوجوں نے ایران کے کئی علاقوے فتح کیے، بالآخر صاحب میں مسلمانوں نے حضرت عفرؑ سے بلاوفارس پر بات اعدہ، منظم اور دیک وقت متعدد مقامات پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی، تاکہ ایسا فی غزیں جم کر مقابلہ کرنے سے مجبور ہو جائیں، چنانچہ حضرت عفرؑ نے حضرت ابوالمواسی اشعریؑ اور عہدہ کو حکم دیا کہ وہ بیادو فارس پر اس طرح حملہ اور ہوش کر مختلف قویں اپنے امیر و علم کے ساتھ مختلف علاقوں پر حملہ کر دی، اس کے لیے سات بوار اور سات امیر مقرب کیے گئے، مادر سب کا افسر سہیل بن عدنیؑ کو بنایا گیا، اصطھر کا لوار حضرت عثمانؑ ایں ابوالعاصم نقیعؑ کو، مگر مان کا

قیند کیا، بلذری کا بیان ہے کہ شام بن قرقشی نے قبضہ علیٰ کو محروم پڑھے کے ساتھ یاد رکھ داد  
کیا، پیرای ہمیں تزویہ بن جلی چیز اونٹ کوئے کر فتح حاصل کیا، اور اس فتح کو کہا جاتا ہے کہ بیان کا ہتھ خانہ  
ستہدم کیا اور اس کی جگہ سمجھ تحریر کی۔ اموی شام کم سندہ بعینہ بن عیش، ایمان مری کے گھر اس پر جعل کے  
پہنچ سال بعد عباسی شام بن قرقشی کا حملہ زیادہ کامیاب رہا، اس نے سندہ کے  
حالات درست کرنے کے بعد ہندوستان کے کئی علاقوں کو فتح کیا، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ  
اس کے دو گیارہ نوادرات مقامی پاشدال کے عقیدہ دشمال میں خیروبرگت کا باعث ہو یہی،  
ادمان میں عرب فاٹھوں سے ایک گورنمنٹ و حقارت پیدا ہوئے کہ بیان سے جنت و عبید  
کی فرشا پیدا ہو گئی، یہ گورنمنٹ میں مسلمانوں کے حق میں آئندہ کی یہ تائیدی تھی،  
بلذری نے لکھا ہے:

ما ختنبت ابلاطف ولايت،  
يـنـقـلـات وـجاـهـهـشـامـكـ دـرـمـلـوـتـ مـيـزـرـيـ  
بـوـجـوـگـوـبـهـ بـهـ،  
بـعـدـ بـعـرـجـاتـ کـیـ یـنـقـلـاتـ مـکـلـہـ بـهـیـ بـرـیـ تـحـیـ، بـلـکـ انـ کـیـ جـیـشـتـ ہـنـکـافـ غـلـبـ کـیـ اـسـ یـےـ  
یـسـالـ کـامـاتـ کـاـ مـسـلـمـ جـارـیـ رـہـاـ،

پـتـقـیـ زـرـنـقـیـہـیـںـ بـهـلـاـ بـجـوـوتـ کـیـ فـتـحـ  
بـجـوـاتـ کـےـ مـعـاـلاتـ سـفـرـیـںـ، بـرـدـوـ کـےـ جـمـاـیـ مـالـ کـےـ بـعـایـ خـرـدـ عـجـامـیـ نـایـزـنـےـ بـنـدـاـ  
یـلـ بـیـانـ مـبـرـوـزـ کـرـیـ کـیـ تـیـارـیـ کـیـ، بـجـانـ مـبـدـیـ نـےـ شـفـارـیـ جـیـسـ اـپـنـیـ خـلـافـتـ کـےـ دـوـ مـرـبـ  
سـالـ ہـیـ جـدـ الـمـلـکـ بـنـ شـہـابـ سـعـیـ کـیـ سـرـکـرـیـ، قـیـمـتـ سـرـکـارـیـ اـورـ غـیرـ سـرـکـارـیـ قـوـجـوـںـ کـیـ اـیـکـ  
بـرـیـ تـخـداـ دـارـدـ بـارـدـ بـجـاـتـ بـجـوـتـ اـرـوـزـ کـیـ، اـسـ ہـمـ زـمـنـ مـبـرـوـزـ کـیـ مـلـاوـدـ  
ڈـیـڑـ ہـنـرـاءـ، عـامـیـ رـضـاـکـارـاـ وـبـوـتـطـوـعـ تـھـےـ، پـیـرـ بـصـرـہـ کـےـ اـکـ ہـنـرـاءـ سـلـوـعـ اـپـنـےـ خـرـجـ سـےـ اـجـوـ

دریمان میں تمام پرندہ طیار کے قبضتے آج کا جماعت اور اموی خلفاء کے ممالک دحکم بیان  
حکومت کرتے تھے، شام بن بسمل اکار فتح تا ہلال نے پہنچا دیں جدید بن عبد الرحمن  
مری کو سندہ کا گورنمنٹ مقرر کیا، جس نے یہاں کے خلاف ادارہ درست کرنے کے بعد گورنات کے لئے  
شہروں پر فوج کشی کیا، اور ہر مندل رومنڈ ملکوں کو حملہ کیا اور لالا، دفعہ، بھرتوحیج ایمان  
کو فتح کیا، بلذری نے لکھا ہے کہ جنیدت اپنے عاملوں کو مندل رومنڈ، بھرتوحیج کی طرف  
رواہ کیا، جنیدت سے ہفت سے کام کے کارہ اور ایکیں کل ہفت سبب مدد کیا اور ایکیں  
ای ہم میں بیمان اصحاب کو بھی فتح کیا۔ اور اقتدار کا ہے  
اس طرح جنید بن عبد الرحمن خری نے عبد قاروی کی خیر سرکاری اور رضا کارہ سے ختم  
سو سال بعده اپنی کامیاب مہم نوہی سران میں تھی، اس کے بعد اموی داروغہ خلافت میں بیمان  
یہ پھر کسی بڑھا پتہ نہیں چلتا جیکہ پورا علاقہ سندھ خلافت اسلامیہ کے زندگی مجاہد اورہہ ایں  
اموی داروغہ سندھ سے عکران مقرر ہوا کرتے تھے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھائی قدریات بعد میں  
بانی شہرہ سکیں، ادمان مفترعہ مغلات کو سندھ سے داہت کر کے ان میں کوئی انتکم و نسبیت قائم نہ  
کیا جا سکا، بیمان بک کر عتلہ گیریں زبان لے شی کروٹ لی، اور بندوں تیہ کی جگہ تو عباس نے  
جنہوں کو رمشن کے بجائے بندوں کو اپنی خلافت کا مرکز قرار دیا۔

تیسرا ہم عباسی دور خلافت میں پھر بزرگ خلافت میں بیمان آئیں ہی سندھ کے علاقوں  
سلطان اول شاہ کے دویان کی طرف توجیہ کی گئی، اور صفر منصور دیکھتا ہے  
بیمان بن بسمل اکار کو سندہ کا گورنمنٹ مقرر کیا، اس نے بیمان آئیں ہی سندھ کے ملکوں سے ہوئے  
نظام کو درست کیا اور اندرونی شور شور اور بغاوتوں کو فروز کر کے بیمان کے حق میں بیمان  
کی زین ہمار کی ساتھی ہجوڑات کے ایک مرکزی مقام پار برد بجاڑ بھوت ضلع بھرتوحیج  
کے طرف بھری ہم روانہ کی، اور بیمان کی شہروں قدر ہم بندگاہ تنسہ عار (گندھارا شیخ بہرتوحیج) پر

اس نہاد کے مدد سے اسے سندھی کو نہیں دی ان فاصلوں کے ساتھ بارہ بار کی پہنچے تھی  
 بھی بخداوائے گئے تھے ان میں بارہ بار کے راجوں کی بیانی شال تھی،  
 اسی سندھان کی پرتوں ہم بڑی ذہنیت اور منظمی، اسیں براہ راست خلیفہ مہدی  
 نے دل سپی لی واگر گزشتہ تمام مہماں کے مقابلہ میں یہ ہمکاری میاپ رہی، اسی سندھان  
 متعلقین کی جماعت اور اطبیخن کے گروہ نے بڑھوڑ کو حصہ لیا، اس اور اور سیاہ  
 بھی بخاری تعداد میں شرکیہ ہو کر اپنے آبائی وطن کو خوش کرنے کے لیے بھلے اور مظفر و منصور تھے اپنی  
 کوئی مگر وہ اپنی پردازی مرض اور سندھی طوفان سے اسلامی فوج کو بخاری نعمان بناش  
 کرنا پڑا، جسکی وجہ سے ہندوستان پر ائمہ فوج کی کاشیاں قدمتی طور سے پر وصلہ ہیں  
 رہا، پھر اس زمانہ میں سندھ کے اندھی تھنوں نے ادھر تو ہج کرنے کی فرستہ نہیں دی۔  
 سندھ کے داخلی تھنوں کی وجہ سے یہی وجہ ہے کہ بارہ بار کی جم شرکیہ کے بعد پر  
 ہندوستان کی طرف سے ہے تو یہی ملکت بلہر اور بھروسہ و فیروز میں سلاند کی کسی  
 سرگردی کا پتہ نہیں پہلا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سندھ کے ہموفن حالات نے خلافت جما سے  
 اس کے عکاروں کو ہندوستان کے ان مقامات کی طرف متوجہ نہیں کر دیا، جہاں  
 انہوں نے ابتداء میں تیری کے ہم بخاری کی تھی، بلکہ اس کے بجائے خلافت بجا سے کو اپنی پری  
 قوت سندھی اور ہمنی بخادوں اور داخلی تھنوں کے فردرگر لے میں خرچ کر لی پڑی، سندھ  
 کا علاقہ جو کام از خلافت بخادوں سے بہت دھڑی پر رکھا، اس یہ غلافت کے علاوہ غیر قربط  
 خواجہ، رہا فضل، ایسا معاونہ دی ہوں اطراف کو اپنی معاندانہ سرگرمیوں کا مرکز بنایا  
 ہے تھے، اور ہمان دو بھروسے اس کے ساتھ اور ہندوستان تک سامنی اور ہمان دری مقام  
 میں ان کی تحریکیں بخاری تھیں، یہ سب تھے تھب کے نام پر، دوسری طرف انتظامی  
 تھب کے نام پر علی گل ع عبد شورش بر پا تھی جس کی حمیت اسکی دو غلافتیں یہیں ہوئیں کہ  
 لہ تاریخ ہرمیق و م ۳۲۳ ماقولت نہیں، دکانیں اسی تاریخ میں اور تاریخ ایں قلدان

لاوب کی نیت سے اس بھی طالب ہوتے ہو سات سو شامی فوجیں کا دوست بیرونی بن جا بخدا تھی کی  
 سرکردگی میں ساختہ تھا، اس کے طالب عباد میں آباد ہندوستان کے اساؤرہ اور سیاہی  
 چارہ بزار تھے، اس طرف کم و بیش دس ہزار سپاہیوں کا شکر بارہ بار کے جملہ اور ہجوا اور ۱۹۷۴  
 میں اسے فتح کیا، سلاندوں نے پہنچ تو بارہ بار کوئی ایسا اسلام پیش کر کے دو  
 دن تک ان کو محقق دیا کہ اسلام یا جرجیہ میں کے لیے باٹ کی ختم کر دیں، اس کے بعد مخفی  
 اور دوسرے حمام آلات جنگ سے مغل کیا، اور اسلامی فوج ایک دفعہ سے ولنگار نے الگ اور  
 تراں شریعت کی آیات سے جوش دلایا گی، جب ایک جوش دخوش کے ساتھ  
 سلاندوں نے مغل کیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح دی، اور ان کی شہ سوار فوجیں ہر طرف سے چھڑیں  
 گئیں معاہی باشندے بہت ناہ میں پناہ گزیں ہوئے، یہاں آتش اور گلہم اور کول  
 سے بنا کر ہوئی، رکتے نہ آتش ہوئے، اور کتنے سلاندوں کے مقابلہ میں کام آئے اور بیچجے کے  
 طور پر سلاندوں کو فتح میں مصالح ہوئی، اس معرکہ کیسی بیس سے کچھ زائد سلامان شہید ہوئے،  
 اور اسلامی فوج بخاری بھرت سے مظفر و مصروف رہا ابھی ہوئی، مگر واپسی پر سندھ دی، اور کم خراب تھا،  
 اور سخت زبان و طلنگان کا زمانہ تھا، اس یہ اسلامی فتح چند دنوں کے لئے ایک عقام پر شہر  
 گئی، اسی اٹانے کی اس فوج کے اندھہ حمامۃ المغاربی ایک دوائی بخاری پیٹھی جس کی  
 وجہ سے بزرگوں آدمی ہو گئے، اسے اور چھبے میں زہری پیٹھیاں بھلکتی ہیں جو جان بولتا ہے  
 ہوئی تھیں، ان ہی ہر رنے والوں میں حضرت رین بن سعیج بصری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو بصرہ  
 کے فتحہر و محدثین میں سب سے پہلے صنعت ہے، آپ عباوں میں ہر ای طبقے اور جستہ اللہ  
 ہندوستان کے جہاد میں شرکیہ ہوئے تھے، کچھ دنوں کے بعد یہ فوج بھری راستے سے عراق  
 روانہ ہوئی، اب ساحل فارس کے قریب بیچی تو ایک دن سندھ میں سخت طوفان آیا، اس  
 کی وجہ سے مجاہدین کے اکثر جہاز ٹوٹ کر غرق ہو گئے، اور کئی مجاہدین جاں بحق ہو گئے،  
 عبد الملک بن شباب سعی کا میابی کے ساتھ خلیفہ مہدی کی صفت میں حاضر ہما توں نے

پہلے سے مخالفت سے کوئی خلق خدا اور نہ مسلمانوں کا علاقہ تھا بلکہ گجرات کے مہا ماجھان بھر کا  
مقبول ضرط اقامت تھا، فواحی سندان پر قبضہ کرنے کے لئے مسلمانوں نے محمد فاروقی سے لے کر  
امروی اور جماںی دورہ تک کوئی شش کی اوپر فلیٹیہ عباسی مہدی نے تو بطور خاص یہاں فوجی ہجوم  
روزاز کی، مگر یہاں پر فضل بن مہان کے ذریعہ مکمل قبضہ ہےنا۔ بعد خاتم جس نے یہاں اپنی خود تھا اور کوتا  
قام کر کے دورانہ بیشی اور سیاسی انصیحت سے کام لے کر ہبہ اور است غلافت جبا یہ  
سے تعلق قائم کریا یہ جس سے ایک طوف سندان غلافت کے قدر میں شالہ ہو گیا اور مسلمانوں  
کی دریزینہ تباہ پوری ہو گئی نیز غلافت کی خوشخبری مل گئی، اور دوسری طرف اس تعلق کی وجہ سے  
دور روز اغراق میں اچاہب سے گھری ہوئی یہ چھوٹی سی مسلم حکومت محفوظہ رہا مون ہو گئی اور یہاں  
کے فیر مسلم حکمران اور جو اہم مرغوب ہو گئے، گویا دولت مانیہ سندان مسلمانوں کے قدیم خواب کی  
تعبریں کر دی جو دیں آئی، اور غلافت کا ایک اولاد نہ کرہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی  
نمایمندی ہتھی۔

دولت مانیہ سندان کی پوری داستان صرف بیانی کی اس تصریح کی رہیں ملتے ہے۔  
وہ دشی منصوریہ بن حاتم قالہ: منصوریہ حاتم کا بیان ہے کہ فضل بن مہان مولیٰ  
کاف الفضل بن ماهان مولیٰ بھی بنی سارخ سندان کو ختح کر کے اس پر فلیٹہ شامل  
سامنہ نہم سندان و غلب کریا، اور فلیٹہ ماحن کی خدمت میں ہجتی کا ختم  
علیہا! و لعنة اللہ علی الاعداء اللہ علیه! بھیجا، اس سے جذو و کتابت جائی رکھی، اور اس  
بفیل و کاتبہ دعوی الملف جد کیلئے سندان کی جاہن سکریٹ میں اس سے تحریر  
جامع الخدرا ہے، فلم ملحت قام کیا تھا مالک جب فضل بن مہان کا انتقال ہوا تو  
محمد بن الفضل بن ماهان صفاً اس کا لارکا ہمیں فضل بن مہان مانیں ہوا،  
فارغ سبعین بارحة الی میلطفت اور اخراج انہل کا جویں ہڑائے کرہندوستان کے بعد  
قتل منہم خلقاً و اقتتال فلکی روح جم یعنی مسماۃ زادکی کی سرکردی کے لیے کھلا، اور انکے

مجات بن یوسف کے لئے قدر کرو دیا، نہہ مسیدین اسلم بن زرده کلابی کے خلاف معادیہ بن حارث  
علانی اور محمد بن عمار شفیعی دو صحابی نے خود کیا، جس کے نتیجہ میں سید بن اسلم اور اگیا اور  
یہ دو قویں بھائی مسلم پر قابض ہو گئے، اس واقعہ کے بعد سعد عہدی غلبہ و اقتدار کی ہوئی اور  
بگد گد شورش برپا کی اور جب بھی موقع طائفہ مختاری قائم ہوئی، جو اسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے  
زمانہ میں داؤد بن یوسف بن حاتم متعدد کا گواہ بغاوت کا ایک جزو تھا  
بھی آیا، اس کا نام ابوصرخ تھا اور یہ ہونکہ کا غلام تھا، خود مسلمان نہ یہ کاروبار کا بشر پر فواد  
سنده میں خلافت جما سید کا، مخالفت بن گیا اور فلیٹہ ماحن کے دو احیان بس اس نے  
کھل کر بغاوت کی توفان بن جمادی نے اس کی سرکوبی کی، مخالفت بن جمادی نے سنده  
وقتیں بھی بھی کو اکٹھ کر اتنا تھیں اس کا انتقال ہوا تو اس کا بھروسہ علیان بن دینی بن کیمی، بیانی مذکور اور بھروسہ  
صلیۃ رب نعمتہ علیہ (۲۲۵ھ) نے اسے سنہ علی کی گورنری کا پرہنڈ دیا، علیان کے زمانہ میں قندیل بن پرہنڈ بن  
غیلیل نامی، یک ہرب نے قبھ کریا، ہمچوڑا نے اسے گرتا کر کے قندیل کو مکر خلافت کے باخت کیا اسراں  
ہی ایام میں سنده کے عربوں میں فائی جگہ کی مشکل پیدا ہو گئی اس میں تزاری اور بیانی صعبیت  
کی آنکھ بھڑک اٹھی، اور دو قویں گردہ آپس میں بربی طرح لڑپڑے، اس خانہ جنگی میں علیان نے  
یہ شہروں کا ساتھ دیا، اور نظر بن عبد العزیز ہماری نے تزاریوں کی طرفداری کی،

۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک یہ نامومنی حالات تھے جن کی بناء پر سنده کے پورے علاقوں  
ابتری اور بے اطمینانی پہنچی ہمیں آئی، ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں توڑہ بیوس سنده کا نظر  
منق سنبھالاں شکل تھا، چیخا نیک اطراف رجائب میں فوجی ہمہ رواد کی جانی اور فتوحات کا  
دارہ وسیع کیا جاتا، اس پر فواد کے بعد پھر ہندوستان اور بھوپات پر کسی حملہ کا پڑھنیں جلتا۔  
دولت مانیہ سندان کا قیام ان ناگوار حالات کے عین وسط میں زمانہ ماذن و محض  
بعد ما مون حدود ۱۹۴۷ء میں ہوا، سماں کے ایک آنے اور کردہ غلام فضل بن مہان نے  
سنده کی اجتوں سے بہت کرہندوستان کے ایک شہر روم کوی شہر سندان پر قبضہ جایا جس کا

اس کی طرف سے تمام ایسا حوالہ اور مورخوں کی خاموشی کی وجہ سے سنداں کی اس عربی حکومت کا تذکرہ اسلامی تاریخ میں پہنچا۔

آس کا کہ اس کا درود دم صدر اسلام میں ہوا جب کہ عام غور سے مسلمانوں کا عمل و فعل سنده بڑی میں تھا، اور ہندوستان کا یہ طلاق منعدہ بار کو شش کرنے کے باوجود ان کے قبضہ میں بھی اسکا تحد اس دورافتہ حکومت پر تقریباً ایک صدی گزر نئے کے بعد اپنے خدا ذوب، سعودی بزرگ بن شہر پار ہبھڑی، اٹھوئی، اپنے رستہ اپنے عقل، اور مقدمہ بشاری وظیر ملتے سنده اور ہندوستان کی میاحت کی اور یہاں کا جغرافیہ لکھا، دولتِ ماہنیہ سنداں کے زوال کے چند سالوں بعد سلماں تاہجود موجود شدی، اور اہل زید سیرانی ( موجود شدی ) نے ہندوستان اور پہنچنے کے علاوہ اس میں دین کیے ہیں، مگر انھوں نے بھی اس حکومت کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے، حالانکہ راجہ ہبھڑی کا ذکر نہیں کیا ہے جو اس کی حدود حکومت میں یہ سلم حکومت قائم جعلیٰ تھی اس کی وجہ ہی نہیں ہے کہ یہ جغرافیہ نہیں، اور مورث دسیاں اسے نہیں جانتے تھے اور ان کی نگاہ سے اس کے نتوء اور جمل نئے بلکہ ہندوستان اور سنده کی دوسری چار عرب حکومتوں کی ہیں سنداں کی اس ایک عرب حکومت کو بھی انھوں نے دخیراً ملتا نہیں کیجا، جب انھوں نے اپنے دلکشی ان حکومتوں کو قابل ذکر نہیں خیال کیا تو دیگر موسال پہلے کی ایک محترمی حکمہ اُن کے نتیجے کیا دین بدھ کی تھی؟

اس حکومت پر چند مزید تلاک و شواہد یہ درست ہے کہ مقصود بن حاتم اور ہبھڑی کے علاوہ عام سیرا عول اور مورخوں نے دولتِ ماہنیہ کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اس کی عترت و اہمیت کے دوسرے دلائیں بھی موجود ہیں جو اس خود مختصر حکومت کی شہادت دیتے ہیں۔

نصر بن عبد الرحمن اسکندری خوی کا بیان یا فوت خوی نے لکھا ہے:

سنداں نے قالِ نعم وحی فتحہ سبہ

مالی سنداں دلکشی ملک علیہا اُخْرَ بیت شعری تعلکار کو ختم کیا اور بالای دلکشی ملک علیہا اُخْرَ کو ختم کیا مگروب سنداں واپس کیا تو اس کا بھائی نہیں اُن کا تذکرہ کیا ہے اس نے کاتب امیر المؤمنین المعتصم بن ابی جعفر رضی اللہ عنہ کو ختم پر تجدید کر چکا تھا اور اس نے وہ دہدی والیہ ساحلِ الالمیر میں مشاعظ میں ایک عین سعید بالشی متعلق ہے مذکور کے موصفات و طولاً، و کانت الحندی فی امرِ اخْرَی۔ جانکاری اور اسکی حدودت ہیں سالوں کا تحفہ بیجا جو قہماں والیہ فقتلو و صلبیو، ثم ایک بھی ایک بھائی کا حال تجھے ہیں جیسیں اُنکے ان الہند بعد غلبہ واعلیٰ سنداں ہندوستان کے وکلے اس کے بھائی کو کہاں فتح کی کہ فتح فتنہ کرو! مسجد دہا الامامہ بیکو مجتو تھے اس نے انھوں نے ملک بنی اصل کو تسلی اور کوئی جو دید ہوں للخلفیت۔ دیدی، اس کے بعد اس ہندوستان پر قابوں پر قابوں پر قابوں پر قابوں پر قابوں پر قابوں دہان کی جانش مسجد کو مسلمانوں کے لیے جو ہبھڑیا تاکہ اسی دیواری باہمیت اور تبعید پر جیس اور صلیف کیلئے دعا کریں۔

علام بلاذری اور مقصود بن حاتم خوی کی بیان کردہ بھی چند مطہر سنداں کی دولتِ ماہنیہ کی پوری تاریخ ہیں، اور ان کی روشنی میں ہیں اس کی حقیقت معلوم کرنی ہے، اور دو قوی سوراخ اور راوی ہندوستان کی تاریخ کے خصوصی عالم و مادی ہیں، چنانچہ صرف علامہ بلاذری نے فتحہ ایلان میں فرانسیس خاد بکروج اور دبل پر جاہیں اسلام کی تسلیم ہم کی دوست کی ہے مالیت و تسلیم کی اس جم کا تذکرہ یا قوت خوی نے بھی کیا ہے، اور مقصود بن حاتم خوی نزیل الحقد نے دبل کے بہت قیاز کے میزارہ کے جھنڈے، اور راجہ ہبھڑی اور اس کے مسلمان قاتل دلوں کے بھڑوی میں مصتوہ پورتے اور چیل بن هبھڑ کے فنڈا بیل میں مصتوہ پورتے کو بیان کیا ہے، اور اس کی ان چشم دیوبالوں کو بلاذری نے ورچ کیا ہے،

بلاد الہند ملادوری ای شی اراد  
و راجہ حکومت ہے جس ایں کیوں سکا کسرے  
بحدا، فان القصبة في العرف هي سندان کو قصبة بلاد ہند کہ کر کیا مراد یا ہے،  
اچل مدنیت تفی الکوہ والانجیت کی کو قصبة عروت عالم میں سوبیا علازہ کا سب  
ولاقر ف بالھند مدنیت یقال پھر جو تابے، اور بندوستان میں سندان  
لہامنداں تکون کالقصبة وانما ناک کی ایسا شریعت نہیں جو قبک طڑ  
سندان ان مدنیت فی ملا صفة پو، اور بندوستان سے مصلح ہے اور جو دلی  
السند بینها و بین الدلیل والمنصور و منصورہ سے دل مصلح کا درد کا یہ ہے، اس  
خوش ہرا حل و لم تو صفت صفت یہ دہ اوصات نہیں ایسا کی وجہ سے  
ما یتحقق ان تکون قصبة الہند بندوستان کا لہار حکومت بن سکے۔

ابو الفتح نصر بن عبد الرحمن اسکندری خویی نے سندان کو قببت ابلاد اپنے کہہ کر اے  
احراء بزمہان کا پایہ تخت اور بادرا حکومت بتایا ہے اور کہا ہے کہ بندوستان کا شہر سندان  
پسے اطراف و جوانب کا قصبة اور دارا حکومت ہے جہاں بزمہان کی حکومت تھی، نصر کی اس  
بات پر باقوت گوئی بیسے اہر چنان فریاد کا ملی ظاہر کرنا بڑی حیرت کی بات ہے، یہ بھی نہیں کہا  
جا سکتا کہ باقوت کو سندان میں بزمہان کی حکومت کا ملہ نہیں تھا، کیونکہ بلا فردی کی خود ابلاد  
سے انخلوں نے بیگم البدان میں جلدی نہ ملت کر بیان کیا ہے، اوسا کی کتاب میں سندان کی اس  
مسلم حکومت کا حال درج ہے، ان کی نظر اس پر ضرور پڑی ہوگی، ممکن ہے کہ باقوت سندان  
کی اس عرب حکومت کو کوئی اہمیت کیا نہ دیتے ہوں اور اس بھروسی اقتدار کو حکومت د تسلیم  
کرتے ہوں کہ سندان کو قصبة اور بادرا حکومت مانتا پڑتے، یہ حال نصر کا سندان کو قصبة  
بلاد ہند کہنا یہاں پر بزمہان کی حکومت کا پتہ دے رہا ہے۔

یاقوت حموی کی بلاوجہ کی عالمی تعبیر ہے کہ نفر یہی ثقہ اعتماد و محقق کی تصریح پر  
یاقوت حموی کو کلام ہے جن کے بارے میں خواہوں  
نے مجرم البدان کے مقدمہ میں لکھا ہے۔

....الغہ ابوا افتہ نصویں بعد اتفع نہیں عبد الرحمن اسکندری خویی نے ٹھہروں کے  
الاسکندری الغوی فی اختلف ہشکل گر نہناث ناعون کے بارے میں جو کتاب  
وائستلف من اسحاء ابیقاع فوجیت کلکی ہے، میں نے سچن آؤ کی کتاب پایا ہے  
تایلیف رحل ضابطہ قد انفدا جس نے اس میں تحریکیا ہے، الہریز بن طرفی  
فی تحصیل عمر ای احسن فیہ و کام کیا ہے ..... میں نے نفر کی  
اشا، ..... فاما انافق کل مانفلت کی کتاب سے جو بات بھی نظر کی ہے اس کی ثابت  
من کتاب نصوی فقد نسبت الیہ ان آپ کی ثبوت کی ہے اور ان پر اعتماد کیا ہے نہ  
دعا تے علیہ و لوح اضم نصیبہ ولا میں نے ان کی کوشش پر پردہ ڈالا ہے اور ان کا  
اخہلت ذکر فی قبیعہ و انتہیتیہ نام پھیا ایسے ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی نیک جزا  
دی وحیہ رجم البدان رہم طوبیت دے اور ان پر دعم کرے۔

نشیپر یاقوت نے اس اعتماد و تبیین کے باوجود سندان کو قصبة بلاد ہندہ تسلیم کرنے میں  
سخت تالیم کیا ہے جس کی تصریح نظر نے کی ہے۔ ہم نہیں کہو سکتے کہ باقوت نے ایسا کیوں کیا؟  
بجزی شاعر کی ہتماوت کے بیان نظر پسند اشعار میں سندان کا تذکرہ کیا ہے اور ان میں  
سے بعض یہاں آئے ہیں، چنانچہ عاصی دوڑ کا مشہور شاعر بجزی را بوجعادہ ویدن عیسید تنفی  
۲۸۴) اسی زمانہ میں سندان آیا، اور پسند اشعار میں اس کا تذکرہ کیا، ملا حظہ ہو۔  
ولقد رکبت البحر فی امواجہ در کہت ھول اللیل فی بیاس  
سندو کی موجود پر یہ سنے سواری کی ہے  
اور بیسا کھیاں اس رنجاب کا مر جمل، اسی ہے تحریکیہ۔

وصلہ بند قلام فضل بن ماہان نے ان سے پہلاں ساٹھ سال پیٹھ بندوستان کے اکب دور  
دہنر تقاریب اپنی حکومت قائم کی، وہ زمانہ تعجب کہ خود بزرگ موصیل میں اپنی طاقت و  
شماقت کے جو ہر دکھارہے تھے اور بونو تعلیب سے برسنیکار تھے، بنو اسکے دلن عمان  
کے حالات ناگفتہ پر تھے، خوارج اور قراطے سے نبرہ آزمائی جا رہی تھی، اور سندھ میں خود  
محسروی، اقتدار و فلپہ، تھا اپنی عصیت اور نرم بھی چیقاش سے ہڑف بے اطمینانی برپا تھی ان  
حالات میں فضل بن ماہان نے اپنی قدراندیشی اور صلاحیت سے کام لے کر بندوستان کے  
شہر سندان کا رخ کیا اور بہاں خود خدا ر حکومت قائم کر کے اپنے آقاوں سے پہنچ بندوستان  
میں عزت و حکومت کی راہ پیدا کی، پھر اس کی بیت بعد خود بنو سامر کو عمان اور بختیان میں حاکما ن  
اقتدار نصیب ہوا۔

**فضل ماہان مولیٰ بنی سامر** | سندان کی دولت میں اپنے میر صرف تین حکماء گزرنے ہیں:  
 (۱) بانی دولت فضل بن ماہان مولیٰ بنی سامر،  
 (۲) دریانی حکمران محمد بن فضل بن ماہان،  
 (۳) اور آخری حکمران ماہان بن فضل بن ماہان،

فضل بن ماہان کے سندان میں غلبہ حاصل کرنے اور اپنی حکومت کر کر کی تا رکھنے ہے،  
جسیا کہ الفضل بن ماہان مولیٰ بنتی بنو سامر کے غلام فضل بن ماہان نے سندان پر  
سامنا، فتنہ سندان وغایہ، ویعت کر کے اس پر غلبہ حاصل کریا، اور علیہ ماہون  
الی امامیوت رحمة الله لفضیل کی خدمت ہے جیسا کہ جھما اور اس سے نہ دو  
وکا تھے، و دعائی فی مسجد جامع کتابت باری کی، اور اس کے پیہ جان نجد  
ا تخدذہ بخا۔

ماہون کی غلافت سازمان ۱۹۷۴ء سے شروع ہے، تقریباً قیاس بے کافضل بن ماہان  
تقریباً سندان ۷۵ میں اور کتاب اور علی ق ۲۳ میں ۱۹۷۶ء۔ ملک جن ایسا کیس میں

قطعہ احوال البلاد دعویٰ صاحب  
ماہیں سندان و بیان سمجھا  
اور بیس نے شہریوں کی شہریوں کی سانچوں کو  
سندان اور بجاں کے ماہیں لٹکایا ہے  
اسکی طرح جا کی دوسرے کے مشہور شاعر ابوالعتاب یہ متوفی  
ابوالعتاب یہ شاعر کی شہادت

ماصلی ذ اکتا افتخر قنایا یہ سندان ۔ ہلکنا عزفہ ذ الملاخاء  
کس باعث پر بھم لے سندان میں باہمی اختلاف کیا، ہلکنا ہر جان بندی نہیں کوئی تھی  
اقصر رب الناس بالمهنست الیست حق علی غدر رہم دشمنی الموت اور  
تمہاروں کو ان کی بندی و قاتلی بندوستان کی شکریہ تباہ سے مار دے ہے اور اس کا نظارہ بندوستان کی طبیعت  
ابوالفتح نصر بن عبد الرحمن امکنہ دی کا سندان کو تسبیب بلا و بندگی کو جتری کا سندان تھا اور سندان  
اشدائیں اس کا ذکر کرنا، اور ابوجعہ ہیرہ کے ایک سیاسی اور سرکاری واقعہ پر اشعار لکھا ہے  
یہ ہے کہ بیان سندان کو مرکزیت حاصل تھی اور بندوستان کے دیگر مقامات کی طرح سندان  
کوئی خیر اور معاشرہ نہیں تھا، بونو ہمارے دادا سلطنت متصورہ کے چاروں وراث دل میں ایک کا  
نام باب سندان تھا، یہ سندان کی اہمیت دم کریت کی تکلی دلیل ہے،

**دولت میانیہ کے حکمران اور اهراہ** | تھا، یہ عمان کے دیگر بنو سامر میں جنہوں نے تاریخ  
اسلام میں بڑے بڑے کارناٹے ثبت کیے ہیں، اور اس تسلیم کے ایک بیان در فرد محمد بن قاسم  
سامی نے معتقد و متعال تائب (۷۴۷ء) کے زمانے میں عمان میں خوارج اور روافض کی  
طاقت ختم کر کے سنبھی حکومت قائم کی، جو اس خامدان میں کسی نہ کسی اندماز میں ۶۱۲ھ تک  
قائم رہی، نیز راجی محمد بن قاسم راجی نے ان میں ایام میں ملتان کو فتح کر کے بیان بھی اپنی  
حکومت قائم کی، اور دو ہزار حکومتوں میں جماںی طفائر کے نام کا خطبہ باری کیا، بنو سامر کے  
لئے سندان طریق ۷۵ میں اور کتاب اور علی ق ۲۳ میں ۱۹۷۶ء۔ ملک جن ایسا کیس میں

او کرتے اور خلیفہ کے پیسے دعا کرتے ہیں، اس سے پہلے اوجم منصور کے ہدیت اس کے تربیت  
گندھارا میں تھوڑے بن جعل نے فتح کے بعد ایک مسجد تعمیر کی تھی، لیکن سلطان کی جامع مسجد اپنی  
شان و شوکت اور پاٹاری کے اعتبار سے بادشاہی میں اسلام کا پہلا قلعہ تھی، اور مغل اسی  
شان سے قائم رہی جس میں مسلمان بہادت اور دعا کرتے ہیں۔

**فضل بن ماہان** نے دور امیری کے کام لے کر اپنی خود مختاری  
**جاتی خلافت سے واپسی** میں بھی خلافت سے واپسی قائم رکھی، اور ماہون سے خط و  
کتابت کر کے اپنی ریاست کو مرکاری طور سے خلافت اسلامیہ کا ایک حصہ قسم کر کر خلیفہ  
کے نام کا خطبہ اور اس کے حق میں دعا کے خیر کا اہتمام کیا، نیز ماہون کی خوشیوں کی حوصلہ  
کے یہ باتیں کا تخفیف پیش کیا جو خلیفہ بند اور اہل بغداد کے لیے بڑا پیچہ تھے، اس طرح  
فضل بن ماہان نے سندھ کے ایجادوں میں ہندوستان کے ایک محفوظہ وہ ماہون خلیفہ خلافت  
اسلامیہ اور اسلام کا ہم بلند کیا، ویا غیرہ مختصری مدت کے اندر بے سر و سامنی کے باوجود کافاناہ  
ایک غلام کے لیے آقائی اور سروی کی سنبھالے ہے،

**سلطان کی یہ حکومت پر کخشی تھی، اس لیے فضل بن ماہان کے**  
**محروم فضل بن ماہان** مرنے پر اس کا زکار محمد بن فضل حکومت کا ملک ہوا، اس کے باسے  
یہ صرف تصریح ملتے ہے۔

غایماً امّا قائم عدیب، الفضل بن فضل بن ماہان کے حدود کا لامہ ہوئے فضل بن ماہان  
ماہان مقام فضل اور فضیلین بائیش (۷۰۰) ویرجینیا (۷۰۱) کا بیان کیا ہے اور سندھ سلطان کے بھری  
بادجھہ (۷۰۱) میڈا لامہ فقط منصور (۷۰۲) کی سرکوبی کے لیے تھا، اور انگلی ہی تھا دوسری کوئی  
خلقاً و افتتح فاتی و درجم راتی سلطان نیز اس تھا اور فتح کیا، اور جب سلطان داہیں آیا اس  
وہ تغلب علیہما اُخْرَ لَا

نے اس زیاد سے پہلے یا اسی سلطان میں پندرہ اس تھم کی مولیٰ بلا قدری کے لامعاً فنا لاتا ہے میں  
کہ اس نے سلطان کو فتح کر کے قلعہ حاصل کیا اگر خیال ہے کہ اس کے پیسے فضل کو کوئی بڑی فوج  
کشی نہیں کرنی پڑی ہوگی، بلکہ ہمارا عجائب گھر اور امان کے حرم کی ہوں اور مسلمانوں سے پہلی  
عصیدت و محبت لے اس کے لیے زین ہو اکبر کی بھل، اس واقعہ سے چالیس بیجاس سال  
پہلے سلطان کے قریب اور بد احتیاط عار دبجا جبوت اور گلہار اصلح بھڑوچ، میں مشکلہ کی  
گورنر شاہنگہ بولی کی تھوڑات بھلے بھلے کے لیے اور خوبی اور خوبی کے لیے اور کوئی بندی تھا اور  
وہ اس کے دھردار کو اپنے لیے باعظی خیر و برکت بخواہ لگتے ہیں، اس لیے اخنوں نے فضل بن ماہان کے  
اقلام کو خوش آمدید کیا ہو گا، اس کا جبوت بعد میں مقامی خیر سلوں کا داد دعیتے ہے جو اخنوں نے فضل  
کے خداونکی برادر ماز خاڑ بجی ہیں، اختیار کیا تھا، کہ ان کے نزدیک یہ جو جہانی حق رضا کا کام  
ریا، اور سلطان سے ماہیوں کی حکومت کے خاتمے کے بعد جب اس پر اپنا قبضہ کیا تو دہل کی بھات  
مسجد کو مسلمانوں کے حوالہ کر کے اس میں نماز پڑھنے اور خلیفہ اسلامیہ کے حق میں دعا کرنے کی عالم  
اجازت دی، مملکت بلہرہ اور اس کی، عایا کی یہ عالی خوشگلی ہر طرف قابلِ داد ہے، اور آجھکی کی  
حکومتوں لہر ان کے حرم کے بیٹے مشعل ناہ ہے، فرسوٹاً بندوستان کے لیے اس میں بڑی محبت  
فضل بن ماہان کا سب سے بڑا کام ہے وہ بوسارہ کا غلام ہے تے ہوئے  
اس کے کارنامے

ہندوستان میں ایک خود مختاری ریاست کا ایسی ہوا، وہ اپنی خود مدد مندی  
کا جو ہر یوں بھی دکھا سکتا تھا کہ عمان سے بھل کر سندھ میں کہیں غلبہ حاصل کر لیتا، یہاں کہ اس  
وقت پہنچنے والے مغلیبین کام کرنا ہوا تھا، مگر اس تے اپنی قابلیت اور سیاست سے کام لے کر  
مملکت بلہرہ کے قلب میں جگ جنائی، اور اس خلافت اسلامیہ اور خلیفہ اسلام کا نام اور پنج  
کے خلیفہ مہدی کے خواب کو ہندوستانی میں پورا کیا۔

اس نے سلطان میں ایک خلیفہ ایشان جامع مسجد بنوائی  
سلطان میں جامع مسجد کی تعمیر اس میں مقامی مسلمان ہجوں اور فوج و قریب خاڑ بھاڑت

حدیث ان کا قلع قتھ کر کے سمندری اور ساحلی من و مان برقرا رکیا، فنا ہر ہے کہ اس کے اس  
اہم اور مفید کاروں میں کا اثر غیر ملکی تاجریوں اور مقامی باشندوں پر پہنچات اچھا پڑا ہوگا،  
اور اطوات دجوائب کے رابطے میں خوش ہوئے ہوں گے۔

### پالی تحانہ سورا شتر کی فتح

بحری قراقوں کو شکست دینے کے بعد محمد بن فضل کا فتح ہو سد  
بلند پوگیا، اور اس نے اسی بحری جہیز پالی کو فتح کر کے سدن  
کی سلم ریاست کا حلتوں سمجھی کیا، این خداونبے نے ان اطراف کا درکرتے ہوئے فتح اور  
بھروسے پیٹے قال دیا، کا نام لکھا ہے، یہ پالی سورا شتر میں گوگھ بندگاہ کے تربیت اتنے  
ہے، ابو الفضل نے آئین اکبری میں لکھا ہے کہ سورا شتر میں کوہ ستر و جم کے دامن میں ایک  
بیت بڑا قلعہ ہے، اور اس پیٹا کے اوپر پالی تحانہ کا قلعہ ہے، فی الحال یہ آبادیوں ہے مگر  
آبادی کے لیے ہے، بہاں یعنیوں کا بہت بڑا مندرجہ ہے، گوگھ کی بندگاہ اسی علاقے  
قلع رکھتی ہے، غالباً اس زمانہ میں پالی تحانہ کا یہ ساحلی اور پیٹا تری ملا جان بحری ذاکوؤں کا  
مرکز رہا ہوگا جس پر محمد بن فضل نے تبدیل کر کے ان کا صفائیا کیا، اس کے دور حکومت میں  
اسے بردست بحری ذریعے کا ہوتا بحری ذاکوؤں کی سدن سے پالی تحانہ تک سرکوبی کر کے  
اں و مان فلک کرنا، اور سورا شتر تک پیش کر کے پالی کو سدن کے ماحصل لانا، یہ سب وہ  
عظم اشان کو نہیں ہیں جن کو سورا شتر کو شکست دی کی حکومت کا نہیں بلکہ سدن کی دوست  
ماہانہ کا حاصل کیا جا سکتا ہے، اور محمد بن فضل کو اس کے بجائی مان بن فضل کی ناعافت  
انہیں سے دوچار یوناٹ پیٹا اس سے اس حکومت کو بہت فائدہ ہوتا، اور اس کے  
فاتحانہ خویسطے اور عالمگیر سماں میں اس نے سندھ و جنوبی صحریوں کا میانی اور نیک نامی کے  
ساتھ باقی رکھنے میں مددگار ثابت ہوتیں، مگر یوسوس کیسے اس نہیں کے کامیاب داہم سے  
آتا تو سدن بیان نقشہ اور ہی بن گیا تھا، اور بھائی سدن کی شہروں و دوگنگے نامہ اخفاک اس پر

بے حکومت بھونڈی تھی وہ قلع اور کوکول کا سفالیا [دہ دلختنت می تو بھی اور بھری ذاکوؤں کا سفالیا] دن حکومت کی، مگر سدن میں اس نے  
بھوکومت بھونڈی تھی وہ قلع اور کوکول کے پاپ نہ گئے  
بھوکومت بھونڈی تھی وہ قلع اور کوکول کے پاپ نہ گئے کہ محمد بن فضل نے حکومت  
بنھاتے ہی اس کے سلودیہ عاختے اصریح بیان و مان قائم کرنے کی بھم شروع کر دی، سدن  
اہم ترین بندگاہ تھی رجہاں سے سیرات، بیرون، خداونبی، سرکوب اور تین تک بجا رہیا ہے  
آئے جاتے تھے اس میں محمد بن فضل نے اپنے ددہ میں بحری طاقت بیٹھ کر بھی بڑا بھی بڑا تار  
کیا، اس کی بحری قوت کا اندازہ اس سے پڑھتا کو کروہ ہشنہ جان، سماںی میانات ہے، باد  
اور سندھریں ذاکر قاتم والے میدیتی بھری ذاکوؤں کی سرکوبی کے لیے ستر بیانوں ایڑا، انجلا اور  
ان کو جس بس کر کے بحری امن قائم کیا، ان بھری قراقوں کی آبادیاں بیوں سے مدارجے کے  
سرحد تک پہنچی ہوئی تھیں، این خداونبے نے لکھا ہے کہ مہریں رو، یا نے سندھ میان  
سرحد اور تکین تک چاروں کی مسافت ہے اور اس پر سے علاقوں میں سرکش اور جو آبادیں ہیں یہاں  
سے اگے در فرض پر میدکا ملا جاتا ہے، مکھڑی نے لکھا ہے کہ میدکم ہر جان سے لے کر لیتا ان  
مک باد ہے، اور مہریان اور تکین کے در میانی میانوں میں ان کی جھاگاہیں اور آبادیاں ہیں  
ان علاقوں میں ان کی کثرت ہے، یہ بھری قراقق مالا بار، بیوں، سندھ بکر سقوط میں تک بھری  
راہ مسافروں اور سا جزوں پر تباہ کیے ہوئے تھے، ان کے پاس بڑی طاقت تھی، بڑے بڑے  
بیازوں کو بڑی بینا ان کے لیے معمولی بات تھی، ہندوستان کے ربے مہاراہے تک اس قوم  
سے عاجز تھے، اسی گردو نے رایہ کے نتھے میں سندھ میں ایک جہاڑ کو لوٹا اور اس میں  
سو ار سلان غور و قل کو قید کر کے شمار مال و اس باب پر قبضہ کیا، اور راہرے ان کے مقابلہ  
سے صعدوری طاہر کی جس کے نتھے میں محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا، اسی ایک داہم سے  
یہاں کے بھری قراقوں کی قوت و خوکت کا اندازہ ہو سکتا ہے، مگر محمد بن فضل نے ایک ہی

ہاں کی یہ بخوبی سندان کی خود مجنون حکومت کے حق میں مضر ہاتھ پہنچی۔ مقامی علاالت اور ہندوؤں کی ذہنیت نے اس کے اتفاق کا فناٹ گردانا تجویز ہوا کہ اسی کے ہاتھوں یہ حکومت یوں ختم ہو گئی کہ ہندوؤں نے محمد بن فضل کا سامنہ دے کر ماہان بن فضل کو سولی پر لکھایا اور اس کے بعد اخنوں نے خود کی سندان پر قبضہ جایا، اس طرح سندان سے دلوچہ ماہانیز کا چڑائے گل ہو گیا۔

سندانہ سے پہلے ایک فتنہ اور بعض قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ سندانہ میں باہمی مامون کی فتوح کی مدد غلت آؤیں اور برادرانہ جنگ کی بینا وجہہ مامونی ہی ہیں ۲۰۷ میں سے پہلے پڑھی تھی اور وارا الجلاح فتحہ اور کوئی قوت نہ اس میں جانب دشمن نہ یہ اختیار کیا تھا، اس سلسلہ میں کتاب الانتفافی کے ایک واقعہ سے کچھ روشنی ملتی ہے، حسن بن سہل کے میراثیوں کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مامون کے فوجی سپاہیوں میں ایک رقصہ پڑا ہوا پالیا گیا جس میں دعا شعرا درست تھے، جب اس کو مجاش بن مسده کے پاس پہنچا گیا اور اس نے دیکھا تو کہا کہ یہ اشعار ابا العطا ہے، میرزا ۲۱۲ میں کے ہیں، وہ میرزا ۲۱۳ میں کے ہیں، اس نے اسے اشعاریں بھجوئے خطاب نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق وزیر فضل بن سہل متعلق ۲۰۷ میں ہے یہ سن کر سپاہی وہ رفعہ فضل بن سہل کے پاس لے گئے، اس نے پڑھ کر کہا کہ اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا، شدہ شدہ اس کی خبر خلیفہ مامون تھی تو اس نے بولا کہ وہ میرزا پاس ہاؤ، میں اس کی علامت کو پہانتا ہوں، اس قدر یہ دو اشعار کئے ہوئے تھے،

ما على ۱۱۳ فترقت اليه سندان وما هكذا اعدنا الاحباء  
هم نے کس بات پر سندان میں باہمی افتراق و اختلاف کیا، تم تحریر سیف کی میانی پرندی اپنی دیکھنی  
تضریب الناس بالمعنده الیه شخصی على عذر لهم و تنی العذاء  
تم و گوں کو ان کی سمع عقولی پر پہنچوئا ان کی شیشیوں کے سامنے جو اور ان کو فدا کر دیا کہ جو ہو گئے ہو،

تبصر کریں تھا، فضل بن ماہان یا محمد بن فضل کے در حکومت میں سندان ایک بڑے فتنے سے دوچار پرواتھا جس کا تعلق حکومتی سندان کی حالت سے تھا، اس کی تفصیل بعد میں آرہی ہے۔  
دو تھوڑے سے سندان کے تسری اور آخری حکمران کے بارے  
ماہان بن فضل بن ماہان میں لکھا ہے کہ،

وَرَجَمُوا سِنْدَانَ وَقَدْ طُبِّعَ عَلَيْهَا عَلَى فَضْلٍ بْنِ مَاهَانَ وَأَبِيهِ مَاهَانَ وَأَبِيهِ مَاهَانَ كَاتِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ الْمُعْتَصِمِ بِاللهِ كُرْكَاجَا تَعَادُوا سَلَامًا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ وَأَهْدَى إِلَيْهِ سَاجِدًا مِمَّا يَلْعَظُ ۖ ۲۱۴ میں سے سرکار مکالمہ پر اشارہ  
وَطَوْلًا، وَكَانَتِ الْعِنْدِنَ فِي أَمْرِ أَخِيهِ جَارِيًّا كَرِيًّا، اس کی خدمت میں ساروں کی ایجہ  
هُنَالِوَاعِلِيَّةِ قَتْلَوْهُ، وَصَلَّيُوْهُ، شُمُّ بُنِيَّهُرَمِی اور بُرَیٰ بُلْکُرَنی تَحْفَزِی سُبُّیٰ کِی اس کی  
ان الْعِنْدِنَ بَعْدِ وَغْلِبَوْا عَلَى سِنْدَانَ مَثَلُ شَكْلٍ ہے، مگر سندان کے ہندوؤں کے  
ذُرُوكَوْسَمْجَدَهَا الْمُسَلَّمِينَ يَحْمِلُونَ بُجَانِیٰ مُحَمَّدِ بْنِ فَضْلٍ كَطْفَارَتْهُ اس پر ہاتھوں  
نَیَّهُ، وَيَدِ عَوْنَ الْخَلِيفَةِ ۖ ۲۱۵ میں سندان بن فضل کو قتل کر کے سولی دیدی، اس کے  
بعد خود سندان پر قبضہ کر کے اس کی جائیج سُبُّیٰ ماند  
کے سے چھوڑ دیتا کہ وہ اس میں جماعت قائم کریں  
اوْ خَلِيفَ كَعَنِی میں دعا کریں۔

خُوش کر مانان بن فضل بن ماہان نے سندان پر قبضہ کرنے کے بعد آگے دیکھا تو بڑھ کر خلیفہ  
معتصم سے اپنی حکومت کے جواز کے لیے احراق کا پرواز حاصل کرنا چاہا اور اسے خوش کرنے  
کے لیے تخفیف بھیجا، مگر تھجے مژہ کر نہیں دیکھا کہ مقامی حاکم اور سندان کی سیاست کا انتہا کس  
طراف ہے، محمد بن فضل کے کانٹا مامون اور اس کی نیک نامیوں کے مقابلہ میں اس کے بھائی

آیا ہوگا، اہم کی تدبیح حکومت کم و بیل دس سال پہلی جب کہ دوسرے حکم ان محمد بن فضل کی  
 حدت حکومت ہی اسی کے قریب رہی ہو گی، مامان بن فضل بن مابان نے بڑی چالاکی سے خلیفہ  
 عثمان باشہ (۶۴۷ء تا ۶۵۶ء) سے تعلق پیدا کر کے خط و کتابت جاری کر لی اور نہایت اعلیٰ  
 قسم کا ہدیہ معاذ کیا تاکہ اس کی بھروسی حکومت خلافت کی طرف سے استقلالی حکومت کا پرواز  
 حاصل کر سکے، یہ قلب و بیکوم (۶۴۸ء تا ۶۵۷ء) سے شاعر کے درمیان کسی وقت ہوا، اگر ماون کے زمان  
 میں ہوا تو پھر مابان اسی سے ملاقات کر کے تخت خانع اسی کی خدمت میں روانہ کرتا جب  
 محمد بن فضل اپنی ہم سے منظفر و منصور واپس آیا تو مقامی ہندوؤں نے اسی کا ساتھ دیا اور میان  
 کو قتل کر کے سولی سے دیا، معلوم ہنس، میار کی مداخلت سے برادر غاذ جنگی خشم ہونے کے  
 بعد سعدان کی سلم حکومت کوچو دنوں پہلی ہر محمد بن فضل کو دوبارہ سعدان میں انتقال رکھا، یا  
 ہیں، ابلافری کا اندازہ بیان تبارا ہے کہ مابان کے قتل ہوتے کے بعد ہی ہندوؤں نے  
 بہاں قلعہ کر لیا تھا اور سعدان سے دولت مابان کا چڑائی اسی وقت مل ہو گیا تھا، میلان  
 جنگی میں بنداؤ کی فوجیں نے مخالفت کر کے اس حکومت کو باقی رکھا، مگر دوسری خاد جنگی میں  
 ہندوؤں نے مخالفت کر کے اس ختم ہی کر دیا، البتہ انہوں نے مسلم اؤں سے اور خلافت  
 سے مخالفت کر دی تھی کیونکہ دہاں کی جامع مسجد مسلمانوں کے والا کردی اور حربیان  
 نماز پڑھنے اور نماز اسلام سے اتنی سی روکرئی کی پری آزادی دی، میزبانیت بعد تک  
 مہاراجگان بھر لئے تھے (پیغمبر مسیح، سعدان، فاہیل اور دوسرے مرکزی مقلات پر جہاں  
 مسلمانوں کی آبادیں تھیں اپنی طرف سے مسلمانوں کی مقرری ہوئی کہ میں میں میں میں  
 ہر دو زن بردھن، کہتے ہیں بزرگ قضاۓ اکابر ایک بڑا ہوتا تھا جس پر صحن مسلمان تباہی پڑتے  
 تھے اور وہی مسلمانوں کے تمام امور و معاملات کا تھا اکابر ایک بڑا ہوتا تھا جس پر فضیلہ مہاراجگان  
 بھر کا فیصلہ نا جاتا تھا۔

بڑا ترین خاتم جنگی میں دولت مابان کا خاتم انسوں کو سعدان کی پیغمبر مسیح اور مسلم ریاست

اپنا سلام ہوتا ہے لکھنے سے پہلے ہمیں میں سعدان کی حکومت کے بانی فضل بن مابان  
 کا انتقال ہو گیا تھا، جس کے بعد میان اور میان بن فضل حکومت کے  
 لیے آپس میں لڑپڑے تھے اور بڑا کمپسے کے مقابلہ تاریخ سوت اختیار کر گیا تھا، جس  
 کی وجہ سے اس میں مرکز باغداد کو قوبی طاقت اپنے مال کرنی چاہی، مرکزی خاقات محمد بن فضل  
 کے حق میں تھی جس سے اس نے حکومت مال کے میان کے ساتھ سعدان کے باہر  
 قیام میں اور نتویعات کے لیے سلسہ جنگی شروع کر دیا، اور اس انجامی مابان اپنے فضل  
 مناسب موقع کے اختیار میں کچھ دنوں کے لیے خاصی بجیکیا، اور اسی ایک  
 محمد بن فضل سعدان چھوڑ کر ایک بڑی ہمپر بٹکا ہے تخت و تاثر پر بستہ رکھا، اور اسی  
 نے سعدان کی برادر اشتعلی کے مرثیہ میں خلافت کے ایسے ذمہ دار شخص کو عاقبت کیا ہے،  
 جس نے یہاں تلوار کے زور سے محمد بن فضل کا ساتھ دیا، اور اس دفعہ اتنا وچھوڑ لئی  
 اسلامی ریاست میں سطح و مصالحت کے بجائے خاقات و سیاست کی روشن اختیار کر لے  
 خون خراہی کیا۔

ابوالعتاسیہ کا حساس دل، اس جفا پر تڑپ اٹھا اور عالمات کی زیگت کو دیکھتے ہوئے  
 اس کی زبان نے اس قوبی اقدام پر سہم احتجاج کیا، امامون کی فتح میں ان اشعا کا مانا،  
 اور مسکاری افسر اور فریر کے بعد خود مامون نک اس کا بہنچا بتارہا ہے کہ یہ قوبی اقدام بڑا  
 خطا ہاک اور زبردست تھا، مجاش بن مسعودہ نے ان اشعا کو دیکھتے ہی بتا کہ ان کا فک  
 ابوالعتاس ہی ہے اور اس کا مخاطب خلیفہ مامون کا وہی ابوالعتاس فضل بن سہیل ہے، مگر اس  
 نے بھی اس کا ادکار کر دیا، آخر میں خود مامون ان کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ کون مخاطب ہے، مگر  
 اس نے مصلیناً سے خلا پر تھیں کیا، وزیر فضل بن سہیل کی موت ۲ ربیعان ۷۳ھ بیان  
 ۷۳ھ میں ہوئی اس کا مطلب یہ ہے کہیے واقعہ اس سے پہلے کا ہے، خیال ہے کہ سعدان  
 ۷۳ھ میں اس کے پیٹھے حاکم فضل بن مابان کے مرے پر دو لڑ بھائیوں کی بانشی کے وقت پہلی

وابستہ رہی اور حکم سندھ سے علاقہ رہا، الغرض سندھ کی بخشی خود جنگ رکھنے والے خلافت سے متعلق رہ کر اندوں نیں معاملات ہیں بالکل آزاد تھی، البتہ بوقت ضرورت مرکزی فوج اخواز جوتا تھا، مامون اور محظوم کا دور خلافت دشمنوں کے دو میں سندھ کے قبائل عالٰ و حکام سے شدید محب، اس اعتبار سے پہنچا کر تھا کہ اس میں سندھ کے ساتھ ہندوستان کا ایک حصہ بھی خلافت ہبایہ کے تحت شامل نہ ہے جس باتا عده عالٰ و حکام امداد کے ہاتھ تھے، اور سندھ کے ہمار اطاعت شواری اور داداری کے ہندوہ سے بغداو کے ہاتھ تھے، اس طرح بیک وقت سندھ اور سندھ دو نوں خلافت کا علاقہ تھے اور دو لائے جگہ کے حکام اور حکمان جماںی خلفاء کو اپنا سر پرست سمجھتے تھے، اس درمیں سندھ میں حسب ذیل جماںی عالٰ تھے۔

بشر بن داؤد بن بزید بن حاتم مبلی خلیفہ مامون نے اپنے دور خلافت میں بشر کو سندھ کا بشر بن داؤد بن بزید بن حاتم مبلی حاکم مقرر کیا، جو سالانہ ایک لاکھ روپے مرکزی کروڑ داداری کرتا تھا، پھر اس نے سرکشی کر کے یہ رقم بند کر دی تو مامون نے اس کی سرکوبی کے لیے ۱۷۳ میں فتح بیان صاحب کو بھیجا، جس سے بشر شکست لگا کر کرمان میں پناہ گزیں ہو گیا۔ مامون نے اس کو ۱۷۴ میں سندھ کی حکومت دیکر بھیجا، اس کی آمد عسان بن بخاری کے موجب بشر بن داؤد امان لے کر کرمان سے باہر چلا، اور ۱۷۵ میں فسان اسے لے پہنچایا۔

موئی بن بھیجی بریکی اس بات بنا دیتے ہیں کہ جنہوں دجالے وقت اس کو سندھ کا حاکم مقرر کیا اہم روایات میں جو کہ موئی بن بھیجی بریکی کو خود مامون نے حاکم بنا یا حکمان نے اس امان کے قیام اور حکومت کی تو سین کا کام کیا، یہاں تک کہ جب امون کے بعد محظوم کا دور خلافت آیا تو محض قدر نے سراخ ہایا جو حکومت کے نزدیک ابا عث بنا معمتم نے اس میں کوئی حصہ نہیں یا۔ اور مقامی ہندوؤں نے اپنی سیاست کے کام لے کر اس پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد جب تک یہ حکومت قائم رہی جو کہ سے

بائی خانہ جگی اور جسے عالمی صدی سے زیادہ تک کہ مسلمان کے ساتھ دہلی تک، اور جو ہی سالوں میں وہی نظر کی طرح تھا کہ ہوئے ختم ہو گئی، اگر اس کی ابتداء طلبیہ مامون کے ابتدائی دور ۱۹۶ میں سے ملتی جاتے اور اس کا دور خلافت بالآخر کے آخری دور ۲۲۷ میں تسلیم کی جائے تو اس حکومت کی پوری مدیرت صرف اتحادیں تھیں اسی ہوتی ہے۔

نظام حکومت، نہ رہب، اور خلافت سے ان متعصب کی طرح تھا کہ اسے بنو میان اپنے آقا بن سامر کی خلافت کے طفیل اور عمان اور میان میں اپنی حکومتیں قائم کر لے جائیں اسے سختے اور جس طرح بنو سامر، عمان اور میان میں اپنی حکومتیں قائم کر لے جائیں اسے اپنے نام کا خطبہ پڑھ کر اسے سختے اور عمان اور میان کے موالی بنو میان سندھ کے طفیل اور علاؤ دین خلفاء کے نام کا خطبہ پڑھ کر اُن کے حق میں نہروں پر دعائے خیر کر تھے تھے، بنو میان کے بیان اور اس سے دوستے اپنے زمانہ کے طلبیہ کے پاس اپنی جنیت کے مطابق گراں قددہ ہوایہ و کالنکت بھیے مکر خلافت بغداد میں اس حکومت اور اس کے حکمرانوں کا چاقا خاصا اشارہ درشتہ و عطا اور ان کی مدد اوری کو سندھ سے سندھ کا ایک حصہ بھجا جاتا تھا، اس علاقے سے جماںی خلفاء برادر است دل جبھی رکھتے ہیں، چنانچہ مہدی جماںی نے خلافت سنجائی ہی تسلیم ہی ہے اسے فرقہ کشی کرائی، اور جب اس کے تقریباً چالیس سال بعد بنو میان نے اپنی حکومت قائم کر کے اسے جماںی خلافت کی حدود میں شامل کیا تو خلیفہ مامون نے اسے فدائی تسلیم کر لیا، اور اس کے بعد خلافت میں جب ایک مرتبہ یہاں فتنے نے سراخ ہایا تو اس کی فوجیں نے طاقت کے ذریعے اسے دبایا جس کی وجہ سے ۱۷۶ تک یہاں پھر کوئی خلافت اپنے انہیں پورا کا، اور بعد سے حکمان نے اس امان کے قیام اور حکومت کی تو سین کا کام کیا، یہاں تک کہ جب امون کے بعد محظوم کا دور خلافت آیا تو محض قدر نے سراخ ہایا جو حکومت کے نزدیک ابا عث بنا معمتم نے اس میں کوئی حصہ نہیں یا۔ اور مقامی ہندوؤں نے اپنی سیاست کے کام لے کر اس پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد جب تک یہ حکومت قائم رہی جو کہ سے

بَتْ سے ابجا کر کر وہ اس لئے کو اچھا کر دے، یہ سب تھوڑی دیرخاک رہے، پھر آکر کہا کہ یہ نہ  
بَتْ سے دخواست کی اور اس نے ہماری دیرخاک سنتھوڑ کر لی ہے، مگر تھوڑی دیر کے بعد  
وہ بڑا ہو گیا، جس سے راجہ نے سخت تنفس ہو گرت خانہ کو منہدم کر دیا اور بَتْ کو توڑ دیا،  
پھر اس نے عِیَفَان میں تعمیم مسلمان تاجروں کی ایک جماعت کو بلایا، تجویں نے اس کے ساتھ  
توحید کی دھرم پیش کی اور وہ مسلمان ہو کر موجود ہو گیا۔

نَدَهَا دَتَّتَتْ كَالْمُسْلِمَ رَاجِهِ  
ماون کے زمانہ میں شَدَّدَتْ میں بَتْ اور سَدَّه کے ایک  
ماجرے نے اسلام قبول کر کے کہہ کر یہی زمانہ پیش کیا اور  
ماون کی مرمنی کے مطابق اسے کجہ میں ایسا ذیشی شان سے رکھا گیا، اس کی تفصیل فاسی نے  
شفاء الغرام میں بیان کی ہے۔

نَاهِيُونَ كَيْ أَكْسَاطِ مُعاصرِ راجِهِ سَامِرِيِّيِّيَّا قَبُولِ سَلَامِ  
ناہیوں کے ایک ساطی معاصر راجہ سامری کا قبول سلام | سنان میں آل ماون کی  
اور الابار میں اسلام کی تبلیغ اور مساجد کی تعمیر | حکومت میں شباب میں  
جنوبی ہند کے ساحل بالا باریں اسلام پذیرت غیب اندازیں داخل ہو، اور ناہیوں کا ایک  
عمران اور معاصر غیر مسلم راجہ خود کو اسلام کی آنون میں آتا، یعنی دوسری صدی کے خاتم  
پھر اپار کے راجہ یہیں اسلام قبول کیا، جسے عربی میں سامری کہا جاتا ہے، اس وقت  
لے طیبار، ڈینہ، اکیرا، فیرہ میں اشاعت اسلام میں مددی، سامری کی شخصیت  
جنوبی ہند کے قدم اسے پہنچا، رڑی کپٹش ہے اور اس کے باسے میں طرح طرح  
کی باتیں شہر ہیں، زین الدین اور ابراری طیباری نے تھنڈا الجاہدین فی الجن اخبار  
ابر کا یہیں میں سامری کے اسلام لائے اور جنوبی ہیں میں اسلام کے پھیلنے کا عالم نہایت  
تفصیل سے درج کیا، یہ کتاب ۱۹۴۲ء میں کی ہے، جبکہ سنان میں کیا ہے کہ مسلمان  
فترار کی ایک جماعت عرب سے قدام کی نیارت کے بیان میں موجود، اور من رستان

بعد میں عمران نے پیر حم سے محدث کر کے سَدَّه میں پانی حکومت کا پردہ اندھا میں کر دیا، اور  
اپنے باپ کی طرح بہاں بوجہ میں اس کا اعلان کیا، ابجا میں سے، شریر دسکش جاؤں سے جنگ کر کے  
ان کو زیر کیا، قندابل میں ایک جمیں بدل لئی ہے، اپنی حکومت ڈائم کر لی اور بنو جہاں سے  
علیحدہ پور کر مستبد ہو گیا تھا عمران سے اسے زیر کا اعلان اک سے مرضہ دوں کو گرفتار کیا۔  
قیاقان کے قریب بیضا نامی ایک شہر آمد کر لے اسے وہی پاریز نام، عمران بڑھ دیور کر نہ دے  
کے بگٹے پرے حالات درست کر رہا تھا اک سَدَّه میں آئیں اور جہاںی صیحت پھوٹ پڑی  
اور بیتی و نزاری اپس میں لٹپٹے، عمران نے نیتوں کا سا خودیا اس کے مقابلہ پر عمران  
عَدَ العَرَبِ بِهَارِی نے نزاریوں کا ساتھ دے کر عمران کو قتل کر دیا،

عَنْبَيْنَ اسْحَاقَ عَنْبَنِي | اس نے پھر سَدَّه کے حالات درست کیے، اس نے دیہن کے  
بَتْ خانہ کے مینارہ کو گرا کر خیل خانہ بنوایا اور شہر و بَل کی مرمت اسی مینارہ کے پیڑوں سے  
کروائی، خلیفہ متول نے سَدَّہ میں اسے محاول کیا،

سَنَانَ كَمِيلَ قَنْدَابِلَ | سَنَانَ کے ناہیوں کے یہ پانچ معاصر حاکم تھے جو خلافت  
محمد بن خلیل قنڈابل کی طرف سے سَدَّه پر حکومت کرتے تھے، ان کے علاوہ  
قندابل میں محمد بن خلیل نامی ایک اور معاصر خود مختار جکو ان بتا، یہی عمران نے شکست دی۔  
عِیَفَانَ كَالْمُسْلِمَ رَاجِهِ | اس وقت ان مسلمان تکریزوں کے علاوہ ایک اور مسلمان حکمران  
دریسان عِیَفَان نامی شہر کا حاکم تھا، یہ پہنچوں دیا جو تھا مگر معمتم بائش کے دو خلافت میں بیت  
انگریز طور پر خود کو دہلی مسلمان ہو گیا، بلاد فرزی کا بیان ہے کہ یہ راجہ طلاق عقلانہ تھا، یہاں کے عوام بہت  
پرست تھے، ان کا بہت بڑا بہت قلہ بھی تھا جس میں بہت سے بھاری رہتے تھے، ایک مرتبہ  
راجہ کا ایک لڑکا بیمار پڑا تو اس نے بَتْ خانہ کے پیاروں کو دیباں میں بنا کر کہا کہ تم لوگ اپنے

بات صحیح ہے، آجکل دوسویں صدی ہجری، عوام میں مشہور ہے کہ یہ ماچنے والوں میں موقن ہے نہ کہ سحر میں، تاریخ فرشتہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ دو چند سالات میں مسلمان ہوا، بعض تحقیقی بھی اسی کے قابل ہیں، مگر دولیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ دوسری صدی کے آخرین یا تیرتی صدی کے شروع میں تھا، بعض مغربی تحقیقیں نے تو یہاں تک کہ دیا ہے کہ سامری دیرہ مال (۲۵ اگست ۷۸۵ھ/۱۳۰۷ء) کو لاپارے نکلا، وہ ۷۸۷ھ (۱۳۰۹ء) کو ساحل عرب پر پہنچا اور ۷۸۴ھ (۱۳۰۸ء) میں فوت ہوا، اور اس کی موت کے درساں بعد اس کے رفتار ۷۸۶ھ (۱۳۱۰ء) فوجی طیاریں پہنچے، تفصیل کے لیے تحقیق انجام دینیں اور رجال اللہ و ائمہ طائفہ پڑھو۔

راجہ سامری کے مسلمان ہوتے اور اس کے عرب رفقاء کے لاپارے میں تبلیغ اسلام اور تعمیر مساجد کا زمانہ غلیظ سامن کی خلافت کا نہاد تھا جس کے نام کا خطہ سدنان کے دو بیانی عکاروں نے پڑھا تھا، اگر سامری کی ہرگز نوٹاکی ہوئی تو جزوی ہند کی عظیم سلم حکومت ہوئی جو خلافت جما سرکی نیابت میں خود عناندارہ کر اسلام کی شامائی خدمات انجام دی، اور ہندوستان کو دو سالی حکومتیں یہاں کے نقصہ میں نیازگ بھر گئیں،

**ملک سدنان کی اہمیت اور رکزیت**

سدنان موجودہ ہمارا شتراءہ گجرات کے دریانی بیانیں اس تسلیل روایت شیشنا میں شامل کی ہیں (۵) کیلہ مشریعہ اور حدود سے جزوی ایت (۱۰) الحمد للہ، ایک عمومی ایشیت ہے، قدم عرب جغرافیہ ذیں اور حدود اسے سدنان لکھتے ہیں آجکل خاتم زبان میں اسے سچان کہا جاتا ہے، ایضاً الفضل نے بھی آئین کبھی ایں سچان ہی لکھا ہے، ایسا ہے جمال الدارہ کالاں کا پرگز بتایا ہے تدبیم زمانہ میں یہ بادی اہنڈ کا مشہور شہر اور جندگاہ تھا، اور یہاں پوری تباہت کی علی منذری تھی، تلقشیدی نے بھی الاعظمی سکھا ہے کہ سدنان ایک شہر ہے جو تھانے سے یہاں کی محدث پرداخت ہے، اس کا محل دوسری تلقشید اول ہے، طول الہند ۱۰۰ روز تھے اور اسی دوسری تلقشید ہے اور اسی بدلے پر راجہ دوسری دوسری تلقشید کی تھیں،

کے ساتھ ہر کھلکھل، ارن گنوی سے گندی، جب راجہ سامری کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے دربار میں بیان کیا، اس میں ایک بڑکتے انہوں نے راجہ کے سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مسیح، مسیح القمر، اور اسلام کے، وہی تفصیلات بیان کیں ہیں کہون کہ راجہ خفیہ طور سے مسلمان ہو گیا، اور ان لوگوں سے یہاں کبھی بھی کب لوگ مجھ سے ملاقات کر سکتے ہیں، میں بھی آپ کے ساتھ عرب چلبوں گا، مگر اس کے ساتھ اس کے اور یہاں سے جاتے کی کسی کو خبر نہ ہو، اس کے بعد وہ لوگ سیلوں پہنچتے، اندھا چیز پر جو سر ہوئے، راجہ نے انہرہی الہ ایک کشتی والے کو تیار کر کھاتھا اور اسکا بھارت سے کہہ ساتھا کہ اس بھتک کو دیا، آدمی

میری ملاقات کے لیے نہ آئے، اس فرصت میں اس نے ہر ہر طاقت کی بھوت خاص خواص لوگوں کو سونپ کر رکنہ لکھدی، اور خفیہ طور سے اس جماعت کے ساتھ کشی میں ہمارہ ہر کوئی خروجی دہنڈڑا فی، اور در حقن ر دھرم پہن، ہوتا ہو عمان کے مقام شومنی پہنچا، اور مسلمان نظراء کے ساتھ راجہ بھی ایں اور گرا، یہاں کچھ مدت تک قیام کر کے ایک جماعت تیار کی جو طیار میں جل اور اسلام کی تبلیغ کرے، جس میں شرف بن مالک، مالک بن دیبار، اور مالک بن حبیب بہت مشہور ہیں، مگر چند سے پہلے راجہ یہاں پر گیا اگر اپنے رفقاء کے کہا کہ وہ اپنا سفر جاری رکھیں،

الغرض سامری میں فوت ہو گیا اور ہمیں رسول حضرت مالاپار آئے اور سامری کے خلوط اس کے ہاتھوں کو دیکھا پہنچے یہی آسانی فراہم کی یہاں کے لوگ اپنے راجہ کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کی بڑی آذی بھی اسکی، ان تخلی بزرگوں نے پورے ساحل طیار میں اسلام کی تبلیغ کی اور ہر علگہ سجدہ بنائی، ان ہی کے ہاتھوں یہاں پر تبلیغ اسلام کی بیان و پڑی علماء عبوری تھے ہیں کہ ہمیں اس راجہ کی تاریخ کا پتہ نہیں ہے مگر گمان غالب ہے کہ یہ راجہ دوسری صدی کے بعد تھا، اور طیار کے سملاؤں میں یہی مشہور ہے کہ یہ راجہ محمد رسول اللہ میں بجزء شق المقدیج کر مسلمان ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واپسی پر بلخین کی ایک جماعت کو لے کر چلا مگر قصر ہوئے کہ اس کا انتقال ہو گیا، تو اس زیر سے کوئی

دیو، دن، ناچار اور اپر کی طرح سخان پر بھی ہے رخیز یون کا فرض رہ جاتا ہے، اس لئے اس پاس ناد رخانہ، صیمور و چیمور، سو بارہ و نال سپارا، اسی کی طرح قدیم سلطی اور تاریخی مقامات ایں جس زیاد کام تکرہ کر رہے ہیں ان حالت میں ٹپر اکی حکومت تھی، یہ گجرات کے مہلا جگان دیسی رائے تھے جن کا پایہ تخت مانگیر نگار، اور شترے لے کر کون تک کے سامنے بلاد و اقصار پر ان کی حکومت تھی، سندان اسی مکون پر ہے اس کا نام بات اہم سلطی شہر تھا، ابو القداء نے تقویم البلدان میں لکھا ہے کہ سندان ساحلِ ہند کے شہروں میں بلادِ خوار ہے، یہ عجیب الطلاق ہے لیکن یہاں پر کمی مکول کے بھری لاستے آکر لیتے ہیں، اور یہ سندھ کا آخری حصہ تھا، اسے ہے ہے، اٹھڑی نے سندان اور اس کے آس پاس کے شہروں کی مسافت کو یوں بیان کیا ہے کہ سندان تھا سندھ پار، تقریباً ۳۰ میل اور سو پارہ سندھ سے نصف فرشت پر واقع ہے، سو پارہ اور سندان کے دریا میں مرحد ہے، سندان بھی سندھ سے نصف فرشت پر واقع ہے، اور چیمور اور سندان دو مرحدے کے درمیان ہے، یہ شہر اپنے حدود میں ایک ملکت تھا جس کا تعلق پندرہو سے تھا جس طرح ابھی پندرہ سال پہلے تک اسی ملکت میں دیو اور دمن دو چھوٹے چھوٹے ملکے پر گیر کے قبضہ ہیں تھے، اور ان کا تعلق براہ راست پر بھال کی مکومت تھا،

سندان اور ازادی سندان اور اس کے اطراف کے ملکے نہایت رخیز، سر برداش اور شاداب رخیزی اور ازادی تھے، اور ہر طرف ارناقی عام تھی، یہاں کی جو پیداوار معمانی ضرورت سے فاضل ہوتی تھی، کیونکہ تعداد میں غیر مالک کو بوانہ کی جاتی تھی، اٹھڑی نے قاہل سندان چیمور اور کنبائن کا ذکر کرنے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بستیاں رخیز، شاداب اور وسیع ہیں، یہاں نار محلہ کید اور آسم کی پیداوار ہے، کمپنی باڑی زیادہ تر دھان اور چاول کی ہوتی ہے، شہد بھی کافی تعداد میں ہوتا ہے، ابتدی گھر بھیں ہے، قاہل سے کنبائن تک میدان ہے، پھر کنبائن سے چیمور تک پہنچ وستان کی مسلسل بستیاں اور آبادیاں ہیں۔

مخدومی بشاری نے اسنستھا میں بھاہے کہ سندان کی بندگاہ، اور چیمور اور کنبائن یہ سب سر برداش اور شہر تھا، یہاں تمام اشیاء بہت اندھا ہیں اور یہ علاقے چاہل اور ٹھہر کے دیس ہیں۔

تجاری اور ہر آمدی اشیاء جیسا کہ معلوم ہوا سندان بہت بڑی تجارتی سندگاہ تھا اور عرب اور چین کے دریاں بھری تجارتی بہت کا چوراہ تھا، یہاں سے بھری ساتوں کے فردیعہ دوسرے دوسرے تجارتی قافلے آتے جاتے تھے، اور یہ شہر تھا جیسے سماں اور سبزیاں اور چیزوں کا بیان گذرا چکا ہے کہ سندان مختلف سمت کے رکاوے کا ہر کڑہ ہے، یہ قحط، باش اور ہید کا دیس ہے اور یہ اطراف دو جانب کی بہت بڑی بندگاہ ہے، یہاں پر چاول، شہد، نار جیل، کیلے، آم، مرغ، ساگوان، قطع، باش، بید، بکشتہ ہوتے ہے اور جاہیکی تعداد میں عرب مالک جاتے تھے، دولت مانانیہ کے آخری حکمران مالیان بن فضل نے خلیفہ مظہرم کی خدمت میں یہاں سے ساگوان کی جگہ بھی بھی تھی وہ جسامت و شعامت میں اپنی مثال اپنی ہرب تاجروں سیاحت سندان اور کون کے دوسرے علاقوں کو بلکہ اسی تجارتی ساگوان کا دس کہتے تھے، اسی خرواداً پر کا بیان ہے کہ سندان میں ساگوان اور باش کی پیداوار ہوتی ہے۔

اسی طرح سندان بندگاہ سے عرب مالک میں مرعنی بھری بھاری مقدار میں جانی تھی این خداوند اور این فقیر ہے اسی متصوکی ملک کی اور سندان سے مرعنی باہر جاتی ہے۔

صنعت و حرفت سندان سنتی صنعتوں کے تعداد یہاں کی کمی صنعتیں عرب مالک میں مشہور تھیں، فاس طور سے یہاں کے تجارتی چوتے اور پتھر بڑی ثہرات رکھتے تھے، لخاں کہنا یہ ترکیب کنیات کے چوتے اور شاپت انشیہ رخانے کے کپڑے اگرچہ سندان کی نسبت سے مشہور نہیں تھے، اگر یہاں کمی ہوتے تو یہاں کے عده، جتوں

اگر کوئی سودی تے موقع انسان میں اس طرح کیا ہے کہ کنبائٹ وہی شہر جس کی طرف آواز و رائے  
نماں کنبائٹ دکنباٹی بھتھا ضریب ہے جو عرب حاکم میں آتے ہیں، یہ جو تے کنبائٹ اور اس  
کے قریب مقامات مثلاً شہر سندان اندر سپاریں کی بنائے جاتے ہیں۔

اسی طرح سندان کے بنے ہوئے ہر قسم کے عدو پڑھ کے بھرپور مقامات میں باہر جاتے تھے، اور دنیا  
کے مشہور کپڑوں کا مقابلہ کرتے ہے، مقدمہ بشاہی سے نہ نہیں بلکہ سندان کے کپڑوں کے  
بارے میں لکھا ہے کہ سندان سے بڑی تعداد میں پالوں اور سپاریں جیسے جاتے ہیں، فرش فروش  
کے مطلب کے ہر قسم کے کپڑے پورے علاتے میں تیار کیے جاتے ہیں، سندان کے ملائے  
قہستان میں بنتے ہیں، نیز سندان سے بڑی تعداد میں ناسیں اور عمدہ عجمہ کپڑے براہ راست جاتے ہیں۔

**بھری سچارت اور غیر ملکی تاجر** سندان اور اس کے اطراف و جواب کی اس زبانی کی واسطہ  
خدمت و حرفت اور طرح کی تجارتی تکمیل نے اسے عالم

کی بہت بڑی منظہ میں بنادیا تھا، اور سیرات، عمان بھریں اور بندوں غیرہ سے بڑے بڑے  
تجارتی چیزوں پر راست سندان آتے جاتے تھے، نیز بندوں سان کے بانیان دینے اور ساہب کا

ان حاکمین میں جاتے تھے، چنانچہ دولت مالانہ سندان کے تیس چالیس سال بعد جو سیاح اور  
جغرافیہ وال اطراف میں آئے انہوں نے ان بالوں کو بیان کیا ہے، ابوزید سیراف ( موجود  
سندان) نے اپنے سفرنامہ میں ملکت بھر جس میں سندان بھی شامل تھا، اس کے حالات  
یاں کر کے لکھا ہے کہ ہمیں ان بالوں کو ایسے شخص نے بتایا ہے جسے ہم بھر جانہیں کہ سکتے اور یہ  
شخص آجکل لوگوں میں مشہور و معروف ہے، پھر بندوں سان کے یہ شہر عرب کے شہروں سے  
قریب ہیں، اسی سلسلہ میں الوزیری سیرافی نے سیرات میں بندوں تاجریوں کے جانے کو پولیا  
کیا ہے کہ جب بندوں تاجر سیرات آتے ہیں اور کوئی بلا اسلام تاجیان کو کھانے کی دعوت  
دیتا ہے تو اسے سیکڑوں میں سے ہر ایک کے سامنے طشت رکھتا پڑتا ہے، اس میں اسکی کھانا

اگر رکھا ہوتا ہے اور کوئی دوسرا اس میں شرک نہیں ہوتا۔  
بزرگ بن شہریار ناشد رامہ مزدی نے مجامعتہ البندیں کی کی ایسے تاجروں کے حالات سمجھے  
ہیں اور ان کی زبانی بہان کے واقعات تقلیل کیے ہیں جو سندان تک آتے جاتے تھے، ایک  
تاجر کا داعمہ اسی کی زبانی ہنایت تفصیل سے بیان کیا ہے جس میں ہے کہ میں ملائے میں سیراف  
سے چیزوں کے لیے جہاز میں پلا اور بہارے ساتھ عبد اللہ بن عبید اور سپا کے جہاز بھی روانہ ہوئے  
تینوں جہاز پرست بڑے تھے، ان کے تاخدا بھی نامی گرامی تھے اور بھری سفر میں ان کی بڑی تصدیقی  
اور شہرت تھی، ان جہازوں میں تاجروں، تاخداوں اور طاڑوں اور مختلف طبقوں میں سے بانہ  
آدمی سوار تھے، اسی میں اس قدر زیادہ اموال و سیاب تھے کہ ان کی مقدار معلوم نہیں، ہم  
ان جہازوں میں پڑے اور گیارہ دن کے بعد ہمیں پہاڑوں کے آثار اور سندان اور تھانہ اور چیزوں  
کی جملکیاں نظر آئیں، مگر ساصل کے قریب آگر یہ تینوں جہاز سخت طوفان میں لگر گئے، جس کی  
 وجہ سے ان کے تمام سافر اور سارے مال اور سہاب سچارت سمند کی تندہ ہو گئے اور صرف  
تین آدمی نجکے کیے

چیزوں کے ہزار من دقا خنی، جہاں بن ماہان تے ایک عرب تاجر کا داعمہ بیان کیا ہے کہ اس  
سندان بیوچیوں کی سندگاہ سے ایک جہاز عمان کے لیے عاد کیا اور اپنے وکیل کی معرفت  
اس جہاز میں مالوں کی بیوچڑی لکڑی روانہ کی، اور اس پر اپنا نام اور نشان لکھ کر کہا کہ تم اسے  
عمان میں فروخت کر دیجیے لئے ملاں قلاں سلان خریم لینا، اس کے دو ماہ بعد اس تاجر کو  
ایک آدمی نے خبر دی کہ سندان میں کھاڑی میں ایک بھی بیوچڑی لکڑی پر کہا ہی ہے جس پر تمہارا نام  
ددج ہے، وہ تاجر دشنا ہوا کیا اور دلکشی دلکشی تھی، اور فروخت ہو جانے کے بعد  
طوفان کی وجہ سے ساصل عمان بے پہ کر جس سان کے کھانات پر آگلی ختمی تھی، حسن بن عمر  
نامی ایک عرب تاجرنے قیام سندان کے زاد میں یہاں کے بندوں کے چھوپت چھات کا واقعہ

بیان کیا ہے جسے ہندوستان بھر کے نقل کیا ہے، نیرنگدان سے متعلق وہ بیان ہے تاجریں اور  
ناضداں کی زبانی بہت سے راقعات طبقے ہیں جن سے پڑھتا ہے ہم جس قدماء ہیمی، اور  
عرب تاجروں کے نزدیک اسے کامراز دید عالمی تھی۔

**سنداں میں اسلامی ثقافت** میاں ہیں ۲۰۰۰ سالی ہجری کے شتم ہوتے ہوئے ہندوستان  
**کے اثرات و برکات** میں اسلامی اثاثے کا پورا پورا رکھ کر اسلامی تہذیبی ثقافت  
کی مختلف چیزوں کی تھی۔ اگرچہ اس زمانہ میں ہندوستان کا سلسلہ ملکوں کے تعلق عالم اسلام سے  
ہو چکا تھا مگر ہندوستان ان کے لئے دیوار غیر تباہین اور ہندوستان کی تحدیات کے عوایب  
تاجروں کے ساتھی ملکوں میں آتے جاتے تھے، ایلیٹ اور اپنے فضل و مالاں اور ہندوستان  
میاں ہیں کے درمیں کسی وہ سیاح دوست کی تھیں ہیں جنہیں چلتا ہیں نے اپنے طلاق اور  
اپنے سفر نامہ میں ہیاں کا حوالہ لکھا ہوا، اپنے اس حکومت کے خاتمہ کے بعد ایلان کا سلسلہ ہوئے  
جس نے سنداں کی ماہل حکومت کے زوال کے تقریباً دس سال بعد ہندوستان امعین  
کا تجارتی سفرگاری ہے، اپنے سفر ہائے میں لگتا ہے کہ یاد ہے طبری اہنہ وستان کے راجح میں اس سے  
شروع ہے اور تمام راجھ مہماں اس کی سرافرازی و نظرت کے حرف ہیں، اس خاندان کے  
راجھ کی غریب بہت زیادہ ہوتی ہیں، بسا اوقات ایک راجھ چھاس عمال بک حکومت کرتا ہے  
ان کے دکان و دولت کا خیال ہے کہ ان کے راجھوں کی غریب اور حکومتیں اس میں طویل ہوتی ہیں  
گوہ غریب سمجھتے ہیں، ہندوستان کے راجھوں میں راجھ طبری اور اس عیا سے زیادہ  
کوئی شخص عرب کے شعبیت و وقیدت نہیں رکھتا، طبری ہر راجھ کا نقاب پہنتا ہے گرسی  
و فیروزی طرح، اور یہ خاص نہیں ہے، راجھ طبری کا علاوه ساتھی سمندر ہے جسے بلا کم کم دو کوکن  
کہتے ہیں، یہ علاقوں کو دو ہیں کہ سچھلاکا ہے:

میاں ہیں کے زوال کے سکریٹوں حلال، بعد شروع سیاح اور مورخ مسعودی نے ان کے  
ملاقی میں آگران کے آگرہ علام کا مشاہدہ کیا ہے کیا اس سکریٹوں اور مورخ مسعودی میں طبری کی ملخت

**ہنر کا حکم بھی عہدہ قضا** نیز بعد میں یہاں کے راجوں نے مسلمانوں کے دریخی اور خدمتی  
امداد و معاملات کے لئے ایک مستقل حکم جاری کی جسے ہنر  
کہتے ہیں؛ ان شخص پر صرف مسلمان ہی رکھا جاتا تھا اور اس کا نیصل راجہ کا فیصلہ تصور کیا جاتا تھا،  
اگرچہ ٹھہری ہنرمن صفر تھا اور ہر ستر ہی میں اسلام اور مسلمان عزت و احترام کی زندگی بسر  
کر دے گئے، سوری لے شکستہ ہیں جو کہ ہنرمن کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ چھوڑ دیں ہنر کے  
عہدہ پر آجکل ابو سید عروج بن رکرا فائز ہے ہنرمن کا طلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا اس اور سربراہ ممتاز  
مسلمانوں میں سے ایک شخص اس عہدہ پر فائز ہو تو اس کے تمام معاملات و احکام اس کے  
پاس جاتے ہیں۔

برنگ بن شہریار ناخدا نے ملکت بلہر کے بعض قوانین و تعزیرات کا ذکر کرتے ہوئے  
لکھا کہ بلا دہندس اگر کوئی مسلمان چوری کرتا ہے تو اس کا ضعیضہ مسلمانوں کی ہنرمن کی پیشہ کر دیا جائے  
ہے تاکہ وہ اس میں اسلامی حکم کے مطابق عمل کرے، یہاں کے ہنرمن کی مثال بلا دہ اسلام  
کے قامی کی ہے اور اس ملکت میں ہنرمن صرف مسلمان ہوتا ہے، اور چیزیں کہ ہنرمن ابو سید  
عروج بن رکرا کا تذکرہ کسوری کے حوالے سے لگز چکا ہے، برنگ بن شہریار نے بھی چیزوں کے  
ایک دوسرے ہنرمن سے اس بناں سیرافی کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ چیزوں میں اہل سیراف سے  
ایک سخن جو صفت بناں مسلمانوں کا ہنرمن تھا، یہ ایمان شہریں سے تھا اور مسلمانوں کے  
امداد و معاملات ایسی سلطنت تھی، اس نے ان طائف کے بعض حادثات و واقعات بھی چھپو  
کے اسی ہنرمن جماں بناں کی بیالیں کیے ہیں، یا قوت گھوی نے ملکت بلہر کے بیان  
میں لکھا ہے کہ چیزوں اور کتاب مرد کینا مٹھا کیا کیتا، اس بلہر کی طرف سے مسلمانوں کا حاکم مسلم  
ہی ہوتا ہے ان شہروں میں مسلمان بھی ہوتے ہیں، برنگ بن شہریار نے تھامہ کا ایک دائم لکھا ہے

کوہنوج الذہب ب ۱۱۰-۱۲۰ مکالمہ بہنگنس ۱۹۰-۱۹۱ ب ۱۳۰-۱۴۰  
کوہنوج الذہب ب ۱۱۰-۱۲۰ مکالمہ بہنگنس ۱۹۰-۱۹۱ میں طاحدہ ہے۔ مجتمعہ الجملان دہنگنس ۱۴۰-۱۵۰

ہیں آیا، اور کہنا سمجھو ہے، سو پارہ، سندان، بھرداری اور دوسرے مقامات دیں گیا، اور لکی کر  
اپنے بیان کے رابطے، مسلمان عزت و احترام کے شدید بھرپور رکھتے ہیں، ان کے ملک میں سلام پاٹ و بہا  
بن کر پوسنا پھالتا ہے، مسلمان عزت و احترامی زندگی پر سر کرتے ہیں، مسجدیں آباد ہیں اور ہر جگہ  
کی زندگی آزادی کا ہے، بلکہ رابطہ امور ملکت میں اسلامی حکومت کی تعلیم کرتے ہیں اور اپنے  
فوجوں کو مسلمان عزت و احترام کی طرح سرکاری خزانے سے کامیابی میں کامیاب ہے، اس کا پروپریاں یہ ہے ہمارے  
زمانہ میں بندوں سنان کا سب سے بڑا اجر بلہر اپنے جواباً کیوں کر رکھے، ہمارے اس کی ملکت اور  
سندھ کے اہمیان اتنی سندھی فرسنگ کی مسافت ہے، یہ کامیابی ملک اور اتنا سے مندرجہ  
اور بندوں سنان کے راجوں ہماراں ہیں بلہر کے علاوہ کوئی بھی اپنی ملکت میں مسلمانوں کا احتجاج  
ادھی حال ہیں کرتا، البتہ بلہر کے ملک میں اسلام عزز و محظی اور امداد و محفوظ ہے، یہاں مسلمانوں  
کی عام مسجدیں ہیں جو خانزادیوں سے بھروسی رہتی ہیں، اس خاندان میں ایک ایک راجہ چالیس پہنچ  
انہوں کے پاس بلکہ اس سے زیادہ سا لوں تک حکومت کرتا ہے، اس کے ارکان دو دو لکھنے میں  
کہ مسلمانوں کے ساتھ عدل و انصاف اور ان کی تنظیم و تکمیل کی وجہ سے ان کے راجوں کی تحریک  
ٹوپی ہوتی ہیں، یہ راجہ مسلمانوں کی طرح اپنے سرکاری خزانے سے فوجوں کی تجوہ ہیں اور اکرنا ہے،  
ان تنصیبات سے پڑھتا ہے کہ جب بونماں کے زوال کے سیکڑوں برس بعد سندھان  
اور اس کے اطراف میں مسلمانوں اور عربوں کے خوشنگوار اشتراک یہاں کے حکمراؤں اور عوام میں  
اس طرح کام کر رہے تھے تو خود ان کے دو دو حکومت میں کیا مال رہا ہوا، سیاست و حکومت  
سے ہٹ کر تبلقات اور عقیدہ و احترام کی حد تک عام ہندوؤں اور اس کے راجوں نے  
ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کا پوامہ لختا رکھا، چنانچہ سندان پر دوبارہ قبضہ کرنے کے بعد  
بھی وہاں کی جامیں مسجد مسلمانوں کے ہوا اور کردی لگنی تاکہ وہ حسب مابال ازادی کے ساتھ اللہ  
کی عبادت کریں اور اپنے خلیفہ کے حق میں وغا کریں۔

بیہاری ہڑت سے ان کا حاکم صرف مسلمان مقصر کیا جاتا ہے، ان شہروں میں مسجدیں ہیں، جن میں  
جماعتیں ہوتی ہیں۔

یادوت چوی نے چیخور کے بیان میں لکھا ہے کہ شہر راجہ بلہر کی علداری میں ہے جو کافر ہے مگر  
چیخور اور کہناست ان شہروں میں سے ہیں جن میں مسلمان موجود ہیں، اور راجہ بلہر کی طرف سے  
ان کا حاکم دوالی صرف مسلمان ہوتا ہے، ان میں جامع مسجدیں ہیں جن میں نمازِ جماعت  
ہوتی ہے۔

اسی نے تھاڑ کے ذکر میں لکھا ہے کہ اس ساحل کے تمام پاشندے کافر ہیں جو ہوں گی پر جا  
کرتے ہیں، مگر ان کے ساتھ مسلمان بھی رہتے ہوتے ہیں تھے  
اسی طرح قامیں کے بیان میں لکھا ہے کہ بیہار کے مسلمانوں کی جامع مسجد ہے جس میں  
دہ باتا عده نمازِ نیٹھتے ہیں تھے۔

ان تصریحیات سے معلوم ہتا ہے کہ سنداں اور اس کے اطراف میں مسلمانوں کی اچھی خواہی  
کا اعلان تھیں اور وہ ہر طرح مطمئن ہو کر اپنے مذہب پر عمل کرنے میں پری طرح آزاد تھے  
لیکن یہاں جگان بلہر کی طرف سے خصوصی آسانیاں فراہم تھیں، نیز بیہار کے حوماں  
غیر مسلم اپنے بیہار کے مسلمانوں کا بہت خیال کرتے تھے، کافروں اور بیت پرستوں کے دیں  
میں مسلمانوں اور قدرتیں لا اور میتیں و سکون بتا رہے کہ روپوں طبقے اپنے اپنے مذہب  
پر پوری طرح عمل کرے جائیں یہ دشکر رہا کرتے تھے، بعد کے ان شکفتہ حالات  
کو ہم سنداں کی دولت مانیں اور ان کے حکمرانی صدائے بازگشت سمجھتے ہیں وہ

اطراف سنداں کی جامع و مساجد اور اسلامی تحریکات کا اعلان چیخور اور کہناست میں جامع مسجدیں اسیں اور  
گجرات کے مقامات نے سبک پہلے بڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور ان کے تقدیں

کہ ایک مسلمان نے کیتے تھے اس بیکار ایک نازیم اور حکمت کی تو بیہار کے راجستھان سے گرفتار  
کر کے مسلمان ہنزرن کے پاس بیک دیا اور کہری و چوتا دی کعبہ میں جا کر یہ گستاخی کرے اور آپ  
اسے چویز زدنی چاہیں وہی سفر اس بھرم کو مند پا کرے جو سنانچوہ ہاں کے مسلمان ہنزرن نے اس  
پر اپنا بے لائق فیصلہ جاری کیا۔

مسلمانوں کی کشیر آزادیاں، اور ہر قسم کی سنداں کی شانداری کو اور مسلمانوں کے بلند  
نمایاں، معاشری اور معاشرتی آزادیاں کروار نے ملکے اور اپنے بیانوں میں بتایا تھا، اور  
بیہاریوں اور ایمان کے حکام اسلام اور مسلمانوں سے بے پناہ محبت کر رہے تھے، اچھا و جو ہے کہ  
سنداں کی سلم مکومت کے خاتم پر بھی یہ علاقوں غلیظہ، المسلمين کو دعا دیتا رہا اور بیہار کی جگہ  
اور میناروں سے انتہا کا کل بلند پہتار، با اندھہ دولت مانیہ نے جو صدالہنڈ کی خوبی اسیں بڑا تھا  
مدقول سنی گئی، مسعودی نے چیخور میں مسلمانوں کی آبادی و آزادی کے بامیں لکھا ہے کہ  
چیخور ہندوستان میں علاقہ لار کا ایک حصہ ہے جو ملکت بلہریاں واقع ہے، میں بلاد چیخور  
میں شکفتہ میں پہنچا، اس وقت ہاں کا حاکم حاج نامی تھا، بیہاریوں نے اس پر ارادت  
آباد ہیں جن ہیں بیسا سرہ، هیرا قی، بھالی، بصری، بندہ دی اور دوسرا شہر دل کے لوگ شامل ہیں،  
یہ لوگ بیہار متأہل ہو کر منتقل آباد ہو گئے ہیں اور ان مسلمانوں میں بڑے بڑے تاجر و رہنما  
کی ایک جماعت ہے جسے موسیٰ بن احمد صنڈا پوری دھنڈا پر بعنی گوا اور بیسا سرہ سے مراد  
وہ مسلمان ہیں جو ہندوستان میں پیدا ہوئے، یہ ان کا لقب ہے واصد کو میسر اور چون کو بیسا سرہ  
پہنچتے ہیں۔

امطحی نے لکھا ہے کہ قامیں، سنداں، چیخور اور کہناست میں جامع مسجدیں اسیں اور  
ان شہروں میں مسلمانوں کے احکام جاری و ظاہر ہیں، نیز امطحی نے لکھا ہے کہ کہناست سے  
چیخور نکل بلہر کی علداری میں سمجھتے ہیں، یہ علاقہ بارا کفر ہے مگر ان شہروں میں مسلمان آباد ہیں، اور

قدم سب سے بڑی خوشی تھت خلیل مسندہستان پر آئے۔ علیکم عبید قادری مس حضرت  
 حکم بن ابوالعاص الٹی ایں نیادت ایں تھیں مسلم کا جو مقدس قافلہ خانہ اور محیر وہی میں اُتر اتحاد  
 دہ بیان پر اسلام کا پہلا معتقد شان دھار، ای جہاں کی روشنی میں ان اطراف میں اسلام کی زمین  
 سمجھی گئی، چنانچہ ۱۳۷۰ھ کے بعد تینیں محیر وہی مسندہ کے زمانہ میں سندھ کے گورنر پر شام ان  
 عمر و تقبیلی نے عمر بن جبل کو مسجد رات کی ہمہ پرستی کا اعلان نے بجا لڑ بھوت اور گندھارا بھیجیں  
 پر محیر حملہ کیا، اور گندھارا کے بت فناش کی جبل سجدہ بلالی جامیں اسلام کی یہ بہلی تصریحی  
 شانی ہے جو مسجد کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ ۱۹۵ھ کے حدود میں فضل بن مالان نے سندھ اور پندرہ  
 کو کے بیان ایک جامع مسجد تعمیر کی، جس کے بشر پر غلیظ ماسون کے لیے دعا، اور دوار میں  
 یہ دوسری مسجد تھی جیسے ہندوؤں نے سندھ پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمانوں کو کھجوریں دیں  
 تھا جو ۱ سے دلوں آباد کیے ہوتے تھے، اس طرزی نے ۲۳۶ھ کے حدود میں فاروق بن مسلمان  
 پیغمبر، اور کنیافت میں جامع مسجدوں کا نام ذکر کیا ہے جن میں اسلامی عبادات کھلے بندوں  
 جاری تھیں۔ یا توٹ گھوی نے چمپور کے بیان میں تصریح کی ہے کہ بیان جامع مسجد تھی جس میں  
 نماز باجماعت ہوئی تھی۔ نیزہ اس نے قاہرہ کی جامع مسجد کا ذکر کیا ہے جس میں باقاعدہ نماز  
 ہوئی تھی۔ تھانہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان ساحل میں غیر مسلموں کے ساتھ مسلمان بھی  
 آباد ہیں۔ غالباً ہر ہے کہ مسلمانوں کی ان بستیوں میں مسجدیں بھی رہی ہوں گی، اور یہ تمام مسجدیں  
 دولت مہانیہ کے قیام کے بعد تھیں ہوں گی، سعودی نے سنتہ اور سنتہ میں ان علاقوں کی بیان  
 کی ہے اور لکھا ہے کہ بیان کے مسلمانوں کی تعمیر کردہ عام مسجدیں اور جامع مسجدیں نمازوں سے  
 آباد رہتی ہیں۔

نتوت البلدان ص ۳۲۱۔ ت سالک الملائک ص ۴۰۶  
 فتوح البلدان ص ۳۲۱۔ ت سالک الملائک ص ۴۰۶  
 نکم البلدان ص ۵۰۰۔ ت سالک الملائک ص ۴۰۶

**مسلم شخصیتوں کی یادگاریں**  
 مسلمانوں کے عین اکابر اور جو اس وسما جس کے علاوہ قدیم زمانے سے  
 ان ملاقوں میں ان کی شخصیتوں کے یادگاری کا رہا ہوا، کہ  
 اکابر و علماء بھی پائے جاتے تھے، منصورین حاتم کوئی کا بیان ہے کہ راجہ دہ بھر اس کے قاتل دوڑ  
 کی تصویر یہی یا مجھے بھر دھی میں بناۓ گئے تھے یہ سندھ کا امیر اہل محدث فاصلہ کی جگہ سائیں  
 تین مائنی کی روایت کے مطابق بنی کلب کے ایک آدمی کے ہاتھ سے ادا گیا تھا اور ابن اکلی  
 کی روایت کے مطابق اس کا قاتل فاصلہ بن طیب بن عبد اللہ بن حسن طائی تھا۔ جب محمد بن  
 قاسم سلمان بن عبد الملک کے حکم سے ہندوستان میں گرفتار کی گئے تو اپنے بندھوں قاسم  
 کو یاد کر کے بہت روانے اور مقام کیرچ میں ان کی تصویر یا کریڈٹ کا رسمی قائم کیا۔ کیرچ کی قصین  
 نہیں ہو سکی، اگر یہ گجرات کا شہر کھڑا ہے تو جو آجکل بڑھ کے اکے ایک ضلع کا نام بھی ہے تو پھر  
 اس عنینم مسلم فاقح کی یہ یادگاری بھی اسی علاقہ کی امت ہے،

**دخت شہزادت**  
 ان انسانی یادگاروں کے ملادہ بیان اسلام کی ایک شہری و غربی قدری  
 یادگاری بھی پائی جاتی تھی، جو اسلام کی حقانیت کی شہزادت دیتا تھی، یعنی سنگروں  
 کے لاقوں ایک دخت تھا جس کے سین بچوں میں کل کھا ہوتا تھا، جو سنگوں کا شہریار  
 نامدا نے بھائی اللہ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں جاتے والے ایک شخص نے مجھ سے  
 بیان کیا ہے کہ اس نے راتی مانگیریں جو بادال اللہ ہب و سونے کے دین اکا دار احکومت ہے  
 ایک دخت درکھا تھا نہ تاریں دخت کے مانند تھا اور تھا، اس میں سفیدی یہی مہلے سرخ  
 رنگ کا چھوٹ ہوتا تھا، اور اس کا نسل میں اللہ اللہ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا تھا۔

اسی طرح مشہور سیار اینٹی بیٹھ لیا گیا، راجہ جو فتن کوئی کے ذکر میں اس کے  
 عدوت اعلیٰ کے مسلمان ہوتے کا تذکرہ کیا ہے، اور لکھا تھا کہ یہ دخنوں اس کی تعمیر کر دے جائے  
 مسجد کے سامنے ایک ہر ایجاد دخت دیکھا ہے جس کے پیش اخیر کے ہے کی طرح بلکہ اس سے بھی

زمرہ ناک تھے کہ اسلام بیان برداشت شہادت ہے، مجھے بتایا گیا کہ ہر سال موسی خزان میں اس کا ایک پرزور دیوبنی ایک جتنا اسے جس پر قدرت کے قلم سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تکمیل ہوتا ہے، فقیر حسین اور دوسرے شفیعوں کی ایک جماعت نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم نے یہ پڑھ دیکھا ہے اس کی قوی پڑھی ہے، جب اس کی وجہ اوقات آتا ہے تو مسلمان اور کافر دوں ہی طبق کے لوگ اس درخت کے پیچے آ کر بیٹھتے ہیں اور اس پر راستے تو آذ عالمان لے لیتے ہیں اور ادھار غیر مسلم راجہ کے خزانہ میں چلا جاتا ہے اور زندگی میں بیرونی کو شناہی بخاتے ہیں اسی پر کو دیکھ کر کوئی کادا مسلمان ہوا تھا، وہ حکایت بیان کیکوئی اس تراجمے ایسے ہے، بعدیں ایک ناجم نے اس درخت کو بڑے کٹوادیا تو اور بھی ہر بھرا ہر کوپلہ چوپا اور وہ ناجم بلجی مر گیا۔

ان دو نوں روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ میں باہر کے مسلمان اس لیک کو کس قدر محظی و مقصد تھے، اور یہاں کے بارے میں ان کے بیان کیا روایات تھیں؟ مسلمان کی زبان لاریتھی ہو اس کے راجہ طبری کے دیس میں چوپو جو گجرات اور مہاراشٹر پر سلطنت میں بولی جاتی تھی مسلک تھا اس زمانہ میں وہ زبانیں بولی جاتی تھیں، علاقہ بھرات کے لوگ کیرپ زبان برلن تھے جسی دیوبنی دیوبنی زبان جو کھیرا کی طرف منصب تھی اور علاقہ بھارت کے عوام لاریہ زبان بولتے تھے جو اس علاقہ کے سمندر لارڈی کی طرف منصب تھی، جسے ہر کوئی یا مر رہی کرہ سکتے ہیں، سندان چوک کو بھر لاروی کے سائلی شہروں میں تھا اس یہے بیان کی عام زبان لاریتھی۔

سعودی نے لکھا ہے کہ:

دلفة اهل المانکیر وہی دار مملکۃ البعلہ ایکر ریکھ جو کہ میرا کادا راجحہ تھے، کبیریت، مضانۃ الاصقم، وہی کیدا، بیان کے باشندوں کی بیان کریے چہے تو

دلفة ساحل مثل سیدر، وسویارہ  
 وفات، وغیر ذلک من مسلمان ساحل  
 لاریہ، وبلادهم مضانۃ الی  
 البصر الی هم علیہ دوہو  
 لاروی یہ  
 لاروی ہے۔

ماحصل یہ ہے کہ سندان اور اس کے اطراف و جوانب کے سائلی علاقوں کی زبان بھر لاروی کی  
 نسبت سے لاریتھی اجھے آج ہم کو کتنی بامہتی کہتے ہیں، تھا ہر ہے کہ سندان اور اطراف میں آباد  
 عربوں کی زبان عربی رہی ہوگی، بلکہ آج تک عربی میں بولی جاتے والی متعدد زبانوں میں عرب  
 زبان بھی شامل ہے جو بیان کے عربوں کی مستقل زبان ہے۔

اپنیوں کے دورافتار و حکومت بیک ہندوستان میں  
 سندان میں مالانی دوڑ کے غلوام علیہ اسلامیوں کو کوئی مرکزیت و حکومت نہیں ہو سکی تھی،  
 انھائیں اپنیں سالہ دور حکومت عالم اسلام میں نہ مقام دشہرت پا سکا جو اسے اسلامی  
 عکم و شون اور سلم تہذیب و تقدیم کا ایک مرکز بناسکے، اس وقت تک مسلمانوں کا مرکز نہ  
 تھا، جو اسے عالم اسلام کی طرح مسلمان قوم باعث و پارب کر آباد تھی، البتہ تیسرا اور تیسرا  
 صدی کے حصے ہندوستان کے یہ علاقے بھی عرب بیانیوں اور عاموں کی گزر گا، بن گئے، اور  
 سندان اپنی گذشتہ دوست و حضرت کی وجہ سے ان کے یہ پرکشش ہو گیا، چنانچہ اسی قدر یہ ایسی  
 دو مرکزیت کی وجہ سے بعد بیان تائیا اپنے زیر سیرانی، مسعودی، اعن، خروادی، احمدی، اصلخی، این  
 حوقل، این ستد، این فقیہ ہندوی و تھیو کے سید مرنیں سندان بڑی بیاذ بیت رکھتی تھی،

منصورین حاتم صحیحی اور ابو عساد و بجزی سندان میں اس کے باوجود آئی بیان کے دور  
 حکومت میں سندان میں بعض ایلی

علماء کے ہام وقت کیے جاتے تھے اور ان کے وفادت ہندستان کا علاقہ تھی سرگرمی کا مرکز بنا چکا تھا، اور ان کی زیرزمی میں مسلم و قرون کی شہریں روشن تھیں، حضرت عبد الرحمن بن ابو زید بیمانی دلی عمر بن خطاب تھے ایسا ہبنتے میں میں سے تھے، بخراں جن متنقل قیام تھا، براؤ احمد رضا میں سے ہیں، ابتو عباسی، ابتو عمر بن حفیظ، ابتو حمیریت سے روایت کی ہے ان کا شمار ثابت تاثبیت ہے، سانہ ہی ریت نبردست شاعری ہیں، ولید بن عبد الملک انوئی کو تھریں فوت ہوئے، بخداں بیتلان کا مغرب ہے، یہ مقام گھوات میں جیل اور گوجر کا دارالحکومت تھا،

محمد بن عبد الرحمن بیمانی کوئی<sup>3</sup> ایسی اپنے باپ کی طرح مولیٰ عمر بن کی نسبت سے مشہور ہیں، ان روایتوں کو بیان کرنے تھے فتح البلدان اپنے تعلق کیا ہے۔ ان روایتوں سے مہور عربی شاعر حبی کا ہے جو اس زمانہ میں سندان کی سے اپنے اشعار میں اس کا ذکر کیا، بھری خلیفہ توکل اور سعیج بن خاقان کا دربار شاہزاد، عکھتیم میں فوت ہوا، وہ سندان آنے کا ذکر کروں گرتا ہے۔

شاعر کے دریان فوت ہوئے، اخنوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اور ان کے والد عبد الرحمن عارث بیمانی نے محمد بن عبد الرحمن بیمانی سے روایت کی ہے، محمد بن ابراہیم بیمانی عبد الرحمن بیمانی میاس بن ربیع بھرائی نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

ابو محمد ہندی ب甫 دادی<sup>4</sup> اخنوں نے فتح البلدان میں راجحہ اہر کے قتل کے بعد مکہ میں حکومت کے پورے علاقہ سندھ پر قابض ہوئے کی روایت اُن سے کی ہے، اخنوں نے ابو الفخر سے روایت کی ہے اور ان سے علی بن محمد مانگی نے روایت کی ہے، ہندی کی نسبت سے معلوم ہوتا ہے کہ سندھ کے رہنے والے نہیں تھے بلکہ اس وقت تکے اسلامی ہند سے ان کا تعلق تھا،

کمال آئے اور اخونے سے اس کی نظر رائیت کو جا رپاڑ لگائے، ان میں سب سے پہلا ہے منصور بن حاتم غوثی تزلیج کا صاحب، عالم الدین ایسا کا قلام تھا، اور مقول بھارت کے علاقہ میں رہا اس نے یہاں کی اسلامی ریاست کی بیان کیا، چنانچہ سندان کی ماہان حکومت کی پوری تاریخ اسی کی روایت کی رہیں ہے اسی طبق منصور بن حاتم نے بھری خلیفہ میں سندھ کے راجحہ اور اس کے قاتل کے مصور کے بھائی کی روایت بیان کیا ہے، نیز اسی نے دہل کے بت غاشی کے میانہ میں توڑکر جیل خانہ بنائی تھا اس کی روایت کی ہے اس کی ان روایتوں کو بیان کرنے تھے فتح البلدان اپنے تعلق کیا ہے۔

دو سر امام جماںی دوسرے مشہور عربی شاعر حبی کا ہے جو اس زمانہ میں سندان کی سے اپنے اشعار میں اس کا ذکر کیا، بھری خلیفہ توکل اور سعیج بن خاقان کا دربار شاہزاد، عکھتیم میں فوت ہوا، وہ سندان آنے کا ذکر کروں گرتا ہے۔

**دلقداد کبت البحرقی اموجاہ** و رکبت هول الیل فی بیاس  
یہ نے سندھ کی موجود پرسواری کیا ہے  
اوہ دہل کے بیاس کا پہنچوں دلت ہے علیکا ہو،  
**دققطعت اطوال البلاد و عرضها** مابین سندان و بیان سیچاں  
اوہ دیس نے شہروں کی بھی پوزی سانوں کو سندان اور بیاس کے دریان مل کھا ہے،  
جماںی دوسرے مشہور شاعر ابو الحثا ہیں اگرچہ سندان نہیں آیا، مگر اس نے یہاں کی ایک بڑا درختانہ جنگی کا مرثیہ لکھ کر سندان کو بڑی اہمیت دی ہے۔

**سنان کے دو نزدیکی کچن را بعلم و فن** مہان دو حکومت میں سندان میں کسی قسم کی ملی  
سرگرمی اور کوئی ملکی شخصیت کا پتہ نہیں چلتا، ابتدہ  
اوہ دیس سندان کے قرب دیگار میں علیار و محمدیں اور ارباب فضل و کمال ہو چکے، جو دوسری  
اور تیسری صدی میں عالم اسلام کے علماء کے ہم سنتے، سندان کے قرب دیگار کے ایسے چند

بخاری میں علی اسخار کر کے یزد بن ہارون، محمد بن بشر عبدی، علی بن یاہم، ابن الی فدیک، حسین بن علی جعفی، ابو اسامہ اور امام عبد الرزاق وغیرہ سے حدیث کا سماع فرمایا اور ان سے امام سلم، امام ترمذی وغیرہ نے روایت کی، امام بخاری میں تعلیقاً ایک روایت درج کی ہے ۲۹ میں وصال فضیلہ علیہ طبقات درجال نے اپ کو سمر قند کے تریب مشہور شہر کش یا کس کی طرف منوب کیا ہے، مگر یا قوت خودی نے بزم البلدان میں کس کے بیان میں اپ کو ہندستان کے سامنی شہر کو کسی طرف منوب کیا ہے اور لگا ہے۔ وکس ایضاً مدنیۃ باوضالہند، یہ کس ہندستان میں یک مشہور شہر ہے جو کہ مشہور رہ ذکر روت فی المخازی و مصنی تذکر مخازی کی کتابوں میں ہے اور اس کو اس کی مشہور رہ ذکر روت فی المخازی و مصنی تذکر مخازی کی کتابوں میں ہے اور اس کو اس کی فتوح البلدان وغیرہ میں اس کو کش اور قشہ بھی لکھا ہے،

مشہور ہندستان پڑیں اسلامی ادوات، امازیگان کے بیان میں بلاذری کی روایت مکملوں کی ایک اور مستند روایت درج کی گئی ہے جس میں عبد فاروقی میں راه رہ تھا، اور وہی اور وہیل پر اسلامی شکر کے مدد آور ہوتے کی تفصیل ہے، نیز یا قوت خودی کی روایت کو دست کی گئی ہے، تب میں خور وہیل پر حمل کی تصریح ہے، ان دو مستند روایات کے مطابق ایک تیسری مستند روایت امام ابن حزرم کی کتاب تہذیہ انساب العرب میں موجود ہے جس میں تصریح کی گئی ہے کہ محدث شافعی بن ابی العاص تلقی نقشی اقتدر عنستہ ہندستان کے تین شہروں میں غزوہ کی ہے، ان کے نام اظہر ہیں:-

دعتان منہم من خیار المصائب، و محدث شافعی بن ابی العاص تلقی نقشی اقتدر عنستہ ہندستان کے تین شہروں صافی علی وسلم الطائف اور غزہ اور مکہ، محدث شافعی بن ابی العاص اور محدث شافعی بن ابی العاص نے قاتل اور محدث شافعی بن ابی العاص کے خلاصتہ من بلادہ ہند ولے قتوح۔

لے جو وہ انساب العرب میں

بنزید بن عبد اللہ قشی بصری آپ کا تذکرہ ابن الی حاتم نے کتاب الحرج و القدر میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے عمر بن محمد عتری سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے علی بن ابی اشکم طبری نے روایت کی ہے،

ابوعبد اللہ محمد بن ایوب بن سليمان کلہی الفداد کو ذکر کیا ایوب بن سليمان بن یوسف بن اشہر و سینداد عودی کلہی الفداد کو ذکر کیا ایوب بن سليمان بن ایوب بن محمد بن حسن صنی سے امام اعشیٰ کی مردمیت کی معرفت زیادہ روایت کی، اور ان سے ابو بکر محمد بن ابراہیم بن حسن شادہن برداشت روایت کی، اپنے جزوی اس کی مشہور روایت بھی بندگاہ کو کے رہنے والے تھے۔ عودہ کی جو حمار است کرتے تھے۔

موسیٰ سیلانی ابن الی حاتم زاری نے کتاب الحرج و القدر میں اور ابن اشیہ نے باب موسیٰ سیلانی کا تذکرہ کیا ہے، حضرت اش بن ملاک کی خدمت میں حاضری دی ہے، امام شعبہ نے اپ کے روایت کی ہے تابعی ہیں، سعین بن عصین نے ان کی توہین فرقانی ہے، جزیرہ سیلان کو سیلان بھی کہتے ہیں اپ کی نسبت اسی طرت ہے۔

ابوالقاسم جعفر بن محمد سرہندی آپ ابن حزرم نے تابعیہ امنہ یہ طبقات القراءی سے فرات کی تعلیم حاصل کی اور آپ نے ابو بکر محمد بن محمد بن شاذہ علزاری نے فی قرأت حاصل کیا، آپ اپنے زمانہ میں مشہور اور تجوید و قرأت میں سے تھے۔

امام عبد بن حمید بن نصر کریٰ محدث حمید ہے مگر تخفیف کر کے صرف قید پورا ہاما ہے،

تقریب المبدان میلادی ۱۷۰۰ء سے مسلم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے ایک بھائی عکم کو خاتم اور  
بجز روایتی مہم پر روانہ کیا اور اس بھائی عکم سفر کو خود دبیل کی مہم پر روانہ کیا تھا، اگر صحابہ ایلان  
میں یا قوتِ حموی کے سیان سے حلوں ہوتے تو خود دبیل پر کسی طبقی گھنے تھے اور این حرم کی قصر کے  
کے کو خود حضرت عثمان تقاضی تھے ہن و مستان کے ہن ہر ستمات میں خروہ کیا ہے، ہر حال مہدی واقعی  
میں ہند و مستان پر اسلامی طبلی یہ تین مندرجہ تصریحات ہیں احتجاج عثمان لفظی ہی یہاں تشریف

فرما ہوئے ہیں تو یہ اسلامی ہند کے لیے عظیم ترین شرف ہے۔  
دوسری صدی میں سده میں موئی بر احمد بن عقبہ بن نافع کے نسبی خلفتاء  
نتبر بن کعب تیجی کی بغاوت اور اس کا قتل جما سید کے سرگرم دشمنوں کی تھا اور از  
ہیر کے مقابلہ میں جما سید کے حق میں پوچھا گئے کہ تباہا، اس کے لئے کہتے نہیں شدید  
برپا کی، جس کے نتیجہ میں وہ قتل کر دیا گیا اور اس کی شووش دیقادات ختم ہو گئی، این حرم کی بغاوت کی  
وثار ابتدیعتہ بالستد فقتلہ موئی تیجی کے لیے عتبہ نہ سدھ میں شووش کی اس بیوی وہ قتل کو دیکھ  
غاباً متبہ تیجی کی یہ شووش اموی دود کے آخر میں بیاعاصی دود کے شروع میں ہوئی تھی، جب کہ خلافت  
کے انقلاب و تغیریں سدھ کے احمد اور با اثر اقوال اپنے اقتدار کے لیے کوئی کوشش کر رہے تھے۔

حضرت سعد بن ہشام الفصاری حضرت سعد بن ہشام بن عامر الفصاری مدینی تھے اللہ علی  
ہی تیجی کی مکران میں شہادت حضرت اس بن ماک رضی انشڑ کے چڑا او بھائی اور اجل  
تابعین میں ہیں، تھوڑے اپنے والہ حضرت ہشام، حضرت اس، حضرت عائش، حضرت بن  
قباس، حضرت ابو ہریرہ، و حضرت کوہہ بن چندب رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے، اور ان  
کے عیینہ بیال زرائیہ بن ابی اوقی، حمید بن عبد الرحمن گیری اور امام حسن بصری وغیرہ نے روایت  
کی ہے، صحابت سے میں ان کی روایات موجود ہیں۔ امام بخاری نے تایب کہیں ان کے تذکرے میں کہا ہے  
قتل سعد فارض مکران، علی احسن سعد گردن میں دین دیا نہ کے علی سدا پر  
لہ جمیرہ انساب اعراب میں ۲۱۳ء ایک معلوم ہے، مدینہ سندھ میں جمیرہ انساب کے مطالعے کے وقت میں۔

رہنمہ مہم شہید کی گئی  
حال۔  
تیندریب شہید بیان میں توں نقل کیا گیا ہے جس میں حضرت عکم کے بھادر میں شہید ہونے کی تصریح ہے،  
پھر سارے بن حاتم کی کتاب از زہر کو اس سے مدد میں پشمہ بولیک اور بزرگ کے بھادر میں شہید ہونے کی تصریح ہے،  
ایسا طبع تقریب ایلان تیندریب میں استشہد باوض الہند سو جو گزہ مسخرت سمعن پشمہ دوسرا مددی  
کے دسطیں کران کی کی جگہ میں شہید ہوتے،  
چندہ مزید سند جسی دستبی ابی الحسن ابی زیم بن سندھی بن علی بن ہبہام اصفہانی، ابپ نے محمد بن ابی  
اور منصوری علی ابی جلد بن عقری، اور محمد بن نیاز نیازی دی سے روایت کی ہے، اور ابی زیم بن  
محمد نیاز، چند اش بن محمد بن جعفر، محمد بن یوسف، اور یمن احمد نے ابپ سے روایت کی تو امام ابو حیم اصفہانی  
نے ایک اسٹے ابپ سے روایت کی ہو اور صاحب اصول بتایا ہو تو شریخ بزرگ لا خدام ایسا تعالیٰ کرتے تھے،  
سلطانوں فوت کے اعلیٰ میں موئی بن انتہ سندی اصفہانی، ابپ نے امام الکاظم اور امام شریک تھے رضا  
اپے قم بن شاکر نے روایت کی ۲۵۰۰ عیین کو فوٹ میں فوت پرے عقلى نے کتاب اصہان میں ابپ  
شما اصفہانی علامہ ریس کیا ہے۔ جمال الدین بن دیکی دیلی ابپ نے ولید بن سلم و شیعی سے، اور ابپ سے  
الشیعہ بن الحمد بن عقبہ نے روایت کی تو امام ابو حیم اصفہانی دو واسطوں سے ابپ سے  
الشیعہ بن الحمد بن عقبہ نے روایت کی تو امام ابو حیم اصفہانی دو واسطوں سے ابپ سے  
نقصل میں ایسا عقبہ ہے افسوسی، ابپ نے منصودہ سے بنی دارکار صدیث کی روایت کی، ہمہ بنی خالد سے  
حدیث کی تعلیم کر دیتے ہیں اس منصوری کے نام سے جی شہریتی۔ ابو جعفر ہریم بن جلد علی، بن  
فرات سندی اصفہانی، ایسا عقبہ نے اسے اس اساحب ابی داؤد اور سالم بن عبد الرحمن سے روایت کی اور ابپ  
جدان ابی عیلی اور ابن رستہ محدث، ایسا عقبہ میں اصفہان میں حدیث کی روایت کی تھی۔  
وہ بُل اور دیسان ابکری نے فوجہ انجمن ساحابہ دیلی میں جو میں شہر شہر ہے اسے دیسان لگی  
لہ تایبیہ کیسے مدد، قسم ۶۸، تیندریب المتندریب ۲۲۳ء، تقریب تدبیح ۲۱۴ء، تھے ان حضرت کے مددات  
ایام ابو حیم اصفہانی کی تایبیہ میں اصفہانی کی تکت عاذ شیخ الاسلام میں شہید، حرم شکر کو اعلیٰ کی تھے جسے۔

داؤں سنگ زبان میں بجل، اس کو اور دکھتے ہیں، روہڑی اشیش سے ہمیں جو بہت میں دلچسپ ہے،  
کھنڈ رات دوسری دن تک پھیلے ہوئے ہیں، اب تیساں ایک چوتا سا بندیا العہد کا وں آباد ہے۔

رائج، سابق یاست جہاود پوریں اچھے پورے شرق کے پاس شہرِ مقام ہے، جلالی پروں کا مستقر ہے، اب  
بھی کی قدرست نام ہے، قرستان دوستک پھیلا ہوا ہے، اسکی تاریخ مولانا فرمودی بوجپ ملتانی نے شایع کردی ہے  
از نائل، ادنیں بیلہ جمعیہ دریں قلات دو شین کے ضلع نہیں بلہ کا صندق قائم ہے کرپی سے، ہمیں شمال ہیں ہر  
دیامان، بیخانستان میں واقع ہے، کوہ ہند کش کوکات کو بودھ کا، ہفت بھاٹ وہاں مکھا ہے۔

دشمن، یہ بتوں ہے پوشاد کشتری کی شہر، غوبی چاٹنی ہے، گرست کے عقل میرا خال بڑی ہند (HUND)، کی  
تعصیت ہے، بنت اور لاہور کا مذکورہ ساتھ راتھ گیا ہے، دیبا کے سندھ پر آٹ بھی ایک گلاب ہے اور بے  
جس کا ایک کنڑا بنتھے، اور دوسرا کن لاہور بیسے روہڑی سکھ، اس یے گان غالب ہے کہ یہ ہند ہے،  
کے کانبوں اور پیٹھے والی نے اس کو بزرگا نیا، ونڈوہ وہاں سے ہمیں جو بڑی اس یے جنہیں جوں ہیں ہے۔

دیرون، اس کی اصلی سکنی خون ہے، یحیہ باد مندر، اس کا جعبہ نام ہے۔

دوبل، آجکل اس کو بھجو رکھتے ہیں، یہ سالم یار ہے، خان بیں کمدانی ہوئے ہے، جمن فاٹم کے  
شہر، اسکی آنے ہے، جس پر کتبہ ایک سونورت دلت، بھجوی کا ہے، کرپی سے ۲۳ جنوب کی سمت واقع  
ہے، سرحد سے ۹۰ میل ہے، اس کی پتوں نہیں ہو سکتی۔

دیوال، قفس، ایکستان دوپی پہاڑیں کو خوبوں نے جمالِ شخص لکھا ہے، جن کو آن کل سارا داں، اور  
بیچال، اس کی پہاڑیں کچھیں، کتاباں کو جھسے، دن قفسن جانتے، کوئی بڑی کے اغاظ اڑیوئی کے  
شہر، بنا میں ملتے ہیں، بیرون ایمان، اور کوئی بخدا نستان میں آباد ہیں۔

دیسوستان، یہ زمین خالی دادو یہ لعلیں جس سماں کے قفر، کی وجہ سے مشجوہ ہے۔

رقیق، ان تبدیل زماد میں تخلات میں کوئی مقام خا، ابڑوں کی کافی گھوڑیتے اب بھی مشجوہ ہیں۔  
وقہ، عمار، اس کو بندی میں گندھار کہتے ہیں، ایسا سات شاہزادوں پر پنڈی کے سلاقوں کا قدیم  
نہ بیڑھیں، اس ایسا معاشرہ کیتے دینے میں، ۵۰۰ بیس سکھر بیس کتابہ لمرج جایا ہے، دو تھیں تھیں، یہ دو فون ۴۷  
میں کتاب خانہ میں اس معاشرہ کیتے دینے میں، ۵۰۰ بیس سکھر بیس کتابہ لمرج کو نقل کی جائیں تو اس البلدان۔

کہتے ہیں، اب عمر نے شاعر سے ملا کوئی نہیں، دنیا کی شکن کی تحریک میں  
یہ شعر نقل کیا ہے،

سلیب من رجال الدین بلان  
و ایک کے لوگوں سے جیسا ہوا ہے

دیلان سیاہ نگ کے لوگوں کی کان ہے لے — علیکی نکاح ایک میں کھا بکر کو وہرہ میل کے

رجھ کا ہم عقاہ شہر ہے، یہ نے غلیظہ ولیدن الملک کی حج میں دلیل کا دلیل یا ہے:

وارض ہر قل قدقہ برت، وداہرہ دلعنی نکھن، ایں سری انواع

اہک کے یہے کری کے خاندان کے ختم مدد و نعمت

ومن ارض صیہنستان بخشی الطلاق

ہذہ شان نے پت قلموں میں جو کچھ ایک کو دیتا ہے، اور سر زمین پیں سے کچھ پاس عده مدد سلطان لانے بنتے

غماات کے بھویں میں آخر میں اللہ نون کا احتفاظ کلائر میں بھرو میں آباد کرنے کے بھتے ہوا،

اوہ اس کے منفات فوائی اور قطایل کے نام اس طرح رکھے گئے، جیسے قطبی خنس بن ابی العاص خنسا

قطبی ابو ابریس بن ابی العاص اہمان، تقطیع سکر بن ابی العاص حکمان وغیرہ، بعد میں بر طریق عام

بوجگا اور دہمیل کو بھی اسی طریقہ پر پکارا گیا، جو جریکے ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ موی وور خلقت

میں سندھ کا طلاق پڑی ابیت کھاتا ہا، اور بیساں سے دس بار خلافت کا حصہ گئی تعلق اور بہلہ قائم خوا،

چنہ قدیم مقامات کے جدید نام جناب مولانا محمد سلیم صاحب شاہ ولی اندراوی خل کاٹ

اور موجودہ حالات مخصوص، مغربی پاکستان نے سندھ اور اطراف سندھ کے

چنہ قدیم مقامات کے نئے نام، در حالات ہماس پاس رواد کیے ہیں، ہم مویزا، وسروت کے اس

علمی و تحقیقی تعاون پریان کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے ان کو درج کرتے ہیں:-

نہ بیڑھیں اس ایسا معاشرہ کیتے دینے میں، ۵۰۰ بیس سکھر بیس کتابہ لمرج میں، دو فون ۴۷

میں کتاب خانہ میں اس معاشرہ کیتے دینے میں، ۵۰۰ بیس سکھر بیس کتابہ لمرج کو نقل کی جائیں تو اس البلدان۔

افغانستان میں ایک تاریخی عروج کے حل میں وہی معمود بستروں نے سبھر وہیں جس کی خواص  
نام کی ایک تحریم بنتا ہے اسی تحریم سے، برہ کم امداد، اور بارہ بھوت اکی خواتین کے سلسلے میں  
پادری نے اسی گندھارا کو قتل کیا جائے۔  
رقصہ اس آجکل اس کو ختم دکھاتے ہیں، یہ قلات دو زمان کا ہے جس نے تیریزیدا مخالفتے،  
عمر میں خارج کا مرکز رکھا ہے، وارابیضا، اور کے پا اسکی آبادی۔

رقدابیل، یہ بھی قلات دو زمان میں واقع ہے، آٹھ لالاں انتظام کرتے ہیں، عالی میں ایک  
مستقل منبع قرار دیا گیا اور رہ بولان اسی میں واقع ہے،  
رقصہ بور غائب یہ تصحیف ہے، شاید اصل فتنہ بور بولان، علاقہ کا انہیں کو کہ جام سے ایک  
قديم شہر ایک موچو ہے، جو کا فتنہ بور یا فتنہ بور بولان محل تھے،  
(لاہور) عرب دریہ میں بولان ایک شہر لارہ بور بوجو ہمیں تھا، اس نے مبلب بن ابی صفرہ کے سامنے  
کی پیدا نہیں ہوتا، اس تو عہد خلائقی میں آباد ہوا ہے، الحجہ دیوار کے سندھ پر ایک کاہل کے  
وہیزہ ایک گھاٹ تھا، اس پر مبلب نے حمل کیا تھا، جسے پال نے لمعان چھوڑ کر پیٹے اسی کو دراصل  
پالیا تھا، حمود کا پرہا تھا اسی پر تھا، تلوی کے کنارے لاہور پر، لاہور کے ہر بور دریہ میں نہ چونے اور  
غاؤنی دریہ میں آباد ہونے پر دلائل و شواہد درکار ہیں)

زمین، ساحل گکران پر ایک قدیم قوم تھی، تھیں یا ان میں اس کی ایک ریاست میڈیا (MEDIA) بھی  
تھی، اور میڈ کے پار سے یہ پوری تفصیل یاد رکھی، کتاب عرب و هند عہد رسالت میں اس کے اندر ملاحظہ ہوئے  
و منصورہ اور محظوظہ سندھ کے ضلع سالمکر کے شہر شہیدا پور سے ہیں مشرق میں جگہ اور نہر ہے، اس نہر سے  
ہیں منصورہ کے دیسیں و عدیفہ کھنڈ اسی پر ہے، ہیں سالگزہ میں نہر سے محلہ شار قدیم نے یہاں کھدائی کی  
ہے، آجکل عوام اس کو نوکری کہتے ہیں، شہر کوئی سر ہبوم راجہ گذر رہے، رہلا رائے الور کراچی تھا جو  
بعد میں پرسیں آباد ہیں اگلی تھا، اس کا جمالی چھوٹا شہر ایلی سلطان ہو گیا تھا، جس کی تفصیل ہماری  
کتاب رجال اسلام والہند میں موجود ہے، شاید اسی راجہ دلایا اگلی ہوئے

دیرہ سن آباد بھیجاں پر ایک چھوٹا سا اول بامثادر نوٹ شنید، بھی ہے، شاید یہ بہتر ان آباد کی گزری  
ہوئی، عکلی ہو جانے سے یہ ماقبل اسطو منصورہ عساکی کا دینا ملایا ہے، جس پر شان و خیں واتا، لکھا ہوا  
ہے، اور باب و دوس کا لمح کے دار، لکھا شار (یوز زیمکی) نہیں ہے، رکتوپ منصورہ ختم ہوا  
لے، کھنوس منصورہ، ۳۰ بیج الاول نشانہ طبق و مرحمن لٹکا کر کیا گیا تھا۔

## دولتِ ہبہ ارنیہ صورہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے حضرت ہبہ ابی اسود الدین اسود اسدی قریشی میں ارشاد  
مشہور ہے جس کے بعد اسلام لائے، بعد میں مدینہ منورہ میں اقسام اختیار کی اور دھرمی خوبی  
کے بعد مکہ شام پلے گئے وہ خود بھی بیت جری اور پیارا کری تھے، ان کی لاولاد میں بھی اولجا احرار کے  
ادصاد موجود تھے، شام بھوپل، سیرافتہ سندھ، اخ، اور صرچاں جہاں ان کی اولاد ہی،  
لبخ ناقہ اور راشان دشوقت کی اک جس کری، ان ہی میں سے ایک شخص منزہ بن رہا  
ہبہ اسی ہڈا ایس کے دور میں سندھ اک راہ جو گیا، اس زمانہ میں یہاں کے سماں اور لوگی دلالات  
ہبہ اسی ہڈا ایس کے دور میں سندھ اک راہ جو گیا، اسی ایک راہ کے شہر قرقیسا میں غبار و اقتدار کی  
گمراہیم پر کر سولی پا گیا، سندھ میں اس کا غامدیان ذلت اور جالات کا منتظر ہوا، میں انکے  
ذلت اور جالات میں میں اس کا غامدیان ذلت اور جالات کا منتظر ہوا، میں انکے  
ذلت اور جالات میں پوری تفصیل ہبہ اسی ہڈا ایس کے نام کا خطبہ، جادی کیا ہے، ماحقی برائے نام حقی، اور  
اس مکمل صور کو ہر سچ کی داخلی اور خارجی خود مختارت اسی مارے سل محتی، اس  
بس کئی کامیاب اور نامکمل ان گذے ہیں، جنہوں نے سندھ کی بناؤں اور خوشیا  
کو ختم ہی نہیں کیا، بلکہ طرف اسی دامان کا فضایا اک احمد بڑی مقبولیت پا یا۔

**حضرت ہبہ ابی اسود الدین اسدی قریشی** (بن حمیث، بن قریش، الحمد ربہ، اللہ عزیز، فتح کم کے بعد مقام  
عجم راست میں خود ماضی ملک کی مسلمان ملتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تصور معاف  
فریما، اس سے پہلے کفار قریش کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ میں بیت مشیش رہتے تھے)

ہباز بن اسود دو دو حضرات مسیح کے دو شریف یہودیوں کو مکہ ہو چکے تھے حضرت نہیں ان سے کہا کہ وہ اس سال  
تحریر کر کے حال ہو جائیں، اور آئندہ سال آگرچا آدھ کریں۔

ہباز شاعر بھی تھے، بیہقی تران سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ذات فتنہ کے بعد ہوئی،

ہباز بن اسود کی اولاد میں سے تین لوگوں کے نام معلوم ہو سکتے ہیں، ایک علی بن ہباز،

علی کے پسر تھے جنہیں بن عبد اللہ بن علی بن ہباز بن اسود ہیں، دوسرا سے

بعد الرحمون، ان ہباز بن سے سندھ کے ہبازی مکاروں کے مورثہ اعلیٰ عزیزین منہ،

بن عبد الرحمن بن ہباز بن اسود ہیں۔ اور تیسرا سے روا کے نام اسمعیل بن ہباز ہے جسے صعب

بن عبد الرحمن بن حوقہ نے قتل کیا اور اسی کے ساتھ مکاروں کی ایک جماعت کو بھی بو تھی کہ،

اسمعیل بن ہباز بن اسود کا قتل قتال کالبی کے ہاتھوں لے کر تاب مجھ اور کتاب الانانی میں منتشر

ہے کہ اسیوں سے لکھا ہے، ابو جعفر محمد بن جیب بغدادی نے کتاب المجزیں لکھا ہے کہ قتال کالبی زبان

ان محجبہ بن یافیہ بن عامر نے اپنے چیزاد بھائی نیاد کو قتل کیا، اور مدینہ میں قید کیا گیا، اس

دو ماہی مدد میں کاظم مروان بن علی حکم تھا، اور جیسیں کا وار و غر ایک قریشی ادمی اسمعیل بن ہباز

احسود بن محبوب اسے تھا، اس نے امیر بدینہ کے ہاتھ قتال کالبی کی مکایبت کی کرو

جیسا میں اکثر شعر ہے، حوار تھا۔

اذ اشتئتْ بنتَ هنْ على خلير شرح

نواهمِ بعضِ من قریشی و عامر

اسی سے قتال کچھ اس امیر بدینہ کی ایک قسم تھی، یہ کہا ہے، اس نے اس بتوکہ کہا ہے،

اذ اشتئتْ غلتني القيود و ساختي

عنه السجن اعلام الامير الطماطم

یہ باتیں اپنے یہی تھیں کہ صعب بن عبد الرحمن کو اس قتال سے کہا کہ کیا یا اس

تمہارے لئے بہتر ہو گئی کہ میں تم کو تلوار دوں اور یہی سواری کا استظام کر دوں تم ان ہباز

کو طالب ام مالک ہیں ہے کہ حضرت عمر بن اٹھ عزیز کے دریافت میں ابوالیوب الغماری اور

اب عطیہ، امام الحکم (۱) میں صراحتاً اس امیر بدینہ کو طالب ام مالک کا نام ملک

بھرت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب زنی ائمہ عنہا کو ان کے  
شوہر ابوالعاص نے مدینہ روانہ کیا تھا، اسے اس نے قربش کے اوپاں کو ساختے کلان کی  
سواری کا ہیچ کیا اور ہدودت کے قریب ریاک داری کی نیزہ ما رہا، جس سے ان کا حمل ساقطاً ہو گیا،  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اس اسی وقت میں جنگ اور مکانیں جرم پر اخراج اور غارت  
نرا تھے ہبھے صحابہ سے غرباً کہ ہباز بن اسود یہاں تھا، اسے آگئیں ڈال دو، پھر آپ نے  
فرما کر تم لوگ ایسا نہ رہو، اگر کاغذ ادب دینا اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اس دو اعد کے بعد پڑا،  
موقوں روپوش رہے، یہاں تک کہ غنی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہزادہ کر  
خود بخودہ اصر ہو گئے اور آپ کے سامنے کلہ شہزادت پڑھ کر عرض کیا یا بول، اللہ اکبر کی  
دھمکی ہے، بعد میرا را دہ ہوا کلک عرب چھوڑ کر یہم کے کسی علاقہ میں چلا جاؤں، حسب آپ،  
یعنی نہ ادا کیا تو حاضر فردت ہو گیا کیونکہ اسلام خام پھیلے گنا ہوں کو شتم کر دیتا ہے، یہ کہ  
آپ نے ہباز کا قصور معاف فرمادیا۔

ہباز بن اسلام لائے کے بعد کچھ دنوں تک مکہ میں رہے، پھر مدینے پہنچتے تھے، یہاں  
کئی پر بعدن صحابہ اُن کو بھلی حرکت پڑھن و شنیج کرنے کے لئے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ نے غرباً کر قسمی ان لوگوں کو حجاب دو، الغرض یہ تھا  
بھی شتم ہو گئی، اور حضرت ہباز مدینہ میں خوشنگوار رز عملی اپنے کر تھے لگھے،

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہباز بن اسود کے مکان کی طرف سے گذاشتے تو  
انہوں سے غنا اور وفات کی آذان ہتھی، معلوم ہوا کہ ہباز کی بیٹی کی شادی ہے، آپ نے اس چیز کو  
دار پسند فرمایا، اصحاب ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں حضرت ہباز مالک شام پہنچ  
گئے تھے، اور وہیں مستقل مکونت احتیاک کرنے تھے،

تو طالب ام مالک ہیں ہے کہ حضرت عمر بن اٹھ عزیز کے دریافت میں ابوالیوب الغماری اور

لہ الہ اما بنت جعفر حرمہ من، وہ مجتبی مصر

کو قتل کر کے جیسے قاتل اور مجاہد قاتل اس پر انہی ہو گیا مصعب نے اچاکام کیا اور قاتل نے ابن پیثار سے خواہش خواہ کی کہ وہ شارک غاز جیل فائدہ کے باہم ہوں میں اور کرنا پاہتا ہے۔ اس نے غائز کے بیٹے قاتل کو باہر بھاول دیا، قاتل نے تواریخے کرنے کے غاز پر ہی احتفار ہوتے ہی اب ابن پیثار کو مار کر جیل فائدہ کے امور کے متعلق کوہاں اور معاشری برچڑھ کر چلتا بنا، اس موقع پر قاتل نے یہ اشعار کہے:

ترکت ابن هبیار عدا فی محدث لاذ و اینجع دادی شایستہ فارہدہ  
بسیعت اهر و لون الخبر الہرامیہ و دان عصر عالمی ای ہرم معا  
ابوالهزج اصفہانی نے افاقی میں بغیر نام یہ ابن پیثار قریشی سنتل و دیدار ایلوں سے  
لکھا ہے، پہلی روایت ہے کہ ابن پیثار قریشی جبارت کی خوف سے باکسی ہوئی ہے تو کہیے  
لکب شام جبار ایضا، ماسٹ میں اسے ایک جماعت میں جرس قاتل کلابی ہی تھا، ابن پیثار  
نے ابن پیثار کو قتل کر کے اس کمال لخت ہیا، جب اس واقعہ کی ہمدرع عام ہوئی تو عال مدینہ مروان  
بن علک کے ایک ادمی تھے ہنی کلاب وغیرہ کے فار تگبون گوگر فتنا کر کے جیل میں بند کر دیا تاکہ  
معاملکی حقیقت کی جائے، قاتل نے محوس کیا کہ اس کے ماتحتوں میں کوئی دم نہیں ہے  
اور اس کا ہر جنم ٹاپٹا ہو جائے اس لیے اس نے جیل کے داروغہ کو دھوکے قتل کر دیا، اس  
حقیقت پر چند اشعار کہے جن میں پہلا یہ ہے۔

اصدھ اأشیبی جیۃ التزمیل اشیبی بو ضبل اذی صوم معجل.  
دوسری روایت کتاب الجزر سے ملتی جلتی ہے اس میں ہے کہ جس نماز میں قاتل کلابی اپنے  
ایک چیز از بھائی کی قتل کی مزما میں مذکور کی جیل میں تھا، ابن پیثار قریشی اور اس کے چنان  
بھائی کے درمیان سخت عداوت ہو گئی، ابن پیثار کے دشمن نے قاتل تک رسانی حاصل  
کر کے اسے ابن پیثار کے قتل پر آمادہ کیا، اور کہا کہ میں غیار سے ہاں کھانا بیجوں گا جس میں

و ہادردار لوہا جو گاہم، اس سے اپنی بیڑاں کاٹ دینا اور بھرپان کو پین دینا تاکہ شبہ نہ پڑے۔ اور جب وضو کے لیے بہر بھلنا تو سپاہی سے لظر بیجا کر بھاگ جانا میں فلاں بلگہ مہارا استھان کروں گا، اور مہارے لیے تلوہ اور سواری تیار رکھوں گا، اس ترکب سے قاتل جیل سے محل گیا اور اسی آدمی کے ہیاں پھیار بیا بیان لک کر اس کی تلاش بند ہو گئی، اس کے بعد قاتل نے ابن پیثار کو قتل کر دیا۔

**ایک ہبیاری کی لمحہ میں غارتگری** آخری خلیفہ اموی مروان نے ہوشہ نامی ایک شخص کو ہم کا ان کو مقرر کیا، اس نے دہان کے شوہر پسند دل اور فتنہ پر دہان کو ۱۲۵ میں گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا اس واقعہ کو کہشا ع ابن میادہ مُحْمَّد  
نے ان اشاعتیں بیوں بیان کیا ہے۔

لقد سوتی ان کان شیئا ایس فی مغارابن هبیار حلی باللیخ واللیخ  
الگری بات مجھے خوش کر سکی، تو ایک ابن ہبیار کی لمحہ پر میغارد اور اس کا دہان کا سفر  
وحوشۃ المهدی بیصرہ حجada و اسیاف، حتی استقامت العصر  
او روز روی بات ہوشہ، جس نے مضر میں اپنے عمد، گھوٹے اور طوایں استراں کیں کر لیں بیان لک  
لکھم اعلیٰ درست مہوگا۔

پہلی خوبی سے ابن ہبیار کا سفر لیخ اور اس پر غارتگری کا پتہ چل رہا ہے کہ شہنشہ سے پہلی  
ہبیاری خاتم دن کا کسی فرود لمحہ میں اپنی طاقت و شوکت کا مظاہرہ کیا تھا۔

ایک ہبیاری ہندوستان احتیثیل ایک اور اولاد اعظم خوش حال اور صاحب فہرست  
چین کے بیان میں کیا ہے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ابن پیثار کو مسعودی نے مردیۃ الذہب میں

کتاب الاغانی ج ۶۳ میں ۳۲۸ - ۳۳۰ میں یہ ہوت  
گ کتاب الرؤا و کتاب الفقاهہ، اکتدی میں ۹۱ فیصہ،

اس قبادت میں سندھ اور اس کے اطراف میں طبع طرح کے افغان قبائل کا زرد عطا ہیاں کے ہوں کی تباہی عبیت یا نایم و نماری کا شباب تھا، جو عجاس کے داشی و بیٹھ احمد اندرا پاکا کام کر رہے تھے، غاصب کے فتحے عوچ پرستے، علویوں کی شہنشہ جگہ سر اخبار ہی تھی، مشعویوں کی شہزادیں نام تھیں، ان قبائل کی وجہ سے خروج و بیادرات اور خود محابری کی دو بھوت بدی تھی، اس کے باوجود دشمن سے ۱۸۴۷ء تک سندھ میں ہماری خاندان کی کسی مخالفت و حاکما نہ سرگرم کا پڑھیں جلتا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل زیر ہماری جس مقصد کو لے کر پندرہ سوستان کا اتحاد، اس میں کامیابی کے امکانات سندھ میں اب تک نظر نہیں آتے تھے، اس لیے وہ کچیں سے زائد سال تک باقی میں خاموشی کی زندگی سر کرتا رہا، ہیاں تک کہ جب بنوا یہ کے خاتمہ احمد توڑا یہ کے اقتدار کا نام اگلی تو اس انتظامی وحدت میں اس نے سندھ سے محلہ ترقی سیاہی اپنے اقتدار و غلبہ کی کوشش کی۔

۱۸۴۷ء میں مندرجہ ذیل زیر ہماری کا امام این حرم تے مجریہ اساب، عرب میں نہیں ہے العزیز  
قریبیاں خروج اور قتلن [ان مندرجہ ہماری کے حال میں لکھا ہے:]

دکان جیدہ المختارین الرذیب  
مرعن سہا العزیز کے لہا مندرجہ ذیل نسبتے سات  
قدادیت پرس قیس الیام اسقاہ  
کے راستہ قیسی اسے خود کیا، جکی سزا دی دہ  
گرفتار کر کے سول دیا گیا۔

ابن قلدوان سے مندرجہ ذیل کے ابرے میں بھی تصریح کیا ہے۔

ارض جزیرہ میں راجہ بالسان طبق اہلیتے غابر کے کنارے ایک ملکہ علاقہ ہے، قریبیا اسی کا ایک شہر ہے، سلطنتی حرثیتی قلعہ فتح نے جزرہ کو فتح کر کے سلمہ فہری کو قریبیا کی طرف رواد کیا، اس کے بعد جیب: ہی ایسی فتح کی طرفت میں حکومت قائم کرنے سے پہلے رہا کرایا گا

بصہر میں غیر قابل راستہ میں صاحب زخم نے بصویں قتل و خاتم اور سلب و بیب کا بازار گریا تو شوخی سرخ میں سے خلیل ہے، سیراد کے صاحب بصیرت اور خوش حال لوگوں میں سے تھا، ہواباں سے ہیا زیر ہندوستان رکھا اور ہندوستان بھیز و درہ بہانہ ماروں گھوٹا پھر تارہ باحتی کر شہروں پر پکانے کا نئے چنان پروپری گیا، جو اس بعد تباہی کے دربار میں یا بیان ہوا، اور اپنا حصہ دشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی خاتمۃ النبیوں کے اتفاق و اکرام کا سنجی بنا، نیز شاہ پیغمبر نے اپنے آثار قدیمہ میں سے بہت سے یادوں اور صحابہ رضیم کی تصویریں دکھائیں اس طرح یا ابن ہزارہ میں سے فائز امالم دا پس پوچا، اس ای انتہی بیان فخری۔ ابوذر یا سی رانی نے ۱۸۴۷ء میں بصویں ملکات کی اور اس سے چین کے حالات دیا گفت اور بس زمانہ میں یہ ابن ہزارہ قرضی بنا ہے کہ دو پار ہو کر پندرہ سوستان کے شہروں کا جو کل  
بنا تھا، سندھ میں اس کا خاندان حکمران تھا، مگر اس نے چین سے والہی پر بصرہ ہی کو پہنچانے میں مسکن بنایا۔

مندرجہ ذیل زیر ہماری قرشی کی سندھ میں ۱۸۴۷ء اعیین آمد فاطمہ عراق خالد بن عبد اللہ قسری کے  
عکس سے ۱۸۴۷ء میں ٹکم جون خواہ کی کو سندھ رہ حاکم نایا گیا، یہ بشام بن جہد الملک نوی کا زاد بھائی تھا، اسی حکم کے ساتھ مندرجہ ذیل زیر ہماری سندھ دیا گیا، بلاذری نے لکھا ہے،  
وکان جد عجم هذا متن عین عبد العزیز کا دادا مندرجہ ذیل زیر حکم  
قدم المستدام الحکمرن عوادة خواہ کلی کے ساتھ سندھ دیا گیا۔

الکلبی گ کے یاد میں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان سندھ کے ایک معنوی سے شہریانہ میں  
امظری کے یاد میں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک معنوی سے شہریانہ میں

اباد ہوا، جو اس خود عمرین عبد العزیز ہماری بھی صورت میں حکومت قائم کرنے سے پہلے رہا کرایا گا

چھپہ عزیز سلطان اور ہر کو کے داراء سلط و صاحبت کی اس کے بعد بیان پر کوئی شورش  
بہنا نہیں ہوتی بیان ملک کن اس کے نزدیک پر جمیں کام مرئے سراخایا۔

علام ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۱۲۳ھ عہد الحرمہ نے بغاوت کر کے پہلے جہاں فلیقہ ابو الجہل  
ستاخ کے غلاف حزادہ میں طاقت گئی کی قریۃ بن مسلم، سالم، داما، احمد، ابریں میں شورش  
ائی، ترقیسا احتشام کی بغاوت فروکرنے کی طاقت نے بھائی ابو جعفر منصور کو بھاری  
جمیعت کے ساتھ خداوند کیا، اس تادیعی کا رسالہ کے بعد جز بندوق ارشام کے مالات بائیکیں درست ہیئے  
اور ابو جعفر نے جز بندوق اور مینہ اور آذربایجان میں مستعد ترین بیانات کی اس  
شورش کے زمانہ میں منذر بن نزیر بیاری نے جہاںی عکبوت کے غلاف باعثیں کار منانے کی، اور  
کمل کر مقابلہ کیا جس کی باداشی میں اسے گرفتار کر کے سولی دیدی گئی۔

منذر کو گرفتار کر کے سولی دینا بنازرا ہے کہ اس نے خود و بیانات میں خیال حضرت یا عطا  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منذر بن نزیر خواہیر کے خیر خوا ہوں ہیں تھا، اور منذر کی اس کی آمدان  
کی تائید و تقویت کے نیال سے تھی، اور نہ سندھ کے سالات کی ابتری بیان پر اقتدار عاصل کرنے  
یہ بہت مدد ملتی اور و ترقیسا کے مجاہد سندھی میں اقتدار و غلبہ کی کوشش کرتا۔  
۱۲۴ھ میں عمر بن عبد العزیز بیاری کی منذر بن نزیر کی ترقیسا میں ناکامی کے بعد  
سندھ میں پاہلی کامیت ابی سندھ کے بیاری خاندان کی طرف سے  
سیکڑوں سال تک کسی اندر ولی یا بیرونی سرگرمی کا پتہ نہیں پہنچتا بیان تک کہ جلدی میں منذر  
کے پوتے عمر بن عبد العزیز بیاری نے سندھ کے جہاںی حاکم بیان نہیں برکت سے کمل کر  
مقابلہ کیا جس کا تجھیں اکنہ کر کے میں نے منذر کے قتل کی صورت میں ظاہر ہوا، یہ خلیفہ والی کا زمانہ تھا عمر و مهر بن  
کایم مقا بلخرون و بغاوت یا اظہر و اقتدار کے نام پر نہیں تھا بلکہ نہیں مقیم عربوں کی  
باہمی تباہی جنگ نے عینوں اور مزاریوں میں عصیت پیدا کر دی تھی اور وہ نوں جماعتیں نزدیکی  
تھیں، جہاںی عاصی ما کم تر این این نوسلی برکت نے اس میں سلط و صاحبت کی کوشش کے مجاہد ایں

کام ساختہ دیا، اس پر عمر بن عبد العزیز بیاری نے جہاں کے نزاریوں کی طرفداری کی احتمال مارا  
گیا، بلاؤڑی نے لکھا ہے۔

شہ و تعلق العصبية بین الغزابیة سعده میں اباد نزاری او رعنی نزاری میں عصیت  
والغایبیة، فشار ایمیه عمن بن پیدا ہو گئی جس میں مہران یعنی کاظم دادار  
عبد العزیز بیاری فقتلہ بن گیا، یہ پرکور عمر بن عبد العزیز اس کے  
دھو غایبیہ مقابلہ کے نتیجے گیا اور میزان کو قتل کر دیا۔

قاضی رشید بن زیہر نے کتاب الفخار روا المحت میں تصریح کی ہے کہ عمر بن مولی بیک  
کا قتل سندھ میں ذوالحجہ ۱۲۴ھ واثق بالله کے دو فلافت میں ہوا تھا۔  
عمر بن عبد العزیز بیاری نے فتحا نیوں کے مقابلہ میں عدنانیوں کا ساتھ دیکھ فتح  
پانی، جس سے پرے مسلمان سندھ میں اس کا شہر ہو گیا اور بڑی صنک  
اس کے حق میں زمین ہوا رہ گئی، اس کے باوجود میں سال تک وہ ظاہری انتدار و  
غلبہ حاصل نہ کر سکا۔

۱۲۵ھ میں خلیفہ متول کے تک پر غلاف  
عمر بن عبد العزیز بیاری سندھ کی تاسیس | جمایسہ کے نظام میں ابتری پیدا ہوئی،  
اوپر کی خلافت بیان حکم کے قتوں نے سراخایا، ان ہی ایام میں عمر بن عبد العزیز بیاری  
سندھ میں ایک جو حکومت اور حکومت کی بیانوں کی اور منصورہ کو پایہ تخت فراہم کے  
پرے سندھ کی حکومت بسیحالی، امام ایں حرم نے جمیع الاضاب میں لکھا ہے۔  
عمر بن عبد العزیز بیان حکم کے قتوں میں منذر بن نزیر بن ابی حمزة میں  
بن الزبیر بن عبد الرحمن بن حسان بن عیان بن اسود حکم سندھ  
بیاریں الاسود صاحب السنا خلیفہ متول کے قتل ہوئے کے بعد فتنہ کے  
دھریعہ ابلدان ص ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹ کتاب الفخار روا المحت میں مدد ملک کو یہ

ولیہا ابتداء العزیزۃ اثقتل ابتداء عزیز سندھ کا حاکم ہے۔  
الموکل

عزیز عبد العزیز بیاری کا سب سے قدیم کہ اس کے معاصر امام اساب زیرین بکار متوفی  
۱۵۴۷ء کے ہجۃ نسب قریش و اخادر اپنے بیان سے اور عزیز کے سندھ پر علیہ کی تحریک  
کی ہے، جس کا صافت و صریح مطلب یہ ہے کہ عزیز سندھ کا ارشاد بن جگا خواہ،  
بن حزم کے بیان کی روشنی میں قتل توکل کے لواہی بعدہ سندھ کا حاکم ہیں گیا، مورث  
یعقوبی کا بیان ہے کہ سندھ کے والی ہائیلین بن خالد نے سندھ میں انتقال کی تو عزیز عبد العزیز  
نے جو کہ سندھ پر قابض تھا اور خلافت کا لکھار مجھے سندھ کی ولایت دیتی رہتی تھی، سب  
اچھا اسلام کروں گا، خلیفتے اس کی یہ درخواست منظور کر کے سندھ کی عکوت دھنڈائی  
اس بیان کی روشنی سے قتل توکل سے پہلے ہی خاندان بیماری کا اقبال سندھ میں ہڑوائیں پہنچا  
گتا، اور مرکز خلافت سے ان کو حکومت کا پروانہ لے چکا تھا، البتہ خود بیماری ابھی نہ مل سکی تھی۔  
دولت بیماری کے حکماء اور سلاطین | بن منذر بیماری عرضی کے باتی عزیز عبد العزیز  
نام و نشان نہیں متصارف معموری نے اپنے ایک معاصر بیماری حکمان عزیز عبد اللہ بن  
عزیز عبد العزیز کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں، اس زمان میں جو سیاح اور مورث  
سندھ آئے انہوں نے بہاں کی حکومتوں کا محضر نہ کرہ ضرور کیا ہے مگر ان کے حکماء کو  
نام نہیں بیان کیے ہیں، البتہ ان کے اجمالی بیان سے کچھ نتائج ضرور کیا جا سکتے ہیں،  
عزیز عبد العزیز بیماری کے معاصر مورث و نواب صعب زیری تکلیف نے عزیز منذر کے باتیں کلیسا  
گاندھی خلاب علی الحداد نسب قریش فیصلہ یعنی عزیز سندھ برقراری میں کیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سندھ میں عزیز سندھ کا حکمان تھا اس کے دوسرے معاصر مورث و

لے عزیز اساب عزیز بن ۱۱۰، تاہ بیک میتوپی ۱۷۲۶ میں ۹۹۔

شہزادہ اساب قریش، جس کے میرے عزیز اساب قریش میں ۱۱۰، تاہ بیک میتوپی ۱۷۲۶ میں ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ زیرین بکار کا انتقال ۱۵۴۷ء میں ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ  
عزم میں عزیز کے بجائے اس کی کوئی اولاد سندھ پر حکمران نہیں ایں حزم متوفی ۱۵۴۷ء  
نے عزیز اساب میں عزیز عزیز کے حال میں لکھا ہے کہ سندھ کی حکومت اس کی  
اولاد میں ٹلی، بیان تک کہ اس خاندان کی حکومت ہمارے خدا میں سلطان محمود بن سلطان  
کے دور میں ختم ہوئی، ان کا اور اسلطنت منصورہ تھا۔ خاہ ہر ہے کہ اس حکومت کے خاتم  
تک اس میں متعبد حکمران گزدے ہوں گے مگر ایں حزم کی کامیاب نام تک نہیں یا۔

ابن حوقل بغدادی ۱۵۴۷ء نے کتاب سور الارض میں لکھا ہے کہ سندھ کے باشندے  
مسلمان ہیں، بیان کا بارہ تھا، ایک قریشی ہے، جو بیماری اور دیگر اولاد سے ہے، صحری  
۱۵۴۷ء نے ساکن ملک میں لکھا ہے کہ سندھ کے باشندے مسلمان ہیں اور ان کا بارہ شاہ  
قریش سے ہے، کہا جائکرہ کہ وہ بیمار بن امور کی اولاد سے ہے، یہ اور اس کے آباء  
اعداد سندھ پر قابض ہو گئے ہیں۔ مقداری بشاری پر ایمان نظر محقق دیات ہے، جس  
کے نام پر اس مقام ۱۵۴۷ء میں بھی ہے، اس نے بھی اجمالی طور پر صرف اتنا لکھا ہے  
کہ بیک الگ سلطان حکمران ہے جو قبیل قریش سے ہے، یہ شاہان منصورہ خلیفہ مہماں  
کے نام کا خذل نہ ہے۔

الغرض مسعود سندھ کا سیاست نے منصورہ کے ان حکماء کے حالات نہیں بیان  
کیے بلکہ سب نے صرف احادیث سے ہے، یا، یہی حال سندھ کے دوسرے خود مختار  
حکماء کا ہے کہ ان کے معاصر سیاہیں اور اندھائیں میان کی کوئی تفصیل نہیں بیان کی  
اگر کسی کا نام اور ترک کوہ میان بیک تو سمنی طور سے کہی بات نہیں ہوتا ہے،

شہزادہ اساب قریش، جس کے میرے عزیز اساب قریش میں ۱۱۰، تاہ بیک میتوپی ۱۷۲۶ میں  
لے عزیز اساب عزیز بن ۱۱۰، تاہ بیک میتوپی ۱۷۲۶ میں ۹۹۔

دولت پیارے کے ان مکانات کا تذکرہ ہم کریں گے، ان کا بھی ہری سال چے کہ کسی بات کے خص  
میں، ان کا کچھ حال حملم جو اور استاد میمت ہے کہ عرب نہ خوب اور سایا حل نے جا بجا ان کے  
امد دیتے ہیں، ہندوستان کی قارہ کار بخیں تو اس سے بھی محروم ہیں کہ ان میں ان کے نام تک  
لے سکیں چہ جائیکم کچھ حالات میں۔

**عمر بن عبد العزیز رہب اسی قرشی** عمر بن عبد العزیز رہب زیرین جب معاشر جن بن ایضا  
بانی دولت ہبڑا ری منصور و شعراً بن اسود قرشی رہب اسی میں دو بھائی ہبڑا ری منصورہ کا  
قدیم ترین تذکرہ اس کے دو معاشر ائمہ انساب مصعب بن عاصم اور عاصم بن عاصم اور  
زیرین بخاری متفق ہے کہیے، مگر ان دونوں نے عمر بن عبد العزیز کے  
پیسے عمر بن منذر کھا ہے سبی باپ عبد العزیز کے بھائے منذر کو بتایا ہے اور عبد العزیز  
بامنیں لیا ہے، اجڑا کے بعد سورث و نتاب ابن حزم متفق ہے تے عمر عبد العزیز  
بن منذر کھا ہے اور ان کے بعد تمام موقوف اور سیاعوں نے اسی کو اختیار کیا۔

عمر کے دادا منذر کا قیام بصیرہ میں تھا، شام میں والی سندھ مکون مودا کلی کے سامنے  
سندھ چلا آیا اور شہر منصورہ کے جنوب میں بازیں نایی ایک چھوٹے سے شہر میں سکونت پذیر ہے  
یا موی خلیفہ بشام بن عبد الملک کا نام تھا، جب پہلے عباسی خلیفہ ابوالعباس سفارج کا  
نامہ آتا تو وہ سندھ سے محل کو قریب یا گیا اور وہاں کے باغیوں کی رہنمائی کی پادریں اس  
حاشیہ میں سول دے درا گیا، مگر بخاری غاذمان نے سندھ کے شہر بازیں رہ کر غلافت  
جاسیس سے تعلق فائیہ کھا، یہاں تک کہ سلطنت میں والی سندھ ریسی بن عجیبی برکی کے ہمراں  
پر خلیفہ معمض نے اس کے پیٹے عمر بن حزم میں برکی کو سندھ کا حاکم مقرر کیا، اس کے نزاد  
میں سندھ میں میتم عربیں ہیں شدید فیض کی قابلی جنگ ہبڑا ہو گئی اور یا نی اور اسی اسیں  
یہ رہ پڑے عمر بن حزمی نے یمن والوں کا ساختہ دیا، اور عمر بن عبد العزیز رہب اسی نے فزاریوں

کی ہندوی میں خروج کیا، تھجھ کے طور پر فدا چھٹا نہیں میں عمران بن موسیٰ عربان عبد العزیز کے  
باخوان مانگیا۔

یہ پیلانہ تھا جس میں ہبڑا ری غاذمان کو سندھ میں کھلی پھولی فتح نعیب ہوتی اور عباسی  
حاکم کے مقابلہ میں ایک پیتا ری کو کامیابی ہوتی، اور سندھ سے لے کر نہاد تک اس کی طاقت  
شوکت کا چور چاہوا، اس طرح کہنا چاہیے کہ سندھ کے ہبڑا ریوں نے اپنا لوہا ہر طرف سے  
منوا ایسا، مگر اب بھی عمر بن عبد العزیز پیتا ری تھے مرکزی غلافت بندار سے سرتالی نہیں کی  
بلکہ وہ خلیفہ معمض کے والی جنگ بن احراق علی کے ماحتراہ کہ جہاں خلافت کا وفاوار  
رہا، اس کے باوجود عمر بن عبد العزیز رہب اسی کی شان و شوکت اور قوت و طاقت حاکم  
سلطان سے کم نہ تھی، اور اس کی حرمنی اور استیوال کے بغیر کوئی جہاںی حاکم سندھ میں غل  
نہیں ہو سکتا تھا از سیرین بکار نے گیرہ نسب و فریش و اخبارہ میں لکھا ہے :

عمر بنت المندز رہبین از بیدر... کان قد... عمر بن منذر بن زیرین سندھ پر غلیظ حاصل کریا تا

غلب علی السنہ و کان لاید خلها ایکیں نک عمر بن منذر کسی جہاںی حاکم سے پہلے

و الیم لا اُن یتلقاہ عمر بن المندز... خلافت نہ کرنے دو سندھ میں داخل ہیں ہو سکتا

قاد انتقاہ عس بن المندز فی جماعة تھا، اور جب وہ ایک جماعت کے ساتھ پڑتے، اس

سے طلاقات کریتا تو وہ سندھ میں داخل ہوتا۔

اس صورت حال نے عمر بن عبد العزیز کے وہ سلطے پست بلند کر دیئے درود حاکماً

اندر ارم بھی کرنے لگا، چنانچہ سندھ میں جب سندھ کا جہاںی حاکم ہارون بن ابی قاتلہ مددی

تکل کر دیا ایسا تو عمر بن عبد العزیز نے پڑھ کر فوج کر دیا، جو سندھ کے عرب دوام

کا ہم کردا تھا، اور شہر بازی سے چند میل پر تھا، طبقہ جنگ کا حملہ اس کی نزاکت کو دیکھتے

ہوئے اس کی دلایت و حکومت کو تکوڑ کر دیا، اور سندھ کے لوگوں نے بھی اس پر حملہ کیا

ظاہر کی، ہوئے تھے میں اس واقعہ کو بول بیان کیا ہے:

وتفق هارون بن ابی خالد عاصی۔ جب شکلہ میں سندھ کا ولی بارون بن ابی قاتلہ المسند نہ ۱۰۲۰ و کتبہ عنہ میں سریا تو میرن عبد العزیز سائی نے درج کر سامنے عبد العزیز اسلامی المنشی اُتھی لائی تھی۔ سوب قا اور شہر منورہ کا حاکم تھا سامنے بن لوی، و صاحب البلد۔ عالم خواں کیلئے مجھے شہر کا باقا مدد حاکم تھا جو ماتھیاں دلی انبلد فاقام بہ جائے تو میں بیان کر سامنے داد دھیک کر دوں گا ضبطہ، فاجعہ بہلی ذذنک فاقا۔ چنانچہ غلیظ سے سندھ کا ولی بارون عبد العزیز طول ایام المتوكل

ہزاریوں کا یہ تبلیغ و استیلاخ غلیظ کی مظہری سے تھا اور ان کو کافی خود محترمی ہیں تھی تھی میہان تک شکلہ میں قتل متوكل کے بعد انہوں نے اپنی آزاد حکومت قائم کری۔ یعقوبی تھے شہر کی بناء پر میرن عبد العزیز بہاری کو سامنے لوی کی اولاد سے بتا کر اسے سامنی لکھا ہے ورنہ درحقیقت سامنے بن لوی کی اولاد سے ملتان کے حکمران تھے جیسا کہ دولت مایہ ملتان میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

عمر بن عبد العزیز بہاری کی خود محترم اور آزاد حکومت کی تاریخ انہیں نے یہاں بیان کی ہے۔

عمر بن عبد العزیز بہاری کی خود محترم اور آزاد حکومت کی تاریخ انہیں نے یہاں بیان کی ہے۔ عمر بن عبد العزیز بن المنذر... عمر بن عبد العزیز بن منذر حاکم سندھ متوكل کے صاحب السند، و نید اُف ابتدی۔ قتل کے بعد رشته دار نہیں کے قریب میں انقتہ اُفرقتل المتوكل۔ سندھ کا حاکم بنا۔

متوكل کا قتل شکلہ میں ہوا، اس یہے ظاہر ہے کہ دولت بہاری کا قائم اسی سال یا اس کے قریب بعد پڑا ہو گا، عمر بن عبد العزیز نے اس کے بعد بھی مرکز خلافت بعد اوے تعلق اہم اُنٹھیں۔

۱۰۷۔ صحیل بخاری دیال اسناد۔ مہندیں۔ ۱۰۸۔ گہرہ انساب۔ عربی۔ ۱۱۰۔

قائم رکھ کر جو عاصی خلقوار کے نام کا خطبہ پڑھا، اور اپنے حکمران بھی منصورہ ہی کو بنایا جو اموری اور عجمی اور میں غال و ستم کا مرکز تھا، مگر اب بھی اپنے آبائی وطن بآئی ہی میں رہتا تھا جو منصورہ سے تھوڑے فاصلہ پر جنوب میں واقع تھا، اس نے اپنے زمانہ میں نہایت کا میاب اور شاندار حکومت کی، پورے سندھ میں اون یہاں قائم کیا، عوام میں قبولیت حاصل کی تھی اور شیخ و صول کیا، اور اسی کی نسبت سے منصورہ کے حکمران بعد میں بنو عرب بن عبد العزیز کے لقب سے مشہور ہوئے۔

عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز بہاری قرشی

عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز بہاری قرشی

حکومت کا دامتھا ہوا، یہ سرہ میں حکمران تھا، اس نے بھی باپ کی طرح پورے سندھ پر نہایت کا میاب حکومت کی، قرب وجہ کے راہوں مباراجوں میں اس کی بڑی قدر میزبانی، دین داری اور دینی خدمات میں دور تک اس کا شہر تھا، اس کے دربار میں علماء، فضلاء، ادباء، شعرا، اور ارباب ملک و فن دیا گرتے تھے۔

محل رویاں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو کنده کے ایک نلام ایوس نے اس کے نامے میں سندھ میں خود رشیز را کر کے منصورہ پر قبضہ کر لیا تھا، مگر عبد اللہ بن عمر بہاری بنے اپنی خلافت سے سیاہ رنگ کی راہ رکھ دیا، اور اس واقعہ کے بعد اس نے آبائی وطن بآئی کو چھوڑ کر لے گئے ہی میں مستقل حکومت کی ایک اکتوبری کی، اس وقت سے منصورہ حکومت کا حکمران ہیں ہیں بلکہ حکمرانوں کا مقام بھی بن گیا۔

شہر بیان اور حیاز راں بنیلہ بن شہر بیان خدا رامہ عزیزی نے اپنی کتاب بیان اپنے

میں جد اندہ بن عمر بہاری کے زمانے کا ایک شعبہ احمد اور دا پیس واقعہ لکھا ہے، وہ کہتا ہے کہ مجھے ایڈ محمد بن بنوہ قیصری نے بصرہ میں بیان یا اسی بیان میں شہر میں منصورہ میں بھی تو بیان کے بعض معتبر شاعر نے مجھے سے بیان کیا۔ لکھیں لکھیں اور کاراجہ

مہروق بن مائیہ بنہادن کے اسی کتابی باوشا پول میں سے تھا، اس نے شیخ میں حاکم خصوص  
 عبداللہ بن عمر بن عبد العزیز کو کلمہ اکہار نہ کرنے کے بیانی شریعت اور حکام کو ہندی زبان  
 میں شرح دبیط کے ساتھ میان کر سے مہدیہ بن عفرتے ایک عالم و فاضل کو بلا یا جو منصورہ  
 میں رہتا تھا، اس کا خاندان عراق کا تھا، بیوی عالم ذینہ و بطباط اور معاملہ قبیم ہونے کے ماتھے  
 ساختہ عربی زبان کا اچھا شاعر بھی تھا، اس کی نسبتہ مانعہ شان میں ہوئی تھی اور وہ بیان  
 کی مختلف زبانوں سے واقع تھا، عبداللہ بن عفرتے اور اکہار ایم مہروق بن راشد  
 کی بات، اس کے سامنے رکھی، اس نے راجعی خدمت میں عاصمی سے پیٹ کی قصیدہ  
 لکھ کر سمجھی، اس نے قصیدہ میں اپنی ان ضروری ایات کا تذکرہ کیا تھا جو ہبہ احمد کے اس  
 باب سخن پر درکار تھیں جب یہ قصیدہ راجہ کو سایا گیا تو وہ بیت خوش بجا اور عبداللہ بن  
 عفر کو لکھا کہ اس قصیدہ کے لکھنے والے عالم کو قورا مجید بیجا گئے، چنانچہ عبداللہ بن عفر  
 نے اس عالم کو راجد کے پاس آور مجید بیجا وہ میں سال تک مقیم رہا۔

جب منصورہ، واپس آیا تو عبداللہ بن عمر نے راجج کے بارے میں دریافت کیا، عالم نے  
 پوری تفصیل بیان کی اور کہا میں نے راجد کو اس حال میں تھوڑا اہمیت کو قلب وزبان سے تو  
 وہ مسلمان ہو گیا ہے مگر حالات کی تناکت اور سلطنت کے خیال سے اپنے اسلام کا انہصار  
 نہیں کر سکا ہے۔ اس نے بھی بتایا کہ راجد نے مجھ سے قرآن کی تفسیر ہندی زبان میں  
 بیان کرتے کیا فرمائش کی تو میں نے یہ کام بھی کیا اور جب تفسیر بیان کرتے گرتے ہوئے  
 یہس کی اس آیت پر پہنچا۔

قَالَ مَنْ تُعِينُ أَعْيُّنَامَ وَهُنَّ تَعْيَّنُ<sup>۱</sup>، اس نے ہبہ اکہون پر ای ہبہوں کو دوڑہ کر کے کھا!  
 قُلْ يُخْبِنُكُمَا الَّذِي أَتَّهَا أَذْلَلَ، تم کہو ان کو دی، طنزہ کر کے چاہیں لے ان  
 هُنَّ بَةٌ وَهُنَّ بَكْلَلٌ خَلْبٌ عَلِيمٌ<sup>۲</sup>، کہیں بارپیدا کیا ہے، اور وہ ہر خلق کو علم دیتا ہے  
 اور اس آیت کی تفسیر راجج کے سامنے بیان کی تو وہ تھفت سے اتر کر زین پر چلنے کا پڑیں

پر مختار رکھ کر اس متدر رہا کہ اس کا پھر وہی سے بلوٹ ہو گیا۔  
 اس کے بعد مجھے مقابلہ کر کے کہنے لگا کہ یہی بت معمود اور اول قدم ہے  
 اس کا ذکری شریک ہے اور نہ خیل ہے، راجج نے اپنے نیے ایک مخصوص کمرہ بھی بنوایا  
 تھا جس میں وہ تہرا داخل ہو کر غاز پڑھنا تھا اور کسی دوسرے کو اس کی اطلاع نہیں  
 ہوتی تھی، ارکانِ دولت سمجھتے تھے کہ راجج مہماں سلطنت اور ذاتی معاملات میں غور نہ کر  
 کے یہ اس کمرے میں جایا کرتا ہے، اس دریان میں راجج نے مجھے تین بارہ بیس میں موانا  
 دیا، جس کی مجموعی تعداد چھ سو سیزی تھی۔

واضح ہو کہ اس زمان میں مہارا جگہ ان اور سلاطین منصورہ کی ماحصلی میں ان کے  
 باعث گزار بن کر حکومت کرتے تھے اور انہیں سلاطین کی بہت بڑی تعداد ایجاد تھی اور  
 اسلامی شان و شوکت برپا تھی۔

**موسى بن عمر بن عبد العزیز ہبتاری قرشی** یہ عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز ہبتاری کا  
 محدث ہے نے کاپڑے چلتا ہے، مثلاً رہبا بہر سے اس کے تسلفات ہنایت خشکوار تھے، اور  
 کاتہ کرہ صرف قاتل شید بن نیرے کی کتاب الذخائر و الدجف میں وہ کیا ہے۔  
 ذَهَابُهُ دَسْنُ عَنْ بَنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ سَدَدَهُ كَمَكْ مَوْسَى بْنُ عَمَرَ  
 الْبَتَارِي صاحبُ الْحَدَّا الْمُعْتَدِلُ عبد العزیز ہبتاری نے شیخ میں  
 عَلَى اللَّهِ فِي سَنَةِ أَحَدٍ وَصَدِيقٍ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ كَمَكْ مَوْسَى بْنُ عَمَرَ  
 وَمَا شَقَّتْ هَدِيَّةً سچا۔

پھر اس پری کی تفصیل میں لکھا ہے کہ اس میں کیا کیا تھا، قبیلہ تھا جس کی نظر بھیجئے  
 میں نہیں آئی، اور عمدہ نسل کے اڈٹ، اور نائے کے اڈٹ، پھر لہجہ بن کا دنگ مائل ہے  
 لِ عَلَى بَنِ الْمُنْدَبِ طَبِيعٌ وَبَرَبَرٌ۔ مثلاً کتاب الذخائر و الدجف میں ملک کیہا ہے

بعد دستور میں، بلا منصوبہ میں داخل ہوا تو دیکھا اکر بیان کا عالم ابوالمنذر عمر بن عبد اللہ ہے اور اس کا ایک وزیر ہے جس کا نام رجاح ہے، بادشاہ کے دو رکے ہیں ایک کاظم عمر اور دوسرے کا نام علی ہے، نیز جس نے منصوبہ میں عرب کے ایک سردار اور عالم کو دیکھا تو جو عرب کے نام سے مشہور ہے، منصوبہ میں علویوں کی سیاست بڑی آپاہی ہے، علویوں ہر عمر بن علی، اور محمد بن علی کی اولاد بھی موجود ہے، شدید کے ملوک منصوبہ اور اعیانوں کے آل این ابی الشواب کے وریان خوشگوار تعلقات اور رشتہ دار بیان ہیں، یہ ملوک منصور و بن کے قائدان میں ہمارے ناذر میں حکومت ہے حضرت ہبیر بن اسود کی اولاد سے ہیں، یہ لوگ بن عمر بن عبد العزیز کے لقب سے مشہور ہیں، یہ نسبت حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ اموی کی طرف میں ہے۔

ان کا پایہ سخت منصوبہ ہے جو بیان سے عمدی فرجخ سے پچھر فرجخ کی دری پر ہے، ایک فرجخ آنکھ میل کا ہوتا ہے، حکومت منصوبہ سے متعلق جو علاقہ ہے اس میں تین لاکھ ایسے دیہات اور بیان ہیں جن کا شمار ہو سکتا ہے، پوری حملت میں کھیتیاں و دھن انتساب قریب آبادیاں ہیں، اس میں نید (سنندھ) ڈاکی نامی ایک قوم ہے جس سے اقرانہ بنا کر تھے۔

منصوبہ کے بادشاہ کا اس اتنی جگی ہاتھی ہیں، اور بیان کے جگی اصول کے مطابق ہر اٹھی کے ار دگر پنج سو روپوں فوج ہوتی ہے، ایک ہاتھی ایک ہزار گھوڑوں سے مقابلہ کرتا ہے، میں نے منصوبہ کے بام کے بیان تھا یہ اتنی دیکھ جا پنی بہادری اور جعل اوری میں شدید اور نہد و سنان کے تمام راجحہ ہے، اس شہر ہیں، ان میں سے ایک ۷۰ نام منفرد قلس، اور دوسرے کا نام جیدہ ہے، منفرد کے بام سے میں ان بڑیں ہیں بھروسے حیر عالمیز واقعات مشہور ہیں، ایک واقعہ یہ کہ راجحہ ترقی کا سائیں مر گیا تو وہ کئی دفعوں تک بھوکا پیسا رکھ گئیں اور اس کی طرح رفتار بادشاہ اس کی کھلی سے

یا ایک بھا، سر منصب تھا بے، مرشیک و عبیر رئیسی گپڑے، عود کا تخت اور اس کی تسمیہ کو دیا گیا  
گوال قدماء شاہی اس پر ہے میں شاہی تھا،  
ہر کی تفصیل معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ہبیر بن اسود ہبیری بھی بڑے رقب اور دبیہ کا  
حکران لکھا ہے۔

**ابوالمنذر عمر بن عبد العزیز** کا پوتا اور ولادت میں اس کا  
حال علام مسعودی نے مرودۃ الذہب میں بیان کیا ہے، اول اس نے دلی حالات مگر اس کی  
حکومت کے حالات ہبایت تفصیل سے لکھے ہیں، ایک جگہ بیان کے عالم سے شہر بن غفران  
بیم بیرون اس کا ذکر کیا ہے:

دکنیا کا صاحب مملکۃ المنصورية اور بیان ہی کی طرف ملکت منصوبہ کا عالم  
حریل من قریش من ولد هبار بن بھی ایک قریش شخص ہے، جو حضرت ہبیر  
الاسود بن اسود کی اولاد سے ہے۔

دوسری بھگ کنیت اونام کے ساتھ یوں ذکر کیا ہے۔

وکذا لک کان دخولہ ای بلاد المنصورية بیان کی طرف بیراد فاطمہ خسروہ میں بھی اسی  
فی هذا الوقت والملك عليهما ابوالمنذر زمان دستور میں بجا تھا اس وقت اس  
عمر بن عبد اللہ بن عاصی مجددۃ عکر بن قاء،

ہم مسعودی کا پرہیز بیان درج کرتے ہیں کیونکہ دولت ہبیری کے بارے میں اس قدر  
تفصیل نہ کر کسی اور مورخ اور سیاح نے نہیں لکھا ہے، اس تفصیل بیان سے اس  
حکومت کے شدد پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے، اگرچہ تمام چشم دید حالات صوف ابوالمنذر  
عمر بن عبد اللہ ہبیری کے در حکومت سے تعلق رکھتے ہیں، وہ لکھتا ہے کہ میں دستور کے  
لے مرودۃ الذہب میں ۹۹۔ تہ مرودۃ الذہب میں ۱۲۴۔

صاحب المتصورة أيضاً والستة كلهم ہن مدد و مدد اور ہم سے قائم مدد کا حکم ہے۔  
پھر متصورہ کے حال ہیں لکھا ہے کہ  
وہی قصبة الست والخلیفۃ الاموی متصورہ مدد کا دارالسلطت ہے اور خلیفہ مولیٰ  
مقیم بھا، یخطب لنفسہ، فقیہ الحدود ہیں تین ہیں جایا پس بھا خطبہ پڑتا ہے اور پڑھا  
ویصلت الست کله ہرہ و بحرہ۔ حدود ہماری کرتا ہے اور مدد کے نام حنگہ  
ٹھکا ہاں کافی ہے۔

پھر آگئے بنائیں کے حال میں لکھا ہے:-

بنائیں ہست بلا شہرت، یہاں کے باشندے  
وہ بدل و اسح، یودی اہل للعاجز بنائیں ہست بلا شہرت، یہاں کے باشندے  
والی الاموی والی صاحب بیتل الدھب ہلیفہ مولیٰ اور بیت الذہب کے حاکم، وہاں کا  
خارج ادا کر سکتے ہیں۔

ابو دلف سعرن مہبل کے ان بیانات میں الجھاؤ ہے، اس کو حل کرنے کی یہ یہاں  
منوری ہے کہ چھی صدی میں پورا علاقہ مدد ملوک ہماری کے زیر گلیں تباہیں کا  
لایا تھا متصورہ تھا، اس زمانہ میں ہزار ایک نام و نشان صفحہ مخالفت سے مت چکا تھا  
اس یہے تھا ذہبی کے نلفا رو عمال تھے اور نہ ان کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے بلکہ یہ یہ  
عباس کی خلافت کا نام تھا، اس کے نام کا خطبہ مدد میں ہماری تھا، اس اعتبار سے مدد کے  
ہماری حکمران کو صد تک علاوہ کہے جاسکتے ہیں تھے کہ ہمیں ملوک متصورہ مدد کے  
حکمران تھے، میان پلان کی حوصلہ تھا بلکہ اس زمانہ میں یا تو سامنہ بھی کے  
خاندان سے بزمیز بھائیان کے حکمران تھے یا تو ماعلیٰ شیخوں کی حکومت تھی، ملوک ہی بائی  
متصورہ میں سے کسی کے اپنے نام کا خطبہ پڑھتے تھا لیکن تصریح ان کے کسی معامل  
ویسے ویسا ج نہیں کی ہے بلکہ ایک وقت پر عضد الدول کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے ۷

آن سو جاری رہے، دوسرا واحد ستر ایک دن منفر قلس فیل غازی سے مکالاں کے یہ چھے  
جید رہ تھا، اور اس کے بعد باقی کمی ہاتھ تھے، جب وہ متصورہ کے ایک تنگ راستے سے  
گزر رہا تھا تو ایک عورت اچانک اس کے ساتھ گئی، عورت اسے دیکھتے ہی مارے تو کے  
بیویوں ہو کر چلت گئی، اور اس کے جس کے ساتھ رہ گئی، یہ حال ذکر کر منفر قلس پر  
دریک یا کہ اس کا دیاں پہلو چھپے کے ہائیوں کی دلخواہ کیا گئی تھی سکیں، منفر  
حذے اپنی سونڈھ سے عورت کی چادر ٹھیک کر کے اپنے لاثا شہدیما جس عورت بڑوں میں  
اکر راستے سے گئی تو منفر قلس آگے بڑھا اور وہ سرے تمام ہائی سکیں کے پیچے رہا۔

ابوالمنذر زیرین عبد اللہ بن عمر بن جلال السعیدیہ ہیں کہ  
محمد بن عمر بن عبد اللہ بن بتاری دریکوں کو مسعودی ۲۳۶ھ میں مسعودیز لکھا

تھا، ایک کا نام محمد اور وہ سرے کا نام علی تھا،  
ورأیت بہادزیہ رباحاً وابنیہ میں نے متصورہ میں ابوالمنذر عمر بن عبد اللہ  
کے ذمہ رہا اس کے ذمہ رکھنے کے بعد وہ مدد کو کیا۔  
محمد اوعیۃ جیسا کہ مسعودی کے بیان سے معلوم ہوا، یہ ابوالمنذر زیرین عبد اللہ  
علی بن عمر بن عبد اللہ بتاری کا درہ را تو کھا مگر ان دونوں دریکوں کے بارے میں یقیناً  
نہیں ملی کہ متصورہ کے تحفہ و تنازع سے ان کا کیا تعلق تھا اور یہ دونوں مدد کے حکمران تھے  
یا نہیں۔ قرین قیاس ہے کہ ان دونوں نے بھی حکومت کی ہوگی۔

اس کا تمکہ سپاس ابو دلف سعرن مہبل بنبوثی  
یحییٰ بن محمد صاحب متصورہ بعده لوگی رموحور خشائی نے اپنے سفر نامہ میں کیا ہے،

اس نے لشان کے بہت ناشانے کے بیان ہیں لکھا ہے۔  
اببلدیف یدیحییٰ بن محمد الاموی وہو شہر لشان یحییٰ بن محمد اموی کے عقبہ میں ہے، نیز

اولادیں کوئی شخص نہ دکھان کر کم تھا، بعض قرآن سے معلوم ہوتا ہے اس کا انتقال شہر کے قرب  
کا حکمران تھا جس کی حکومت پر بحث مرجحی بلکہ بناءین کے باشد ہے بھی اس کو خنج

ہوا، اس کی وجہ پر فرمادی کے قریب حکمران ہوا،  
اس کے بیٹے عبد الرحمن عبد العزیز کا ہوا واغد نہ رُگ بن شہر برائے بیان کیا ہے  
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر میں شہر کا حاکم تھا۔

اس کے دوسرے بیٹے موسیٰ بن عمر بن عبد العزیز کے بارے میں قاضی رشید بن زیر کے  
بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر میں موجود تھا، اس نے اسی سال خلیفہ عثمان کو پڑیجیا  
تھا، ہو سکتا ہے کہ اس کی حکومت کا پہلا سال رہا ہوا اور اس نے اسی مناسبت سے  
خلیفہ کو ہدایہ روانہ کیا ہوا،  
عمر بن عبد العزیز کا پاتا ہرمن عبد اللہ مسعودی کے بیان کے طبق شہر میں کامیاب  
حکومت کر رہا تھا۔

عمر بن عبد اللہ کے جن دوشاہزادوں محدث بن عمار مولیٰ بن نظر کو مسعودی نے منصورہ میں  
وکھا تھا معلوم نہیں کہ وہ کب حکمران ہوتے اور حکمران ہوتے بھی یا نہیں؟  
محدث بن محمد جس کا تذکرہ ابو دلف نے کیا ہے اس کے زات کی تعین صرف اسی سے پہنچنی  
ہے کہ تذکرہ محدث شہر میں موجود تھا اسی کے لگ بھگ اس نے رکھا ہے۔

۲۳۶۷ یا حدیث مسلمان مجموع غزوی شہر اور ملکان کی دوسری خود میں عکس توں  
کے ہاتھوں دولت ہمارے کا حق اتر کی طرح منصورہ کی پیاری حکومت بھی ملکان  
غزوی کے ہاتھوں شتم ہوئی، امام الحرم من توفی شریعہ ۲ جمیرۃ الانساب میں لکھا ہے  
وتد اول اولادہ ملکہا ایلی ان الكلم فرم عبد العزیز پیاری کی اولاد شریعہ  
۱ مرہ عقی رماتنا هذہ، ایام محمود بیرون ہیں اس تک کہ ہاتھے زات میں  
بن سلکتگین صاحب مادرون النہر بہرہ ملکان کو روغلاں ان کی حکومت  
من خزانات۔ (جمیرۃ الانساب العربیہ) شتم ہوئی۔

مکہ سبع سو روپوں تھا ہے، ان دوسرے کی بجا پر بھی بن محمد صاحب منصورہ خادمان ہی رہا  
کا حکمران تھا جس کی حکومت پر بحث مرجحی بلکہ بناءین کے باشد ہے بھی اس کو خنج  
دیستھے اور وہ دوسرے پیاری حکمران کی طرح بیوی عاصیہ کا خبصہ پر تھا تھا، یہ ۲۴۱  
ذریجی اور دیندار حکمران تھا اور اسلام کے مشقی ورزیں اور دینداری کی تکمیل فابا یہ بھی بن محمد  
اسی محمد کا لڑکا تھا جسے مسعودی نے ابوالمنذر شہرت حاصل کیا تھا، بیاری کا بیٹا بتا لیا ہے، اور اس کا  
سلسلہ نسب یوں ہے، بھی بن محمد بن عثمان عبد الرزاق بن عاصی بن پیاری قرقشی۔  
۲۴۲۶ سے کہ پوچھی صدی بھری کے نصف انٹلے کے پیاری حکمران کی طرف  
یہ چند نام انسان کے محض حالات ہم نے مختلف کتابوں سے ملیں کیے ہیں لازم ہے اسکے  
یہ شہر میں ختم ہونے والی حکومت ہے اس کے علاوہ اور بھی حکمران گذرے ہوں گے، یہ  
ہو سکتا ہے کہ اس دریان کے بھی بعض حکمرانوں کے نام نہ معلوم ہو سکے ہوں۔

ملوک پیاری کے زمانے اور اوقات دولت پیاری کا بوسٹس دبائی عمر بن عبد العزیز  
پیاری حکمران میں شہر کا خود مختار بادشاہ بنا  
گمراہ نے بہت کم مدح حکومت کی کیونکہ ۲۴۲۶ میں اس کی اولاد حکمران تھی، جیسا کہ اس کے  
صالح زیرین بجا دئے گئے ہے:

ووالی السندا الیوم من وعلی عصر اس وقت شہر کا حاکم عمر بن منذر اولاد  
بن المعتض سے ہے۔

بھی بن بکار نے اپنی کتاب جمیرۃ الانساب قریش ۲۴۲۶ میں لکھی، جب وہ کہ کا قاضی تھا  
خطیب بغدادی نے اپنی اشادہ بن سلیمان طوسی کا قول نقل کیا ہے کہ زیر بن بکار  
نے ہمیں کتاب الشہب پڑھا کفرافت پاٹنے کے بعد یہی سے دن انتقال کیا، زیر کا انتقال  
شہر میں ہوا، اس کا حلہ یہ ہے کہ اس وقت عمر بن عبد العزیز کے بیجانے اس کی  
نے جمیرۃ الانساب قریش اس ۲۴۲۶ء تاریخ پندرہتھی میں ۲۴۲۶ طبع مصر

الدین عیینہ بک جہاں سے علامہ ابن تلہون نے فتحی تقلیل کی ہے۔

علامہ ابن اثیر اور علامہ ابن تلہون نے محمود غزنوی کے پیشوں اس حکومت کے خاتمی دوستی کا سرکاری نہبہ ظاہری تھا، اور وہ اول سے آٹھویں جہاںی خلافاً رہتے تھے  
رہے۔ آس پاس کے ہندو راجوں ہمارا جوں سے ان کے تعلقات خوشگوار تھے، اور کے راجئے ان سے اسلام نہیں کی خواہش کی تو انہوں نے ایک عالم دفاصل کے ذریعہ تسلیع  
اسلام کا کام انجام دیا، ان ہی کے زمان میں مندھا کا ایک راجہ مسلمان ہوا، اور کعبہ کے یہے  
گروں قدر نہ سائے عقیدت پیش کیا اسی طرح ہماری حکمرانوں نے قاصی دینی اور اسلامی  
کام کیے جو ان کے دور حکومت کے لیے قابل فخر کرتا تھا ہیں، ان حقائق کے ہوتے ہوئے  
سلطان محمود کے ہندوستان پر بار بار فتح یاب ہوئے کے زمانے میں مصوروں کے باو شہو  
کا اسلام ہی سے برگشتہ ہو جانا باکمل ترقیت نیا سہیں ہے، اور نہ کوئی اس کی دلیل ہر  
اور اگر اسلام سے مرتد ہو جائے کام طلب اسماعیلی شیعہ اور بالطفیں جانا ہے تو یہی  
قرن قیاس نہیں ہے، الحاق اور اس کے اطراف میں اسماعیلی شیعوں نے شورش برپا  
کر کے ہونہ بذکی حکومت پر قبضہ کیا تھا جن کو سلطان محمود نے تختہ عیسیٰ میں لٹکان سے  
چھٹا و نابود کیا جس سے ان کا زور روٹ گیا۔ اس کے میں سال بعد مصوروہ کے حاکم کا شیعہ  
باقی ہو چکا ابکل فتحیتی ہے، خاص طور سے ایسی حالت میں جیکر الحاق اور مصوروہ کے درمیان  
کافی دش تھے، اور مصوروہ میں بالطیوں کا ہم نہیں ملتا ہے

اصل بات یہ ہدم ہوا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کی فتوحات کی بلغا نے ہندوستان  
کو اس طرح اپنے علاقہ میں شامل کیا تھا اپنے چھاپ، کشمیر، سندھ اور گجرات تک اس کی حکومت  
میں آگئے تھے، مندھا اور سلطانی خود کشاڑی میں مکوتیں بھی اس کی حکومت کا حصہ بن گئی  
ہیں، صرف مصوروہ کی ایک حکومت ایسا تھا کہ اسے بھی دولت غزنویہ میں  
گرنے کے لیے جواز کی شکل میں مخصوص تھی، اور مصوروہ کی خاصیتی اور متصلب دینی حکومت  
کی پیشانی پر اتنا کامیکر لگا کہ اس کو محظوظ کیا گیا، تاہم ایسا سیئے کیا گیا کہ مصوروہ

و قصد المنشورۃ و میقات میقات کا انتہا اور وہی نہ شرطہ کا قصر کیا،  
صاحبہ اقدار تباریہ اسلام فنا یا تیہ ہوئی اور حکومت مسلمان سے ہو گی  
بلخہ بھی یہیں الدوّلۃ فارقہا قاتیٰ عذاب اسے سلطان ہجوہ کی امدل غیرہ تھا  
بیہماں اشیٰ فقصدیہ یہیں الدوّلۃ چھڑ کریش کی جو ہڈیوں سے چپ گیا، اور یہ  
من موضعیں فلاحاط بہ وین معنے دھڑکے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گیرے ہی  
فقط لا اکثر هم و عرق منہج یا اور انہیں اکثر قتل کیے گئے اور بہت سے غرق  
کیا تھا، دلخیلہ منہم لا انقلیل شہ ہو گئے، اور بہت کم کم کیے گئے۔

این تلہون نے مجھی تکھا ہے کہ مصوروہ کا حاکم اسلام سے مرتد ہو گیا تھا تو سلطان محمود  
نے مصوروہ پر پڑھائی کا قصہ کیا، اور اسے اس کی بھرپلی تو جھڈیوں میں گھس گیا، مگر ان  
جھڈیوں کو سلطان کی فوجوں نے گھیر لیا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کیا یہ بائیک  
کسب کو فنا کے گھاث اتا رہا، پھر سلطان یہاں سے بھا شیر گیا اور اس کے لوگوں نے اسکی  
املاحتہ قبول کی، اور صفر شوال میں غزنہ دا پس آگیا۔

سلطان مصوروہ کے اسلام سے مرتد ہونے کی تعریف  
صاحب مصوروہ کے ارتداویں حقیقت پڑھی جیسا تھا اگر اقبال نقد و نظر ہے، یہی اک  
محلوم پوکا ملوک مصوروہ انتہائی ذیندار ایں سنت و اجماعت میں سے تھے، اور امام و اوفاظ اپنے  
لہذا، میں اکمال بیان میں ۱۱۹۔ سعد تاریخ ابن خلدون۔

بندگیں چند راجا و ملکے کسی حصہ پر قبضہ کر دیا، اور کہیں سلافوں نے اپنی ریاستیں گھری کر دیں، سلطان محمود غزنوی کے حملہ تک ان میں سے بعض بعض سلطان ریاستیں سندھ میں قائم تھیں، ان میں سے دونوں دارالحکومتی تھیں، ایک سندھ کے سرے پر منصورہ میں، اور دوسرا سندھ کے خاتم پر ملکان میں، پوچھی صدی بھری کے آخر کب جو عرب سیاح یہاں آتے گئے ہیں، وہ ان دونوں اسلامی ریاستوں کا حوالہ بیان کرتے آتے ہیں۔

آگے چل کر لکھا ہے کہ عربوں نے سندھ کا علاقہ فتح کرنے کے بعد وہاں اپنی لوگوں کا قائم کیں، قریش، کلب، قیم، اسد، اور شین و حجاز کے بہت سے قبیلے یہاں کے مختلف شہروں میں آباد ہو گئے، اور تیسری صدی ہجری کے پڑتھک ان کی حکومت ملکان سے یہ کہ سمندری ریک کی نکی طرح قائم رہی، لیکن آخوندگی اور جوانی عربوں کی نادانگی نے ان کو بر باد کر دیا، اور بیہت سے علاقے ان کے ہاتھوں سے بدل گئے، تاہم ملکان اور منصورہ دو ریاستیں ان کی ایسی تھیں جو سلطان محمود غزنوی کے حملہ کے قائم رہیں۔

سنودہ میں دولت ہبتاریہ کے یہے حالات کی سازگاری کا سلسلہ اموی خلیفہ بشام بن عبد اللہ کے زمان سے شروع ہوتا ہے جبکہ قیم بن زید بھی کو جنید بن عبد الرحمن مرزا کی مدد گردی کا نقرہ کیا گیا، قیم کی مددگاری کی وجہ سے سندھ کے نواب ملکت میں اپنی بیانی، اور سنودہ ملکان سے سلطان اپنے اپنے مرکزوں اور شہروں کو چھوڑ کر بدل گئے، علاقہ کچھ کے علاوہ ہر جگہ ہند راجاوں نے سرانجام دیا اور بعد کرنا چاہا، ان حالات میں یہاں کسی اچھے حکمان کی ضرورت میں اچھا پہنچاہا، قیم کے ہمراستے کے بعد عکن بن خوارجی کو شاعر میں منصورہ میں ہبتاری حکومت علامہ سید سلیمان ندوی نے غرب دہنہ کے تعلقات کے قسم کا اپس منظر میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسم نے پہلی صدی ہجری کے آخر میں سندھ اور ملکان کو فتح کیا، اس کے بعد سے تقریباً سوا سو برس تک یہ ملک پہلے دشمن پر ہر بندھاد کا جزء رہا، تیسری صدی ہجری کے پہلے میں معتصم بالله کے بعد مکہ کی کوفہ کے سبب یہاں کے عرب گورنرزوں نے خود محترمی کی حاصل کر لی، اس کے

میں ملبویوں کی بہت بڑی کمی اور ان میں ایسے لوگ بھی تھیں کے آباد ہو گئے کہ خلاف قانون و بیانات میں ملکے میں اور جہاں بھی ان ملبویوں کا زندہ چلتا ہے، اپنے اس کام سے نہیں پوچھ کتے جائے، مگر اس کا انتہا کی شیعی حکومت کا تختہ اٹ دیتا ہے کہ محمود غزنوی کو منصورہ کے ان علویوں اور ان کے طرف داروں سے خطرہ ہو سے پڑتا ہے اور اس نے منصورہ کو اپنی حکومت کے نیدا امداد کی خدمت مام کی کبادی پر، ملک گیری کی ریاست میں یہ سب باقی نہ رہتے، جو پہلی حکومت اگرچہ منصورہ سے ختم ہو گئی، مگر ظاہر کہ اس حکمران نامدان کے زمانے میں بس جاری کی طرح سندھ و فیر و میک آبادر ہے ہوں گے، اور ان کی نسلیں پہلی ہوں گی۔  
فی الحال ہیں ہبتاری خاندان کے کسی قابل ذکر شخص کا حمال شیعہ ملک رکا، امیر حضرت شیعہ الاسلام ہبتاری العین نے کریم بن محمد مختاری سو فوج لئے رتہ اللہ علیہ اسی ہبتاری خاندان کی خلیفہ و حجاج ہیں، جنہوں نے منصورہ کے بخوبیں رکے تقریباً یعنی سو سال بعد ملکان میں رشدہ و مدد ایت اور علم و فضل کی بسامع بچھائی، اس ہبتاری خاندانے اپنے دلیل سجادہ کے ذمہ دیا ہے، ہبتاری خاندان کے تخت دیا جے تیادہ دوام و ثبات پایا اور ملکان کا نام اس خاندانہ علوفہ شیعہ کی وجہ سے مدتوں روشن رہا۔

## نظم حکومت اور کی انتظاما

علامہ سید سلیمان ندوی نے غرب دہنہ کے تعلقات کے قسم کا اپس منظر میں ہبتاری حکومت علامہ سید سلیمان ندوی نے غرب دہنہ کے تعلقات کے قسم کا اپس منظر میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسم نے پہلی صدی ہجری کے آخر میں سندھ اور ملکان کو فتح کیا، اس کے بعد سے تقریباً سوا سو برس تک یہ ملک پہلے دشمن پر ہر بندھاد کا جزء رہا، تیسری صدی ہجری کے پہلے میں معتصم بالله کے بعد مکہ کی کوفہ کے سبب یہاں کے عرب گورنرزوں نے خود محترمی کی حاصل کر لی، اس کے

دندھ کی دوڑن حکومتیں عرب مورخوں اور سیاسیوں کے تزدیک متقل حکومت کی جیت رکھتی تھیں، اور وہ ان کو اسی جیت سے باد کرتے تھے، سعودی نے لکھا ہے:

مَلَكُ مَنَانَ كَمَا كَمَ سَادَنَ لِلَّهِ إِنْ قَابَ  
وَصَاحِبُ مُحَكَّمَةِ الْمُؤْتَمَانِ رَجُلٌ  
مِنْ قَرْيَشٍ مِنْ وَسَامَةَ بْنِ نُوَيْبَ  
كَيْ أَوْلَادَ سَيِّدَ قَرْيَشٍ مُّخْسِنٌ هُوَ، إِنَّهُ طَرَجَ  
مَلَكَ مُسَدَّدَ، كَمَا كَمَ بَنَارَنَ اسْوَدَ كَيْ أَوْلَادَ  
عَالِمٌ وَكَذَلِكَ صَاحِبُ مُسَكَّةٍ  
هُوَ إِنَّكَ طَرَجَ مِنْ قَرْيَشٍ مِنْ  
الْمُنْصُورَةِ رَجُلٌ مِنْ قَرْيَشٍ مِنْ  
أَوْلَادِ بَنَارَنَ كَيْ حُكُومَتْ صَدَرَ اسْلَامٌ  
فِي هُولَاءِ وَمِنْكَ صَاحِبُ الْمُؤْتَمَانِ  
غَانِدَانَ هُوَ.

سَوَارِيَاتُ مِنْ صَدَرِ الْإِسْلَامِ:

ملوک نصویرہ ایک خاص امتیازی سی نسبت والقب سے مشہور تھے اور اپنے بالی حکومت  
میں عباد العزیز بن قریشی بنا ری کی طرف مسوب ہو کر بنو تمدن بعد العزیز کے ہاتھے گئے تھے  
سعودی نے لکھا ہے:

دَاهِنُونَ بَنِي عَبْدِ الْعَزِيزِ مُسَدَّدَهُ كَمَ عَلَىَنَ بَنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَيْ كِيتَ سَيِّدَ  
دَاهِنُونَ هُوَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُرَوَّانَ شَهُورَنَ هُنْ طَلِيفَهُ سُورِيَيْنَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُرَوَّانَ  
الْأَمْرَى نَهَىَ.

زیبرین بکار ادا بین حرزم نے ان کو والی سندھ اور صاحب سندھ لکھا ہے، اصلحی الد  
یاقوت تھوی نے بک و مقدوس رئیس اسٹھان لکھا ہے، سعودی نے ملوک نصویرہ اور صاحب  
نصویرہ کے خطاب سے ان کو یاد لایا ہے.

بَنَارَى عَكْلَانَ تَلَانَ فَوَنَتَهَدَى اور ہر قسم کی داغلی آزادی  
خلافت عباریہ کا خطبہ کے باوجود رپنے کے نزدیک طلاقت تدارسے وابستہ رکو گردی

وچی سرگرمی کا مرکز بیان، اسی چاہائی سے اطراف و بہانے میں فوج کشی کی، آگے پل کر حکم  
لے ایک اور شہر مصروفہ کھانام سے آمد کر کے اسے پرے سندھ کا مرکز اور دارالامارت  
قرار دیا، بعد میں اموی اور جنابی تھمال و خوارہ کا مستقر ہوا، حکم نے محفوظ، اور منصورہ  
دوڑن حکروں میں طاقت جمع کر کے سندھ میں قحطانی حاصل کیں، اور جو علاقے تھلے گئے  
تھے ان کو واپس یا، اس کے دور حکومت میں اور اسکی بیانات خوش افراد میں ہو گئے تھے،  
ملوک حکم کے قتل ہوتے ہی بچھرے عرس اموی حکومت اور پرانی حکومت سے پہلے یو اپنے  
پہلی پری تھی واپس آگئی۔

آخر جہاںی خلیفہ متوكل کے قتل ہوتے کے بعد ۲۳۷ھ میں بیانانہ نہیں،  
قبندر کر کے پورے سندھ میں اپنی حکومت قائم کر لی، اور اس کے پیلے ہی تکریب عرصہ  
بیانی تے اپنے استقلال کا اعلان کر کے بیان امن و امان قائم کیا اور ہبایت کا حکم  
حکومت کی۔

سندھ کی اپنی میں بڑا ماتحت خود عصر بوس کی باہمی قبائلی  
جنگ کا تھا، جو یمنیوں اور جمازوں میں نزارہ اور قحطانیہ کے نام سے دو سکر اسلامی  
مالک کی طرح سندھ میں بھی ہر پا تھی، ان خاگلی قبائل نے یمنیوں کو موت دیا کہ وہ کسی ایک  
جماعت کا ساختہ نہ کر سکتی، اگر بھر کا ہیں، اور شعوبیت کی خریک کو کامیاب کریں،  
نیز علویوں اور خواریت کی ریشہ دوایوں اور نظیف ساز شوں نے سندھ کو اپنا مرکز بنا رکھا  
تھا اور کرمان و مکران سے لے کر سندھ اور سلطان تک یہ لوگ اقتدار کی خوبی اور  
علانیہ جنگ کرتے تھے، ان ہی خارجی اور داخلی قبائل اور شورشوں میں صورہ اور سلطان  
کی حکومتیں قائم ہوئیں اور اپنے چڑاغ کو اس آندھی میں ایک مدت تک روشن رکھا، یعنی  
ہمیں بلکہ امن و استحکام کا بہترین مظاہرہ بھی کیا۔

دولت چاریہ کی استقلالی اور خود مختارانہ جیشیت اسٹھان پنجاب، اور مصروفہ

خلافاً کا خطبہ پڑھالا، اسکی بائیت ہے سیر بحرا، میسا کہ اس زمانہ میں عراق و جزیرہ کے علاوہ تقریباً پورے عالم اسلام کا ایک حکومت قائم تھیں اور دوں شتر کے طور پر بنداوے وابستہ تھیں، مرتکلی کا دوری ہیں کوئی نہیں بیٹھتے تصور کر کے اپنی نیابت اور تو شندوی کا بھارت دستے دیا کرنی تھی، بخوبی ان عرب امداد فرماں تھیں مذہب کے پیروخت اور عالمیں بالحدیث میں اصحاب تواریخ کے ساتھ اپنے اخنوں نے سندھ میں خلافت عبا یہ کے مخالف علویوں، خوارج اور سعیون کے مقابلہ میں اپنے کو مخلافت سے وابستہ رکھا، اس دوسرے مرجوں اور ساروں نے منصوبہ مخلاف کے ساتھ سے بھی تصریح کی ہے کہ وہ عباسی شفقار کے نام کا خطبہ پڑھتے ہیں، اصطحکی لے تھوڑہ کنک میں لکھا ہے۔

ومنہ هر من فی بیشیعت ال  
یہاں کا بادشاہ قبیلہ قریش سے ہے، کہا جاتا  
وادته من دلہ هبہار بن الأسود  
وکردہ بیمار بن الأسود کی اولاد سے ہے جو خود  
تعقب علیہما ہو دأجدادہ إل آن  
اویس کے اکابر، و اهداد بیان قابلیت ہیں ایک  
خطبہ غلیظ کے نام کا جائز ہے۔

متقدہ بشاری نے لکھا ہے:

وَأَمَا الْمُنْصُورَةِ فَعَلِيهَا سُلْطَانٌ  
بادشاہ قبیلہ قریش سے ہے، یہاں کے  
من قریش مخطوطیہ بیوں للعبادیتے  
بادشاہ غلیظ جو اسی کا خطبہ پڑھتے ہیں۔

این حوقل نے لکھا ہے کہ

غیران الخطبۃ لبني العباس      ابو خطبہ عربی میں کا پڑھا جاتا ہے۔

نیز لا سرے موخلوں اور ساروں سے اس کی تصریح کی ہے، اسی تعلق کی بنی پرتوٹر ان عرب اعزیز  
کے دور حکومت میں بھی سندھ کا پورا اعلاء خلافت عبا یہ کے محدود و معموق میں شمار ہوتا تھا۔

مسک کے ملکیت ۱۰۰۲ تک اتنی تھی اسکے بعد میں ۵۰۰ میں

اور باری مکران اس کے نائب کی بیٹیت رکھتے تھے، چنانچہ ۲۳۹ء میں ہماری حکومت سے پہلے خلیفہ متولی نے اپنے بیٹے محمد المتصر پاشد کے بیٹے ولی عبدی کی بیٹت لی اور اسے خلافت جیسا کے جو حمالک اور علاقے پسروں کے گئے، ان میں سندھ، مکران، قندھار، اور فرضہ بیشتر بدر دلمان، سب شامل تھے۔ پھر جب شوال ۲۳۸ھ میں خلیفہ عتمد نے اپنے سا جزادے جعفر کو ولی عبدی تاکہ جو سندھی اس میں صرف سندھ کا نام ملتا ہے۔ اس کی وجہ ہے کہ اس دو دل میں مکان اور قندھار ایل و غیرہ مرکز سے کٹ کر خود مختار ہو گئے تھے اور ان پر ایسے اڑاکنے تھے جو جاسی خلفاء کی نیابت نہیں تسلیم کرتے تھے، البته سندھ میں شاہزادہ کے مدود میں پیاری حکومت قائم ہونے کے باوجود جاسی خلفاء کے نام کا خطبہ جاری تھا، اس لیے وہ خلافت جیسا کہ ایک حصہ اب بھی شمار کیا جاتا تھا۔

یہاں مکران شروع سے آخر تک جاسی خلفاء  
عہد الدولہ دلمی کے نام کا خطبہ کے نام کا خیبر پھر حکمران خلافت بنداؤ سے  
وابستہ رہے، البته دیسان میں ایک موقع پر چند دنوں کے لیے دلیم کے بنی بور کے دوسرے  
کاکاں عہد الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ دلمی متوفی شکستہ کے نام کا خطبہ بھی پڑھا گیا  
تالیعی بشاری نے لکھا ہے:

وَأَمَّا الْمُنْصُورَةِ فَلِيَهَا سُلْطَانٌ  
من قریش بیخودون بھا سی، خطبہ پڑھتے ہیں، اور ایک زمانہ میں عہد الدولہ  
و فتح کا خاطبہ علی عہد الدولہ کا خیبر پڑھتے تھے، میں نے شیراز میں ان کے  
ورآیت رسودہ مقدمہ فرمائی، اس کو عہد الدولہ کے بیٹے کے پاس  
و محن بشیراز تھے،

متقدہ کی احسن استدام کے واٹی کی بیس جاریوں سے معلوم ہلاتے ہے کہ عہد الدولہ  
لے کال این ایشیوی، میں اس میں اس، میں اس احسن استدام کے پاس

قاضی رشید بن زہر کے بیان کے مطابق موی بن عربون عبد العزیز بنیاری سا حصہ مصوہ  
نئے شہر میں نہیں معتقد کی تھی تھی مدت میں جو گروں تسلیم ایڈ و تحریف بیجے تھے ان کی تفصیل بیکھنے  
سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیاری مکرانوں کے تعلقات جماںی خلفاء سے نہایت خوشگوار اور پڑلاں  
تھے اور وہ ان کے نام کا خطبہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کے گن بھی کہانے تھے۔

جن جماںی خلفاء کے نام کا خاتمہ سے شایع یا شایع کی تعریف ہے، اسی مدت  
خطبہ بنیاری مکرانوں میں پڑھایا۔ حکومت میں مصوہ کے مکرانوں نے خلافت بنیاری  
کے ہن خلغاڑ کا خطبہ پڑھا اُن کی تعداد پندرہ ہے، ان میں آخری خلیفہ ابوالعباس قادر  
باندر احمد متوفی ۶۲۷ھ نے اکتا میں سال تین ماہ خلافت کی، اور دوسرے دو کی خلافت  
نہایت مختصر رہی، ان کے نام یہ ہیں:

۱۱۔ منصور بالله	ابو عذر محمد بن متول	وفات ربيع الآخر ۲۳۲ھ
۱۲۔ سعیین بالله	ابو العباس احمد بن متول	طلع ربيع ۲۳۴ھ
۱۳۔ معترز بالله	ابو عبد الله محمد بن متول	وفات شعبان ۲۳۵ھ
۱۴۔ محدث بالله	ابو محمد اسحاق	وفات ۲۳۵ھ
۱۵۔ محدثی بالله	ابو العباس احمد بن متول	وفات ۲۳۶ھ
۱۶۔ محدث بالله	ابو العباس احمد	وفات ربيع الآخر ۲۳۸ھ
۱۷۔ ذی تعدد ۲۳۹ھ	ابو محمد محمد	وفات ذی تعدد ۲۳۹ھ
قتل ۲۴۰ھ	ابوالفضل حضر	
طلع ۲۴۱ھ	ابو منصور محمد	
۲۴۲ھ	قاہر بالله	
۲۴۳ھ	ابوالعباس محمد	وفات ربيع الآخر ۲۴۴ھ
۲۴۴ھ	راشی بالله	
۲۴۵ھ	ابوالحسن ابراهیم	طلع ستم
۲۴۶ھ	اسکنی بالله	
۲۴۷ھ	ابوالقاسم عبد الله	

کے نام کا خطبہ پڑھنے کے ساتھ شہر میں پڑھا گیا تھا، اور عمر بن عبد الرحمن بنیاری کا ایک  
بیٹا اس نے شیراز میں ختم الداری مفت کے پاس گیا تھا کہ کسی ملام نے مصوہ کی بنیاری  
حکومت کے خلاف خروج کیا تھا اور اس کے مقابلہ میں مدد و رکاری تھی، پہلے گزر رچکا ہے کہ دوسرا  
بنیاری مکران عبد الدین عمر کے زمانہ میں تھا، وہ ایک ملام ابو حسن نے مصوہ پر قبضہ کیا  
پڑھا گیا تھے جبکہ عبد الدین عمر نے شکست دے دی تھی، اسکے کام زمانہ محمد و سعید  
میں عضد الدولہ کے نام سے خطبہ پڑھا گیا ہے، نیز عضد الدولہ صاحب طائیع طائیع بالله نے دیوبیوں کے  
واباؤ سے خود حکم حاری کیا تھا کہ تمام بحث و اسلامختوں میں شرمن پر عرض الدین کے نام  
کا خطبہ پڑھا جائے ہو سکتا ہے کہ اس زمانے میں مصوہ میں بھی اس کے نام کا قبضہ  
گیا ہے تو در حقیقت خلیفہ عہدی کی اطاعت میں تھا، اس سے پہلے عضد الدولہ کے زمانہ  
کے بجائے عضد الدولہ کا خطبہ پڑھا گیا تھا، الغرض مقدمہ کے زمانہ دشائیہ، سے پہلے کھی  
عضد الدولہ کا خطبہ پڑھا گیا تھا مگر جب مددی سندھ پہنچا ہے تو اس وقت کے سلطانین عمر  
جماںی خلیفہ پڑھتے تھے،

بعض روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک بنیاری مکران نے اپنے نام  
اپنے نام کا خطبہ کا بھی خطبہ پڑھا یا تھا یا پھر پہنچا یا ج ابو لغۃ بنی عی بندادی نے  
اپنے سفرنامے میں مصوہ کے مالاک میں لکھا ہے:  
والخلفیة الامیر مقيم جداً خطب غذیف اوسی یہاں عقیم ہے، جو اپنے نام کا  
خطب پڑھتا ہے۔

یہ مصوہ کا بنیاری مکران بے ابودلفت نے فلسطین سے خلیفہ اموی بتایا ہے اسی کی تصریح  
کے مطابق بھی بن محمد صاحب مصوہ ہے، ابودلفت کا زمانہ ۲۳۷ھ سے ۲۴۷ھ تک ہے، اگر  
اس کی معاهدات صحیح ہیں تو بھی بن محمد بنیاری نے اپنے نام کا بھی خطب جاوی کیا ہے،

فارس میں آل بیر کی حکومت اپنے وقت میں عالم اسلام کی سب سے بڑی اور با اقتدار طاقت تھی، جو مکرر بندوں پر قابض و ذیل ہو کر امور خلافت کے سیاہ و سفید کی مالکیت اُن کی تھی اس سلطنت کے دوسرا ہمکران عصداں اللہ عاصی بیانیوں کے تعلقات تھے، اور جیسا کہ مقدوسی نے بیان کیا ہے مصورہ کا ایک سفیر دنائندہ عصداں اللہ کے بیٹے کے پاس شیراز گیا ہے۔

ہبئاریوں کی شہرت دوسرے ممالک میں دور دوست تھی جس کی وجہ سے بعض اوقات دوسرے ممالک کے امراء ..... اور حکام مصورہ کا نئے رہنے تھے سنستہ میں حمزہ نامی ایک عرب حاکم و سوار وہاں پر موجود تھا جسے مسعودی نے بھی دیکھا تھا، اس کا بیان ہے،  
وہ آیت بہار جلا مسیداً من العرب یہ میں مصورہ ہے ایک عرب سردار اور  
وہ ملکا من ملوکهم وہو المعرفت بادشاہ کو دیکھا ہو گمراہ کے نام سے مشہد  
جہزی تھا۔

**مسصورہ میں علویوں کی آبادیاں** آل سار جازی تھے اور ان کے جدا اعلیٰ مقررین عجہز  
اور زاد امن سکونت نے یہاں کے مقابر میں جازیوں کا ساتھ دے کر  
فتح پانی میں اور یہاں کی تکریم میں جازیوں کو سندھ میں بڑی محاذیت کی زندگی ضیافت ہے۔  
اوہ زیادہ سخنانہ یہاں اک آباد ہو گئے، خاص طور سے علویوں کو خوب پناہ لی، یکونک عام  
طور سے علوی جزاں خلافت کے عذاب خروج و بغاوت میں سرگزی دکھانے کی وجہ سے بڑت  
لچی یہی خطرات محروس کرتے تھے، ان تھیں بے گناہ بھی شک و بشک کی نظر سے دیکھے جاتے تھے،  
ہبائی حکمران ان پہنچنے والے علویوں سے بھاج رکھتے تھے اور ان کو بغیر کسی شک و بشک کے اپتنے  
یہاں رہنے کی ایجاد دیتے تھے، چنانچہ خروج و بغاوت میں ان علویوں کی بہت بڑی تعداد  
آباد تھی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مختلف اولاد سے تھیں رکھتے تھے۔

۱۴۳۱) مطیع شد،	قطع ۲۳۹۳	ابوالقاسم فضل
۱۴۳۲) خاتم اللہ،	قطع ۲۳۹۴	ابوالحسن الحکیم
۱۴۳۳) تخاریہ بالشہ،	قطع ۲۳۹۵	دفاتر ۲۳۹۶

**ملوک مصورہ کے بیرونی تعلقات** ایک تھا وہ عساکی خلفاء کا خطبہ پڑھ کر ان سے جس سے ان کی شہرت و عظمت اور خان و شوکت ماقچہ چلتا ہے، اس سالہ میں بغداد کے آل بن ابی الشوارب سے گوتا گوں اور دیرینہ تعلقات خانیں اور تعلیم ذکر ہیں، جن کی گہرائی ہے ایسا وحیانیف اور صلات سے لگز کرنے بھی قرابت اور تعلیم پہنچی ہوئی تھی، مسعودی کا بیان ہے۔

دہین ملوک المنصور سے، مصورہ کے بادشاہوں اور قاضی ابی داؤد  
داؤد (ابن ابی الشوارب) نقیبی اخوازاب کے خاندان میں قرابت، ہنسی رشتہ  
قرابت و صلة و نسب، امدادیں دیں ہے۔

قاضی ابی الشوارب بغداد کے قاضی القضاۃ تھے جو اسی دور خلافت میں ان کا خاندان پڑھ پاشت سے علم اور دین کا گھر رکھتا تھا، قضاء آل بن ابی الشوارب خلفاء کے بعد سب سے زیادہ اثر در سخن اور اقتدار کے مالک تھے، اس خاندان میں عہدہ قضاء اس کے چہ ماہر و حضرت مختار بن اسید رضی اللہ عنہ کے نازہ سے پڑھا آتا ہے جن کو فتح کم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مک کا قاضی و حاکم مقرر فرمایا تھا، تندوں کے ہبائی حکمرانوں کے ہس خاندان سے چند درجہ ..... بھی تعلقات سے پڑھتا ہے کہ خود یہی کس قدر معزز و محترم شمار کیے جاتے تھے، اور ان کی ملکی و درینی زندگی کس قدر رار پی تھی۔

علی من سوا هم غیران الخطبة لنبی یا اور وہ درست عکراون کے مقابلوں کے مقابلہ میں پاریں  
کو پاہنچنے گا، اب خطبہ بھائی ملخا، کام جاری ہے۔  
اپنے قتل کے یہ چند الفاظ منصوبہ کی ہماری حکومت کے حسن استظام اور کامیب اپنی کو  
 واضح کر رہے ہیں ایسی وجہ سے کوئی تکمیر سے متقدم نہ کر کے، سالمت حکومت اس کی  
چحوی بڑی شورش کا پتہ نہیں چلتا۔

ایک شورش اور اس کا خاتمه البتہ ایک معمولی سی شورش ہماری حکومت کے خلاف اس  
فروکھیں دیا تھا، اس احوال کی تفصیل یہ ہے کہ ہماری حکومت سے پہلے سندھ کے عباسی حاکم  
داود بن یزید بن حاتم کے ہمراہ عراق سے جو کنٹہ کا امیک نام ابو صرنا می سندھ آیا تھا جس نے  
اپنے اقتدار و ملکہ کی کوشش کی۔ بلاذری نے لکھا ہے:-

وكان مع ابو صرنا المتغلب الیوم داود کے ساق ابو صرنا جوان د نون سندھ  
وہ موصولی الکنڈ تھے  
پرتا بعنی ہے، یہ جو کنٹہ کا نام تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرہ سی صد سی کے نصف بعد رفتہ البدان کا سن تصنیف  
فروکھیں ہے، ابو صرنا کنٹہ سندھ کے کسی ملک اور غلبہ واقتدار حاصل کر دیا تھا، اسی  
اپنے دورتے آنکھیں کرنا اپنائیں جیسے مصروفہ پر بھی قبضہ کرنا ہا با تھا، اس وقت عمر بن عبد العزیز  
کے پیٹے عبد اللہ کی حکومت تھی، اس نے ابو صرنا کو منصورہ سے مار بچکایا، اس فاقہ کے بعد وہ  
آبائی وطن بانیہ کو چھوڑ کر منصورہ میں مستقل رہنے لگا، اس ما بعد سے پہلے منصورہ کے باوشاہ بانیہ  
میں رہا کرتے تھے جو صرف ایک فرشتہ کی طرح رہتا ہے، ایک دا فرقہ کے بعد پھر پرستہ حکومت  
میں کسی شرم کا کوئی انتہا و فساد نہیں ہوا، اور اس کی طرف نہ ہے، ملینا اور جسن پیٹا ہوئی،  
مگر جب سلطان محمود غزنوی کی فتحاً میں لیفار کا رح منصورہ کی طرف ہوا، تو ہماری حکومت کو

لے کر تا ب صور الارجعیہ کا خارجی اسلامیہ ۱۸۰۔ گلہ تورت البدان ۲۳

مسودی نے اسے  
و بہا اخلاق من ولد علی بن اب طالب مصروفہ کی حضرت ملکی بن علی کے حاضر اسے  
رعنی اللہ عنہ، شعمن ولد عصری عرب علی اور محمد بن علی کی اولادت کی تھات  
بن علی، رسول اللہ محمد بن علی، موجود۔

حسن استظام اور رانی اور خارجی فتوں سے مکن  
امدادیں دریں کا حکایہ بنا ہوا تھا،  
بلگہ شورشیں بھرپری تھیں عربوں کی بائیں آذیزش خون راست پارٹی، شیعوں اور  
علییوں کی خیہ ریث روانیاں ہر طرف بے امینانی پیدا کیے جوئے تھیں ملکہ جہاں ملکہ  
نے آئتے بھی بیتہ بدل دیا، جو مسلمان پہلے دور کی اتری میں اپنا ہمراز کو چوڑ کر بیان سے نکلا  
گئے تھے وہ اپنے گروں میں واپس گئے اور صدود منصورہ میں داشت سندھ کی ہوئی  
یا سیس سرکشی کر رہی تھیں وہ بھی مرکز منصورہ سے داشت جو کہ ملکہ ہو گئیں، الور جیسی  
عظیم اشان ہند و حکومت منصورہ کی اطاعت میں آگئی، ہماری حکومان چونکہ بڑے مددگاری  
اور دیندار تھے اور انہوں نے پہلے نظام حملکت کی بنیاد اسلامی حکومت و سیاست پر رکھی  
تھی، اس یہے ہر طرف، عدل و انصاف، امن و امان، اور خوش حالی کا دو در درہ ہو گیا تھا کہ  
عوام پہلے کی تمام الجھنون کو بھجوں کر ملکہ زندگی پر سر کرنے لگے، اور بلا کسی ایسا زکے تمام  
رعایا ان کی اطاعت شعاری دل و جان سے کرنے لگی، این حوقل اپنے مشاہدات کی روشنی  
میں دوست ہماری کے عکراون کے حسن استظام اور عدل و انصاف کا نعتہ ان الفاظ میں  
لپیٹھتا ہے:

و ساسو هم سیاسته اوجیست، ہیا کی عکراون سے ملکی استظام میں رہتا بیت  
رغمۃ الرعبۃ قیہود ایشارہم دکھانی جس نے رعایا کے دلوں کو ان کی طرف کچھ

نہ مردی اللہ رب ج ۱ ص ۱۹۸۔

خطہ کا بھتھے۔ وزیر ابو جعیح محمد بن حسن، نبیر الدین روز روئی متومن شکل میں ذی جایہ کے  
میں لکھا ہے کہ فتح میں صدام اللہ عزیز سے حکم دیا کہ قارس کے علاقوں میں پناہ گزیں تو کوں  
کو قتل کر دیا ہے، چنانچہ شیراز میں ان کا قتل عام پھاپس کی وجہ سے الحنوں نے پورے علاقوں  
قارس میں شورش برپا کر کی تھی، صدام اللہ نے ان کی سرکوبی کی، بہاں تک کردہ کران کی  
ٹوٹ بھاگ گئے جبکہ باں بھی لکھ کو من نہیں مل سکا تو مند مکے حاکم سے اجازت لے کر بیان  
آئے، اور حاکم سندھ نے ان کو بتاہ کر دیا۔

فَذَفَّتْهُ الْعُصْرُ وَرَقَّةً إِلَى قَصْدَلِ  
بَلَادِ السَّنَدِ، وَامْسَأَذْنَافَ الْكَهْافِ  
جَخْوَلَ بَلَدَ الْأَدَلِ، وَاظْهَرَ لِلْحَاقِبِينَ  
وَخَرْجَ لِاسْتِقْبَالِ الْهَمْرَ وَرَاثَبَ  
اصْحَابَهُ صَفَّيْنَ، وَرِجَالَةَ  
وَدَا قَفْهَدَ عَلَى الْإِيقَاعِ بِهِمْ  
أَذْ أَدْخَلَوْا بَيْنَهُمْ، فَفَطَّلَوْا ذَلِكَ  
كُنَانَةَ بَعْضِ سَكَانِ الْمَقْتُولِينَ  
بَيْنَ اَسْتَلَى، وَهُنَّا يَتَحَمَّلُ اللَّيلَ  
بِلَاقِهِرِيَّ لَوْكَتْ حَمْسَنَ آكِرَلَنْ وَقَادِ بِرْ بَارِكَتْ، اُوْرَالِ بَوْيَ بَسِيَّ پَرْ شَكَرَهُ حَكْمَتْ كَرْ  
پَرْ شَانَ كَرْنَهُ وَلَيْهِ سَندَهُلِ حَكْمَتْ كَوْنَیِ پَرْ بِيشَانَ كَرْتَ، اسَنَیْ حَاکِمَ سَندَهُلَنَ  
کَوْرِدِیِ حَكْمَتْ مَلِی سَنْتَمَرِدِیَّ کَرْدَیَّ کَرْدَیَّ۔

**جَلِّ طَاقَتْ اُورِنْيِ باَتِی** بیماری عکاروں نے ان والوں کی تقریبی اور غدران کا انتقال  
کو دباٹے کیے اپنا افراد نظام چاہیتے۔ کرمان کا تھامان کی فوجی

دخت کے سیدان سے سماں دار ہوتا ہی پڑا،  
کران و کران سے عدوں کا لان لک اس نہ میں داخلی ختنوں کا زرد تھا، ملبویں کی شہنشاہی  
ہڑپتھام تھی، ان کے دعا و سبلیں کے پیٹتے میں مرکزی مقامات تھے، لشان کی شیخی حکومت  
پر اسمبلی شیعوں نے قبضہ کر کے دہانی سے اسی اسکن عوتوت عالم کی، اور افریقہ کے فاطمی عکاروں  
کا خطرہ جاری کیا، ان کے مقابلہ میں خوارج کی سرکاریں ملکیتیں، نجفیں، طبران، قفردار،  
قندabil بورکران کے علاقوں گویا خوارج کے دہن تھے، بیرونی افریقہ کے تقلیل خارجی حکومت تھی  
قرامط کشت و خون میں سرگرمی دکھاریتے تھے، اور اس سے بڑا روز بھاں پر مادر عرب تعالیٰ  
کی باری آوریش اور قائمی عصیت کی آگ بھرا، بھی تھی، ان حالات میں عکاری کے ساری  
عکروں نے جس عکسِ علیٰ وجہ تبدیل سے اس وامان بحال، رکھا، یہ ان کا ایسا نیز کیا کارنا نہ  
ہے، حالانکہ یہ لوگ اپنی سنت والجاہدت کے ظاہری ملکے تعلق رکھتے تھے جو حاابل کی عرض ہوتے  
ہی متعصب اور سخت ہوتے تھے، ان کے ایک جانب طبران اور قفردار کے تشدید خوارج  
تھے، اور دوسری جانب لشان میں بو سامر کے بعد باطنی شیعہ تھے، جو افریقہ کی قاطیٰ حکومت  
کے گمراہ تھے، خود متصور میں علویوں کی پہنچ بڑی آبادی تھی، لیکن پوسے ہماری  
دور حکومت میں ان ذکرہ و قطب میں سے کسی کا پتہ نہیں چلتا، اس کی اس ایسا زیستی جیتیں  
میں کوئی ساحر حکومت ہے سری لا دھوئی چہیں کر سکتی، اور کوئی سورج ہماریوں کی دیستہ اشری،  
جن سیاست، امن پروری تبدیل گلاتا ہو سائنسی، اور سن کار کر دگلی کی وادی دیتے بغیر نہیں  
ہے سکتا۔

**سَنْعَکے مَوْكَبِ ہَبَارِیَّ مَلَکِ سَیَاسَتِ اَوْ حَكْمَتِ**  
ایک خطہ سے آگاہی اور کوں کا قتل کا تمام میں بڑی بیدار مخزی اور حکمت علی سے  
کام پیتھے، آں بیرے سے ان کے تعلقات دوستانہ تھے، اس پیے ان کے باخیوں اور شہنوں  
کو اپنے ملک میں پناہ نہیں دیتے تھے، اور دہلی حکومت کے شورش پسندوں کو اپنے پیے بھی

طاقت کا اندازہ حودی کے اس مہمان سے ہوتا ہے:

وَمُلْكُ الْمُنْصُورِ عَنْ قَبْلِ حِلْمَهِ  
عَنْ كَبَادَهَ كَبَادَهَ كَبَادَهَ  
تَافِتَ فِي لَا رَسْمٍ كَلِّ فِي لَا رَسْمٍ  
عَنْ كَشَارَاتِي كَشَارَاتِي  
عَلَى مَذَكُورِ فِي لَخَمْسَةِ أَنَّهُ مَاجِدٌ  
فَأَنَّهُ يَحْبِبُ أَلْوَافَاتِ الْمَجْنَدِ  
كَلِّ فِي لَجَانِشَهِ سَوَادَهَ سَوَادَهَ  
مَذَكُورِ نَادِ

ان جنگی باقیروں میں منفر قلس اور حیدر، درہ اتحادی سمجھو یا جنگ الالہی، جملات و فضلات میں مذکور  
اور ہندوستان کے تمام بادشاہوں اور راجوں میں خاص شہرت رکھتے تھے کیونکہ وہ بھڑکا  
حل کاری اور فوجوں کو فیکست دینے میں پناہوں اپنے تھے، جب یہ جنگ ہاتھی کھلتے تو  
منفر قلس ہے اگے چلتا تھا، جبکہ اس کے پیچے ہوتا اور اس کے بعد دوسرے نام  
ہاتھی ہوتے تھے،

مندر کے راحیں ہمارا جوں کے بیان کے ان جنگی باقیروں کے میدان جنگ ہی تھے  
کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جو ہاتھی زیادہ بہادر ہوتا اس کی سوندھ میں کٹا رباند عاجماً تھا اور  
اس کی پوری سوندھ کو زہر ہوں سے چھا بایا جاتا تھا، تیر اس کے پیسے جسم پر لہے کی زد ہیں اور  
سینیں ہپولی تھیں، اس کے گرد اگر پانچ سوکی پیڈل فونج آگے پیچے سے اس کی دیکھ جمال  
کرنی تھی، اس وقت وہ ہاتھی پانچ چھوڑ زار شہ سواروں سے تبر و آزا ہو گران کے لیے تہبا  
کانی ہوتا تھا، کبھی ان میں گھس جاتا، کبھی سکل آتا اور باباکل اسی طرح حلکا ہو رہتا تھا میسے کوئی  
پاہی سوار پر حلکرتا ہے خامس لڑاؤں میں ہاتھی کی جنگ کا ابی طریقہ تھا۔

اندازہ لگانا چاہیے کہ جس حکومت کے پاس صرف جنگ ہاتھی اسی ہوں اور ہاتھی پر  
پانچ سوکی پیڈل فونج ہوئی میں صرف جنگی باقیروں کے سلطے میں چالیس ہزار فوجت ہے، اس

کے پاس کتنے زیادہ فوجی پاہی اور شکر رہے ہوں گے؟

آلات جنگ و اسلحہ آلات جنگ آلات جنگ تھے۔ ان کے ملاude ہماری حکمرانوں کے بیان کوں  
کوں سے آلاتی حرب تھے جن سے وہ لڑائیوں میں کام لیتے تھے؟ ان کے بارے میں ہر دو ماں است

چیزیں معلومات نہیں ہیں، البته یہ ظاہر ہے کہ جو اسلحہ جنگ ان سے پہلے مندر کے جہاں  
امرا و حکام استعمال کرتے تھے ان ہی کو وہ بھی استعمال کرتے رہے ہوں گے اس کے لئے

ہمیں مندر میں جہاںی عالی کے اسلوختان کا جائزہ لینا پاہی ہے، قاضی رشید بن زیرین  
منصورہ کے جہاںی حکمران عزان بن موئی برکی مقتول ذوالجھوٹتھ کے سند کاری  
الٹوختان میں ان آلات کے لئے کی خردی ہے (ا) سات موقیم ہندیان نہیں جن پر روز  
پیغمبر اپنا تھا (۲۰)، سا بڑی روز ہیں (۲۱) اور پانچ قسم کے طوفنی جنگی بیاس (۲۲)، تبت کے بکتر  
اور سینہ بند (۲۳)، لوہے کے سینہ بند (۲۴)، بازو بند (۲۵)، ساق بند (۲۶)، خود (۲۷)، گھوڑوں  
کے یہ لوہے کے بیل اور زرد ہیں، اور اسی قسم کے بہت سے دوسرے نامان جنگ جن کا  
نام کہا نہیں تھا۔

اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مندر کے عرب حکمران ان آلات جنگ  
کے کام لیتے تھے، اور اسی قسم کے سانان جنگ مندر کے ہماری نظر میں بھی رائج رہے ہوں گے  
قریب و جوار کی معاشروں کے ہبڑاوں کے پورے ہر حکومت میں ترب و روح اور  
ساتھ سلاح و صاححت ای سلم یا فیصلہ حکومت سے اتنا لگی یاد گئی جنگ  
کا پتہ نہیں پہلا، اور ان کا پوتا دھنس سے تیر کی دلخواہ ہوتا ہے، البته منصورہ کے دوسرے  
حکمران کے زمانہ میں ابو حسن نے منصورہ پر تیر بیٹھا تھا تو اسے طاقت کے ذریعہ سے  
ٹکست دی، ان کی معاصر حکمران طاقت منان کے ہوئیں کی تھی کہ وہ بھی جہاںی خلفاء

کے ہام کا خطبہ پختہ اور منصورہ کے ہماریوں کے ہم سیاست تھے، نیز وہ لوں جگہ کے حکمران سنی المدہ بہب تھے۔ اس کوئی اختلاف نہیں تھا اور نہ کبھی مقابلہ کی صورت پیدا نہیں، منصورہ کی حملداری میں ایک قدر غسل حکومت الٹ کے مبارا جوں کی تھی، جس طرح قلعہ کے رابطے میان کے بڑے بڑے اور ایک کارکرے تھے اور کے رہتے بھی منصورہ کے بنو عین جسد العزیز جنگ میں ملک کو گزرا کر کے گرفتار ہوئے مگر ہماریوں کی سیاست اور تمدنی ملکت نے اور کوپنی طاعت و امان میں لے لاتا تھا، اس طرح اس کی طرف سے بھی بے فکری تھی، البتہ منصورہ کی ساحلی قوم میدے ان کی یہی شہنشہ بیگ بماری بکرن تھی۔

مید قوم سے چھپیں دریا میان منصورہ سے یکہ ہندوستان کے ساحلی علاقوں تک پہنچنے والی ایک قوم آباد تھی، یہ لوگ مندرجہ رہنماں اور مددگار تھے۔ بھری ڈاک سانا ان کا پیشہ تھا، صلطانی نے لکھا ہے کہ بلا دہندی کی حدود میں بعد اور مید قوم کے لوگ آباد ہیں، میدستان سے یکہ دریائے منصورہ کے مندرجی دہانے تک تمام ساحل پر پھیلے ہوئے ہیں، اور دریائے منصورہ اور قامہل کے دریاں جو میدانی ملائیں ہیں ان میں ان کی چراگاہیں اور آبادیاں ہیں یہ قوم ان میں بہت بڑی تعداد میں پانی بجائی ہے لہجے

مید قوم صرف منصورہ اور ہندوستان ہی کے ساحلی مندرجہ میں عربوں کے تجارتی جہازوں کو نہیں لوٹتی تھی بلکہ بھری بیس سقطروہ تک یہ لیڑے سلاں کے جہازوں کو وٹتھتے تھے، منصورہ نے لکھا ہے کہ اس وقت دس سو سو سیص سیص مسلمان بھری تاجروں کو لوٹتے کے لئے سقیرطہ تک ہندوستان کے ڈاکوؤں کی کشتیاں آئی ہیں اور وہ زان ہی کشتیوں کے ذریعہ سلاں کے ان جہازوں پر ڈاک ڈائیتے ہیں جو چین اور ہندوستان جاتے ہیں جہڑے لے ساکل الماکر میں۔

بڑپ کے بھری ناکو بھری میں سابل شام کے قریب اپنی کشتیوں کے ذریعہ سلاں پر ڈاک ڈائیتے ہیں تھے  
اس مشہد یوسوس کشمیر کے منصورہ کے مسلمانوں ہماری کی یہی شہنشہ بیگ رہا کرتی تھی، اور خشکی و تری میں اس سے مقابلہ جا رہی رہتا تھا، منصورہ نے منصورہ اور اس کے عکر اور کے حال ہیں لکھا ہے:  
و فیه احر و بکثیرہ من جنس منصورہ کے حدود میں جیدتے بھریتہ لا ایمان  
یقال لهم الْمَيْدُ وَ هُمْ فِيْنَ مِنْ جاری رہتی ہیں یہ منصورہ میں ایک ایک  
الْسَّنَدٌ دَغْيِرُهُمْ مِنَ الْجَنَاسِ، قوم ہے، اور یہ لوگ یہاں کے صدیوں ایک دہم لغڑا السَّنَدُ  
و هُمْ لَغَرُ السَّنَدُ، ہیں۔

ہماریوں نے خشکی اور تری کے ان ڈاکوؤں اور کشتیوں کو زیر کرنے کے لیے یہی شہنشہ بھری ڈاک سانا ان کا پیشہ تھا، صلطانی نے لکھا ہے کہ بلا دہندی حدود میں بعد اور مید قوم کے لوگ آباد ہیں، میدستان سے یکہ دریائے منصورہ کے مندرجی دہانے تک تمام ساحل پر پھیلے ہوئے ہیں، اور دریائے منصورہ اور قامہل کے دریاں جو میدانی ملائیں ہیں ان میں ان کی چراگاہیں اور آبادیاں ہیں یہ قوم ان میں بہت بڑی تعداد میں پانی بجائی ہے لہجے

دولت ہماری کا سہداری نہ بہب ہماریوں کا پورا دو دو حکومت دینی اور دینی داؤ دی ظالماً کی تھا اعتبار سے بہت شاندار تھا، وہ خود کے سئی اور غلام فیض جہاںی کے طفہ و طبع تھے، خلافت جہاںی کے قاضی القضاۃ ابن الی اشارہ کے فہارمان سے ان کے دینیہ اعلیات تھے، یہ بجا تے خود ہماریوں کے نہ بھی ہونے کی دلیل ہے، ان کے فہی سلک کے احتجاجیں کوئی تصریح نہیں ملتی ہے مگر قوی قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام داؤ ظالماً بھری سو فی منصورہ کے سلک پر رہ کر

عالی بالحدیف

ان کے علم و فتن کی اشاعت ہوئی، بلکہ سندھ کے عصرے پڑوی ملک عمان میں بھی بہت  
والمجاعت داؤدی مذہب کے تھامان کی خوبی پیش و مدد گا ہیں بھی دہاں تھیں۔  
سندھ میں بھی چند قضا پر داؤدی علاوہ قابض تھے، محدثی نے اپنے زمانہ میں امام  
پیر محمد داؤدی کو منصون کا قاضی بتایا ہے، جو اس وقت داؤدی مذہب کے امام تھے اور اس میں  
ان کی متعدد محدث قضا نیفت تھیں، اسی طرح قاضی ابوالعباس الحمد بن محمد بن مصطفیٰ  
کوئی کتابوں کے معنف اور منصورہ کے قاضی تھے۔

دیسے پرے اظیم سندھ میں الی سنت والجماعت حنفی تھے اور ان کا نطبہ تھا، باقوت  
نے لکھا ہے کہ سندھ والوں کے ذاہب ہی خاپ نام ایوں حنفی کا ذاہب ہے۔  
ہماریوں کی دینداری اور احمد مملکت میں اسلامی  
عمرہ قضا اور حدود و قصاص کا اجزاء توانین کے تقاضہ کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے  
کہ ان کے بیان باقاعدہ چند قضا قائم تھا، جہاں خالص دینی تو ان کی رو سے فوجی  
ہوتا تھا، حدود و تعزیرات جا رہی ہوئی تھیں، اور پوری حملکت میں اسلامی احکام تافہ  
تھے اور اولتے اپنے زمانہ کے حاکم منصورہ کے بارے میں لکھا ہے۔

واعظہ سیدنا الحداد وَ  
ہماریوں فی دین کا اثر سندھ کی عامرہ یا ایغیر مسلم اور بہت پرست تھی،  
ان کی غیر مسمی معاشرہ اور خواص پرس مگر ہماریوں کی دینداری اور سن سیاست کی وجہ  
سے بہ خوش تھے، ان کو اسلام لے ائے میں جو غلط فہیں تھیں دھمبو گیں بلکہ اسلام  
سے ایک گونہ محبت پیدا ہو گئی مادہ جس را ان نے اسلام بخٹک کی براہ راست کو شش  
کی، چنانچہ الد کے ناجمہ ہر واقع بن رائی نے سنشہر سماں ان منصورہ حمد اتنی عمر بیاری کو  
لکھ کر ایک عالم و فاضل کے ذریعہ قرآن اور اسلام کو کہا اور در پر دو سلام لایا، اسی طرز

مذہب اس مقام پر میں ۱۵، تاریخ ایلدن ۱۹۴۸ء

چوتھی صدی ہجری میں مشرقی عالم اسلام میں ظاہری مسک کو بہت زیادہ فروخت  
ہوا، اور اس نے جملی مسک کی جگہ اے لی پہنچا تجویز مقداری نے اس زمانہ کے الی سنت  
کے پار فتحی مذاہب میں خفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور دارالحکمیہ کو بتایا ہے اور عنبیہ کا نام  
نہیں یا پائے۔

سندھ کے نہیں حال میں لکھا ہے کہ ان میں سے اتر اصحاب بیت ہیں، اور میں  
نے قاضی ابو محمد منصوری سے ملاقات کی ہے جو داؤدی المذہب ہے اور نے ذریعہ  
کے امام ہیں، ان کا حلقة درس جا رہی ہے، اور انہوں نے کئی اچھی اپنی کتاب تھیں اسیں  
کی ہیں، ملکان والے شیخ ہیں، اور بیان کے بڑے بڑے شہر ضمی فتحہار سے خالی نہیں  
ہیں، بیان پر الکیر اور معتزہ نہیں ہیں، اور نہ ہی مثابر کے مسک پر عمل ہوتا ہے، بیان کے  
ملکان ہنایت ا پچے مسک پر ہیں، ان کا نہیں حال بیسٹہی قابل تعریف ہے، ملکان و  
پرہیزگاری ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو فرم بھی فلک عصیت، اور فتنہ و فساد سے بچا کر  
امن و راحت ہیں رکھا ہے۔

ظاہریہ کا مسک صرف سندھ اور منصورہ ہی میں رائج نہیں تھا بلکہ قلمیں فارس میں  
بھی اس کو فروخت تھا، بنی قور کے دہر میں فارس میں امام داؤد ظاہری کے مسک کے  
علاوہ فضلہ رکھکر قضا اور سرکاری چندوں پر قابض تھے، حضور الدولہ داؤدی مسک کا معتقد  
تھا، محدثی نے لکھا ہے کہ قلمیں فارس میں داؤدی فرقہ کی دس گاہیں، دینی ڈلی جگہیں ہیں  
ادان کا غلبہ ہے داؤدی مسک، والے تضاہ اور دوسرے اعمال پر قابض ہیں اور فروع مذہب الدار  
داؤدی مذہب کا معتقد ہے تھے مطلب یہ ہے کہ قلمیں فارس اور قلمیں سندھ ایک ہی قوت  
میں ظاہری مذہب کے مرکزی مقامات تھے جہاں ظاہر کو خوب فروخت ہوا اور

لہ مدن انتقام ۳۲۷ء۔ ص ۲۶۸۔ ت ۷ ص ۳۲۹۔

سکون یعنی قاہری اور طاطری کے علاوہ دیتار کا بھی عام رواج تھا  
ہماری حکومت کے پیاسوں اور راذن کا ذکر نظر سے نہیں لگتا مگر مقدسی نے طولانی  
کے سمجھی یہی کاذک کر کے لکھا ہے کہ سیر سیر مخان، سندھ منصورہ) اور ہندوستان  
تھیں رائج تھا۔

وَمَنْهُ مُحَمَّدُ بِعُوْرَانَ مَكَىٰ وَكَذَلِكَ طَوَّانَ ۚ ۗ سِيرَ کی ہے، اوسی طرح مخان،  
سَنَدَھُ، اور ہندوستان میں کی سیر  
بِالْمَلَاتَانِ وَالْمَنَدَوِ الْمَهْنَدَ ۖ  
کا رواج ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ طوران میں کبھی نامی ایک پیمانہ رائج ہے جس میں سیر بالسیں سیر  
میہوں آتا ہے، ایک کبھی میہوں کی قیمت بسا اوقات چار سے آٹا در رہم تک ہوتی ہے  
اور ہستان میں مطلقاً ایک پیمانہ رائج ہے جس میں بارہ سیر میہوں آتا ہے،  
والبسا ہی پیمانے منصورہ کی حکومت میں بھی رائج تھے۔

ای طرح یہاںی حکومت میں درآمد پر آمد پر کیا شرح محصول تھی؟ اس کا پتہ  
شیئر ہے، البتہ قرب وجہ اکی معاف مکومتوں کی شرح محصول سے اس کا اندازہ لگایا  
جاسکتا ہے، مقدمہ نے لکھا ہے کہ طوران میں جب کوئی مال آتا جاتا ہے تو وہ نوں مرہ  
فی بارچھہ درہم کے حساب سے محصول یا جا کہتے اور غلاموں پر فی راس بارہ درہم ہے،  
اگر ہندوستان میں مال آتا ہے تو فی بارہ میں درہم محصول ہوتا ہے، مگر سندھ سے  
آئنے والے مال پر چھتے کے حساب سے محصول لگتا ہے، ایک درہم صاف کیسے ہوئے  
چھٹے پر ایک درہم وصول کیا جانا چاہے۔  
غاباً اسی قسم کی شرح محصول ہی تاریخ کے اس سندھ میں رائج رہی ہوگی، مگر  
اس کی تصریح نہیں ملتی۔

۲۵۴ میں سندھ کا ای ماجہ سلطان ہوا تھا۔ نے کعبہ کو ہبایت گزار قدمہ تبدیلہ متعقیدت  
پیش کیا،

ہماری حکران باوجوں کے سلطان تھے اور اسلامی احکام و قوانین پر ثابت  
شاہی بادشاہ سے عمل کرتے کرتے تھے، میں عادا، کای عالم تھا کہ خاہی محل  
و سوہنے اور شاہی بادشاہ میں ہندوستان کے بڑوں بادشاہ کے شاہ تھے اور مال باتوں  
میں کوئی فرق نہیں تھا، اعلیٰ تری تھے لکھا ہے:

وَزِيْرَهُ زَيْدَ اَهْلِ الْعَرَاقِ سَنَوْرُهُ وَالْمُوْلُوْنُ كَامِنْهُكَلِ اَوْرِ بَلِ الْمُقْلِ  
هَلَأْنَ زَيْرِ مَلُوكِهِ يَقَارِبُ لَكَ اَنْدَبِيْلِ اَبْدَانَ كَهَبْدَشِيْلِ اَبْدَشِيْلِ  
زَيْرِ مَلُوكِ الْهَنْدِ، مِنِ الشَّعُورِ لَكَ بَرْجُونَ سَقَرِيْبَهُ، سِينِ اَنَ كَيْ بَلِيْلِ  
وَالْقَرَاطِقِ ۖ  
ہوتے ہیں اور وہ بھی کہتے پہنچتے ہیں۔

ہندوستان کے راجے مبارکتے سر پر بلے بھیجاں رکھتے تھے اور گرتے پہنچتے تھے،  
ہماری حکران بھی اسی طرح بال رکھتے تھے اور گرتے پہنچتے تھے۔

کسی باقا عده اور بڑی حکومت کے لیے چہہہ وزارت کا ہر ہزار میڑہی ہے،  
وزارت چھانچے سندھ ہماری حکاؤں کے بہال وزارت کا استقل شعبہ تھا اور قابل  
اعتماد وزیر اس میڑہ پر ہوا کرتے تھے، مسعودی نے ۳۳۶ میں منصورہ میں ایک ذیر بڑی  
سے ملاقات کی تھی ہے۔

ہماریوں کے ہد کے خاص سکے سندھ میں قاہرات کے نام  
سے مشہور تھے، یہ عام درہم سے زیادہ قیمت کے ہوا کرنے  
تھے، سینی ایک قاہری درہم پانچ عالم درہم ہوتے تھے، ان کے علاوہ طاطری نام کا ایک سکر  
رائج تھا، یہ ایک درہم عام درہم کے برابر ہوتا تھا، اس میں تصویر بھی ہوئی تھی، ان ہلکیا  
لے ملک الماکس ہے۔ تھے مردیۃ الفزیب ۱۱۱۷ء۔ ۱۶۶۔

## حدودِ سلطنت اور شہر و مقامات

قديم عرب جغرافیہ (وسيروں کے) بیان کے مطابق، اقلیم سندھ کے مشرق میں بھر فارس، مغرب میں کران اور سجستان کا صحراء، شمال میں بلادِ هندستان اور جنوب میں مکران اور بلوچستان کا دریا ایسی طرح واقع تھا، مقداری بطوری کہ اسے سندھ کو پایا گیا ملاقوں میں قسم کر کے سندھ غاص کے بڑے بڑے شہر تھے ایں۔ خدا دار سلطنت، ورسیل، زند رنج، الکار، مالی، مٹلی، نیرون، قفاری، اقری، بلری، سونا، ائمہ، ائمہ، خجارتی، سد و سان، الرور و الور سندھ، سپارہ (متصل بیٹی)، کینا، چیبور، بیمن، بیضاڑی کے بھی اقلیم سندھ میں ان کی شہروں کو شمار کیا ہے، البتہ اس نے تبرون کے جملے جو رنگ لے ہے اور سوپارہ و چیبور کو جا دینے ہیں شمار نہیں کیا ہے۔

سندھ کے اطراف میں آل پہتار کی کئی معابر و مختاریوں تھیں جو دیہیں، لمان میں بیونہنہ، قصدار میں آل نیخیر، اور مکران میں آل محمدان مکران تھے، مکران قلب سندھ پر آل پہتار نے قبضہ کر کے ان تمام حکومتوں میں بڑی اہمیت حاصل کر لی تھی اور پہتاری حکومت کی وسعت بیان سے پوتا ہے کہ اس میں لام کام دیہیات اور بیتیاں تھیں،

وجیہہ مالا للمنصورية من الضياع حکومت منحصرہ سے جنے بیشوں اور دیہاتوں کا والقری مہایضات ایلہائیلات تعلق ہے ان کی تعداد میں لام کام ہے، جن میں کھنچ مائٹ افت قریت، ذات زرود، باڑی، درخت بانات اور طبلہ دیہیات اور داشجوار و عما شر منصلة ہے ابادیاں ہیں۔

یہ تو خشکی اور بادی کی وسعت تھی، بھری ملاقوں کی وسعت کا حال یہ تھا کہ بیل نے یک بچا رہ اور جیوں تک کا پورا سامنہ پہتاری حکمرانوں کے زیر نگیں تھا، اس طرح وہ سندھ کے قام خشک و تک کے حاکم تھے، ابوجو لفظ نے بیکی بن چکا مساح متصورہ کے ہارے میں لکھا ہے،

ویکاٹ السندھ کله، برجہ و برجہ ۲۰۰ مرسے شمعہ پر سندھ کو تابع تھا۔

**مقبوضہ علاقوں کی حیثیت** میں قائم تھی، اور کم از کم تین لاکھ دیہیات اس میں پہنچتے تھے یہ بیتیاں فام طور سے متصل تھیں اور ان کے درمیان زیادہ فاصلہ تھیں تھے مگر بعض مقبوضہ مقامات متصورہ سے کافی دور اور دوسرے علاقوں میں تھے، اس طرح ہمارے زمانے میں بڑے زمیندار اور دیہیں کی زیستیں اور جاگیریں مختلف علاقوں میں ہوتی تھیں اور اس کی سب سے اس کے علاقے کافی دور ہوا کرتے تھے، چنانچہ متصورہ کا قبضہ شہر فخر صد و سندھ سے باہر ہونے کے باوجود اس کے تاریخ تھا، اسی طرح چیبور و سرپاڑہ ہندوستان میں داخل ہونے کے باوجود دیہیں، سے متعلق تھے،

نئی دولت پہتاری کے بعد مقبوضہ شہروں میں سامنی حکمران ہوا کرتے تھے، جو وہاں کے سفر عام ہوئے لگا خداوند ادا کر کے اور بعض دوسرے شرائط منظہ کر کے مرکز متصورہ سے تعلق رکھتے تھے جو جنگ اتنیوں کے دور حکومت میں ہندوستان میں ریاستیں تھیں اسی طرح دولت پہتاری کے ماتحت غالب تھے، چنانچہ سندھ کا شہر الود اسی اعتماد سے حکومت متصورہ میں شامل تھا کہ پہتاری کے ماتحت تھے اور پہتاری حکمرانوں کی باجگیری اور امان میں حکومت کرتے تھے، انہیں سہروں ان رائق تھا جس نے اپنے ایک معاصر پہتاری حکمران سے اسلام کے ہامے میں علماء ہماں نے اور دولت پہتاری کا دارالسلطنت متصورہ سندھ میں سہروں ان ایک قدر تھا، جسے عرب

پیارہ اور جغرافیہ نویری اپنی مخلافت میں، سہمنا آباد کئے ہیں، آنٹسیک یہ شہر بالکل دیوان  
ہو گیا تھا، اور یہاں جھائیاں تھیں، اسی سیرہ اس احمد بیگ سے در فرجخ دود منصورہ شہر  
کا باو کیا گیا جو بعد میں ہبڑا ری حکمرانی کے زمانہ میں سندھ کے عامل  
ساحت کے اعتبار سے تکمیل میں دلچسپی اور غصہ سوت سے اس کا طول ابتداء  
تا نو سے درجہ، اور جنوبی سوت سے عرض ابتداء ہاں، دیوانے سندھ سے بھلی  
ہوئی ایک فوج اس شہر کو تین طرف سے اس طرح گیرے ہوئے تھے اور وہ تباہن گیا تھا،  
اگرچہ اطراف و جوانب کی آب و ہوا محتدی تھی مگر خود شہر منصورہ رہی، اس کا نام  
پانی دریا نے سندھ کی ای غلبی سے حاصل کیا جاتا تھا، یہاں پر پتو ہبڑا نام دے دیا  
ہیں کیونکہ رادر گنگی کی پیداوار بہت زیادہ تھی میزہ جات نہیں تھے، البتہ یہاں اور کسرت  
سے ہوتے تھے، یہاں سے مٹان بارہ مرحلہ پر اور طویلان پندرہ مرحلہ پر واقع تھا۔

منصورہ کب آباد ہوا؟ کس نے آباد کیا؟ اور اس کی وجہ تحریر کیا ہے؟ ان کے بارے  
میں اختلاف ہے، بلادوری کی روایت جو زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ عراق کے گورنر  
غالبد بن عبد اللہ قسری نے حکم ہن عوادہ کلی کو شہر میں سندھ کی حکومت میں کردا رکھا کیا،  
یہاں آئنے پر محمد بن فاسکم ثقہی کے صاحبزادے عمر بن فاسکم حکم کے ساتھ ہو کر اس کے  
خدمدن گئے، حکم نے حکومت کے برپے برپے معاملات ان کے پسروں کی دیئے، اور غزوہات  
میں ان کا افسر بنایا، یہ غلیظت امویہ ہشام کا زمانہ تھا، حکم نے پہلے سندھ عیں محفوظ نامی  
شہر آباد کر کے اس کو اپنا مستقر بنایا، اور وہیں سے عمر بن محمد بن فاسکم کی قیادت میں  
جنگی سرگرمی شروع کی اور فتح و کامرانی کے بعد دیوانے سندھ کے بیچہ ایک  
اور شہر آباد کر کے اس کا نام منصورہ رکھا، بعد میں محفوظ کے جانشی بھی منصورہ اموی حکام  
پھر عباسی حکام کا مستقر مرکز بن گیا اور مرکز ہلانتی بندار کے گورنر پس منقول رہنے لگا۔

اور جب ہبڑا ری حکمران نے سندھ میں خلافت کے زیر سایہ اپنے استقلال کا اعلان  
کیا تو اسی شہر منصورہ کو انہوں نے بھی اپنالا یہ تخت قرار دیا  
ایک روایت یہ ہے کہ غلیظت ہماں اسی ابو جعفر منصور کے زمانہ میں سندھ کے عامل  
میون خصل پیرا ہوئے یہ شہر آباد کر کے غلیظت منصور کے نام پر اس کا نام منصورہ رکھا،  
مگر وہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی، مسعودی کا بیان ہے کہ سندھ کے اموی عامل منصور  
بن جہور کے نام پر اس کا نام منصورہ رکھا گیا، مگر منصور بن جہور کی آمد سے پہلے منصورہ آباد  
پوچھا تھا، چنانچہ اس نے منصورہ ہی میں رہ کر جماں خلافت کے خلاف سرکشی کی تو شکست  
میں ابو العباس صفار نے اس کی سرکشی کے لیے مومن بن کعب تھی کو سندھ کا استقلال حاکم  
و عامل بنالیا گیا، اس نے سب سے پہلے منصوروں کی مررت کرائی اور یہاں کی مسجد کو وہ بیت  
کیا۔

مقدہسی بشاری ہبڑا ری سلطنت کے زوال سے تقریباً چالیس سال پہلے منصورہ آیا  
تھا، اس نے اس شہر کی عظمت و وسعت کو یوں بیان کیا ہے کہ منصورہ سندھ کا دارالسلطنت  
اویں اسلام کا سب سے بڑا شہر ہے، اس کی وسعت و مشق کے برابر ہے، مکاہات  
لاری اور شکر کے ہیں، جامع مسجد رازاروں کے وسط میں واقع ہے جو پھر اور ایش سے بنی  
ہوتی ہے، اس کے سو ہزار گاؤں کے ہیں، اور بساں پھر ہائی ایس عمان کی جامع مسجد کے برابر  
ہے۔ شہر منصورہ سے پوروں طرف چار دروازے ہیں اور

(۱) باب الجر (۲) باب طویلان (۳) باب سندھان اور (۴) باب مٹان، یہاں کے  
ہاشمیوں میں جیسی شرافت اور وہی اور اعلیٰ حوالات و امور میں جیسی تازگی و خلائقی  
ہے، علم اور اہل علم کی کثرت ہے، لوگ فرمیں لاکی ہیں، مستفات و خیرات کی کثرت ہے،  
یہاں کی محابر میں نفع ہے، ساختہ ہی یہاں حسین املاق بھی پایا جاتا ہے۔

ہر آنکھ، آپ نے سب سے پہلی ایجمنٹ سے کوئا گلہ لایا جس سے کفار کے دل بُوٹ گئے چہ  
بی انہوں نے محل کو مُقاولہ کیا، مگر ان کو ہزیرت امام حنفی پڑی، مسلمان شہر میں فاتحانہ انداز  
یں داخل ہوئے، اندر راجہ و اہم کتاباتِ حاکم یہاں سے جاگ لکھا ہوا، محمد بن قاسم نے یہاں  
چار بیڑا مسلمانوں کو آباد کیا اور ایک مسجد بناتا۔

خلیفہ عقیم باشہ کے زمانہ میں سندھ کے حاکم فہر بن اسحاق ضمی نے دیبل کے خلاف  
کے سب سے اوپنے مینارہ کو مُبہدم کر کے اسی میں جیل خانہ بنوایا، اور اسی مینار کے  
پھرود سے شہر دیبل کی حرمت کرانی، مگر اس کی تھیں سے پہلے وہ معزول چوگیا اور اس کی  
مگر ہارون بن ابو طالب صورتی حاکم ہن کرایا۔

ہماری دور حکومت میں دیبل ایک مرتبہ ہٹے خداگ اور تباہ کن زلزلہ سے دو چار ہوا،  
اس کی تفصیل طلامہ ابن حوزی نے کتاب المتنفس میں بول بیان کی ہے کہ شہر دیبل میں دیبل سے  
دار الحکم اور بینہاد میں بھر آئی گہرائی کی وجہ سال کو دیبل میں چاہمگر ہن ہوا، جو رات کے آخری حصہ میں  
ختم ہوا، اس کے بعد سچ ہوتے ہوتے دیبا خلقت کوہ بن گئی اسی عالم میں مصر کے وقت نہیں ات  
جو دریا ایل آندھی اُنھی جو تہائی رات تک جاری رہی، اس کے بعد ہی دیبل میں اساتباہ کن  
امداد زلزلہ ہنا کہ سچ تک پورا شہر پول نیست و نابود ہو گیا کہ صرف سو مکانات کے قرب  
نکے، بالی پورا شہر کو کمتر دین گیا، پھری آبادی زندہ دفن چوگئی، اس عاد شکی خیر  
بعد اوس ندوی جو شہر اپنی راستہ وقت تک طبستے تھیں ہزار لاکھیں تھکال کر دیسری بگ  
دفن کی جا چکی تھیں، اس تھیں مدد بھی پا پکھ مرتبہ زلزلہ آیا، اور ایک بھر کے مطابق لمبے  
سے ڈیپھلا کم لاکھیں بھاٹی گئیں، ملا کر جوئی نے بھی تائیج الکعناء میں دیبل کے اس  
مہلک زلزلہ کا مختصر تکہ کیا ہے، یہ ظلیل متنہ مہا کا ادور خلافت تھا۔

دیبل، منصوبہ کو بعد سندھ میں اسلامی علم درخواں اور رجال اسلام کا دوسرا مرکز بنا

منصورہ اور اس کے امداد کی زبان عربی تھی، اسی کے ساتھ سندھی زبان بھی رائج تھی،  
الغرض نظر بیان میں تھا کہ مکہ مدنہ کا یہ اسلامی شہر ملکہ افغان کام مرکز اور اسلامی  
تہذیب و ثقافت کا مرکز ہے۔ مگر ہماری تاریخ کے دن پورے ہوتے کے ساتھ اس کی  
شان درشت کے دن بھی پورے ہوتے رہیے، مکہ کی دس کی مکمل میں ۲۳۴۰ھ تک  
باقی رہا، اُن کبری میں ہے کہ سندھ کے ساتھ اس کی اپر امام منصورہ تھا۔

دیبل منصورہ کے بعد دو لکھ ہماری کا دوسرا بڑا ہمہ میں سندھ پر واقع تھا  
یا تو سعدیو نے لکھا ہے کہ یہ شہر افیمہ دوہم پر جہنمیں اس سے طول الہد  
بال اسے ہدیہ اور دیش دیتے ہیں دفیقہ ہے، احمد بنوبی سمیت سے عرض ابسلیہ تھا، محدث اور میس  
دقیقہ ہے، یہ صحابی بندگا ہے، لاہور اور سلطان کے دریا اس کی طرف پر کر رہے ہیں اور  
بکر عرب میں گرتے ہیں، یہاں پڑے بڑے علاوہ، محمد بن قفر اور عباد دیکھ رہے تھیں  
روأۃ حدیث کی ایک جماعت دیبل کی طرف منسوب چوکر دیبلی کہلاتی ہے، تلقشنہی  
کا بیان ہے کہ یہاں سے حادیہ دیبل دوسرے مالک کو لے جانے جاتے ہیں، تقویۃ البیان  
میں ہے کہ یہاں اُنسی بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے، اور یہاں پر تعمیر سے کچھ رہا ہتھی ہے  
ہاذری کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کے دور خلافت میں ۱۵۰ھ میں عمان  
اور بھر بن کے مالک حضرت غیرو بن ابو العاص نقی فیض نے اپنے بھائی اخشاں بن ابو العاص نقی  
کو تجویز دیبل پر پڑھائی کے لیے بھجا ہیاں ان کی دشمن سے مُبھیز ہوئی اور تجویز کے طور پر  
ان کو فتح و تصرف ہوئی۔ اس مقامیت کو جوی نے بھی بیان کیا ہے۔

حضرت محمد بن قاسم نقی نے مکران میں چند دن قیام کر کے قنطرہ کو فتح کیا، پھر اپنی  
کو فتح کر کے جو کے دن دیبل پہنچی اور شہر کے گرد اگر وخت دق کھود کر تیز روں پر جفتھے  
لہرائے اور مخفیق نصب کی، دیبل میں بہت بڑا بت غازہ تھا جس پر بہت بڑا جستہ

دریں کو بعدی نہیں تھے جسے درجہ کروچی کہا جائے۔

یاقوت حموی نے لکھا ہے بوقان سر زمین سندھ کا شہر ہے، بلادی کی روایت بوقان اکے مطابق تیار ہے اب اسے انشعت نذر ہے جا رہے جدی کو شعر منہ کا کام مقرر کیا تو انہوں نے بوقان اور فیقان میں خدا کی مسلمانوں نے فتح و ظفر پا کر غذیت حاصل کی، اس کے بعد عبد اللہ بن زیاد نے بوقانی بوقانی بن رواہی بن اکبر صحیح اتوالہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں ان بلاد و امصار پر مسلمانوں کو فتح کیا اور اس کے مطابق سنان بن سلمہ بن مجتبی ہنلی کے ساتھ حری بن حری اسلامی فتح کے لیے اپنے تھے ایک شاعر نے حری بن حری بامی کی ولپیگی خدمات کا ایوں تذکرہ کیا ہے:

لولان طعافن بیغان مارجعت منہ سرا یا ابن حری با سلام  
اگریں بوقان کی جنگ میں نیو بازی نہ کرتا تو ان حری کی فوجیں مال فیضتے کرداں نہ ہوتیں۔

یسری صدی ہیں بوقان میں مسلمانوں کی آبادی تھی، خلیفہ عتمم کے زمانہ میں میران بن میکی برلن نے بوقان ہی میں بیضا نامی شہر کا بنا کیا تھا، بوقان مرکزی شہر تھا اور یہاں سے کئی ملائی محمد بن اعلیٰ ہیں،

فیقان گیگان کا مغرب ہے، یہ فلات وغیرہ کے علاقہ کا نام تھا اور تیس میں شامل تھا فیقان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۳۲۷ھ اور ۳۲۹ھ کے دریاں آپ کی اجازت سے عارث ابن معبدی ہندوستان کے علاقہ پر حملہ اور ہو کر قائم و غائم ہوئے، مگر ۳۲۷ھ میں حارث اور ان کے ساتھی فیقان میں شہید کر دیئے گئے، اگر کے بعد ۳۲۸ھ میں مہلب بن ابی صقرہ نے یہاں جنگ کی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عبد اللہ بن سوار عبدی نے فیقان پر حملہ کر کے فتح پائی اور حضرت معاویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیقان گوڑے اور دوسرے چایا پیش کئے۔ پھر

وہ اپس آگر یہاں مدد کیا مگر اپ کے ہاتھیہ کردیئے گئے، اور کفار کا غلبہ ہو گیا۔

یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ سیوان سندھ کا ایک بڑا علاقہ ہے یہ

سیوان بندوستان کی سرحد پر دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے یہ بہت بڑا شہر ہے اور اس کی آمدی بہت زیاد ہے، اس میں بیت سے شہزاد فریاد ہے یہاں پہنچنے والے کے راجوں کی حکومت تھی، اسے سیوان، سیوان، سیستان بھی کہتے ہیں، یہ نام سندھ کے ایک ملک کے نام پر ہے۔

اور سندھ کا قدیم شہر تھا جو اپنے راجوں کی راجدھانی تھا، اور یہاں

دارالرور اور پہنچنے والوں کی حکومت تھی، وہ اس کو وہام طور سے اور لکھتے ہیں

یہ شہر دیکھنے سندھ کے ساحل پر بیانات اور چیزوں کے دریمان بڑے پیغمبا مفت امام

پر واقع تھا، اور کی حکومت قدیم زمانہ میں بہت بڑی تھی، مشرق میں کشیر و قنون تک، مغرب

میں مکران و میل اور ساحل سندھ تک، جنوب میں گجرات اور سوہنہ تک اور شمال

میں قندھار، کرمان، میل سیلان اور گیگان ریاستات تک اس کی عملداری تھی،

جاوزی کا بیان ہے کہ جب محمد بن قاسم الرور دا اور بغور کی شہر کے لیے چلتے

وہیں تک ساوندری کے باشندوں نے بھل کر اماں چاہا، اپ نے ان کو اماں دے کر

ان کے ذمہ سارے اور کی خاطر تو اضع اور رہنمائی سپرد کی، ساوندری میں تیسرا

صدی بھروسی تھے میلان میں موجود تھے، یہاں سے محمد بن قاسم بسمی طرف بڑھتے تو وہاں

کے لوگوں نے بھی ساوندری دلاں اور فوج اُن وصال پر معاملتے کر دیا، اس کے بعد اپ

اور پہنچے جو سندھ کا ایک بڑا علاقہ تھا کہی راہ بگک اس کا حاصرہ رہا، آخوند میں اس

شرط پر فتح ہوئی مگر نہ اپنے اور کوٹل کی بجائے، اونٹن کے بست خانے سے تحریک

کیا جائے گا، محمد بن قاسم نے یہ شرط منظور کر کے مغلی باشندوں پر حرب اُنگپا، اور ایک تجسس کرنے

مصنفوں کا علم بھی تھا، اور عامہ باشندے سلطان تھے، ذریں بھائی نے لکھا ہے  
بیرون کے باشندے سلطان ہیں۔

### دَأْهُلَهَا مُسْلِمُونَ

مکنی مورخوں اور سیاحوں نے اس کا نام بیرون کے بجائے نیروں بنایا ہے، یہ شہر موجود جو کہ  
سدھے کے پاس تھا۔

**بَانِيَةٌ** یہ چوتا سا شہر منصورہ کے جنوب میں قامہل کی طرف ایک مرد پر واقع تھا اسی

شہر میں آں ہزار کا سورتِ علی عربِ عبد العزیز عقیم تھا، اور یہ اس کا آبائی دہن  
تھا، وہ خود محنت پر منصورہ کو پایہ تخت قرار دینے کے بعد بھی ہانیکے آبائی مکان میں رہتا  
تھا۔ مگر اس کے لئے کہ جہادِ بن عمر بیاری نے منصورہ کو اپنا مستقل دہن بھی بنایا اور اسی  
زمانے میں منصورہ بیماریوں کا مستقل دہن ہو گیا۔

**سَدَوْسَانٌ** یہ شہر دریائے سندھ کے مغرب میں واقع تھا اور منصورہ سے بلادِ بدر عبارت  
ہے دریان میں پڑتا تھا، یہ بھی محمد بن قاسم کے زمانہ میں فتح ہوا ہے۔

**سَكَرَذَنٌ يَا نَيْرُونٌ** دریان میں سندھ کے بڑے شہروں میں سے دیبل اور منصورہ کے  
صورت یہ بھی محمد بن قاسم نے محمد بن مصعب بن عبد الرحمن ثقیفی کو چند شہروں والے  
زیریں ساتھ سو سان کی طوف روانہ کیا، اہل شہر نے خبر پا کر امان اور صلح چاہی،  
اور محمد بن جب اور اہل سدو سان کے دریان سندھ کے تمنی لوگوں نے بات چیت کی،  
جس کے نتیجے میں محمد بن مصعب نے امان دیتے ہوئے ان پر خزانِ عائد کیا، اور بہر کے  
طور پر بیہاں کے جانشین و اپنے اس رکھا، چنانچہ جس وقت وہ بیہاں سے محمد بن قاسم کے  
پاس پہنچا تو اس کے ہمراہ چار سو رجایا تھے جو بعد میں محمد بن قاسم کی فوج میں شامل ہو گئے،  
محمد بن قاسم نے اس کے بعد سدو سان میں اپنے ایک آدمی کو عالم مقرر کیا۔

بیہاں میں دو میں سدو سان پہنچتے ہوئے دشمن اس کے اس پاس بہت  
سے گاؤں نکھلے، لوگوں میں خوش حالی تھی اور بیہاں پاک رہی تھی۔

یہ بیہاں ایک خلیل مقام بیہاں کے خاندان میں یہ ہمدرد کی صدیوں تک جاری رہا  
بیماری دہن حکومت میں آور سے کام بٹا بار واقع اور مرکزی شہر تھا، این حوالہ  
لکھتا ہے کہ یہ شہر و سمعت میں مشاہد کے بڑے ہے اس کے گرد اگر دو ہری شہر ہٹاہے  
اور دریائے سندھ کے کارے پر داشت، اسی شہر کے حوالہ سے ابو الفدوار نے  
تفویضِ البلدان میں الور کے حکومت منصورہ، حقیقی شہر بیہاں کی تصریح کی ہے اور یہ  
کہ بیہاں کے عالم باشندے سلطان تھے:

**دَأْهُلَهَا مُسْلِمُونَ فِي طَاعَةٍ** الور کے سلطان سندھ کے ابا شاہ کی  
صاحبِ المنصورہ۔

اسی کے ایک راجستہ جہادِ بن عمر بیاری کے دور میں اسلام فتحی کے لئے  
منصورہ سے ایک عالم دین کو طلب کیا تھا اور کو عربی کتاباں میں الرعد، الرما اور  
از در لکھا گیا ہے، یہ مقام سندھ کے موجودہ شہر سکر کے پاس تھا۔

**سَدَوْسَانٌ** دریان واقع تھا، تقدیشہ میں نے لکھا ہے کہ بیرون دیبل کی مدد کا  
میں منصورہ کے قریب واقع ہے، اقليم دوم یہ اس کا طولِ البلد چونا تو سے درجہ اور تین  
دقیقہ ہے اور عرضِ البلد چوبیس درجہ اور پہنچتا یہیں دقیقہ ہے، بھروسہ کی ایک فتح پر ہونے  
کی وجہ سے جہاری بندگا تھا۔ شہر دیبل سے چار مرحلہ پر اور منصورہ سے پندرہ فرنگی  
تھا، یہ بھی محمد بن قاسم کے ہاتھوں فتح ہوا، جب آپ بیرون آئے تو بیہاں کے  
باشندوں نے اپنے دو خانہ مددوں کو بیسیکر مصلح کی بات چیت کر لی اور ان کو اپنے شہر کے  
اعدارے لے گئے اور شرانط مصلح کو پورا کرتے ہوئے بڑی تعلیم و تکریم کی۔

بیماری حکمرانوں کے دور میں یہ شہر بھی مسلمانوں کا مرکزی مقام تھا، بیہاں نہایت

تشہر یہ شہر بھی دلیل کی طرح سائل مندر پر واقع تھا، اور اپنی منصوبت کے اعتبار سے کافی بہت رکھتا تھا۔

قبیلا سندھ کا ایک شہر ہے جو دلیل سے چار مرحلہ کی دردی پر واقع تھا۔

تبنی یہ شہر سائل مندر پر واقع ہے، اس میں تعلق بھی ہے، یہاں مسلمانوں کی آبادی کم ہے، اسی طرح بڑے بڑے تاجریوں کی آبادی بھی بہت کم ہے؛

کیفانہ سندھ کا شہر جو مندرجے دو فرائیں کی دردی پر تھا، یہاں سے قاہل چار مرحلے اور سندھ ان تقریباً پانچ مرحلے پر تھا، قاباً اسی کو کتنا نہ کہتے ہیں جو آجکل سیرا شر اور کامیاب اور اس ایک مشہور مقام ہے۔

مسواہی یہ شہر بھی دریائے سندھ کے مغرب میں واقع تھا۔

سوپارہ اور حکیمودا میں واقع تھے، اور آج کی بھی کچھی کے حصے ہیں مقداری نے حدود خیڑے میں ان دونوں کو منصورہ کی حکومت میں شامل کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں شہر بھی کسی ذکری جیشیت سے منصورہ سے متعلق تھے، اور چونکی صدی ہم ان کا شمار منصورہ میں ہوتا تھا۔ ان دونوں مقامات کا تذکرہ دولت ماہانہ سندھ میں موجود ہے۔

سعودی کے بیان کی رو سے دولت ہبائی منصورہ کے تحت تین لاکھ قصبات و دیہات تھے۔ جن میں سے چند دیہات کے یہ نام ہیں کیے جاسکے ہیں، باقی سب کے سب تاریخ کے آثار قدری تدریجی ترقی و ترقیت و تابود ہو چکے ہیں کہ تاریخ کے صفات پر بھی ان کے نام تک بانی نہ ہے۔

منصورہ اور دلیل سے مختلف شہروں کی مسافت

منصورہ سے دلیل سے

بہرن سندھ سے تین دلیل سے سندھ کے غرب میں واقع ہیں، مقدمی بناری ہے اسے منصورہ کی سلطنت میں شمار کیا ہے یا توت جموی نے صلحی کے عالے سے فارس اور بصرہ کے فہریت نامی شہروں کا تذکرہ کیا ہے پیر بصرہ، کھنام سے مکان کے ایک شہر کا ذکر کیا ہے مگر تعجب ہے کہ سندھ کے شہر بھر کے دلیل کا کہاں کیا۔

ائزی اور قلری یہ دونوں شہر دریائے سندھ سے دریائے سری ہن سال سے بہت واقع تھے، ائزی سے قلری دریا جو مغربی سے منصورہ کے ساتھ ملنا جاتے ہیں اسے تھا ہر قلری ائزی سے قلری اور قلری سے منصورہ ایک مرحلہ پر تھا۔

بلبری یہ شہر دریائے سندھ کے مغرب میں واقع تھا اور اس طبع سے تھا جو دریائے سندھ سے محل کر منصورہ کی پشت سے گذرتی ہے۔

منجاہری منصورہ کے مغرب میں منصورہ کے ساتھ تھا، اور دلیل سے منجاہری منجاہری کے یہے ہو کر جانا پڑتا تھا۔

بنسلی یہ دریائے سندھ کی طبع کے پاس ایک مقام تھا، اس کی شہرت بھری تاجریوں اور سیاحوں کے یہاں زیادہ تھی۔

راہوق یہ سندھ کا ایک علاقہ ہے۔ جو منصورہ سے طالہ ہوا ہے، یہاں کجھی باری بہت ہوئی ہے، مویشی بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں البتہ محل عمل مقدار میں ہوتے ہیں۔

بفسودر یہ شہر اور کے قریب تھا، سندھ کی اسلامی فتوحات میں اس کا ذکر و تذکرہ ہے، اور جب محمد بن قاسم برہمنا باد (منصورہ) سے بچکے تو اور اور بفسودر دونوں کو خٹ کرنے کے ارادے سے پڑا تھا۔

## طبعی حالات، پیداوار تھجرا اور بائش کے

**طبعی حالات** اظہر مدد و مجموعی اختیار سے حاصل ہے، بعض علاقوں کی آباد ہوام معتدل ہے، سردی، گرمی اور برسات تینوں موسم تھے، شام طور سے منصورہ کی ہنزا نم اور بارش معتدل دخوشگار تھی، کبھی کبھی بارش زیادہ ہوتی تھی، پورے سندھ عہیں جاڑتے میں ایک قسم کی بارش ہر دن تھی جسے بسار کہتے تھے، سارا علاقہ ریگستان اور پہاڑی تھا، اور کبھی پہاڑی علاقوں کا، کوئی بحیرہ نہ تھا، منصورہ اور راطرات سے باشتے ہیں، تھے تن و تو ش اور قد و قات کے تھے.

**دریا اور ندیاں** پہاڑی صدرو ملکت میں جو نیاریں بنتے عرب بھر عرب بھی کہتے ہیں  
دریا اور ندیاں سندھ سے گزرتا ہوا ساحل جگہ اس اور چینہ و سریانہ تک جلا گیا ہے اور تیر کران سے شرق کی درت مہماں پوادیں کے قریب سے گزرا ہے، جہاں دیانتے ہے اور تیر کران سے شرق کی درت مہماں پوادیں کے قریب سے گزرا ہے، دیانتے سندھ بھیان کا سب سے بڑا بیہق، جو مصر کے دریائے نیل کے مقابلہ ہے۔ اس کا بانی ہمایہ شیریں ہے، یہ ملکان لی ہر کھنڈ و تھاں، منصورہ کے پاس سے ہوتا ہے اور دیبل کے قریب سندھ میں گرجا ہا ہے، اس کے پورے سمالیہ سیال کے زمانہ میں دو خوش طرف کھیتیاں ہوتیں ہیں۔

اں کے علاوہ کافی میں اور دریا سندھ رود کے نام سے بہتائے ہوئے ملکان سے تین مردم پڑتے ہیں، اس کا پانی بھی شیریں پڑتا ہے، یہ دریاۓ سندھ و میں گرتا ہے، ویک کے ہا اس کی ایک فتحی ہے جسے خدا دیبل کہتے ہیں، اسی فتح کے بعد نارویں میں مٹایاں ہیں، صدر میں میریوں اور اس لفظی ہے، ویک پر نارویں کا نام دیا گیا تھا، اس کے بعد میں مٹایاں ہیں اس کے قریب سالم پر نہیں تھا، ایک دن اسی وہی نام پر نارویں کے نام کی وجہ سے نہیں تھا، اس کے قریب پیداوار اور نو تھیں، اخیر میں نہ کہا جاتا ہے، اسی نام پر نارویں کا نام دیا گیا تھا، اس کے قریب

منصورہ میں	باشد مرحلہ	لہستان
منصورہ میں	پندرہ مرحلہ	کھوران
منصورہ سے	پانچ مرحلہ	سندھ پر
منصورہ سے	ستھ مرحلہ	منڈیاں
منصورہ سے	سیچ مرحلہ	تامسک
منصورہ سے	تفری	کے
منصورہ سے	بانیہ	کے
منصورہ سے	قنزہ (قدسہ)	اسی فرخ
منصورہ سے	اتری	تین مرحلہ
منصورہ سے	اور	چھ مرحلہ

مقدسی نے لکھا ہے کہ منصورہ سے فلان کے راستے میں پانیں فرستہ نہ کے دیتا توں اور کبادیوں سے گزرنا ہوتا ہے اور تمام راستے پر امن ہے، اس کے بعد ایک سو فرخ ایسا محروم کہنا پڑتا ہے تبیں اسی آبادی سہیت کم ہے۔

دیبل سے	قنبیل	چار مرحلہ
دیبل سے	بیرون	»
دیبل سے	ارماں	»

وائسچ ہو کر ایک دن کی مسافت کو ایک مرحلہ کہتے ہیں، ایک فرخ بارہ، ہزار ذراع کا ہوتا ہے، ایک ذراع چوڑی میں الگی کا، اور ایک الگی چوڑی کی ہوتی ہے، اور ایک فرخ کے تھائی حصہ کو ایک میل کہتے ہیں،

اور پاکزادہ نے، جو پورے عالم سلام میں باقتو یہے جاتے تھے، اُم کا نذرگار  
ابن و قل، امطڑی اور مقدی نے کیا ہے، امطڑی نے منصورہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ یہاں  
ایک پچ سوپ کے برابر ہوتا ہے جسے بیدنہ (بیرون) کہتے ہیں، یہ بہت ہی ترش ہوتا ہے  
ایک اور بیوہ خونخ (شتر) کے اندھہ ہوتا ہے جسے انج (انجہ، آم)، کہتے ہیں، اس کا مزگی  
خونخ ہی کی طرح ہوتا ہے۔ مقدی نے لکھا ہے کہ سندھ کے دو قاص پہل میں ایک بیوہ،  
یہ مشش کے ماں ترا اور بہت ہی ترش ہوتا ہے، دوسرا خونخ کے ماں تھے، اسے انج  
کہتے ہیں، یہ لذتی پچل ہے۔

ہندوستان میں یہ پہل کس طرح استعمال ہوتا تھا اور اسے کیسے کھایا جاتا  
تھا؟ یہ دل چسپ بات ہے، صاحب رسان العرب نے لکھا ہے کہ انج ہندوستان میں  
ایک درخت کا پھل ہوتا ہے، خونخ کی طرح شہد میں اس کا مرتبہ بنایا جاتا ہے، یہ خونخ کے ماں  
ہوتا ہے اس کا سراختر ہوتا ہے، آم عراق میں لا یا جاتا ہے۔ اس میں خونخ کی طرح گھسلی  
جو ہے، اسی لفظ انج سے انجات ان چیزوں کو کہتے ہیں جو ارج ریبوں، اور ہلیہ  
درہ، اور گھرو سے شہد کے اندر ہر ٹہنی جاتی ہیں، الہ عنید دینوری کا بیان ہے کہ سر زمین  
عرب سے ٹکر رہنی والی عان میں اُم کے درخت بہت زیادہ ہیں، اس کے پودے لگائے جاتے  
ہیں، اُم دوست کا ہوتا ہے، ایک مٹھا جوشہ روئے ہی سے میخا ہوتا ہے اور اس کا پل  
لوز ر بادام، کی خواہ فاہوتا ہے، اور دوسری کھٹا یہ اجاس دا کا بخارا، کی شکل کا ہوتا ہے  
اور شتر روئے میں کھٹا ہوتا ہے، مگر اپنے بیانے کے بعد مٹھا ہو جاتا ہے، ان دو قسم  
کے مول میں گھسلی اور خوشبو ہوتے ہیں، ان میں کچھ اور کچھ اُم میں گرد جوں میں  
بند کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ کچھ تیرے ہیں، اسی دقت و خوشبو اور لذت  
میں کیلے کے ماں تھے، یہاں تک کہ وہ کچھ تیرے ہیں، اُم کا درخت، اُم کی جز از دنیا، کے درخت کے

اور پیاری علاجے ہی تھے، چاول، ستمہ کی کھور، گنا، آم، بیوہ، نار جیل، کیلا، شہد، اسی  
وغیرہ..... کی پیداوار بہت زیاد تھی، اسی بھری جپا گا ہیں اور مویشی تھے، منصورہ کی بیانیں  
اور سندھ کا پال اوٹھ بہت مشہور تھا، جسے مٹے باقات اور سبزہ درخت تھے طرح  
طرخ کی دوائیں اور جڑی بیٹیاں بھی پیدا ہوتی ہیں، سعدی نے لکھا ہے کہ دریائے  
سندھ لہستان کی طرف سے ملکت ہے تیرے کے پرے علات سے گزر کر دہل کے قریب  
سن رہیں گرتا تھا، اس پرے علاقے میں سیالب کے نہاد میں دکنوں کیاروں پر کھیتا  
ہوئی تھیں، مقدسی کا بیان ہے کہ سندھ میں بڑی بڑی پاؤں ہیں، اسکا لوثیں  
کیثرت ہے، البتہ یہ جگہا ہیں بھری نہیں ہیں، یہاں آم، بیوہ، بہر، کل،  
کیلا اور چاول ہوتا ہے، چیور اور کھبائی سبزہ درشت اور علاقے ہیں، ان میں آہالی ہیں  
بہت زیادہ ارزاقی ہے، نیزہ علاقے چاول اور شہد کی کان ہیں، امطڑی نے سندھ اور پور  
کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ علاقے بہت دیسح اور ہرے بھرے ہیں، ان میں ناریل، بکلے  
اور آم پیدا ہوتے ہیں شہد بھی بہت زیادہ پایا جاتا ہے، البتہ کھور نہیں ہے، صدد منصورہ  
میں راہوق نامی مقام میں کوئی پیداوار نہیں ہے مگر یہاں جا لازم اور مویشی بہت زیاد  
پائے جاتے ہیں، خاص منصورہ کے متخلص سندھ کی کاریان ہے کہ یہاں کی بیانیں بہت  
بڑی بڑی اور فرب پہنی ہیں، اسکے کی پیداوار بہت زیادہ ہے، پھلوں میں آم اور بیوہ  
کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا، امطڑی نے منصورہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہاں اشیاء،  
کی قیمتیں بہت کم ہیں اور شادابی ہے، اقلیم سندھ کی خاص پیداوار چور و نیلکھر میں  
مشہور ہیں یہ ہیں آم، بیوہ، کھبائیت کے بنتے ہوئے محمد جو تے اور پاڑ اور نڈ جن کو  
صرف بادشاہ استعمال کرتے ہیں۔

آم اور بیوہ سندھ کی مخصوص اور مشہور چیزوں میں آم، بیوہ، کھبائیت کے جو تے

مکھ اور سالک الملائک، عمروج اللہ ہب و حسن اتفاقیم۔

استھان کرتے تھے، اس کے کوہان دو ہرے ہوتے تھے، اور یہ سختی اور عربی اونٹوں کے دریان ہوتا تھا، سخا خ بوہری میں ہے کہ اونٹ بہت ہی ہوتا تھا اور دو ہرے کوہان کا ہوتا تھا۔ اور سندھ سے لایا جاتا تھا۔ تاکہ اس سے اچھے اونٹوں کی نسل کشی کی جائے، حدیث میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔

**طاوس** | ہندوستان کے خوش رنگ طاؤس اور دوسرے پرندے عالم اسلام میں بڑے ذوق و شوق سے پالے جاتے تھے۔ مسعودی نے گماہے کو طاؤس کے سینے کے پر لہراتے ہوئے رنگوں کی وجہ سے چکتے ہیں، یہ رنگ اس کی دم اور بازو سے بدلا جائے ہوتے ہیں، مگر خصوصیت مذکور طاؤس میں پانی جاتی ہے، مونٹوں میں یہ بات نہیں ہوتی، میں نے ہندوستان میں ان طاؤسوں میں ایک ہی ساتھ متعدد رنگ دیکھے ہیں جو خود کرنے سے نظر آتے ہیں، اس طبقے رنگ کو کسی اور رنگ سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی، اور طاؤس کے پروں میں رنگوں کا تتوڑ جیب خوش دیکھا منتظر ہیں کرتا ہے، طاؤس کے حسن تخلیق، جسامت اور پروں کی کثرت سے اس کے رنگوں میں جو حسن زیبا ہے ہوتا ہے، اسی یہے ہندوستان کی صنیلوں میں طاؤسوں کی بیبی بخت ہوتی ہے اور جو طاؤس زیبا سے بکال کر رکام اسلام میں لا جائے جاتے ہیں اور یہاں ان کی بیبی بخت ہوتی ہے۔ وہ چھوٹے ہو کر ہر رنگ ہوتا ہے اس اور نکاپوں کو ان کا رنگ نہیں بجاتا بلکہ ہندوستان کے معمولی طاؤس کے مانند ہو جاتے ہیں۔

۵۳۷ میں فلیقہ مفتدر بیان کر کے اس میان کے حاکم نے ہدایا و تھالف روانہ کیے تھے، جن میں ایک کاٹے رنگ کی چڑیاں جو قواری احمدیہ کی زبانوں میں بولتی تھی اور طوطے سے زیارہ فلیقہ دلیخ انداز میں لگتا کر لیتی تھی۔

برادر مسیح ہوتا ہے اور اس کا نام بھی اس کے پتے کے مشاہیر ہوتا ہے، جب امام پک جاتا ہے تو میخاز روہنگ کا ہوتا ہے اور کام سرخ روہنگ کا ہوتا ہے۔

**مسعودی** نے کہا ہے کہ تیری صدی کے بعد ہندوستان سے نارنگی نارنگی اور امرود

| اور امرود کے درخت بامی ہے، اور اس سے پچھلے ان کی کاشت سندھ کے قریب عمان میں کی گئی، پھر بصرہ، عراق اور شام وغیرہ میں ان کے درخت پھیلے، ہبساں تک کرتا ہی ملاقوں اور شہروں مثلاً طرسوس، انطاکیہ، سوائل شام، گلیان اور مصر میں وگوں کے گھر دیں میں ان کے درخت کثرت سے لگ گئے، جو کہ ان کی وجہ باری صدی ہائی تھی تھے ہو سکی اور نہ ہی ان کی با غباری کاظمیہ معلوم تھا، اس یہے نارنگی کوہ نوشہ رنگی جو ہندوستان میں تھی ختم ہو گئی، نیز ان مقامات میں وہ آب ہے ہبہ، مٹی، پانی اور رنگ کی خصوصیت نہیں تھی، جو اس کے نیے ہندوستان میں میسر تھی۔

**تمہرہندی یعنی املی** | درخت جمال سے لے کر جنوب میں میں تک پورے جمال سرست کے سلسلہ کوہ میں پھیلے ہوئے تھے، اسی طرح ملاد عمان ہیں اس کے درخت بہت زیادہ تھے، اس کی پیاس خلاف بینی صفحات کی پیاس کی طرح ہوتی ہیں، صفحات کو طبعی بھی کہتے ہیں، ابو حصینہ دیوری نے بتایا ہے کہ ہیں نے جومر کے درخت خان کی زنوں سے مجھے دیں کے دریان دیکھے ہیں، اس کے درخت جوز کے مانند ہوتے ہیں اور اس کا پھل سینگ کی طریقہ ہوتا ہے کہ فرقیہ کے پاد بجاتا میں سالمی شہر ہے اس کے قریب ملینن نامی ایک مقام تھا، جہاں سے تمہرہندی باہر جاتی تھی۔

**پالہ اڈنٹ** | سندھ کا نام یعنی یاد اونٹ یا فیضی ہوتا تھا جو ہوتا تھا جسے صرف احمد و ملوک

لے رہاں، عرب ۲۰۰ میں ۳۰ نادوں، گله عرب ۲۰۰ الد McB ۲۰۰ میں ۲۰۰ ناد، تھے سان اعراب ۲۰۰ میں ۲۰۰ ناد، قفر، تھے احرار اسلام ج ۰ ص ۲۰۰۔

**کھبائی جو تے** سندھ کی ملکی معمونیات ہیں کھبائیت کے جو تے بہت مشہور تھے جو عمال کنیا تھے نام سے عرب عالک اور عالم اسلام میں استعمال کیے جاتے تھے چونکہ انہیں برآمدہ خداوند اور سندھی کے علاقوں سے دیگر مالکیں ہوتی تھیں اس لیے ان کو پہلی نام معمونیات ہیں شمار کیا گیا، درجنہ یہ جو تے کھبائیت کے مشہور شہر کھبائیت میں تیار کر کے بخے یہاں کے جو تے نہایت مختبوط، نرم و نازک اور نوش منظر ہوا کرتے تھے، ان دلیل قلم عزازہ کہتے تھے، جن میں چلتے وقت آواز ہوتی تھی، اسے بڑے لوگ استعمال کرتے تھے،

**سندھ کا ملک ہبادی حالت میں ٹھوٹ خال** اور فاسخ ابیال تھا، ضروریات رہنمائی کی،

چین بافاراط اور سی علی تھی، ہر طرف رفاہیت اور عیش و عشرت کا دور دورہ تھا، ملعونی نے پورے اقلیم کی اس بارے میں بڑی تعریف کی ہے وہ لکھا ہے کہ یہ اقلیم سونے ددا خیر و خلاح کی اقلیم ہے، ہر چیز کی ارزانی و فراوانی ہے، عدل والخاف، سیاست اور حسن استظام کی بہتان ہے، یہاں فائدے ہی فائدے ہیں، تجارتیں نفع بخش ہیں، تجارتی مال و اسیاب پتے پڑے ہیں، لوگوں میں سلامتی طبع، اس پسندی اور امانت داری ہے، خاص مخصوصہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہاں کی آبادی بہت زیادہ اور تجارت بیست فائدہ مند ہے، صلاح و شکی اور صدقائص و خضرات کا پڑھا ہے، یہاں کے مسلسل اوز کا مذہبی حال بھی بہت اچھا ہے صالحیت اور پرہیزگاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو غلو، مذہبی عصیت اور فتن و فارسے محفوظ رکھا ہے **پہندوستان قدمیم زمانے سے ہر قسم کی بڑی اور بھرپور تجارت کا مرکز رہا ہے، اقلیم سندھ ہبتاریوں کے دل میں اس و**

لان اور دنیل و انصاف کی وجہ سے عالمی تجارت کا ہدین گیا تھا، متعددی اور دیگر سیاسیوں نے سندھ کی تجارت اور ارزانی کو خاص طور سے بیان کیا ہے دنیا بھر کے سامان یہاں اکثر فروخت ہوتے تھے اور یہاں کے سامان دنیا بھر میں بکتے تھے، اندر وون ملک ایک مقام سے دوسرے مقام تجارتی قابلہ اترے جاتے تھے اور ساتھ ہی بیرونی تجارت کا زور تھا، خشکی کے راستے سے دور دور تک تجارت ہوتی تھی۔ مسعودی نے لکھا ہے کہ خشکی کے راستے سے صندھ پہنچن، تبت اور خراسان سے پہندوستان کے شہر مخصوصہ اور ملنان تک تجارت عام تھی، اسی طرح سندھ اور پہندوستان سے تجارتی قافلے خراسان تک چینیت آتے جاتے تھے

بھرپور تجارت ہبادی حکومت کے عہد میں بہت عروج پر تھی، سندھی ڈاؤنول کی طاقت توٹ پکی تھی جس سے بھرپور تجارتی راستے محفوظ ہو گئے تھے اور لصہرہ، ابلہ، اور سلیفت، ڈیگر کے بھرپور تاجر پہندوستان اور چین کا سفر کرتے تھے، اور پہندو چین کے بھرپور تاجر بھی پہندوستان اور سندھ ہوتے ہوئے عرب مالک آتے جاتے تھے، دلیل میں اسی کی تاجری تاجیری ہوتے تھے اور تجارتی سامانوں کا آپس میں لین دین اور تجارت کرنے تھے، یہاں کی منڈی میں مشرق و مغرب کے مال پتے رہتے تھے، اسی مرکز سے عرب کی تجارتی بیرونی پہندوستان اور چین جانی تھیں اور پہندوستان و چین کے سامان دلیل کی تجارتی مالک جاتے تھے، ان وقق کا بیان ہے کہ دلیل ان اطراف کے شہروں کا بندہ کا ہے، ابن سعید کا بیان ہے کہ دلیل سندھ کی بس سے بڑی پہندگاہ ہے۔

دلیل کے بعد بھرپور تجارت کا دوسرا مرکز خود مخصوصہ، تمام اور مائے سندھ سے نکل ہوتی ایک خلیج کے دریاں جزویہ نماکی شکل میں تھا، یاوت کا بیان ہے کہ خلیج مخصوصہ دریا میں

سندھے نکل ہے جو اطراف سے بی بی ہے، سمندر سے آئے وائے بخاری سامان دریا کے سندھ میں لادنے جاتے ہو رہا ہے کشتوں کے قریب خلیج منصورہ میں پہنچائے جاتے ہیں۔

منصورہ کے قریب نیہروں کی تجارت کا گاہ تھا، اس کے قریب سمندر سے ملکی ہونی ایک خلیج بنتی تھی جس میں تجارتی کشتیوں کا رکھا کر کر آتی تھیں اور فیر زین کی بندراگاہ پر مہری تھیں۔ این سعید کا بیان ہے کہ نیہروں کی بندراگاہ میں سے ہے اور سمندر سے ملکی ہوتی تکاری پانی کی خلیج اس کے بعد بیان سے لگزتی ہے اسی کو نیہروں بھی بچتے ہیں آئی سمندر کے قریب دریاۓ سندھ کے کنارے پر واقع ہے۔

پہت اہم تجارتی مرکزوں بندراگاہ تھا، یا قوت جموی کا بیان ہے کہ اور تجارت کی وجہ سے اور اطراف کے شہروں کی بندراگاہ ہے۔

دہلی کی تجارتی مرکزیت کو این خلق نے یوں بتایا ہے کہ بیان اسی بہت زیادہ ہوتی ہے اور بیان پر بصرہ سے کچھ بیس آفی ہے، ابو الفارس نے تھا ہے کہ دہلی سے متارع دہلی دیگر مالک میں روشنی کیے جاتے ہیں اور یہ سندھ کی بڑی اور مشہور بندراگاہ پر میں سے ہے، اور کے بارے میں لذر چکا ہے کہ بھری تجارت کا مرکز تھا، اس کی آبادی ملتان کے برابر تھی، شہر کے گرد دو دو شہر پہنچاہیں تھیں، ہمارے دریائے سندھ عطا اور بیٹھے بڑے تاجر بیان پر تجارت کے چے شہر تھے،

حالی دریائے سندھ کے مغرب کی جانب واقع تھا، اس کے قریب دریائے سندھ در حصول میں منقسم ہو کر ایک حصہ مغرب میں منصورہ کی پشت سے ہو کر لذر تا تھا اور دوسرے اسلام مغرب کی طرف منصورہ کے پیچے بارہ میں پر بہتا تھا، شہر قالری بہت نوب پسورد تھا اور بیان کی تجارت پہت زیادہ لٹج بھی تھی، اور یہی سنے لگتا ہے کہ یہ نوب صوبت شہر ہے اور بیان کی تجارتیں میں مخالف ہے۔

سد و سان، دریائے سندھ کے مغرب میں بہت بڑا شہر تھا، اس کے الات دھامب میں بہت سی بستیاں اور ملاتے تھے، اور کئی ایک بڑے بڑے بناءں تھے، ان عقول نے سندھ سان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ شہر سربراہ رکشیر الخیر ہے اس کے اطراف میں دریافت اور ملاتے ہیں، یہ شہر کافی بڑا ہے جس میں کئی بازار ہیں۔

تبنیل کے متعلق مقدسی نے بیان ہے کہ یہ شہر سمندر سے گمرا ہوا ہے، بیان سلان کم ہیں، مگر سامان تجارت فراہم کرنے والے تجارتی بیان آتے ہیں اور ہستے ہیں۔ سندھ کی قاص پیداوار اور صنعتیات میں سے جیزیں عرب مالک اور دیگر علاقوں میں جاتی تھیں، مقدسی نے ان کی تفصیل یوں بیان کی ہے، سندھ سے بڑی مقدار میں پاول، ناریل، شہدا اور عجمہ قوم کے کپڑے جو بیان تیار ہوتے تھے، منصوں سے ہاتھی اور ہاتھی کے دانت، جڑی بٹیاں اور دعا میں، سمجھا ت کے لفیں جوتے، شیز اور بہت سے ملده ہندہ سامان تجارت باہر کیجھ جاتے تھے، اور مقدسی نے عالم اسلام کی مختلف اقلیموں کی خصوصیات کے ذکر میں لکھا ہے کہ پورے عالم اسلام میں سب سے زیاد تاریخ دمصری، اور چاول اور مٹک، اور کفار سندھ میں ہیں۔

دہلی اور منصورہ کے تاجروں دوستک شہر رکھتے تھے اور عالم اسلام کے بڑے تاجریں اور الداروں میں شمار ہوتے تھے، اور تبریغات اور اتفاق فی سبیل انسانیں بھی اگے تھے، دہلی ایک بہت بڑے تاجر و عالم من بن حامد دہلی متوفی شدہ بن حماد میں رہتے تھے، در بارہ تقریباً ان کے نام سے ایک سرائے فان ابن حامد تھی یہ محمدث وادیب اور شاعر بھی تھا۔

سیا پورہ دہلی نامی ایک بیک دل تاجرنے نہیں، وہ موصل کے دریاں تو نامی مقام میں شدہ میں ایک سرائے بنو اور قلعہ ایسا تھا۔ نیگ بن شہر یا رضا خدا نے تفصیل کے پیسے اسکی مالک اتفاقیم ایلان، اسن اتفاقیم و قیو طاخظیوں میں تاجر خدا نے جنہیں تھے، میں ایلان ذکر نہیں۔

نے بیان کیا ہے مخصوصہ کا ایک آدمی مار گئیں گیا جو کہ باد الامتوں؟ سے ملک فرغ  
پر ایک شہر ہے اور بیان کا محدود جملہ وہ نام کا ہے، اس مخصوصی آدمی نے مجھے  
 بتایا ہے کہ مار گئیں کے پہاڑ تک منتقل اور بیویے رنگ کے سانپ ہوتے ہیں اگر وہ  
 پہلے آدمی کی طرف دیکھ لیں تو آدمی مر جاتا ہے، اور اگر آدمی ان کو پہلے دیکھ لے تو وہ هر  
 جانتے ہیں اور اگراتفاق سے ایک ہی وقت میں اپنے ایک دوسرے کو دیکھیں تو  
 وہوں ہی ایک ساختم جاتے ہیں۔

الغرض ہماری در حکومت میں سندھ کی بری اور حکومتی بنا پرست ترقی بر تحقیق  
اور پرستے عالم اسلام سے اس کا تجارتی تعلق قائم تھا،

دولت ہماری کی ذمی رعایا اور مدد بھی آزادی میں چار مذاہب مانند واسطے  
ذمی تھے، یہود، نصاری، مجوہی اور صائبہ، یہ سب فرقے مسلم حکومتوں میں شرمند  
کے شہری، ملکی، قومی، الفردی، اجتماعی اور دینی و مذہبی حقوق میں برابر کے شریک  
تھے اور ان کو اپنے مذہب پر رکھا میں وامان اور اقبال و عروج کی زندگی حاصل  
تھی، چنانچہ ہماری حکومت میں بھی ان کو پوری آزادی تھی، مسلمین ہماریہ ذمیوں  
کے نام سے پورا ہے۔  
یعنی جو ہمارے ذمی شہر میں رہتے تھے وہ بست پرست تھے اور بدعت مذہب کے  
پیروتے، اور ان میں جو دین مسلمان علاقوں اور گستاخوں میں بدھی زندگی پر  
کرتے تھے وہ میسٹر کے، جو عام طور سے جو مذہب ہوا کرتے تھے، اور ان میں کچھ راستوں  
کے مخالف ہوا کرتے تھے، یہ لوگ بدھ مذہب کے پسروں نہیں تھے۔  
ہماری حدوہ حکومت میں ہندوؤں کے کوئی مذہبی مخالفہ کا تذکرہ نہیں ملا،  
اوہ کہتے تھے کہ ان مسلمانوں کی عزت و محکمی کی وجہ سے ہمارے راؤں ہمارا جوں

کا ایک راجہ مسلمان ہوا اور اس نے کعبہ کے پیٹے سوئے کا ایک طوق ہو جیا جس کا وزن لگجو  
مشقال تھا، اس طوق میں زمرہ، یا قوت اور الماس کے جڑا تو تھے، اور ایک بہت بڑی اقوٰت  
بزرگی تھا، جس کا وزن چوبیس مثقال تھا۔ راجہ نے یہ ہر کعبہ کے خدام کے پاس بھیجا تو  
انھوں نے خلیفہ مختار کو اس کی اطلاع کی، مختار نے لکھا کہ اس ہی کو دوسرے ہدایا کے ساتھ  
کعبہ میں آؤ یا اس کو دیا جائے، چنانچہ انھوں نے طوق کو سوئے کی زنجیر میں باندھ کر کعبہ کے  
اندر یوں آؤ یا اس کو دیا کہ ان کا حلقت کال کر زمرہ اور اقوٰت کے نیچے میں لگادیا۔

اور کے راجہ ہر واقع بن رائق کا قبولِ اسلام | اذکر میں برگ بن شہریار نا خدا مہرزا  
کے والے اس کا مفصل واقعہ لگز رچکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۲۷ میں اور کے راجہ  
مہرزا بن رائق نے عبد اللہ کو لکھا کہ مجھے اسلامی تعلیمات بھجاؤ، اس نے منسوبہ سے ایک طاف  
کو الٹ رجھا، جس سے استخوان حکیم کی تبلیدی اور اس کے پیٹے ہندی زبان میں قرآن  
کی تفسیر لگی، اس طرح تین سال تک اسے اسلام کے احکام سمجھا تاربا، آئسیں راجہ مسلمان  
کا اعلیٰ نصلیٰ کی وجہ سے اپنے اسلام کا اعلیٰ نظر کر کے اور راجہ نے اپنے اس دینی استاد  
کا اعلیٰ اسلام حاصل ہونے کی خوشی میں کئی من سونا پیش کیا تھا۔

## شاخی علوم اور علماءِ اسلام

چونچی صدی بھری پہلے عالم اسلام علی و دینی نشاط سے متور تھا، مشرق سے  
منزہ تک مسلمانوں کے بلاد دعا در شریعت و تربیات اسلامی علوم و فتویں اور دینی  
رجال و شخصیات کے گھوارے تھے جن میں اسلامی ثقافت، پیشہ، پارستی بھی،  
یعنی پرہیز ازمانہ سترہ میں ہماریوں نے حکومت کا دوست کیا، اور بعد اول بھرہ

لہ شناخت افراد میں ایسا بدلہ الحرم ع اس، ایضاً مطرود مصطفیٰ

دیبل کا بست غاز مہم، قائم کے جملہ کے وقت ختم ہو چکا تھا البتہ ملتان اور بھیردا میں  
بڑے بست غاز تھے جن کی پوچھا اور نذر و نیاز کے پیٹے پوسے ہندوستان سے ہندو  
چلتے تھے، ان میں سندھ کے ہندوکش شامل تھے مگر بیماریوں نے کبھی ان کے اس  
مذہبی کام میں رکاوٹ نہیں ڈالی، ملتان کے بست غاز کے ذکر میں مسلمان مورخوں اور  
یا اس کا متفقہ بیان ہے کہ اس کے پاس خدا و ہندوستان کے درود راز مقامات  
سے ہندو نذر، احوال، جواہر، عود، اور قسم شرم کی خوشبویں لے کر اے تھے اور آزادی سے  
بھا پرستی کرتے تھے۔

مقدکی نے لکھا ہے کہ میں نے ایک ایسے مسلمان سے ملاقاتی کیا ہے جو ان  
بتوں کے طلبہ میں پہنچ کر اسلام سے مرتد ہو گیا تھا، اور ان کی پرستش میں اللہ  
گیا تھا، اور جب تک سندھ میں رہا اس کی پرستش کرتا رہا مگر جب نیسا پور و اپس لیا  
وقوبہ کر کے پھر مسلمان ہو گیا، اس واقعہ سے اگر ایک طوف ایک مسلمان کی ضعیف  
الاعتقادی معلوم ہوتی ہے، تو دوسری طوف بیماری حکرا اون کی دینی المشربی اور  
ذہبی رواداری بھی معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے ایک مرتد کو بھی اپنے ملک میں بت پرستی  
کی آزادی دے رکھی تھی، جو اسلامی نقطہ نظر کے سخت غلاف تھی، ان کے یہاں حکمران قضا  
قائم تھا، شرعی حدود جاری ہوتی تھیں اگر وہ اسلام کے قانون ارتدار کی رو سے اس مرتبہ  
کو سزا دیتے تو کون ان کا ہاتھ پکڑ سکتا تھا؟

اسی رواداری اور حکمت علی و حسن بیسا سما کا نتیجہ تھا کہ یہاں کے راجے ہمارے  
ایک اسلام قبول کر کے اس کی خدمت کرتے تھے،

منزہ کے ایک راجہ کا قبولِ اسلام | امام تقی الدین قاسمیؒ نے شفارا صرم باختصار باللحد  
اورد کعبہ کے لئے نذر اثر عقیدت | میں قاکبیؒ کے والے لکھا ہے کہ وہ سندھ

مذہب اپنی حینیقت رحمہ اللہ ولين ہے، یہاں دنگی ہے، دسترنی، اور  
بے مالکیت، ولا معتزلۃ، ولا عمل یہی حدایت کے سکھ پر عمل ہے۔۔۔  
للحناۃ، انہم علی طریقہ متفقین یہاں کے لوگ صریح مستقیم، اور پچھے سک  
و مذاہب محمودۃ، و صلاح و عفۃ پر میں اور صاحبہ دہ بزرگواری رکھتے ہیں اللہ  
قدار ارحیم اللہ من العلود العصیۃ تعالیٰ نے ان کو مدینی خدا، تھب، اور فتن  
شاد سے نمازیں رکھتے،

**قال الفتۃ:**  
یا قوت حموی نے الکیم سندھ کے نبی مال میں لکھا ہے:

و مدد اہب اہلہا الفالب علیہا مذہب سندھ دا لوں پر صنی مذہب کا غیر  
اپنی حینیقت ہے۔

دارالسلطنت منصورہ کے ہر سے ہیں متدی نے لکھا ہے:  
و للاسلام طریقہ، والعلم راہلہ یہاں اسلام ترویج کرے، اور علم اقبالہ  
کشیر...، والرسوم تقارب العرف کریں سے ہیں، ان کے اخلاق دعاءات میں ہون  
سچھدیا، و حسن اخلاقی ہے۔

یہیں لکھیاں ہیں یا قوت حموی نے لکھا ہے،

و قتدانیب المیا ختم  
دیل کی طرف دوازہ صدیق کی ایک جسم  
من الرحمة سبب ہے۔

چیمور اور سوپا، یہ دلائل کیم اور ساحلی شہر اگرچہ دارالسلطنت منصورہ سے  
کچھ ہی خود کم کر کے یہی وابستہ تھے اور کافی دوری پر تھے، مگر یہاں بھی مسلمانوں  
کی دینی زندگی بہت شاندار تھی، یہاں عرب مسلمانوں کی بہت بڑی کبادی تھی، اور

لئے احسن انتقامیں ص ۲۰۰، ۰۷۶ بیگوں اسلامیت فکر مدد کرنے دیں، اگرچہ اسی تاریخ میں  
لئے بیگوں اسلامیت نے ص ۱۴۰،

کی طرح سندھ کو خسروں اور بیل وغیرہ بیل اسلامی سرمد جن سے برے، بدیں بیرون  
علوم و فنون کی بسا بیکی ہوئی تھی، اگرچہ دارالعلوم نہا ہوا تھا، اور ایک ایک ایسی  
میں سیکراں علما، و فضلاں بنتے تھے، دور میں سندھ میں اسلامی زندگی اپنے  
پورے شباب پر تھی، پیتا راسی مکار اس طبقہ مدد کے قدر دان تھے  
انھوں نے دینی علوم درجات کی سر پرستی کی، انیں نامہ لٹل سے ان کے تعلقات تھے  
اور اپل طبقہ فضل ان کے دربارے وابستہ تھے، ان میں اسلام، اگرچہ امام داؤڈ ظاہری  
کا تھا اور وہ ظاہر صدیق پر عمل کرتے تھے، مگر پورے سندھ میں فکر کے احتجاج کی  
کثرت تھی، معتبر کی عقليت پسندی سے بخات تھی، عام سلمانیں کا دینی مال خفت  
اچھا تھا، مذہبی تحصیل، اگر وہ بندی اور جا نیداری کا نام تک نہیں تھا، بلکہ جو اس کے  
لوگ آزادی اور سکون سے اپنے سکھ پر چل کرتے تھے، حسن اخلاق، سستی،  
انسانیت و مردمت سندھ کے مسلمانوں کے امتیازی صفات تھے، بڑے بڑے شہروں  
کی زبان عربی اور سندھی دو لوگ تھیں پر دو باش اور طرزِ زندگی مرکز ضلاافت عراق  
سے ملنا جلت تھا، اور ذہن و مزاج کے احتیارات سے وہ پچھے مسلمان تھے، خاص طور  
سے بڑے شہروں میں اسلامی شان و خوشی کا غلبہ تھا، اور بہت بڑا شہر تھا، اور  
دہان مسلمانوں کی بہت زیادہ کبادی تھی، بیرون بھی خاص اسلامی شہر تھا، دہان  
علی رو فقبا، کام کر تھا، اور منصورہ تو گویا دارالاسلام و مسلمین ہن کر بخدا دکا ایک  
حصہ معلوم ہوتا تھا، رسم و رواج عراق سے ملتے جلتے تھے، سائکو ہی حسن اخلاق  
اور شرافت ہیں بھی یہ لوگ مشہور تھے، پورے الکیم سندھ کا نہی اور دینی حلال  
متدی نے یوں بیان کیا ہے:

مذاہبهم اکثر ہم اصحاب حدیث۔ سندھ کے اکثر مسلمان صدیق پر عالم ہیں  
ولاتخا و القصبات من فقهاء علی اور مرکوزی شہر عین فقبا، و علماء سے شافعیہ

اقليم سندھ کے علماء و محدثین اب ہم دولت پیرا یہ کے دہر دشمن سے ٹھہر کے  
کے چند مشہور علماء، فقیہاء اور محدثین و شیعوں کے  
محض ملالات بیان کرتے ہیں، چونکہ عالم اسلام کے لئے وہ نازش تھے، اور دنائے  
اسلام سے ان کے دینی و ملکی تعلقات تھے، اس کے بعد سندھ کے دوسرے مشہور علماء  
کے علاوہ، کے نام اور محض ملالات پیش کریں گے، ان کے ناموں کے ساتھ پہلی شبہ مقامی  
ہوگی اور دوسری شبہ اس ملک یا شہر کی ہوگی، جہاں انہوں نے ہمارا علم و فضل کیا ہے  
اپنے علمی و دینی فتویں و برکاتات عام کیے، ان علماء کے مفصل سالات کے لیے باری  
کتاب رہاں اللہ و الہند ای اقران اساتذہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

یہ بات خاص طور سے لمحو نظر کرنی چاہیے کہ سندھ ان مصطفیٰ، مختار، مکران اور  
خیبر کے جن علماء کی نشان دہی کی داری ہے وہ سب کے سب بیان پر عرب یوں کی  
حکومت کے دور کے نہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض غزوی ہوئے حکومت سے مغلن رکھنے  
ہیں، مگر ان کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ درحقیقت یہ بھی اسی چیز کے سبھوں تھے  
کہ بیاری اور تختہ بندی یہاں کے عرب حکمرانوں کے دور ہیں ہوئی اور ان کے علم  
و فضل اسلامی عرب تکر اذن کے دور سے ملتا ہے، اسلامی علوم و فنون اور تہذیب  
و تمدن کریے۔ ایسا یہی، پیرا یوں، سامنہ دادہ معدہ انہوں نے جوز میں ہندوستان  
اور سندھ میں پاک کی، اوس سے علم و فن کے گل بڑتے کھلائے تھے، بعد میں حکومت  
غزوی تے اس پر قبضہ کر لے اپنی کاشت کی، اور نیصل خوب لہلہلانی، اس لئے  
بعض ایسے علماء کے نام بھی یہی تھے جن کا تعلق بعد کے ادوار سے ہے۔

ابو بکر احمد بن سندی بن حسن بن بصر مخلافی شہزاد تھوڑی و ہفتاد، زیر دست  
محمد اور مسیح اب الدعا، عابد دنا ہر تھے، بعد اور کمال حقيقة، نہاد میں مستقل قبام تھا۔  
احمد بن سندی بن فروغ مطرز الجباری، رجروہ متسلسل، متصل تمام بقداد میں ستا، بعده

عرب تا جرہ باکر تے فرمایا یوں کے علی و عمل گئے مانہ میں ان دو قوی شہروں میں مقامی  
راج کی طرف سے مسلمانوں کی اگلی رہائی نفاذ تھی اور ان کے شریعی و دینی معاملات ان ہی  
میں طے ہوتے تھے، مسجدیں آباد تھیں، جمیع و میماعات کا باقاعدہ انتظام رکھا اور آزادی کے  
ساتھ اسلامی احکام پر عمل ہوتا تھا۔ پیرا یوں کے بعد تک بیان اسلام اور مسلمانوں  
کو شان و شوکت حاصل رہی، یا قوت گھوی نہ ہاتھی،  
الآن صیہور و کاتامخمن بلا دفعہ یہ رورا اور کتابات شہروں میں سے ہیں جیاں سلطان  
مسلمانوں، و لامیل علیهم من قبل ایہیں اور رام بلوائی طبقے مل وزن کام کی  
بلہرائے اسلام و بجا مسجد جامع سلطان ہی ہوتا ہے، بیان جاتے کہ گے  
تجمیع فی الجماعات۔ جس میں جاہلین ہوتی ہیں۔

چوتھی عصیٰ یا چھری میں پورے عالم اسلام میں وعظ و تذکیرہ اور تبلیغ کے فصوص  
جلقه اور بیٹے ہوا کرتے تھے جن میں عاذہ المسلمين ماضی پر کردہ بھی علوم و سائل سے واقع  
ہوتے تھے، ہر علاقہ میں وعظ و تذکیرہ کے طبقے جدا ہدھا ہوتے تھے، کہیں کتاب میں پڑھی جائی  
تھیں، کہیں زبانی و ملاحظہ ہوا کرتے تھے، کسی جگہ اس کام کے لئے خصوصی مقامات ہوتے تھے،  
کہیں مسجدیں مجال و خط و تذکیرہ بننی تھیں، محرک سندھ میں وعظ و تذکیرہ کا کوئی خاص  
استھان میں نہیں تھا، مقصدی نہ تکھا ہے،

ولیس لله مدحکرین به صیحت سندھ میں مذکور اور زرعوں کا شہر نہیں ہے، اور  
ننان کے وعظ و تذکیرہ کا کوئی خاص اخوان ہے۔

ولا هم رسوم تذکیرہ شاہید اس کی وجہ یہ تھی کہ سندھ میں دین داری اور اسلامی احکام پر عمل بنا یہ ملکی صورت میں  
تھا، اور لوگ معتبر کی عقاید پسندی اور خوارج و ردا فرض کی بے احتراقی سے دور رہ کر  
ظاہریہ کے مسلک پر نکھلے اور احادیث شبد عل کرتے تھے۔

یہ بھی حدیث کی روایت کیا ہے اور یہ دستِ حدیث ہے۔  
ابو جعفر بن سندی رازِ کوہ، تیسرا بزرگی صدی کے علمائے حدیث میں ہیں، خراسان  
کے شہر سے میں رہتے تھے، ابو جعفر احمد بن قاسم نے سنتاً بیع صحابہ علیٰ بُنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ فِي مَا  
کے نزاة حدیث میں ہیں این اسدی کی نسبت سے ہے۔ یہ میں بیع صحابہ علیٰ بُنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ فِي مَا  
کی دلائی کرتے تھے، معتدل تھے یعنی عدالت و تھمارتی، اور ہر کی تعزیز و توثیق  
کرتے تھے۔

ابو الغواری احمد بن محمد بن حسین بن سندی صریح، متوفی ۲۳۴ھ میں محدث  
لقب سے مشہور ہیں، علم حدیث تیسرا ان کا مقام بیٹ باندھتا۔  
ابو زہر بن علی سندی بغدادی، آپ نے محمد بن عبداللہ بن زید ستری سے  
روایت کی ہے،

اطمین بن سندی، آپ سے ابو الحسن بن علی بن حسن سیاری بغدادی نے روایت کی ہے۔  
ابو ابراهیم اسماعیل بن سندی الخلال بغدادی تیسرا صدی کے ابخاری شیخ میں ہیں  
شیخ بیعی سرکرتیاتے اور فروغت کرتے تھے، بغداد کے محلہ باب الشام میں رہتے تھے،  
اسمعیل بن عیینی بن فرشتہ سندی، مولائیں اقطین،

اسمعیل بن محمد بن رجاء سندی نیسا پوری،  
حیثیں بن سندی بغدادی، حضرت امام احمد بن حنبل کے تلامذہ میں ہیں اور ان سے  
حدیث پڑھی ہے،

ابو محمد خلف بن سالم سندی بغدادی، متوفی ۲۳۵ھ عاظم حدیث اور بغداد کے  
اعیان میں ہیں،

ابو محمد رجاء بن سندی نیسا پوری، تیسرا صدی کے محمد بن نیسا پوری میں ہیں،  
ابو بکر سندی فوایمی بغدادی، یہ بھی حضرت امام احمد بن حنبل کے شاگردوں میں ہیں

سندی بن ابوہارون، تیسرا صدی کے محدث ہیں،

ابو نصر سندی بن ابان بغدادی، متوفی ۲۳۷ھ، بغداد کے قدماء محدثین، اور ہر دو  
رواۃ حدیث میں ہیں۔

سندی بن عبدورہ کلبی بازی، تیسرا صدی کے محدث ہیں، مستقل قیام رے  
میں تھا، پہاڑ اور قزوین دو نوں شہروں کے بیک وقت قائم تھے، اصل نام سہل  
بن عبد الرحمن ہے۔

عبدالله بن حسن بن سندی اندر میں، متوفی ۲۳۸ھ سندھ کو اندر میں مستقل  
قیام کیا اور وہریں سندھ میں بچھائی۔

عثمان سندی بغدادی، چوتھی صدی میں بغداد کے کبا رشائخ میں سے ہیں،  
علی بن بنان سندی بغدادی، تیسرا صدی میں بغداد کے رواۃ حدیث  
میں ہیں۔

ابو انصار فتح بن عبد اللہ سندی، چوتھی صدی کے نقیۃ تکلیفین میں سے ہیں۔

الابیاس غسل بن سکین بن حیث سندی بغدادی، بغداد کے رواۃ حدیث میں  
میں ہیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف سندی نیسا پوری، اسفرائیں میں رہتے تھے، بغداد میں حدیث  
کی روایت کی ہے، اس کا نام رجاء سندی، ان کے لڑکے ابو بکر محمد بن محمد بن رجاء سندی میں  
ابو بکر جمال بن محمد بن جعیون نہیں، یہ سب حدیث کے ثقہ علماء ہیں، سندھ کا یہ گھرنا  
خراسان میں بیتِ اصلم اور سنتِ حضرت تھا،

عبدالله بن حسن بن سندی اندر میں، متوفی ۲۳۹ھ، آپ نے اندر میں کے شہر  
و مشتی میں سکونت اختیار فرمائی اور رضگی دشمنی کی سماں سے ہو، ہوئے۔

ابو الحسن محمد بن عبد اللہ سندی بصری، تیسرا صدی کے محدث ہیں، البصرہ میں رہتے تھے۔

ملک کی طرف ہے مگر یہ مندرجہ کے کس مقام کے تھے؟ اس کا پتہ نہیں چلتا ہے اسی یہ بھنے ان کو الگ بیان کیا ہے، اب منصورہ، دہلی، بوقان اور لور و غزوہ کی دینی و علمی سرگرمیوں اور وہاں کے علماء کو بیان کرتے ہیں۔

منصورہ کی علمی مرکزیت اور **بیان کے خلما و محمد بن سنت اور دینی علوم کی ترویج و اشاعت کے حق**

یہاں گویا بہار کے شباب کا زمانہ تھا، پورا عالم اسلام دارالعلم بنا ہوا تھا، جس میں علمیں علم گھوم گھوم کر تعلیم و تعلم میں مصروف تھے، ان کے علمی اسفار نے گویا زمین کی سائبیں ختم کر دی تھیں، اس زمانہ تک باقاعدہ مدارس اسلامیہ کا رواج نہیں ہوا تھا، جو علماء و مساجد اور علماء کے کاشانے دینی درس گاہ ہوا کرتے تھے، اور ہر مرکزی شہر طوار و فضلاں کی سرگرمیوں کا مدد و مکر بنا رہتا تھا، چنانچہ ہماریوں کا دادا رالسلطنت منصورہ بھی ان کی دینی و علمی سرگرمیوں کا مدد و مکر تھا، یہاں بھی اسی شکر کی درس گاہیں تھیں جن میں علماء و محدثین مقاومہ کتاب و سنت کا درس دیتے، احادیث کی روایت کرتے، اور فقہ کی تعلیم دیتے، یہاں درس سے علوم کے مقابلہ میں علوم شرعیہ کا رواج زیادہ تھا، معتقد سی نے منصورہ میں قاسی ابو الحمد خضرہ کی تعلیمی و تدریسی سرگرمی اور تصنیفی کارگزاری کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وله تدریس دلصیحت، ق ان کے درس کی مجلس ہے اور تصنیفات ہیں وہ  
عستف کتب اعلیٰ حسنۃ لہ کی ای جویں جو کتابوں کے مصنفوں ہیں۔

قاسی ابو محمد منصوری داؤ دی مسلمان کے امام تھے اور منصورہ میں مستقل قیام پذیر تھے، اسی طرح قاسی ابوالعباس احمد بن محمد منصوری بھی امام تھے، وہ بھی داؤ دی مسلمان کے فضلاء میں سے تھے اور اس میں ان کی جلیل الفضل تصنیفات تھیں، ظاہر کر

ابو بکر محمد بن رجاء سندی بجزی متن ۲۴۷، حافظ احادیث ہیں اور صحیح مسلم کے انداز پڑھدیت کی ایک اہم کتاب تھی اسکی مکملی ہے،

**ابوالقاسم منصور بن محمد سندی** افہانی تھی سندی کے مشہور مقری ہیں، مستقل قیام صقبیان میں تھا، ابو محمد موسیٰ بن سندی جزوی تھا اور مسیسری سندی میں جرجان کے مشہور عادة حدیث میں ہیں۔

ابو محسن نصر الدین احمد بن قاسم بن سیما سندی بغداد کا ۲۷۳ھ متوفی تھا، بغداد کے ائمہ حدیث میں سے ہیں،

بیہد اللہ بن سہل سندی اصفہانی، محدث ہیں۔

ابو عفر سندی، قسمی سندی کے سبطہ واسطہہ نژادت میں سے ہیں۔

ابو طلی سندی بغدادی، حضرت بایزید بسطامی کے شیوخ میں سے ہیں، بڑے صاحبِ کشف و کرامت بزرگ ہیں، مستقل قیام بغداد میں تھا۔

بنی یون سندی، فاطمی دودیں اس مصری بڑی عائلت و اہمیت حاصل تھی، کاتب المکہ یعنی فیصلہ نہیں تھا، ۲۷۳ھ کی ایک سکاریہ ہم میں اپنی خدمات پیش کی تھیں، جس کا نکرہ کندی نے کتاب اولاد و کتاب القضاۃ میں کیا ہے، غالباً بیرون سندی اما یہ شیعر تھا۔

علی بن عبد اللہ بن سندی، پونچی سندی کے مشہور محدث تھے، محمد بن علیؑ عبد اللہ بن علیؑ علی سوی نے بغداد میں علی بن عبد اللہ سندی سے مجموع فضائل طرسوس کی روایت کی، وہ نہیں معلوم کر کتاب دفاتر مل طرسوس خود ان کی تصنیف تھی یا ان کے کسی شیخ کی۔

علی بن اسحیل سندی شیعی، رجال کشمی میں ان کا تذکرہ مختصر طور سے موجود ہے، اپنے مساجع نے ان کی توثیق کی ہے اور بتایا ہے کہ ان کے والد اسحیل سندی کے لقب سے مشہور ہوتے،

ان تمام علماء کی نسبت پر سے قلیم سندھ کی طرف ہے، اور دوسری شبکت کی بیرونی

یہاں پر ان کے نظری دوستی نہیں وہ بکار ہے اسی عام ہوتے رہے ہوں گے۔  
عبد ہماری میں منصورہ کے چند ناموں کے لات سے علوم ہو گا کہ جس خطہ زمین سے یہ  
سر آمگان روزگار اٹھتے ہیں، اسی قسم دفتر کا اس نام فراہمی رہی ہو گی، اور اس  
زمانے میں مختلف مکومتوں کے دارالسلطنت کی بیوی ہمارتی دوستی وہی منصورہ کی بھی تھی۔  
ابو جعفر بن محمد بن منصوری بکر باری آپ نے حمدیہ بیشک ریاست ایک سمعانی اور حافظ  
ابن علی سے کی ہے، وطن منصورہ تھا مگر جرجان کے شہر کردا بیوی کے نام سے ہو گئے تھے،  
جرجانی اول ۲۳۷ھ کو انتقال فرمایا، آپ کا تذکرہ صافی ابو القاسم لستانی بزرگانی  
کیا ہے۔

فاضل ابوالعباس احمد بن محمد بن صالح ترمذی منصوری آپ شہر منصورہ کے قائمی اور دادا  
ذہبی کے نام تھے، ان کا شمار نسلیہ  
دوازدیہ میں تھا آپ نے اس ساکریں ملیل اور ضخم کتابیں تصنیف کی ہیں، بتدار میں اپنے  
آن دادگرد غلام سے تعلیم حاصل کی، پھر بعد ازاں کو رہاں کے علاوہ محمد بن سے احادیث کی  
روایت کی، اور منصورہ داپس آگر چھپہ قضا پر نامور ہوئے، آپ کی تصنیف میں کتاب الصلاح  
کتاب الہادی اور کتاب النیرہ است اہم اور مشہور ہیں، آپ کا تذکرہ ابن ندیم، ابو الحنفی شیرازی  
اور سمعانی نے کیا ہے و

فاضل ابو محمد داودی منصوری آپ سے تقدیمے منصورہ میں ملاقات کی ہے اور لکھا یہ کہ  
آپ داودی منصوری آپ داودی ذہبی کے امام اور منصورہ کے قائمی ہیں  
ساکھ ہی آپ کا حلقہ درس اور مسلم تصنیف بھی جاری ہے، کئی معیاری اور بڑی کتابیں  
لکھی ہیں۔

آپ قرآن کے مستدقہ رحی و مقری ہیں احادیث  
ابو محمد عبد اللہ بن حجفر بن هزارہ منصوری اسماع حسن بن حکیم اور ان کے معاصرین کے کیا

الہان سے امام ابو جعفر اللہ راکم نے روایت کی، رہنمایہ تھا، آپ کا تذکرہ سمعانی  
نے کیا ہے۔

دہلی کی علمی مرکزیت اور یہاں کی علمی ترقیت دہلی کا شہر سنده میں محمد بن حنفیہ اور رواۃ بنی  
اسد بہاء میں میں منصورہ سے بہت اگے تھا، یہاں کے علاوہ خاص طور سے پورے  
عالم اسلام سے تعلق رکھتے تھے، اور ہر ملک، میں ان کی آمد و رفت جاری تھی، یا تو ان  
خوبی کا بیان دہلی کے باسے میں لگہ رکھا ہے کہ شہر دہلی کی جانب حدیث کے راویوں  
کی ایک جماعت منسوب ہے، تھس کا مطلب یہ ہے کہ سنده کا یہ شہر احادیث رسول کا ہر  
تحا اور یہاں پر احادیث کی تعلیم و روایت عام تھی بخطیب بغدادی نے تاریخ بغداد  
میں امام خلف بن محمد بو انبیتی دہلی کے ذکر میں امام علی بن موسی دہلی کی درگاہ کی نشاندہی  
کی ہے، جو دہلی میں تھی، اور تھس میں امام خلف بن محمد دہلی نے اپنے شیخ امام علی بن موسی  
دہلی سے حدیث پڑھی، خلف بن محمد کا بیان ہے۔

حدیث علی بن موسی الدیسیطی علی بن موسی دہلی نے ہم بدویں میں حدیث کی  
بالدیسیطی تعلیم ہے۔

دہلی سائل شاہ و رئیس کی تجارت کا بہت اہم مرکز تھا، اس نے یہاں کے  
بعض محدثین تاجر بھی تھے، مثلاً حسن بن حسن بن حسان بن حسن بن حادی بغدادی جو علم حدیث میں اہم  
مقام کے مالک تھے، بغداد کے بڑے تجاروں میں سے بھی تھے، خطیب بغدادی نے ان  
کے بارے میں یہ صاف الفاظ لکھے ہیں۔

وکان حد وقا، وکان تاجرا

وکان حد وقا، وکان تاجرا

مسئولاً

بنداد میں ان کی سرائے غان مام کے ہم سے مشہور تھی۔

چونکہ دبیل سیت قدر شریعت کا اس لیے بہاں میراری حکومت سے پہلے اور اس کے بعد طویل  
اسلامیہ کا رواج جاری رہا، اور سعید بن عین و روادہ حدیث دبیل کے مطلع پر عابدہ بود  
پہلے دور میں آسمان علم کے شمس و نیم نے، اور پسے عالم اسلام میں خوب غوب چکے، ہم  
صرف ہماری دھر کے چند علماء کی نشاندہی کئے تھے۔

ابوالعباس احمد بن عبد الله بن نیسا پوری بھی ہے، طالب ہو کے ابتدائی دوری  
سے غربت و مسافرت کی زندگی بسر کی، امام ابن حزم ریزی کی نسبت اور دریں سے نیسا پوری  
گئے اور اس طرح وہیں کے ہو گئے کہ حسن بن یعقوب صدادی خاتمه ہے، اس کا درست  
افتخار کی، اور نیسا پوری میں شادی کر لی، دن بھر شہر میں رہ کر پیش وقت سماں میں جان  
میں اور کرنے اور رات کو غافقاہ میں پہلے آتے، دبیل نے نیسا پور، بصرہ، بغداد، کوفہ،  
بصرہ، دمشق، بیروت، حراں، قستر، اور عسکر کا سفر کر کے ان ممالک کے علماء و عذدان  
سے دراں کی، آپ کے تھاڑہ میں امام ابو عبد اللہ حاکم جیسے طبیل القدر امام حدیث بھی تھیں  
جب تھامہ میں نیسا پور میں فوت ہوئے، آپ کا تذکرہ سمعانی تھے کیا ہے۔

ابو یکریح بن محمد بن ہاؤن حربی دبیل رازی آپ نے امام جعفر بن محمد فرزابی، اور ابازیم  
بن شریک کوئی وغیرہ سے روایت کی، اور قرآن کی تعلیم حسنون بن ہبیم دویری اور امام عاصم کوئی وکی قرأت سے ماضی کی وقتو  
دبیل میں پیدا ہوئے اور جب تھامہ میں باغداد میں فوت ہوئے۔

چونکی سعدی میں دبیل کے شاہیر علمائے حدیث میں  
ابازیم بن محمد بن ابازیم دبیل باغدادی سے تھے، آپ نے موسیٰ بن ہارون اور محمد بن  
علی الصانع الکبیر وغیرہ سے حدیث کی روایت کی تھی اور اعیان باغداد  
میں تھے۔

**الوَحْدَةِ بْنِ مَدْرَبِي بَغْدَادِي** | حدیث دادیب و شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ بغداد  
کے بڑے تاجوں میں سے بھی تھے، بغداد میں درب  
زعفرانی کی سرائے خان ابن حامد اپنی کی طرف مشوپ ہے، حدیث کا اسماعیل بن محمد  
بن سعید رسول وغیرے کیا تھا، اور محمد بن علی صورتی نے مصر میں آپ سے روایت کی تھی،  
علی کے اچھے شاعر تھے، مشہور شاعر تھی جب بغداد آیا تو آپ ہی کے بہاں قیام کیا.  
آپ نے اس کی خاطر قدمی کی تو اس نے کہا کہ اگر میں کسی بتا جو کی تعریف کرتا تو آپ کی  
تعریف اپنے اشفار میں ضرور کرتا، ستر میں شامہ میں فوت ہوئے۔

**ابُو الْقَاظِمِ سَعِيدِ بْنِ حَمْدَنِ دَبْلِي دَبْلِي** | آپ نے دمشق میں امام ابو یعنی موصیٰ میں  
حادیث کی روایت کی ہے، نسلکہ عتک  
دمشق میں زندہ تھے۔

**خَلْفُ بْنِ حَمْزَةِ وَازْنَى دَبْلِي بَغْدَادِي** | دبیل سے باغداد میں اور وہیں پر اپنے پہلومن امام حدیث  
علی بن موسیٰ دبیل سے حدیث کی روایت کی، اس سے  
حدیث کے بعد دبیل میں علی بن موسیٰ سے روایت کی ہے، آپ سے ابو الحسن بن  
بندوق خدا دیتا کی ہے آپ پوچھی صدی میں دبیل کے کبار محمد بن میں سے تھے۔

**ابُو الْقَاظِمِ شَعِيبِ بْنِ حَمْدَنِ دَبْلِي** | آپ ابن قلعان دبیل کی کینت سے مشہور ہیں، دبیل  
میں مصر میں کارکارا حدیث کا درس دیا، ابو سعید بن یوسف  
نے وہیں آپ سے حدیث کا درس دیا، اور مار محمد بن میں ہیں،

**عَلِيِّ بْنِ اَحْمَدِ بَغْدَادِي** | آپ عابد اسٹریٹ ایام ابو عبد اللہ دبیل کے نواسے ہیں،  
ابوالعباس احمد بن الحنفی اور ابو عبد اللہ ابن احمد بن موسیٰ دبیل وغیرہ  
سے روایت کی ہے، آپ کی انسانیت میں کتاب انجیل الفصل واقضا کے مسائل پر بہت  
ہی اکم کتاب ہے، تیری صدی کے مشاہیر شواعٹ میں آپ کا شمار تھا۔

علیٰ بن موسیٰ دبیلی بعده از اپنے جو تحقیقی صدی کے کتاب رحمۃ الرحمٰن میں سے ہیں اپنے شہر قتل  
میں حدیث کا درس دیتے تھے، چنانچہ خلفت بن محمد دبیلی نے  
دببلی میں آپ سے روایت کی تھی اپنے شہر قتل میں بھی حدیث کی روایت کی تھی  
ابو عجمؑ محمد بن ابراء یم دبیلی کی مکمل تحریر میں شہر قتل کو نسبت مادرست اختیار فرمائی،  
ادمیا و مکمل کہلانے، آپ کے صاحبو زادے ابراہیم بن عاصی تھا، اگرچہ اور میراث ہیں،  
ابو عجمؑ اند سید بن عبد الرحمن مخزویؑ، ابو عجمؑ اند حسین بن عاصی تھا، ابو الحمید  
بن سعیؑ، ابو الحسن احمد بن ابراء یم سعیؑ، اور ابو بکر محمد بن ابراء یم ضریؑ وغیرہ کے تھے  
کی روایت کی ہے، جادوی الاول مسند میں مکمل ہیں مگر یہ نوٹ ہے،

ابو بکر محمد بن حسین بن محمد دبیلی شامیؑ چو تحقیقی صدی کے شہر قاری و مقرری  
امام بارون اخفیشؑ کے دو تلامذہ، ابن ابی  
عمرہ اور ابن ابی داؤدؓ سے فرات کی تعلیم حاصل کی، اور ان سے امام حافظ ابو حسن علی  
بن عمر دارقطنی، اور عبد اباقی بن حنفیؑ نے روایت کی ہے، آپ کی مستقل سکونت  
ملک شام ہیں تھی،

ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن دبیلی کی کیفیت و نسبت مے شہر  
میں، اپنے زبانے کے اوپرائے کتابیں سے  
ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن دبیلی شامیؑ میں، اپنے کشف و کرامت عابدو زادہ ہیں، ساختہ ریاضہ بردستہ قاری و مقرری بھی ہیں  
تجوید و قراءت کے ساتھ قرآن کی تعلیم عجزت بن محمد بن سقیط عبد الرزاق بن حسنؓ اور سکون  
بن بکر ویہ بیچیسے ماہرین نے حاصل کی تھی، ابن جوزیؑ نے صفت الصفیدۃ میں آپ کا  
حال لکھا ہے، تیسری صدی میں تھے، مستقل سکونت شام میں تھی،  
ابو الجیاس محمد بن محمد بن عبد الرحمن دبیلیؑ عابدو زادہ اور پڑھنے والے نیک و پار سا عالم دین تھے،

ذریعہ معاشر کتابوں کی بحارت تھا ابو علیہ نقش بن جابر تجھیؑ عجزت بن محمد بن حسن  
فریابیؑ، عبدال بن احمد بن موئی سکریؑ، اور محمد بن عثمان بن ابی سوید بصریؑ وغیرہ سے  
حدیث کی روایت کی تھی، آپ کے تلامذہ میں شہر قاتم حدیث ابو عبد اللہ حاکمؑ ہیں،  
انہوں نے آپ سے حدیث کا سماع کیا ہے، رمضان ۲۵۷ھ میں فوت ہوئے،  
آپ حضرت شیخ جنید بغدادیؑ کے ارشد تلامذہ اور خواص  
ابو محمد دبیلی بغدادیؑ اصحاب میں سے ہیں، ابو محمد دبیلی نے حضرت شیخ جنیدؑ  
کے وصال کے وقت ان سے عرض کیا کہ آپ کے بعد ہم کس کے یہاں بائیں؟ اور کس  
کو اپنا روحانی پیشوں تسلیم کریں؟ تو آپ نے اپنے خلیفہ شیخ ابو محمد جویریؑ کا نام بیا،  
ابو موسیٰ دبیلی بغدادیؑ حضرت بازیز بخاریؑ کے بھائی ہیں اور ان کی بارکت بھیت  
میں اٹھایا ہے، حضرت بازیز بخاریؑ کے بہت سے اقوال  
آپ سے منقول ہیں۔

بھقات کے علمی ہمکریت اور بیان کے علماء و محدثین کے ان فاس طہوں میں سے  
جھا، پہلی تحریم زبانہ مسلمان آباد تھے، اور یہ اسلامی علاقت تھا، بلاذری نے  
تیسری صدی کے وسط میں لکھا ہے،  
دائل ابو قاتل احمد مسلمونؓ بوقات کے باشندے ہمارے زادہ مسلمان تھے،  
اسی کے پاس عباسی اور شہزاد بنت حیی برکتی تھے بیضا نامی شہر کیا تھا، اور اسی  
جگہ سے اسلامی فوجیں امداد و برابری جہاں کرنے تھیں، الغرض یہ مقام شروع ہی  
سے اسلام اور مسلمانوں کی سرگرمی کا مرکز رہا ہے، بشاری عہدی یہاں سے کمی علماء  
محمد بن اخنثیؑ ہیں، جنہوں نے بوقات اور اس کے باہر بکھرا کاں میں دینی علوم و فتوح کو پھیلایا  
لے، تحریم البلاں میں ۴۲۳

دور حکومت ہیں بھی اور کسی بھی چیزت رہی کہ منصورہ سے دا بستہ رہا اور قدمی خاندان کے باقی  
بھی اور کسی بھی چیزت رہی کہ منصورہ سے دا بستہ رہا اور تین یہ خاندان کے باقی میں حکومت  
رہی، بیویں کا ناج مہروں بن رافع عبادت بن عمر بھاری کے زادہ میں اسلام کو کچھ کر خیر سلطان  
پوگا تھا اس تو سیاح ابن بطوطہ نے یہاں کے قائمی و خطیب کے پاس  
حضرت عزیز بن عبد العزیز امامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط دیکھا تھا، جسے انھوں نے اس خاندان  
کے موڑت الی کے پاس اپنے دور غلافت ہیں روایت فرمایا تھا۔

سا تویں صدی ہیں یہاں کے خطیب و قائمی شیخ اعلیٰ بن محمد بن موسی طائی تھے،  
ان کے باوجود اجداد یہاں کے تدبیر پاشدے اور قائمی و خطیب تھے، ان میں سے کسی بزرگ  
نے عنی زبان میں سندھ کی اسلامی تاریخ اور یہاں کے اسلامی فتوحات و فتوحات کی تفصیل  
لکھی تھی جس کے جزو اور قائمی اعلیٰ کے پاس تھے، علی بن حامد اپنی صدی نے عالم میں  
ان کوئے کو عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا، جو بعد میں پنج نامر کے نام سے مشہور ہوا، غریب  
و شر ابتداء، ہی سے علمی و دینی رہبائی،

جس طرح ہندوستان کے علماء و محدثین  
علم اسلام کے علماء ہندوستان اور سندھ میں | عالم اسلام میں گوم گوم کر اسلامی علم  
کی تعلیم و توصیع میں سرور تھے، اسی طرف عالم اسلام کے علماء ہندوستان میں اکر یہاں  
کی علمی و دینی مجالسوں سے اکتے بیش کرتے تھے، اور یہاں کے ائمہ و علماء کے حلقوں کو  
غیریت جان کر ان کے درس ایں ضریب ہوتے تھے، ایسے ہے شمار علماء میں سے چند کی قدر  
حالات ملاحظہ ہوں،

شیخ اسلام ابوحنان صدیقی متوفی ۷۰۵ھ میں امام اعلیٰ بن عبد الرحمن  
بن، حمد ہے خطیب، مفسر، محدث، واعظ، اور راغب و دلت میں اپنے طرز کے لیکن  
بزرگ ایں، سماج احادیث کے لیے بجا اس ۲۴ اندھا دان کی پہلیین مشغلین تھے ان کی

ہے، ان میں سے جلدی تھے  
الہ المکام فضل اللہ بن محمد عقال نجاشی میں ان کا تذکرہ  
امام ذہبی نے تذکرہ المفاتیح میں ان کا تذکرہ  
بیوی صاحب مصائب کے حال میں کا  
ہے اندکا ہے الہ المکام فضل اللہ بن عقبہ بن نافع کے آخی شاگرد ہیں، جبکہ  
نے ان سے روایت بالاجانہ کی ہے۔

محمد بن احمد بن محمد بن خلیل بن احمد بوقافی | خلیل بن احمد بوقافی میں بوقافی میں اپنے نام  
البرکین خلفت شیرازی سے احادیث کا سماج کیا، اور اپنے مجدد الرحمیہ کے عہدے میں  
روایت کی، اپنے کا تذکرہ امام بیکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں کیا ہے۔  
محمد بن احمد بن منصور بوقافی | اپنے نام ابو عاصم بن محمد بن جبان بیتی متوفی شدہ  
میں امام ابن جان بیتی کے ذکر میں کیا ہے۔

ابو سید محمد بن احمد بن محمد بوقافی | اکر ۷۱۴ھ میں امام عزالیٰ سے نقی کی تعلیم حاصل کی، اپنے  
کا لقب سید الالین تھا، لاهور میں مشہد امام  
ضحا میں ایک پیغامبری شہید کر دیئے گئے، اپنے کا تذکرہ امام بیکی نے طبقات الشافعیۃ کیا  
ہے۔

الورک علمی مرکز ایڈیشن کے علماء و محدثین | ہبہاری حکومت ہیں علم کا ایک اور کراچی اور بھی  
اسے فتح تک کے ایک مسجد تعمیر کی اصر یہاں سلطان حاکم و قائمی و خطیب مقرر کیا، اسی زاد  
سے حاکم و حکومت کے سلطان امداد و حکام حاکم و قائمی و خطیب مقرر کیا، اسی زاد  
خان اور سندھ کے سلطان امداد و حکام کی اطاعت و امان میں رہا، یہاں کے خیر سلبانی  
خان اور کریم رہے، اور حکومت اس باتفاق مقامی ہندو راجوں کے ہاتھ میں رہی، ہبہاری

ابوالحسن سعد الدین محمد بن عبد الرحمن اندلسی الفزاری متوفی ۷۳۵ھ، اندرس کے پہنچے  
والے تھے وہاں ہندوستان اور چین کے شہروں کا سفر کیا اور سمندروں میں بڑے خطرات  
سے مقابلہ کیا، پھر بغداد جا کر فتنہ و حدیث کی تجھیل فراہی، فتح خامد غزالیؑ سے اور ادب  
خطب تبریزی وغیرہ سے حاصل کیا، آپ کے اساتذہ میں بہت سے علماء و محدثین ہیں  
بڑے نیک اور رفعہ عالم تھے۔

ابویکر محمد بن معاویہ بن عبد الرحمن اندلسی مردی متوافق ۷۳۵ھ، حدیث اندلس  
ہیں، ابن احمد کے لقب سے مشہور ہیں، اندرس سے مشرق کا سفر کیا اور نامن افی آنام  
ذریابیؑ، اور ابو خلیفہ جوہیؑ سے روایت کی، سنن نسائی سب سے بیلے اندرس میں آپ کے  
ذریعہ ہوئی انجارت کے لیے ہندوستان آئے مگر یہاں نقصان اٹھانا پڑا اور میں ہزار دینا  
کمال سمندر کی نذر ہو گیا، جس کی وجہ سے یہاں سے نیقر ہو کر واپس ہوئے۔  
امام عافظ ابوالحسن عبدالغافر بن الحسین نیساپوری متوفی ۷۹۰ھ، ذہبیؑ نے آپ  
کو حافظ، معقید، لغوی نظام کے لقب سے یاد کیا ہے ان کی تصنیفات میں تاریخ نیساپور  
و تاریخ اور غیرہم شرح سلم مشہور ہیں، ایمان محدثین میں سے تھے، پالیس سالی  
تمام ہوتی کی خدمت میں رہ کر تفقیح حاصل کیا، خوارزم اور ہندوستان کا سفر کیا تھا  
ابو عبد اللہ شعبانی الفروج بالکی صرفی متوفی ۷۸۵ھ، آپ کا لقب ذکی الدین ہر  
عقلیہ رسملی، ایمان کے رہنے والے تھے، لغو اور لغت کے عالم تھے، حقولیہ سے عراق  
آئے، یہاں سے خراسان کے پھرداں سے غرض اور ہندوستان کے شہروں میں گئے، اور  
اصبهان میں وفات پائی،

محمد بن اسحیل تونقی میر، قلقنی، ایں معاشرانہ تھے ان کا تذکرہ بلعمات الامم میں  
لے مر ۷۲۰ان میں مس ۱۴۲- ۱۴۳ھ، قسم اول۔ ایں اصیل بصری تھے، ایں مس ۲۱۶ و بعینہ اندلسی،  
تکہ تذکرہ الحنفیات میں مس ۲۶۸ و مص ۶۶۱،

تصانیف خوب نہیں، مترسال تک اپنے موالع سے لوگوں کو نیشن پہنچایا، نیساپور ہرات  
شام، حجاز، مصر، انجان، حملہ حسان، ایل، طبرستان، بیت المقدس، غزہ، اور  
بلاد ہندوستان وغیرہ میں گھوم گوئی کیا اور ان مدار و انصار کے علماء و محدثین سے احادیث  
کا سماع کیا تھا، بو شیخ میں جمادی الآخریہ تھے میں ہدایت ہوئے اور ہرموم ۷۲۲ھ میں  
موت ہوئے۔ امام ابو عثمان ساہبی ہندوستان کے بزرگ ہے کہ بہت سے کے باس آئے اور یہاں سے  
داہی پر ہرات گئے، جہاں کئی دونوں تک حدیث کی علیس معتقد  
ملک الخناقة ابو جاردن بن صالح بن نبادلی، فقیہ اور اصولی، خواص، فتویں اور  
میں ان کی کئی تصنیفات ہیں، ملک الخناقة ان کا لقب ہے جسے خود ہی ایجاد کیا تھا، اتنا  
بڑے فتح و پیغمبر عالم تھے، دینا و دین جنہا و جلال حاصل تھا، شافعی سلک حجا و اسان  
اور ہندوستان کے دینی و ملکی سفر کے بعد واسطہ میں موت مقید ہے، پھر دشمن تھا  
ستقل افاق اس فقیر کی نقش شافعی میں ان کی کتاب الحاکم بہت مشہور ہے، دشمن میں  
۷۲۶ھ میں موت ہوئے۔

حسین بن منصور، حلیج متوافق ۷۳۷ھ، مشہور عوفی و بزرگ ہیں، آپ نے  
ہندوستان کا سفر کیا اور اپنے سلسلہ کو پھیلایا، یہاں کے ہر بیان آپ سے خط و کتابت  
کرنے تھے اور مختلف کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

ابو احمد غافت بن احمد بن خلعت بن یاث بن فرقہ بخاری متوفی ۷۹۹ھ، سجستان میں  
کسی طلاق کے عاکم و بادشاہ تھے، ساتھ ہی ارباب علم و فضل ہیں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ  
نے آپ کو دین و دینا کی دولت سے نوازا تھا، ترا اسان اور عراق میں حدیث کا سماع  
کیا، امام ابو عبد اللہ عاکم نے ان سے روایت کی ہے، رب سو فوج بلاد ہند میں  
بomal بوس انتقال فخر رہا، اور سماج ہی آپ کا ملک بجا تاریخ۔

عیوب کے عقلیانی طاولہ مذکون اور ان کے علماء کے سلسلہ میں کیا ہے اور کجا ہے کوچھ  
بن اتمیل تنوی نجوم احکام فلسٹ کے مشہور علماء میں سے تھا، اس نے ہندوستان کا غیر  
کر کے زبان سے علوم نجوم کے عجمائی و خراصی حاصل کیے اور ان کو عام کیا۔

ابوالرسان جمیل بن احمد بیرونی، متوفی حدود سلطنت اسلام و ملکہ صاحب کتاب الحند  
ہندوستان کے علوم و فنون کا یہ عالم دنیا میں تھا، اس نے بہاں کے نجوم و ہفت  
اور حساب و ریاضتی سے اپنی معلومات اور تصنیفات کی خاصی پیشی کی دنیا کو روشن سی  
گرایا ہے، کتاب الحند، تحقیق بالہند اور القانون المنسوب بالہند کتاب ہیں ہیں  
جن میں ہندوستان کے علوم و فنون پر بحث ہے۔

یہ پیاری دوسرے بعد ہندوستان آیا تھا جبکہ غزوی حکومت قائم ہوئی تھی  
اوپر معاشر قلائل بھی، عصر عباسی کا شہر اور ماہر فلکیات ہے، یہ ہندوستان اپنے  
مدتوں یہ کریم کے ماہرین فلکیات و نجوم سے تخصصی علم و فن کیا، اور کتاب انسین  
والموالید نامی کتاب لکھی، ۱۲۴۷ میں فوت ہوا۔

ان میں سے کئی علماء پیاری حکومت کے بعد ہندوستان آئے، مگر ظاہر ہے  
کہ انہوں نے پیاری ہیں علم و فن سے پھول چھنے، اور نئے دوسرے پڑا نے دد کی طبی روپی  
قدرتی ان کے کام آئیں۔

بیو سامر کے حالات میں انساب و تذکرہ کی حسب ذیل کتابیں ہمارے سامنے  
ہیں، کتاب المعرف، ابن قیمیہ و بنوری متوفی ۶۵۰ھ، کتاب مجرم ابو جعفر محمد بن سبب  
بندادی متوفی ۷۰۰ھ، کتاب سب قریش، مصعب زیری متوفی ۷۳۰ھ، کتاب  
بجزءة الانساب العرب، ابن حزم اندیشی متوفی ۷۵۰ھ، کتاب الاغانی، ابو الفرج تھفہ  
متوفی ۷۷۰ھ، انسوس کز زیرین بکار متوفی ۷۹۰ھ کی کتاب جمیزة انساب قریش کی  
وہ مدد تک شائع نہ ہو سکی جس میں بیو سامر کا ذکر ہے، مذکورہ بالا کتابوں سے  
بیو سامر کے اندیشی حالات ذرا تفصیل سے پیش کرتے ہیں کیونکہ بیو سامر کو چند  
دروجہ کی بشاریہ کے شہنوں نے بڑی مخلوقاً صورت میں پیش کر کے ہر حیثیت سے  
ان کو گرا نے لی شاشی کیا۔ سامر بن بوی کی اولاد عامہ طور سے کم تھوڑی کردار دراز  
مقامات میں آباد ہوئی، جن میں کے مخالفوں کو مطلعون فی الشب کرنے کا موقع  
طلا، اور بیوی ان میں سے اکثر سامر ایضاً حساب، عثمانی تھے، اس سے ان کو حضرت ملی ٹھیک  
دشمن بتایا گیا، بلکہ ان میں سے ایک طبقہ کو تمدن کیا گیا، اسے بابتدار میں ان کے حالات  
ذر تفصیل سے پیش کیے جاتے ہیں۔

ابن قیمیہ کا بیان بیان قریش میں اور پر کے سلطھ میں تھرا تھا ایک مشہور شخص

اور خزیر بن لوئی کی اولاد نے جزویہ میں آباد ہو گئی حاشیت بن ہمام بن مرہ بن ذہل بن شیان میں بود و باش اختیار کی، اور سعد بن لوئی اور عوف بن لوئی کی اولاد و عطفان کے ساتھ رہنے لگی، عوف بن سعد بن ذیبان بن بغیض کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ یہی عوف بن لوئی ہے، اسی وجہ سے حاشیت بن غال مری نے ان اشعار میں اس کی شبیعہ قریش کی طرف کی ہے۔

رُفعت الرصْمِ اذْقَالُوا، قُرِيشٌ  
وَشَبَّهُت الشَّمَائِلُ وَالْقُبَابَا  
فَمَا قُوَّى شَعْلِيَّةَ بْنَ سَعْدٍ  
وَلَادِينَ أَرَأَى الشَّعْنَى رِقَا بَا  
بُنْ سَعْدٍ بْنَ لَوْيَى كُوبَّةَ دُرْبُونْخَرِيزِيَّةَ بْنَ لَوْيَى كُوْعَانَدَهَ قُرِيشٌ كہا جاتا ہے، ایک شاعر کہتا ہے۔

شُورُبُ الْقَبَبِيُّ الْمُغْبَلُ هَرَبَّيَّةَ رَدَتْ بَنَاتَةَ فِي بَنِي شَبَّابَا  
وَالْعَائِدَةِ مِثْلَهَا مَوْتَوْهَهُ لَهَمَّاتِكُنْ وَكَانَهَ تَدْكَانَا  
حَضْرَتْ عَثَمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعَنَّتْ أَبِي خَلْفَتْ كَمْ زَانَ مِنْ إِنْ تَكَامْ قَبَّالْ كُونْزِيشِنْ كَمْ  
سَاحَرَانَ كَوْفَرِيشِيَّ شَمَارِكِيَا سَخَّا

ان مذکون علما نے انساب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ لوئی بن غائب بن فہر کی اولاد نے پشت حرب زاوجہ و کر عرب کے درود از مقامات میں مستقل بود و باش اختیار کی، اور وہ اپنے نئے نہجتوں سے دولا و حلقت کا تعلق پیدا کر کے ان میں یوں لیں گئے کہ ساسلہ نسب اور رشتہ متاثر میں مشتبہ قرار دیتے جانے لگے، حتیٰ کہ بعض شعراء نے اپنے اشعار میں اسے قاہر بنا نہیں باہر نکل جانے والے قریشی قبائل مختلف القاب سے مشہور ہوئے، حاشیت بن لَوْيَى ایسے کم ایک سے مشہور ہوا۔ سعد بن لوئی کی اولاد ہنانہ کہلانی، اور خزیر بن لوئی کی اولاد کو کوئندہ قریش کا القب

بے، اسی کا نقب لَوْيَى ہے، جس سے پورا قبیلہ مشہور ہے، اس کا پوتا تو فی بن غالب بن لَوْيَى ہے، جس سے کئی قریش خاندانوں کا سارہ نسب ملتا ہے، لوئی بن غائب کے ساتھ بیٹے تھے، دل، کعب بن لوئی (دلم) عامر (۳)، سامر (۴)، سعد (۵)، خریزیہ، دہ، حارث (۶)، عوف، ان میں کعب بن لوئی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی تعلق ہے، اور سامر بن لوئی سے ملتان کے سامی خانہ تھا، سامر بن لوئی نے مکہ سے بھل کر عمان میں سکونت اختیار کی، وہیں فوت ہوا، اور اس کی اولاد دیہیں آباد ہوئیں: داما سامة بن لوئی فو قرع بغان سامر بن لوئی عمان پہنچا گیا، اور وہیں فوت ہوا، وہلات بھا فول دہ هنات: اس بے اسکی اولاد عمان میں رہا۔

قریش کے کچھ تباہیں بیان اور کوئی تلویح کیا جائے، ابو جعفر محمد بن جبیب بغدادی کا بیان | مگر سارے قبل اس قریش ان بھی دو دوں طبقوں میں تھصرہ نہیں ہیں، بلکہ ان کے فلا وہ بھی قریشی قبائل ہیں، چنانچہ ان کیاں میں سے سامر بن لوئی ہے جس نے عمان میں سکونت اختیار کی اور اس کی اولاد دہیاں جو ازاد کی ملیٹ بن کر آباد ہوئیں۔

سامر بن لوئی رفع ای عمان فخلدہ سامر بن لوئی نے عمان میں سکونت کی، اور وہاں هنات خلفاء از دعائیں پڑاں کی اولاد قبیلہ از دلکی طیبہ بن کورہی۔ سائش بن عطیا نے یہ آمد میں سکونت کی اور اس کی اولاد یہاں کے بخواہان کے ساختہ رہی، حارث کا القب جیشم ہے، ہبی حارث بن لوئی کو مخالف کر کے جریئے کہا ہے۔

بنی حیشیو الستم لهران نامہروا لفرع الروابی میں لوئی بن غالب ولادی ملکیں بیش حق الغراب

دیا گیا، اس طرح حارث بن سامر کے بھائی زکریٰ تھے؛ (۱) لوئی بن حارث د، عبدالبیت (۲) از زمرہ، اور (۳) سعد، ان سب کی ماں سلیمانی بنت تم بن شیبان تھی، (۴) عبدالبیت اور (۵) درک ان دونوں کی ماں تاجیرہ بنت جم عقی، جاہلی دستور کے مطابق سامنے اپنے باپ کے مرلنے پر اس کی بیوی تاجیرہ کو اپنی زوجیت میں داخل کر لیا تھا جس کے بطن سے یہ دونوں اولاد تھی۔

عبدالبیت کی اولاد میں آگے پل کروہ لوگ ہوئے جن کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا تھا، اس وقت بنو عبدالبیت کا سردار عمر بن ماسند تھا، حضرت علی نے ان کے مقابلہ کے لیے بھی یہ پورے کے مقابلہ بن قیس ریاضی کو روشن کیا تھا۔ اس سے پہلے خیریت حضرت علی کے ساتھ تھا، مگر حکیم کے وقت ان سے جدا ہو کر مختلف بن گیا۔ عبدالبیت بن حارث بن سامر کی اولاد میں سے جیب بن شہاب تھے، بصرہ میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی، اور عبدانہ بن عامر نے ان کو بصرہ میں ایک ہر جا گیر کے طور پر دی تھی، عبدالبیت کی اولاد میں سے جہنم بن سعید بن بدربن جہنم تھا، اسی بن حارث بن سامر بن لوئی کی اولاد بزرگ تھی۔ اسی بن لوئی کی اولاد میں زادہ (۶) عبدالله، (۷) زائد، (۸) زین العابدین، (۹) یوسف کے سب رہنماء مخصوصہ میں بخوبی میں شمار ہوتے ہیں،

جبار بن لوئی بنت حارث بن سامر کی اولاد میں غوف نامی ایک شخص تھا، اسی کی نسل سے فقیر بن زیاد بن ذرا بن غوف بن کبر بن غمود بن غوف بن عباد بن لوئی تھے، جو جنگ جمل میں حضرت عالیٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہ کر قتل ہوئے، یہی لوگ بوسا بن لوئی ہیں۔

(۱) حارث بن سامر، اس کی ماں ہند بنت تم بن فغالب ہے۔  
 (۲) فالب بن سامر، اس کی ماں تاجیرہ بنت جم بن ربان ہے، فالب اپنے باپ کے بعد لاولد مرا۔

سعد بن حارث بن سامر کی اولاد میں سے نصر بن عبید بن علار بن مالک موصیٰ ہیں،  
 ہی سعد بن حارث کی نسل باتی ہے، عبیدہ بن علاد بن سامر کی اولاد میں سے عباد بن  
 مصوہ بن ناجی قاضی بصرہ ہیں، پورا سلسلہ قاب یہ ہے مصوہ بن عباد بن سامر بن حارث  
 بن قطن بن مدحج بن قطن بن اخزم بن ذہن بن عمرو بن مالک بن عبیدہ بن حارث بن سامر  
 بن لوئی، اولادی کی اولاد میں محمد شاحدہ بن عزراہ بن یزید بن نعیان بن عجلہ بن اخشم بن  
 کرمان بن حدیث بن حارث بن مالک بن عدین زلارہ بن عبیدہ بن حارث بن سامر بن لوئی بھی ہیں  
 ان دونوں ائمہ انساب کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب بن سامر کی ماں  
 ناجیہ بنت جرم بن ربان تھی، اسی کی نسبت سے بنو سامر کی ایک شاخ بنو ناجیہ مشہور  
 ہوئی، مگر اس کے بیٹے غالب بن سامر سے کوئی اولاد باتی نہیں رہی اور وہ اپنے باپ سامر  
 کے بعد لا ولہ مرا، ابتو اس کے بھائی مارث بن سامر نے جاہی رسم کے مطابق اپنے باپ  
 کا بیوی ناجیہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا، اس سے جو اولاد ہوئی وہ بنو ناجیہ کھلائی  
 الامم ایک خزم نے لکھا ہے۔

غالب بن سامر کی ماں ناجیہ بنت جرم بن ربان  
 بنت جرم بن ربان بیان، ایسی انساب ولد  
 ہے، اسی کی طرف اس کے شاہزادے اولاد  
 زوجہا فہم بنت ناجیہ ولد اعقب  
 نہیں پڑی، کہ ناجیہ کے بیٹے جلدار کے بیان  
 لغالب الذی خول لـ ناجیہ و  
 ائمۃ العقب لـ انجیہ، الحارث  
 مارث بن سامر کی اولاد کے سلاسلہ جو پیشہ باپ  
 خلفت علی ناجیہ فتن  
 سامر کی بیوی ناجیہ کا دارث و مالک بنا، اسی  
 کی اولاد نے ایک طرف متبرہ ہوئی۔  
 دلدادہ الجایا

بنو سامر کے رب کے شکوف نے اسی مقام میں ایک پیرا کے ان کو مجبوں المثب  
 ملہ مجبوں انساب اصلیہ ۲۴۷

دسامہ مختار، ناجیہ ایضاً  
 فائزہ عن دنام مظہلم  
 سامر بن لوئی کی اولاد، حارث بن سامر، اس کی ماں ہند بنت قیم الدارم بن غالب  
 ہے، ذیہری نے قیم بن غالب کیم ہے، دیں غالب بن سامر، اس کی ماں ناجیہ بنت عاصیم  
 بن ربان ہے، اسی ناجیہ کی طرف اس لے شوہری اولاد متبرہ ہو کر بنو ناجیہ کھلائی ہے  
 مارث بنت ناجیہ کے غالب کے بیچے کوئی اولاد نہیں، تھی، مارث کے بھائی مارث کی اولاد  
 تھی جس نے بعد میں ناجیہ کی پہنچانے والی زوجیت میں لے لیا تھا۔  
 حارث بن سامر کی اولاد میں (۱) لوئی، (۲) عبیدہ و (۳) عاصیم، (۴) ناجیہ  
 ذیہری نے زمود لکھا ہے، (۵) عبد العبیت، (۶) ساعدہ اور (۷) عاشورہ مارث ذیہری نے  
 ان دونوں کے نام نہیں لکھے ہیں، البته درک کا نام لکھا ہے، ساعدہ کی اولاد باتی ہے۔  
 حارث بن عبد العبیت کی اولاد میں طبیس شاعر تھا جس کا نام علی ہے اور اس کے  
 دو بھائی محمد، اور عبد اللہ تھے، جو بنو جرم شہور ہیں ان کا انساب یوس ہے بنو جرم بن  
 بدر بن جرم بن مسعود بن اسید بن اذیز بن کرار بن کعب بن جابر بن مالک بن عتبہ بن حارث  
 بن عبد العبیت بن حارث بن سامر بن لوئی۔

جنمہن بدھ خلیفہ والیق رستمی کا والی شرط پولیس افسر، عطا، نیز زبیدہ بنی دہ  
 اس کے عدو دکا والی و حاکم تھا،  
 بنو عبد العبیت رہی سے خوبیت بن راشد کے ساتھی تھے، جو حضرت علیؑ کی ائمۃ  
 کے زمانہ میں مرتد ہو گئے تھے تو اس نے ان سے جنگ کی اور ان کو قتل کر کے اسی  
 عورتوں اور بچپوں کو قید کیا، جن کو مصقلہ شیبا تی لے خرد کر آزاد کر دیا اور حضرت علیؑ  
 کے پیاس بھاگا، حضرت علیؑ نے ان قیدیوں کی آزادی کو بحال رکھا۔  
 ربیعہ بن حارث بن سامر کی اولاد ہے (۱) عیشم دیں حمام، اور (۲) مازن یہ  
 سب کے سب رہنما مسلم بن کربل بن سفیان بن ہشم میں شمار ہوتے ہیں۔

قرار دینے کی کوشش کیا ہے میسا کار افانی کے بیان سے معلوم ہوگا، دوسری اہم بات ان دو لوگ ماءہرین انساب کے بیان سے معلوم ہوتی ہے کہ تو عبدالبیت کے ارتادوی کی کہانی شبیہ ہے صعب زیری ترین اتنا لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نہ ان کو سک کر دیا، پوچھ ان کے ساتھ تھے مگر واقعیت کے بعد ان سے معلوم ہو کر مخالفت ہو گئے، اور این حرم نے لکھا ہے کہ یہ لوگ حضرت علیؓ نے کہ دلخواستی تدھوگئے تھے اس نے آپ نے ان سے قتال کی، اس میں حضرت علیؓ کی موافقت کا نامہ تاکہ کوئی ضرر نہیں ہو اور اغاثی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بہت پیطہ مرتد کی طرف روانہ نے اپنے دور غلافت میں ان سے قتال کیا اور ان کو قلام بنا یا۔

**ابوالغرض اصفہانی متوفی سیزدهنماہی**  
**ابوالغرض اصفہانی صاحب الاغاثی**

مریخ نہیں اور داس کی کتاب الافق انساب تاریخ کی کتاب ہے مگر اس میں شخص و مورایات کے سلسلہ میں بنو سار کے ابتدائی حالت ملے ہیں جن سے کئی باقیں کی طرف اشارہ ہوتا ہے، اس نے بیان پر ان کا نقش کر دینا مناسب ہے، دور منوکل کے مشہور شاعر علی بن حییم سامي کے حالات میں اس کا سلسلہ نسب عارث بن عبدالبیت بن سامر بن بوی بن غالبؓ تک درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

هکذا اید عون و قریش تدفعهم ای طریقہ و لوگ اپنے نسب کا درج کر رکھی  
عن النسب و قمیهم بمنی ناجیة مگر قریش ان کا پہنچنے سے تسلیم نہیں کر سکتا  
و پیغمبرون ای امهم ناجیة ان کوئی ناجی پہنچنے، اور ان کی ماں ناجی کی  
وہی امرأۃ سامة بن بوی حصہ<sup>۱۳۵</sup>۔ طرف منوب کرتے ہیں جو سامر بن افی اگلی بروی ہی۔

پھر لکھا ہے کہ میسا کر کہا گیا ہے سامر اپنے بھائی کعب بن بوی سے کسی بات پر خفا ہو کر بھرجن چلا، راستہ میں اس کی اوٹھتی نے گھاس کھانے کے لیے گردن زمین کی

حلف کی تو اس کے منہ میں ایک سانپ پڑ گیا، جسے اوٹھتی نے اپنے پالان سے گڑا، اور سانپ نے اس میں گھس کر سامر کے پیریں ڈس لیا، جس سے اس کی موت ہو گئی، جب اس حادثہ کی خبر اس کے بھائی کعب کو ہوئی تو اس نے یہ مرثیہ کہا:  
عینِ جودی لسامتہ بن بوی علقت ساق سامته العلاقہ  
اے آنکھ! سامر بن بوی کے پیے انکبار مہ، سامر کی پنڈتی سے سانپ پڑ گیا  
ربت کا پس ہر قدمہ این بوی حذر الملوک لم تکن مهر افتہ  
اے ان بوی! اوقتے کئنے ہی جام گلیئے مگر موت کے ذمہ سے نہیں گرا یا  
جو لوگ بنو سامر کے نسب کے منکر ہیں ان کا کہنا ہے کہ بھرجن میں سامر کے ساتھ اس کی بیوی ناجیر بھی تھی، جب اس کا انتقال ہو گیا تو ناجیر نے بھرجن کے ایک آدمی سے شادی کر لی، جس سے حارث پیدا ہوا، اس کے بچپن میں اس کا باپ مر گیا جب وہ بڑا ہوا تو اس کی ماں ناجیر نے اسے قریش میں ملاتا چاہا پھر عارث کو بنتا یا کہ نے سامر بن بوی کے بڑے کے ہو، اس کے بعد عارث اپنے بھائی کعب کے پاس مکہ گیا اور کہاں کہاں اپ کا بھیجا ہوں، کعب نے اس کی ماں کو پہچان کر اس کے دعویٰ نسب کو صحیح تسلیم کیا، حارث ایک زبانیک کعب کے پاس رہا، اتفاق ہے ان ہی دفعہ بھرجن سے ایک قدر کی کارافائلہ ٹاؤں نے حارث کو دیکھ کر سلام کیا اور تھوڑی دیر بات چیت کی، کعب نے ان سے بوجھا کر اس سے تم لوگوں کی جان پہچان کہاں کی ہی، انھوں نے کہا یہ ہمارے شہر کے قفار میں کارافائلہ ہے، اور یہ تفصیلی بات بیان کی، اس کے بعد کعب نے حارث اور اس کی ماں ناجیر دنوں کو نکال دی، اور دلوں بھرجن پڑے آئے، بیان حارث نے شادی کی جس سے یہ ملا ہوا ہے، جس سے احمد علیہ وسلم سے ردعت کی گئی ہے کہ اپنے فرمایا عتیقی سامہ لحری عقب بحق نے یہ چاہی سامر نے کوئی اولاد نہیں چھوڑ رہی،

الگ ہو گئے اور اپنی ماں تاجیرہ بنت جرم بن ربان کی مسروف خوب  
بُوئے ربان ہی ملافت ہے، اور اسی نے سب سے پہلے حال علاقوں (علانی کجا وسے) پڑھنے  
تاجیرہ کا نام بلی ہے، اسے نابیہ اس یہے کہتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ ربان کے ساتھ سحر  
جن جاہری تھی، جب پیاس بھی تو اس نے پافی مانگا اس نے کہا کہ پافی فوتھا رے  
سائنسے ہے کے گے جل کر پی اینا، وہ یہ کہکھر سے سراب دکھاتا تھا، وہ جلتی رہ کرہیاں  
تک پڑھنے پڑھنے سے ایک بجھ پانی لگا اور اس سے پی کر بخات پالی،  
زیرین کا نہ اپنے سلک کی وجہ سے ان کو قریش میں داخل کیا ہے۔ یعنی  
ایمالمونین حضرت ملی بھی اللہ عن کے طرز عمل کی مخالفت، اور زیرین کا درجہان بتوان جیہے  
کی طرف اس یہے ہے کہ حضرت ملک دشمنی پیمان کا اجماع ہے، جیسا کہ زیر کا مذہب  
اس پارے میں مشہور و مانو ہے۔

اغافی کی وسیعیں سے معلوم ہوا کہ سامہ بن ووئی نے عمان میں نہیں بلکہ بحرین  
میں سکونت اختیار کی، جو عامہ تصریحات کے خلاف ہے اور یہ کہ جو لوگ بتوان جیہے کو قریش  
کے خلاف کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ سامہ بن ووئی کے مرینے پر اس کی بیوی تاجیرہ نے  
بھرپر لے گئی آدمی سے شادی کر لی تھی، جس سے حارث پیدا ہوا، اور ایسا انہیں  
ہوا کہ سامہ بن شاعر اپنے باپ کی بیوی تاجیرہ کا وارث ہوا اور اس کی اولاد پڑھنے مالک  
راہرین انساب کا انساب ہے، انساب بن سامہ کی ماں تاجیرہ کا وارث و مالک اس کا بھائی  
حارث بن سامہ ہوا، اور اکنہ سے تاجیرہ کی اولاد ہی جو بتوان جیہے کہلانی، یاروں نے  
یہ کہ لوگ بتوان جیہے بنت جرم ہیں، علمقہ خصی تیجی کا یہ قول پیش کرتے ہیں۔

وکان بتوان جیہے اور داعن الاسلام بتوان جیہے اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں، اور جب  
ولما دفعہ علی بن ابی طالب میں پہنچا، حضرت ملی بھی مشرف کا درد نلافت کیا اور اپنے  
الخلافہ دعا ہم ای الاصح اسلام نے ان کو اسلام کی دعوت وی بعض تو اسلام  
بعضیہم، واقع ام ابا قتون علی الودۃ ہے ابھی، ذمہ قائم ہے، جن کو اپنے  
فیبا ہم داستوفهم ۴۶۶، یاد رکھ لیا۔

بعد میں ان کو مصلحانہ بن بیرون نے ان سے خرید لیا اور اسے بھائی رضا کا کرکے بائی کا  
اقرار کیا، مسکون حسن کو ازاوج کر کے راقوں نات حضرت معاویہ بن ابی حیان کا اس نے  
تو ازاد ہو گئے مگر مصدقہ کے ذمہ ان کی قیمت بائی رہی۔ جس کی وجہ سے حضرت ملک نے  
اس کے مکان کا کچھ حصہ گردایا، اور ایک قول کے مطابق پورا مکان گراویا اور حب تاکہ  
حضرت علی بن زندہ رہے مصدقہ کو نہیں گیا۔

ابن کلبی کا قول ہے کہ سامہ بن ووئی کا بزرگ کا غالب بن سامہ ہے، اس کی ماں تاجیرہ  
ہے، سامہ کے مرینے کے بعد تاجیرہ کا وارث و مالک اس کا بزرگ کا عارث بن سامہ ہوا  
اور سامہ کے یہ دونوں لائے غالب اور عارث لاولد فوت ہوئے۔ اور ایک قوم جو  
تاجیرہ بنت جرم بن ربان مخلاف سے ہے اس کا دعوی ہے کہ وہی بتوان جیہے کے دلیل ہے اور  
ان کی ماں وہی تاجیرہ سامہ کی بیوی ہے انہوں نے عائشہ بن سامہ کی طرف اپنی سبست  
کی، ان ہی لوگوں کو حضرت ملک نے مصدقہ کے ہاتھوں فروخت کیا تھا، اس کی دلیل کے  
لیے کہ لوگ بتوان جیہے بنت جرم ہیں، علمقہ خصی تیجی کا یہ قول پیش کرتے ہیں۔

زعمتم ان تاجیرہ بنت جرم عجوز نیجہ مسابقی افتتاح  
نان کا نت کذلک فالیسوہا نان الحلی للامتنی تمام  
دہی قول ہشیم بن عدعی بھی ہے، البتہ بیرین بخار نے ان کو قریش میں داخل کیا ہے اور  
کہا ہے کہ وہ قریش عنازیہ میں، ان کو عازیہ اس یہے کہتے ہیں کہ وہ لوگ اپنی قوم سے

وغیرہ ان کے مشہور قیائل و شعوب تھے، ان میں بونا جیہ نام طور سے ارتدار کے مالک ہوئے، اس سے ان کو طرح طرح سے بننام کیا گیا، اسلامی سیاست و حکومت میں پہلی بار ان کی اجتماعی طاقت کا ظہور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محیت میں ہوا، جس کا خاتمہ آپ سے علیحدگی کی محل میں حستہ میں واقعہ حکیم کے بعد ہوا۔ دوسری بار ان کا ظہور غلبہ تسلیم میں موصل کے اندر برپا شعبدہ اور عاکم رسول کے مقابلہ میں ہوا، اور تیسرا بار وہ پوری طاقت و شوکت کے ساتھ کھل کر یوں سامنے آئے کہ خلیفہ عقائد و فہمند تسلیم کے زمانہ میں اپنے وطن عمان میں اور اس کے بعد میان میں انہوں نے اپنی خود مختار حکومت قائم کی، اور محمد بن قاسم بن محبہ سامی نے بوسامہ کو ایک ہی زمانہ میں دو ملکوں کا حکمران بنایا، ان میں میان کے سامی عکران بزمیہ کہلائے، اور اس سے بہت پہلے ان کے ایک آزاد کردہ غلام فضل بن مہان نے سندان میں محمد ناموی میں اپنی حکومت قائم کی جو عقائد کے زمانہ تک رہی،

بیرون مکولا نے تصریح کی ہے کہ حضرت لقیط بن عباد بن عباس کا ذکر زیان رسول پر بیجید سامی نے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُنھیں وہ نامانات، نیز کپ نے بوسامہ کے ایک وفادگی طاقت کے موقع پر قبیلہ قریش سے فرمایا کہ چوڑا، چوں لداں کے علاوہ ملائیں سعائی نے کتاب الائباب کے مقدار میں ایک را قصہ پی سکتے بیان کیا ہے جس میں ہے کہ سعید بن زید بن عمر بن عقبہ سے ایک مرتبہ مقام یافت ہے جسماں بن حارث نے مسلمین لوگوں کے بالے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا ایک مرتبہ مسلموں نے بھی رسول اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اکہ:

یا رسول اللہ سامہ بہارے قبیلے سے ہے  
یا کم لوگوں کے بھیلے ہیں؟  
ام نحن منہ

بلکہ بونا جیہ کے نام ستم شہر سے وہ کسی اور قبلہ سے تعلق رکھتی ہے، ان ہی بونا جیہ کو حضرت علیؓ نے تمن و تقدیر کیا تھا، صاحب اتفاقی نے پاپا راجحان فنا ہر کرتے ہوئے زیر بن بخار کے بونا جیہ کو فرش میں داخل کرنے پر زیر کی حضرت علیؓ کے طرز عمل سے نامہ لی، بتانے کی کوشش کی ہے۔ حضرت ذریت ہے، اسی طرز میں صاحب اتفاقی نے یہ بھی بتایا کہ بونا جیہ کا نامادگی اپر اتحاد ہے، ایک اور اہم بات یہ معلوم ہوتی کہ بونا جیہ کے یہ مرتبہ بہت پہلے اسلام سے مخات ہو چکے تھے اور ان کے ارتدار کو حضرت علیؓ کی سیاست و فلافت کے نتال سے اپنے حلقوں میں بتا جب اپ کی خلافت ہوئی تو پرہا راست آپ نے ان سے قتال کیا اور اپنے نے ان کو قید کر کے مصقالے کے ہاتھوں فروخت کیا۔

اور عقل بن فیس کو اس سے ذمہ تعلق نہیں ہے، حالانکہ مصعب زیری کی اندھے پل کر مسعودی نے ان کے ارتدار یا مخالفت علیؓ کو حکیم کے مسلمان درج کر کے عقل کا نام میا ہے، ابتداء ہن حرم اس کا نام میے بغیر اسے حضرت علیؓ کے دور کا واقعہ قرار دیتے ہیں اور لکھا ہے کہ حضرت علیؓ ہی نے ان سے جنگ کی، ان کو قید کیا، اور اور مصفلہ شیبانی نے ان کو خیری کر آزاد کیا۔

الغرض ان تمام درخواں اور مطالبوں کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ عمان میں بخسار کو خوبی عروج ہوا اور اپنادار ہی سے ان میں آدمیوں کی کثرت اور فہم و فراست کی فراوانی تھی اور بعد میں ان کے اندر کسی ارباب اقتدار و سیاست اور صاحب فضل و کمال پیدا ہوئے، پہنچنے، اپنائیں، اپنائیں، اور سرکاری عہدوں کے مالک ملتے ہیں، ان کی کثرت کا حال یہ ہے کہ ایک ایک شخص سے کئی کئی شلیں چلیں اور وہ شان دشائی ہو کر عمان اور اس کے باہر پہلے ہوئے تھے بونا جیہ، بونوہارث، بندسد، بیو بیدا چیفت، رہبڑا اسلام کرپ، رہبڑا ش سورین، خاچ

آپ فرمایا:

بل ہو مذاہر میں معمول تسلیم ہے کیا تم تو گئے شاعراناً  
شاعر ادنا فاتح  
کو اعلیٰ بھی نا ہے؟

بن اخن کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر ادنا فاتح  
لیے ہیں۔

ابلغ عامرا و سعد ارسولا  
ان نفسی مل معاشر ادنا فاتح  
ساجد ما جر حدا عدنا فاتح  
ان فی عمان داری فی اف  
حضر الملوک لتوکن میرا فاتح  
ربت کامیں هر قتیا بن لوئی  
لا ادی مثل سامتین لوف  
لیوم حلوابہ قبل المعاشر

تیرا شعر کتاب الاغانی میں موجود ہے جسے سام بن لوئی کے بھانی کعب بن لوئی  
اس کے سائب ڈسے پر گپا تھا، چونکہ کعب نے ان اشعار میں ناقوذلے حداثت کو  
بیان کیا ہے اس یہے اسے شاعر ادنا فرمایا گیا ہے۔

عمان میں شمشیر میں دعوت اسلام سمشیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت  
اور بنو سانہ کا قبول اسلام اپوزید انساری اور حضرت عمر بن عاصی رضی اللہ عنہما  
کو دعوت اسلام دے کر عمان روانہ فرمایا، اور وہاں کے دو نوں حاکم بھائی عبید بن جاندی،  
اور حسین بن جلنہ میں نے دعوت اسلام کو برقرار اور غبہ تیول کیا، تیران دو نوں کوئوں  
نے عمان میں آباد ہام عربوں کو دعوتہ سلام دی، اور وہ بھی اسلام لائے، بلا ذریت کا  
بیان ہے۔

ودعو العرب هنات بی اسلام عبید و تغیری دو نے وہاں کے دوں کو دعوت اسلام دی  
فاجالہا لیه ور غبا فیہ  
تو انہوں نے اسی اور اپنے بخواہ و رفتہ لیک کیا۔

ملہ کتاب الاساب ۲ سالی درن ۲ بیج یورپ۔ ۱ فتوح ایلان میں ۶۴۰۔

بن اخن را کی جو تیز پر عمان میں قدیم زیارت سے آباد ہو سامیگی اسلام لائے۔  
وقد تھی سامیہ اور حضرت خزیت بن راشدؑ اگرچہ قطبی طور سے یہ علوم نہیں کہ بنو سام  
کی رسول اللہ سے طاقتات کب اسلام لائے، پھر بھی محمد رسالت میں  
ان کا مسلمان ہونا اور ان کے ایک وفد کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف نیاز و  
طاقتات حاصل کرنا ثابت ہے، اس قبیلہ کے تین افراد کے نام اس مسلم میں نہیاں طور پر  
تاریخ میں موجود ہیں، ایک حضرت فخر بن عیاذ بن راشد نامی اور دوسرے حضرت قیط بن عبد  
بن بکیہ اور سرے حضرت مخاچ بن راشد نامی رضی اللہ عنہم چنانچہ امام امیر ایں ماؤل نے  
الاکمال میں لکھا ہے،

الخزیت بن راشد المناجی، بنیت بن راشد نامی بل بنی سارہ کے ٹکنے میں  
لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سلم میں ملے اور سلم سے حمادہ میز کے  
وہوبیت مکہ و المدینہ بستہ فی وہیان طاقتات کی، اور کاب نے ان کی باتیں تو  
دعت بنی سامہ فاسمع لہم۔

صالوں جو گرنے والا صاپ میں لکھا ہے،  
خشتیج بن راشد المناجی، ذکر، خربت بن راشد نامی کا تکہ سین بن مرخ نوادرات  
سیف بن عمری الفتوح، و آخر، سید کیا ہے اور یہ بن اسلام سے دو ایکلے ہے  
عن زید بن اسلام قال محق الخزیت کو خبرتے ہیں سارہ کے وفات کے سارے رسول اللہ  
بن راشد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلطان ملیدہ وسلم سے کہ اور میز کے دیسان طاقت  
وسلم بین مکہ و المدینہ کی اور آپ سنہان کی باقاعدہ کو قوم سے مشاک  
و قدم بین مکہ و المدینہ تھیں کہ اکارے فرمایا کہ وہ کوئی قوم سے  
لہو و قال لقریثہ هولا و قواعدہ۔

لہیزیں۔

نیز حافظ ابن حجر العسکری میں ایک مقام پاں کے باسے ہے لکھتے ہیں:

خریت بن راشد الشافعی (الشافعی) خریت بن راشد سائی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے۔  
لہ ادراک:

حضرت قبط بن جعماںؑ کی تذکرہ میں فاءٰ  
عمر فیض بن امر علیؑ کی ذکر میں فاءٰ  
کا بیان ہے،

وقبط بن عباد سائی مجید بن مکرب بن  
عمر و بن سواع و ابن سعد  
بن عبدی و بن الحارث بن سامت  
بن لوقی و ذکر ابو فرقہ اس اسامی اور  
وقبط علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم  
وقبط علیؑ انت منی و انا منك ذکرہ  
شبیل فی نسب سامة بن لوقی و  
الاصابین میں ہے:-

قطبی بن عباد السائی بالمعہمنہ: قطبی بن عباد سائی کے مارے میں ان کا  
تال، بت ماسکولا لم ہے کہ ان کی وفات سنی ذہمت خوبی  
و فادہ یہ ہے:-

حضرت مسیح بن راشد ناجیؑ کا رسول اللہؐ سے اقرار  
بجا ہی مسیح بن راشد ناجیؑ کا بھی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذہمت میں حاضر ہوتا تھا بہت ہے۔ حافظ ابن حجر

### لکھتے ہیں:

مسیح بن راشد الشافعی ذکرہ

مسیح بن راشد الشافعی ذکرہ

ابوالحسن المدائی و سیف

مالئی اور سیف بن هرثے محمد مختار شافعی

بن عمر فیض بن امر علیؑ کوئر

ابران کے ان اگر انوں میں کیا ہے جیزوں

فارس فی خلافۃ کھنخان محن

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتان

لئی انبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کہا ہے اور ان کے بھائی فرشت دوزن نے

دامن بہ ہو، واحقر الخریثة

اپ کی ذہمت میں حاضری بودی اور اسلام تجلی کیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب عالم میں ارتدا کی وبا پھوٹ پڑی

تو وال کے قبائل ازوہ مہرہ بن حیدران اور دوسرا قبیلہ تدمہ گئے، مگر مرتدین کی

نہ سعدیں یا سامر کا نام مستند کتنا بول میں نہیں ملتا بلکہ ایک روایت سے علوم

ہوتا ہے کہ حضرت سید بن راشد اپنے قبیلہ ہونا جیہ کوئے کہ اسلام کی طرف سے مرتدین سے

نال کر رہتے۔ اصحاب میں ہے:-

رسوی سیف عن القسم بن

سیف نے قائم بن محمد سے روایت کی کہ

محمدؑ انہ کا نعلیؑ بھی ناجیہ

کہ حضرت قبائل مردین میں بھی ناجیہ کے

فی حروفہ تھے:- نوادرہ، دستان

ایسے تھے اہد اس وقت کے اور امّا

احمد الاصفی و محدث

یہ سے پہلے ہے:-

اس روایت کے خالقیں حاصلت الاقانی کا یہ قول معتبر ہیں ہے کہ ہونا جیہ بھی

اسلام سے مرتد ہو گئے تھے اور حجت عزت ملی رحمی اللہ عن کا دور مقابلہ آیا تو اپ

نے ان کو اسلام کی دعوت دی، جس سے بعض مسلمان ہو گئے، باقی مرتدی رہے

جن کو اپ نے گرفتا رکیا۔

خلافت راشدہ میں مکانے بنو سامر کی شان و وقت | دلوں بھائی نادت و حکومت کی شان  
رکھنے تھے اور اس وقت کی سیاست میں بھی ایل تھے، خاص طور سے خریث مژد ع  
بی سے اپنی قوم بنو ناجیہ کے امیر و صدر اتر تھے، اور ان کا اکثر امور جاری تھا، وہ رفت کے  
ایام میں بھی بنو ناجیہ کے امیر و صدر اتر تھے اور پڑھنے والے کشم تین سے تیناں کرتے تھے  
آن فریضہ کی طرف سے پڑھنے والے کو کہاں کرنے سے نہ دل زخم بتایا گیا  
عبدالرشد عاصم نے ان کو فارس کے ایک علاقے کا گورنمنٹ نیا ٹاریخی حصہ بنانے میں مقابلہ  
میں مشہور روایات کی بنا پر حضرت عثمانؓ کے طفداروں میں تھے۔ بلکہ جن میں  
حضرت عطیہؓ اور حضرت زبیرؓ کی طرف سے پڑھنے قبیلہ مضر کے امیرن کو سامنے آئے  
اور جنگ کی۔

ان کے بھائی سجاپ حضرت عمرؓ نے عز کے دور غلافت میں علاقہ فارس کے  
گورنمنٹ نے جنے تھے بیسا کر ان مکونا نے بیان کیا ہے، مگر ان جھنے ان کی ایمان  
کی امانت کو دور عثمانی میں بتایا ہے۔ نیز لکھا ہے۔

وَكَانَ عَصْمَانَ يَبْيَسِينَ فَهَرَا  
وَدَوْلَتُ بَشَّارَيَةَ عَلَى الْمَقْبَلِ  
مِنْ عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِرَجَ الْيَمِ  
حَصَنَ بْنَ قَيْسَ الْمَرْيَجِ فِي هَذِهِ  
رَجَحَ الْأَيْمَانَ مِنْ كُلِّ الْمُكَبَّلِ أَحْنَوَهُ  
الْمَنْجَابَ بَتَتْ شَدَّدَ اسْتَعْنَى  
حَلَى كُورَدَيْلَانَ فِي حَدَّهُ تَسْتَعْنَى  
عَنْ رَضِيَ اللَّهُ  
حَلَمَ بَنَانَ يَكْتَمِنَ

شاجرات صحابہ میں دلوں بھائیوں کا عثمان ہونا یعنی حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حضرت  
عثمانؓ کا طرف دار بن کر ان کے مشاہرات و تقاضا میں حصہ لینا خریث کے لیے بہت  
میکا پڑتا، اور جو کچھ رہ بنو سامر کے صدر اتر تھے اس نے یہے بنو سامر کی طرح ان پر بھی طرح  
مرج کے ایزامات لگائے گے۔

حضرت خریث اور بنو سامر حضرت علیؓ یعنی اللہ عن کے  
کے زمانہ میں عثمان کے بیان کی فرضیہ میں دلوں با محل نے انداز جس پیش کیے گئے  
اور ان کو مرتد، بھروسہ اور زمان میں قرار دینے کے لیے بعض مورخوں اور ناسا بولنے  
اپنی سے چونی تک لکڑ زور خریث کیا، میسا اک معدوم مہا پست اور معلوم ہو گا، مگر حضرات  
محمد شریف اور علیار، جال و رواہ نے ان کے بارے میں بیانیت احتیاط اور ذمہ داری  
سے کام لے کر اس سلام میں صفات ستری ہائیں کی ہیں، امیر بنو لانہ کیا ہے:

وَكَانَ الْخَرِيْثُ عَلَى مُخْرِيْمِ  
مَرَدَ بَلْكَ جَلَّ جَلَّ عَلَى دَوْلَتِ سَبِيْرِيْمِ  
كَوْنَى بَلْكَ مُخْرِيْمِ  
الْجَمْلِ مَعْ طَلْحَةَ وَالْوَنِيرِ فِي هَذِهِ  
وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرَاوَنَى  
عَلَى كُورَهُ خَارِسَ قَالَهُ سَبِيْفُ  
وَقَالَ الْمَدِيْنِيُّ هَبَّ الْخَرِيْثُ  
مِنْ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِرَجَ الْيَمِ  
حَصَنَ بْنَ قَيْسَ الْمَرْيَجِ فِي هَذِهِ  
رَجَحَ الْأَيْمَانَ مِنْ كُلِّ الْمُكَبَّلِ  
الْمَنْجَابَ بَتَتْ شَدَّدَ اسْتَعْنَى  
حَلَى كُورَدَيْلَانَ فِي حَدَّهُ تَسْتَعْنَى  
عَنْ رَضِيَ اللَّهُ  
حَلَمَ بَنَانَ يَكْتَمِنَ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خریث خدا کے (مشتک) ایس طرف دار حضرت عثمان  
میں تھے، اس پرے قبیلہ مضر کے امیر بنو سامر کے سامنے عثمان کے بھائی سجاپ بھی ان کے  
ہمراستے، اور بعد میں وہ فعل بھائی حضرت علیؓ کے دوسرے بھائی طیب بن عاصی بھی اس سامنے لکھا ہو کر۔

رہت عثمانی میں خیر بامن۔ خیریت اور سخا بدوتوں بھائی مثالی تھے  
علیٰ فاما الخیریت کانے۔ اس پرے حضرت علیؓ کے ذریعے جمال بھائی اس  
فی الارض فسیروا لیمہ جو جیشاً کے بعد خیریت نے فضل و فضاد کی داد، انتشار کی تو  
حضرت علیؓ کانے ایک دن فتح بگبج جس نے بنی هاشم  
فاو قعوا بینی ناجیۃ۔

پیر ابن حجر العسقلانی خیریت بن راشد کے حال میں سیف بن عاصی کوں شک کیا ہے کہ وہ جنگ  
جل میں پورے قبیلہ مضر کے سردار تھے؛  
قال سیف و کان الخیریت سید کا بیان ہے کہ خیریت بن راشد کا بیان  
علیٰ مضر کلہا یوم انجمیل۔ قبیلہ مضر کے امیر تھے۔

اس کے بعد زیر بن بکار کا قول نقل کیا ہے کہ خیریت واقعہ حکیم تک استمرار  
حضرت علیؓ کے ساتھ رہے، مگر اس واقعہ کے بعد ان کے مخالفت ہن کرنا اس کی طرف  
چل گئے، اور حب خیریت علیؓ نے ان پر فون کشی کرائی تو جم کر مقابلہ کیا اور دوسروں کو بھی  
اپنے ساتھ کریا۔ ان میں کوہرا بیان یہ ہے،

وقال الزبیر بن بکار: کان عاصی زیر بن بکار کا بیان ہے کہ خیریت واقعہ حکیم  
علیٰ حقیقی حکم الحکمین ففارقه۔ تک حضرت علیؓ کے ساتھ تھے، مگر اس کے بعد  
ماں بلا دفارس مخاطب افادرس مخالفت ہو کر بلندی افتخار کریں اور بلا دفارس  
علیٰ الیه معقل بن قبس و جهرز کی طرف چل گئے، حضرت علیؓ نے معقل بن قبس  
معہ جیشا، فحشی الخیریت کی برکوں گی میں لیک فتح خیریت کے مقابلے کے  
من قدر علیہ بین العرب شاہی، اس کے بعد خیریت نے بن عرب  
و انصاری، فائز العرب دب سملانوں اور میسا یوں پرتاؤ پلاں کو کلہی

بمنه الصدقۃ و النصاری  
ساخت طایبا اور عرب سملانوں سے کھا کر دے  
بمنه الجزیۃ، داروں کمپیں  
زکوٰۃ نہ دیں اور میسا یوں سے کھا کر دو  
من کان اسلام من النصاری  
جزیہ کی رقم داد کریں اور میسا یوں میں سے  
فقات لهم معقول و نصیب  
بہت سے جو سلان ہو گئے تھے مردہ ہئے  
و مقل خان سے جنگ کی، اور ایک جنگ  
راہیۃ و نتادی من الحق  
نسب کوکے اعلان کی کہ جو اس کے پیغام اپنے  
بیہا فیہو امن، فی النصرت کثیر  
من اصحاب الخیریت فانہن  
اس کو من ہے، اس اعلان پر خیریت کے  
الخیریت فقط  
بہت سے سامنی ادم آگئے اور خیریت نگٹ  
کھانے کے بعد نہیں کر دیئے گئے۔

امیر ابن ماکو لا اور عافظ ابن ثوری نے سیف بن عمر اور مدائنی سے جو روابط درج  
کی ہیں ان میں صرف یہ ہے کہ خیریت اور سخا بدوتوں بھائی حضرت عثمان رضی اللہ  
کے طفیل اول میں سے بھی تھے اور جنگ جمل میں انہوں نے حضرت علیؓ کے مخالفین  
کا اپنے قیدیا اور پورے قبیلہ مضر کو اپنی امارت میں لے کر حضرت علیؓ کے مقابلہ میں  
اٹئے، مگر بعدهیں وہیں وہیں بھائی حضرت علیؓ کے دوسرے بلا دفارس کی طرف جاگ  
گئے، خیریت پھر مخاطب افادرس کے سردار تھے اور اپنے ساتھ طاقت رکھتے تھے اس لئے  
انہوں نے حضرت علیؓ کے مقابلہ کر تھے، کارروائی جاری کی، جس کے نتیجہ میں  
حضرت علیؓ نے ان پر فوج کشی کرائی اور حضرت علیؓ نے معقل بن قبس کے مقابلے کے  
لئے اپنی قوم کے علاوہ اطراف و عجمانہ سے عباد میں اور نصاری کو اپنے ساتھ  
ملایا، لیکن ان کو زکوٰۃ اور جزیہ دینے سے روکا اس موقع پر فائزہ حاصل کرتے  
ہوئے بہت سے عیسائی ہجوں سلان ہو گئے تھے اور تین رات کے بعد ہر جاں معتقل نے

خریت سے حکم کی جنہیں عقل کو فتح ہوئی اور انہوں نے خلافت کی امانت پڑھانی  
کا حکم جاری کیا جس کی وجہ سے خلافت کی مدت سے آدمی عقل کی امان تیز آگئی اور  
خریت کو شکست ہوئی، اس سوداگری کے بعد بقول ابن مکولا خریت مکران  
کی طرف پلے گئے، اور حرب تصریح انہیں اسی خلافت مارے گئے،  
زبیسر بن بکار کی روایت کے مطابق خریت دشمنوں پر شروع ہی سے  
حضرت علیؑ کے عزیز دوسروں میں تھے۔ ملکؑ واقعہ الحیر کے بعد  
بدرا ہو گئے۔

ان واقعات و تفاوت کے مقابلہ میں بعد کے سورخوں اور نباہیں بھی اپنے  
اپنے روحانی کے طبق خریت اور بنواجیر کو وہ سب کچھ بنایا جوان کی فائی رہتا  
کی رو سے غزوہ ری تھا، پنگاہی مالات میں خریت نے اپنے آدمیوں کو حضرت علیؑ کو  
زکوہ و جزیہ دیتے سے روک دیا تو ان کو مرتد فرار دیجیا گیا، غالباً اس صورت حال  
سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نصاریٰ کا ایک طبقہ مرتد ہو گیا تھا اسی سے جوڑہ طالبے  
کے ہے بنواجیر کے بارے میں کہا گیا کہ وہ مرتد ہو کر نصاریٰ بن گئے تھے، اس بارے  
میں سورخ مسعودی نے علوی اللہ آن ہونے کی وجہ سے بہت کچھ لکھا ہے، اور  
بنواجیر کو ہر اعتباً سے گرانے کی کوشش کی ہے۔

**حضرت یت بن راشد ناجی اور بنو سامہ طرح طرح کے افراد** مسعودی نے لکھا ہے کہ <sup>۲۳۸</sup>  
حضرت یت بن راشد ناجی اور بنو سامہ طرح طرح کے افراد میں حضرت علیؑ بنی اسرائیل سے  
نہروان میں خارج کے قاتل سفارغ ہو کر مقام سخیل میں رکش ہوئے تو ان کی فوج کے  
سپاہی ایک ایک کر کے اپنے مقامات کو پڑھ گئے، صرف چند آدمی رہ گئے، اسی  
مورثہ پر ان کی فوج سے بنو سامہ کا ایک با اثر سردار حارث بن راشد ناجی اپنے قریب سو  
آدمیوں کو لے کر الگ ہو گیا اور بعد میں یہ پوری جمیعت نصرانیٰ نگی اس موقع پر

مسعودی کی جہالت یہ ہے:  
و هم من دل دساممه بن لوی یہ لوگ پینے دھمے کی رہتے سارے ہیں وہی  
بن غالب من ولد اسماعیل کی اولاد سے تھے، جو کہ حضرت اسماعیل کی مثل  
عند القسم مردستہ ابی کنیہ سے تھا، مگر ہبھت سے وگوئے ان کے اس  
من الناس، و ذکرہ اُن سامعہ دعویٰ انب کا اکار کیا ہے، اور کہا ہے کہ ما  
بن لوی ما اعقب دستہ ذکر بن بیٹے پسے مجھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی  
عن علیٰ فیہ حرماتہ ذکرنا ہے ان کے باسے میں حضرت علیؑ سے جو باتیں  
فی کتابتہ اخبار الزمان و مدت سن قول ہیں، یہم نے ان کو اخبار الزمان میں  
تری سامیٹا لاما منحرنا عن بیان کیا ہے، تم کو وہی سامی نسل کا آری نظر  
علیٰ ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے ان کی مشرکوبی کے لیے عقل بن قیس ربانی  
کو سمجھا، جس نے حارث بن راشد ناجی اور اس کے تمام مرتد ساختیوں کو ساحل بھیجن  
پر تسلی کی، اولان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر کے اہواز لے گیا، جہاں حضرت  
علیؑ لی طرف سے مقتول بن میرہ شبیانی حاکم تھا، جب بنو سامہ کی عورتوں نے  
مسفلہ کو دیکھا اور اس کے تامکت دیا تو اسے کہنا شروع کیا کہ ہم پر احسان کر داور  
قید سے چھڑا، اس نے اس کو معقل سے یہیں لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا  
مگر بن راشد ناجی کے بجائے دو ہی لاکھ کی رقم داکر کہ حضرت معاویہ کے یہاں بھاگ گیا  
جب حضرت علیؑ کو اس کی اس حرکت کا چیلہ اتو فیا کا مصدقہ نے کام تو کیا آتا تو اس کا  
مگر بجا کام غلاموں کی طرح، اگر وہ دبھاگتا تو ہم نے اس فرد کے لئے جہالت دیتے،  
اوہ اگر مجبور ہوتا تو کچھ دیتے، اور میں خود ان قیدیوں کو رازد کر دیتا، مصدقہ اپنی  
لئے مروجۃ الزہب بیان ۲۱۶ ص ۴۷۸۔

اس حرکت پر بعد میں بہت شرمند، ہوا اوس کا انبار ان اشخاص کیا،

تو کثیر نساجاتی مکاری میں داعیت مبنیا من لوئی غائب  
میں نے قبول کر گئی وہی کو اپنے اخلاقی مبنی قابل کے تید ہیں کو آزاد کر دیا  
و فارغت خیر اتنا من بعداً محمد علی قلبی، الامحالۃ ذاہب  
اد محمد علی افندی دلم کے بعد پیر بن انس بن سینا اور وادی مال کی خاطر محمد رضا  
جوانی عالم ختم ہوئے والا ہے۔

ایک دوسرے شاعر نے اس واقعہ کو یوں لکھا ہے۔ اور محدث شیخال حنفی

خیال ظاہر کیا ہے۔

و مصقلة الذي تدبىع بيضا ربيعاً يوم ناجية بن سادة  
ومصقلة نے بنوناجية بن سادہ کے ساتھ معامل کے دن نفع بخش تجارت کی؟  
نیز اسی دافع سے متاثر ہو کر علی بن محمد بن عبیر علوی نے سامر بن لوئی کی طرف  
نسبت کرنے والوں کے بارے میں کہا ہے،

و سامةً منافأً مابنوَهُ فَأَمْرَهُمْ عَنْ دَنَانِ مَظْلُمٍ  
سامنَهُمْ لِيُنْهَا وَهُمْ فَرِشَتَهُمْ وَالوَلُوْهُمْ مِنْ سَخَا وَمُنْسَا  
اداً سَوْنَا بَانَا بَحْسَرَ خَرَافَةً ..... مُعْمَلَهُ يَحْلِمَ  
انہوں نے ہمارے سامنے پہنچنے بیان کیا ہو خواب دیکھنے والے کی بڑیے۔

وقلتَ الْمَهْمُولَ قَوْلَ الْوَصَّى وَكُلَّ اَقْوَابِهِ حُكْمٌ  
اور ہم نے ان سے رمی دعوت ملی، کی طرح بات کی، اور ان کی ہربات تھوڑی بہتی ہے  
اذا ما سَلَّتْ فَنَلَمْ تَدْرِحْماً تَقُولُ، فَتَعْلِمُ رَبِّنَا يَعْلَمُ

بُنْيَهُ كہ جب فری سے سوال کیا جائے اور تم کو اس کا جواب معلوم ہو تو انہوں نے علم کہہ دیا کہ وہ  
اپنی مسلمہ میں سعودی نے بوسامہ کے حضرت علیؓ سے اخراج و مداوات کی اکیشان

بیان کی ہے کہ سامی شاعر علیؓ بری ہے اپنے پختہ کر کتنا تھا جب اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس  
نے کہا کہ میرے باپ نے کیوں سیرہ نامہ علیؓ رکھا تھا، سعویؓ نے تو بیان تک لکھ دیا ہے کہ جو بھی  
سامی ہے گا، حضرت علیؓ سے سخرف پڑ دیا گا۔

بُنْوَسَامَهُ كَمَا رَتَلَهُ كَمَا وَسَطَ عَلَى إِسْبَابِ نَبِيِّ رَسُولِهِ فَإِنَّمَا يَرَى  
وَيَقُولُ عَبْدُ الْبَيْتِ الَّذِينَ قَتَلُوهُمْ عَلَى بَنِ أَبِي  
بَنِ عَبْدِ الْبَيْتِ كَمَا حَضَرَتْ عَلَى رَبِّنَا يَعْلَمُ  
طَالِبُ رَحْمَةِ اللَّهِ وَكَانَ رَئِيسُهُمْ الْخَنْبَرِيُّ بْنُ مَاشَهَ تَعَالَى  
تَعَالَى كَمَا كَانَ رَأَسَوْهُ وَخَرَجَتْ بَنِيَّتُهُ بَنِيَّتَهُ  
رَأْشَدًا بَعْثَ الْيَمِيمِ عَلَى مَعْقَلٍ أَبْنَيْسِنَارِيَّةِ  
أَحَدِيَّ بَنِيَّعَ وَكَانَ الْخَنْبَرِيُّ بْنُ قَبْلَ ذَلِكَ مَمْ  
عَلَى رَحْمَةِ اللَّهِ، لِخُوفَانِقِ حِينَ حُكْمُ الْمُحَاكِمِينَ  
سے پیغمبر علیؓ کے ساتھ تھا کہ رَأَيْتَ مُحَمَّدَ كَمَنْ  
رَأَيْتَ، وَخَالَفَ عَلَيْهِ، وقت ان سے جیسا ہو کر ان کا تھا عَنْ بَنِيَّاً۔

الْأَبَامُ أَبْنَاهُمْ نَعَمَ نَعَمَ وَاقْرَأُ كُوَّاسَ طَرَحَ بَيَانَ كَيَّا ہے،

وَمِنْ بَنِيِّ عَبْدِ الْبَيْتِ، أَحْصَابِ الْغَرْبَيِّ، بَنِيَّ عَبْدِ الْبَيْتِ، بَنِيَّ عَبْدِ الْبَيْتِ،  
وَلِكُلِّ أَبَامَ ارْتَلَ طَالِبَمُ عَلَى رَبِّنَا يَعْلَمُ، حَضَرَ عَلَى كَمَنْ کے نَدَاءِ مِنْ مَرْدِ مُوْغَلَّ، تو أَبَنَ سَنَانَ سے  
فَتَرَاهُمْ وَتَلَاهُمْ، وَسَبِيْلِ نَاءِ هُمْ وَابْنَاهُمْ، بَنِيَّ کی، اور ان کو فتن کر کھلان کی ہو تو ان اور پھر کو قید  
فَأَيْتَ أَعْلَمَ مَصْقُلَةَ الْبَيْنَانِيِّ وَاعْتَقَهُمْ كِیا، پھر ان کو مصقالہ شیبانی نے خرید کر لائے گئے، اور اس کے  
بعدِ حضرت معاویہؓ کے بیان بھاگ کر چلا گیا، اپنے حضرت  
علیؓ نے مصقالہ کے بھاگوں پر عبیدالبیت کی آزادی کو بیان کر دیا تھا۔

اس موقع پر سعویؓ نے ان کے بھائیں کیا کہا ہے،

وَمُضِيَ الْحَارِثُ بْنُ رَامِثَةِ النَّاجِيِّ فِي بَلَاقَهُ، مَارِثُهُ رَاشِمَتِيَّهُ تَمِّينُ سُوَادِيَّهُ كَوَّيْهُ كَبَّالِيَّهُ،

لہ مروج الذبب ۵۲۰ میں ۲۳۰ کا ص ۲۰۰، بحسب نسیری رحم، ۲۴۰ میں اور ابن حزم، ۲۴۳ میں حدیث کے  
بھائیہ خریت تھے۔ تھے ترتیل میں ۲۳۰ میں۔ تھے ترتیل میں ۲۴۰ میں۔ تھے ترتیل میں ۲۴۰ میں۔

بنو سامر کے افراد پر بے جاتے ہیں، وہ سب کے سب حضرت علیؓ کے دشمن اور خالق ہیں،<sup>۱</sup>  
ولست تری سامیت الامتحن فاعل عن علی۔ تم جس سائی نسل کے آئی کو دیکھ لے تو حضرت علیؓ سے مخفون تھے  
مسودی نے اپنے اس دعویٰ کی ایک دلیل بیان کی چہ کہ علی بن حم سائی اپنے پیپر اس لیے لعنت کرتا  
تھا کہ اس نے اس کا نام علی رکھ دیا تھا، اس بات کو ان قیمت، صعب زیری اور ابن حزم میں سے کسی  
نے بھیں بیان کیا ہے، حالانکہ اگر اسی کوئی باعث ہوئی تو کہ اکابر ابن حزم اس کا ذکر مزدکرتے، میک  
اخنوں نے اتنا دو کو بیان کیا ہے، البتہ صاحب الاغانی نے بھی مسعودی کی طرح سایوں کے دشمن علیؓ  
ہونے پر اجتماع بتایا ہے مگر یہ کلیر غلط ہے اور ہر سائی مخفون علیؓ نہیں تھا، چنانچہ حضرت خاقان  
بن عرون بن منذر بن انس بن عبد الله سائی کے بارے میں امر ابن حکما نے تصریح کی ہے کہ:  
کان نفیہا من اصحاب علی بن ابی طالب اپنے قیمت، حضرت علیؓ کے طرفدار ہیں سے تھے۔  
اٹاگر جر سائی نسل حضرت علیؓ سے مخفون ہوتا اہلکن کی دشمنی اس کے خوبصورت میں ہوتی تو بنو سامر مخفون کے  
ذمہ اڑ گئی، دشمنان علیؓ نین خواتین کو عمان سے مارا کر نہ نکالتے بلکہ ان کا ساتھ دیکھنی تو ت و  
ذمہ اڑ گئی، ان پر غالباً پھر ہو جاتے اور خوارج کو ہر طریقہ مددیت، گراخون نہیں کر جانے کے خلاف ہیں سے  
تو خوارج اور طریقہ کمال باہر کیا کہ عمان سے ہر دلیک پیاری علاقہ برداشتی میں پناہ پیدا کر جو دنگی اور  
ان کے بجائے سائی مسودہ کر کے ایں سنت و اجماعت کا شعار و نظام جاری کیا جیسکہ علامہ ابن حذافہ  
کو فضل بیان آئے، اسے عمان کو خود سارچ ہونہ متکے نام سے شہو ہوتے، اخنوں نے بھی ایں بنت  
و اجماعت ہونے کے باوجود اپنے اہل کاروں اور اسلامی شیعوں سے کوئی تعریض نہیں کیا، حالانکہ  
یہ لوگ ملتان اور سندھ عرب اپنے اتنے کی طاقت اور باطنی مدد و یحتمد کی کرتے تھے،  
لیکن کہ باتفاق شیعوں نے ملتان پر قبضہ کر کے جو سارے معلوم ختم کر دی، شاید علویوں اور شیعوں کے  
بنو سامر کو ختم کر کے شیعی حکومت قائم کرنے کے جواہر کے بھروسہ اور مخفون علیؓ شہر کیا گیا ہوا  
ورس اُن کے عمان و ملتان میں غلبہ و اقتدار کے زمانہ میں اخراج و دشمنی کی کہی شان نہیں ملتی۔

ماہنامہ من الناس فارسیہ والمالی دین ہنریویتہ اسی حجب کے سب مردم ہو کر پھر ان بن گئے۔  
بنو سامر میں سے بعد عالمی بیت کیتے گئے، اس کے مرتد ہو کر عساکل بن یاسن کی تصریح سے پہلے  
مسودی نے کی جو اس سے پہلے بن یاسن کی تصریح سے پہلے اس کی طرف اشارہ تک ہیں  
کیا، البتہ مسعودی کے بعد ابن حزم نے بھی ان کے اہلکاریان، بلکہ ان انھوں نے ان کے عیسائی ہمہ  
کی تصریح کی ہیں کی، اس سے زیادہ سے زیادہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عساکل بن راشد کے ہمراہی حضرت  
علیؓ کے نامے میں مرتد ہو گئے، حالانکہ عطا ہر رہ باحکم میں نہیں، بلکہ اس کا خواجہ کے ساتھ مل  
جاانا معلوم ہوتا ہے، شاید بنو سامر کو مرتد قرار دینا متعین ہے اسی خواجہ کے ساتھ مل  
کیوں کلان کو قتل کیا کی عدوں اور بیکوں کو گرفتار کرنا، ایکروز دن کرنا مسلمان مکران کے سلتان نے کل سارے  
جاہز ہیں ہو سکتا، جس طرح ابن اثیر نے سلطان محمود غزالی کے منصوبہ پر خلاکر کیا، اس کے  
کو شکست دینے کے نتیجے پر اس قدیم الاسلام خان ملکی سنتی مسلمان مکران کے بارے میں لکھ دیا ہے کہ  
وہ اسلام سے پھر کر مرتد ہو گیا تھا، اسی بے سلطان گھوڑے نے اس پر چل کیا۔

تعجب کی بات ہے کہ جس تبلیغے نے ملتان و پنجاب اور پشاور و غرب و غرب اسلام قبول کی ہوا و فتنہ  
اتھار کے لئے میں بھی اس کے افراد کے مرتد ہونے کی مستند شہادت نہ ملی ہوا وہ اپنے اسلام لانے کے  
تیس سال بعد ۲۳۷ھ میں خوارج کے مقابلہ میں حضرت علیؓ پاپورا اپر اساتھ دینے کے بعد امام حنفی کو  
عیسائی نہ ہب قبول کر دیے، جمارے نہ دیکھ سمجھ بات یہ ہے کہ بخوبی جریں سے کوئی مرتد نہیں ہوا، بلکہ  
وقتی حالات کی بنا پر اخنوں نے حضرت علیؓ کو زکوہ دئی بند کر دی، البتہ ان کے ہمتوں عیسائیوں  
کا اکی طبقہ مرتد ہو گئی تھی جیسا کہ عاصط اُن گجرتے لکھا ہے:

وارتد کشید من کات اسلام ہمیں دشمن عیسائیوں میں سے بہت سے مرتد ہو گئے  
گیریاں نے ہونا چیری کا کو عیسائی بنادریا۔

من القصاری  
بنو سامر کے حضرت علیؓ کے مخالف ہونے کی دستان مسعودی نے لکھا ہے کہ دنیا میں بنتے

**بنو سامر کے نسب میں طعن کی داستان** | چند سو بنو سامر کے حضرت علیؑ سے مخرف ہونے  
یا زیادہ سے زیادہ ان کے مرتد ہوتے سے  
تمام بنو سامر صرف دشمن غلیؑ ہی نہیں قرار دیتے گئے بلکہ ان کے مخالفوں نے ان کو بھیوں الغلب  
قرار دیتے کیجیے کوشش کی، اور ان کے ردوی سامیت کو جھوٹ بتایا، چنانچہ رب پیغمبرؐ سعویٰ  
ہی نے یہ بات بھی بیان کی ہے۔

دھرم بن سامة بن لوی بن غالب اور یوگ اپنے خیال میں سامرین لوی بن غالب  
من ولد استعمل عند القسم بحراً کی اولاد سے ہیں جو حضرت مسیل کی اولاد  
وقد ابی کثیر من الان س ذکرواً سے حاگر ہوتے ہیں لوگوں نے ان کا انتکار کیا ہے  
انہیں ان سامة بن لوی سا اعتقد۔ اور یہ کہ سامر بن لوی نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی  
علامہ ابن خلدون نے بھی سعودی کی طرح اور شایعی سے متاثر ہو کر بنو سامر کے بارے میں یہی  
بات لکھی ہے: ملا کا کہ اسے این تفہیم۔ مصعب زیری اور ابن حزم میں سے کسی نہیں لکھا ہے  
بلکہ اس قول کی تکہیں یہ کہ یہ ان کی یا تصریح کافی ہے کہ بنو سامر سے فلاں غلام تبلیغ اور  
قائماں پختہ، جیسا کہ نہ کوہہ بالاتین دن خلماً ہے، شاب نے سامر بن لوی کی اولاد دراولاد  
کو بیان کیا، اس کی ان تصریحات کے باوجود وحیت ہے کہ سعودی اور ابن خلدون نے  
یہ بات کیسے کہ کی؟ تمام ان حزم لے بنو سامر کے ذکر کے شروع میں بعض شعراء تریش ایک  
شعر چاہے:

وسامة بن اسامة بن نوہ فا هر هر عنده ناظم  
یہ شعر علی بن محمد بن جعفر علوی کا ہے اس کے بعد شاعر سعودی نے نقل کیے ہیں اور  
ان کو بنو سامر کے بھیوں الغلب ہوتے کہ مسلم بن عاصی، مسلم بن حزم نے سرف یہ ایک  
شعر نقل کیا اور بھرمان کی اولاد دراولاد کا منسلک تذکرہ کیا،  
لے مرؤت الذنب ج ۲ ص ۳۷۰، ق تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۷۰، یہ صدر جامع مسلم ایضاً مذکور ہے اسی مجموعہ کو کلیا

عمان میں بنو سامری ہو چکا ہے اسی دوسری میں بلا سامر عمان سے اٹھے اور ملستان میں  
امارات و شیخات اور اقتدار حاکم بن گئے، پھر تاریخ نے ان کو عمان سے اپنی  
مکومت ویاست کی بساط پیشئے پر چھوڑ دیا، میں یہ لوگ کسی نہ کسی انداز میں امارت  
ویادوت کے مالک ہے، حقیقتی عمان میں دہارہ اور حکومت کی شان رکھتے ہیں حال  
ہی میں ایک عرب عالم و مورث نے اہل عمان کے اس بہتائلی پر یہ کی تحقیقی کتاب اسحاف  
الاسیان فی انساب اہل عمان لکھی ہے، ہم اسی سے عمان میں بنو سامر کے وجود امارت و شیخات  
گھم ج کرتے ہیں و

عمان میں آج بھی بنو سامر کے مختلف خاندانوں کی اچھی خاصی تباہ کر رہے ہیں جیسیں جن فراز  
بن سامر سب سے مشہور والد سب سے زیادہ ہیں، اور غفاری شان و شوکت اور مادرت و  
سیاست کے مالک ہیں، ان کا امرکرزاں علاقہ وادیٰ سینی فارغ ہے، جو متعدد قریات پر مشتمل ہے اور  
مرکزی مقام حفظی ہے، بنو غافری ایک شاخ اہل عطای ہے۔ یہ لوگ اشترین یحید بن راشد بن نام  
کی اولاد سے ہیں، بہلی اور جبرین میں ان کی حکومت تھی، ۶۴۳ھ میں سالم بن راشد فتوحی  
نے اس خاندان کے آخری حکمران سلطان ناصر بن یحید کو بہلی سے بھاول دیا، اور اب اس کی  
اولاد قلعہ بیرون کے باہر ہر ہر میں سکوت پذیر ہے، وہ سری شان اہل صاحب بن علی ہے، یہ لوگ  
بنواریہ اور عمان کے شرقی بیار کے نہیں وہ سیریوں، ان کا امرکرزاں مقام قابل ہے، اور غفاری بہری پہلان کی  
حکومت ہے تیسری شاخ اہل حارث بن کعب ہے، اسے الی، ھیکی، اور شلی و ٹھیوکی امارت ویاد  
 شامل ہے، موجودہ حاکم الامیر احمد بن محمد بن عیینی بن صالح ہے، جو سلطان عمان و سقط سعید بن یحود  
کا اقرب ہے، اہل حارث بن کعب میں ملار و فضلا بھی ہیں، پوچھی شان اہل ناصر ہے، یہ لوگ  
یہیں اور دیگر کے حاکم فا میر ہیں پانچویں شاخ اہل غرہ ہے، اس میں رئیس و حاکم اور عالم  
ہیں، ان کا امرکرزاں مقام شہزادی ہے؛

لے اسحاف الاسیان فی انساب اہل عمان از میں، تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۷۰، یہ صدر جامع مسلم ایضاً مذکور ہے اسی مجموعہ کو کلیا

واقع ہے کہ جو سارے کتب میں اشتباہ پیدا ہرے ہی جو موئی اور پھر ان اسی،

شیخ بن عدی، صاحب المان اور مسعودی نے کی وہ ناکام ہے، علی بن محمد بن جعفر علوی کو سب کچھ  
کہنے کے بعد وادیہ اسلامیہ کیا پڑھا۔ ملک بن عاصی نے ان کو صبح جو ناقہ رہنے سے پر بیز کیا۔  
لطف کی بات یہ ہے کہ مسعودی ہی نے ملک کو کہا کہ بیان کے حاکم کو سامنے بن لولی بن  
غالب کی اولاد سے ہونے کی تصریح کی ہے اور میہان پر اس کے سامنے نہیں ہونے کوئی شبہ نہیں  
ٹھاکر کیا ہے۔

وصاحب مملکتہ بلد الملتان حبل ملتان کا حاکم ایسا کہ قدر شیخ بن سے جو سارے  
من قریش من ولد سامة بن لوفہ بن ولی بن غالب کی اولاد سے۔  
بن غالب

دوسری بیگ بھی حاکم ملتان کا ذکر کیا ہے، وہ بیان پر بھی اسے قدر ہیں تسلیم کیا ہے۔  
والملک بہا ابوالنهاب المبتدا بن اسد العقاشی ملتان کا حاکم ابوالنهاب مبتدا بن اسد  
اسد العقاشی فریض ہے۔

اسی طرح مسعودی کے معاصر سیاست و جزا فیہ تویں صلطانی ملتان کے حاکم کو بلا کسی  
شك و شبه کے سامنے بتایا ہے، اس نے لکھا ہے:

دامیر هم قریشی، من ولد سامة ان کا حاکم ایک قریشی ہے، وہ کسام بن ولی اگلی  
بن ولی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو سارے کے بڑھتے ہوئے اثر و اقتدار کو کمزور کرنے کے لیے علویوں اور  
اسماعیلیوں نے یہ حریر خوب استعمال کیا، اندھی فتنہ برپا کر کے ان کی تھنیت کو مجوس کرنے  
کی کوشش کی جس سے بعض مستیاں دوست بھی متاثر ہوئے، چنانچہ غلام را بن خلدون سے  
پہلے ان سرستہ دشائیوں نے ملتان کے ذکر میں لکھا ہے۔

در بالملتان قوم پر عصوت انہم من خانہ میں ایک قوم حاکم ہے، وہ گلستان کرتی ہے  
دلہ سامة بن ولی بیقال نہ ہم یونہنہ کہ سامنہ بن لولی اولاد ہے۔  
مگر بیان صرف ان کے دھوئی نسب کو بتاتا ہے، اس کی تکذیب یا اس میں اشتباہ نہیں پیدا  
کرتا، یہ ابن سرستہ کی غایبی اختیاط ہے، اقتدار کی تاریخ میں بلند نسب کا دھوئی یا نبی طعنہ ہے  
حر بخی چیز نہیں ہے، ما در انہی کے آلب سامان بالغی النسب تھے اور ملوك سامانیہ  
کہلاتے تھے، مگر انہوں نے سامنہ بن لولی کے خاندان سے ہوتے کا دھوئی کیا تھا، تاکہ اقتدار  
و حکومت میں عالی نسبی سے مدد ہے، ابن خلدون نے ملوك بنی سامان کے بارے میں لکھا ہے  
ویسیجوت فی الفس س تارة خالی یہ لوگ کبھی ایراقی قوم سے اپنارہتہ جو شنے ہیں اے  
سامة بن لوفی بن غالب احزی۔ کبھی سامنہ ابن ولی بن فائزی اپنے اپنے اپنے بن لولی ہیں  
اور جو لوگ دلیلیت بیو سارے تھے ان کو مخالفوں نے شبہ النسب قرار دے کر زیر گرفتنے کی کوشش  
کی، بنو سامہ کو ناکام ہوتا نہیں کے لیے ان کے معاصر علویوں، اسماعیلیوں، قراططا اور روافیض نے  
ان کو ابتداء بھی سے دشمن علیٰ اور جیوں النسب ثابت کرنے کی کوشش کی، حتیٰ کہ ان پر ہر لغیڈ  
کھا لاقہ، ملتان کی سامنی حکومت کا خاتمہ ہوا، بیو سارے کے نبی طعنہ ارتقا دادہ اگر ان علیٰ  
کا سلسلہ ایک اور لچک روایت ہے، صاحب اقبال نے مروان ابن ابی حصہ الاصغر  
کے تذکرے میں کہا ہے علی بن ابی سامی نے ایک مرتبہ ایک قریشی عورت سے شادی کر لی جاہی  
مگر قریش کے دشمنے کا کہا، جب خلیفہ متولی نے پانچ مجلس میں ندمیوں سے اس کا لکب  
معلوم کیا تو انہوں نے بھی ایک حصہ بکھر کر اور حضرت علیؑ نے بیو سارے کو قریش سے خارج قرار  
دے دیا تھا، مگر حضرت عثمانؓ ان کو قریش سے شال کر لیا، اور جب حضرت علیؑ کا دور  
خلافت آیا تو آپ نے پھر ان کو قریش سے خارج کر دیا جس کی وجہ سے یہ لوگ اپنے سردار  
مارث کے ساتھ مرتدا ہو گئے، اور حضرت علیؑ نے ان سے مقابلہ کے قید کیا، اور معقلہ کے

ان کا شعاع غزوات میں یا عبد اللہ ذالترمذین ہوا کرتا تھا،  
عبد بن عباد بن منصور بن عباد بن سامر بن حارث بن قطن بن مدحجن  
جعاد بن منصور احرم قطن بن احرم بن ذبل بن عربون مالک بن عبیدہ بن حارث بن سامر  
 بن لوئی کاظب احرم ہے، بصرہ کے قاضی تھے، انہوں نے امام ابوہمار عطا دری امام  
قاسم بن محمد سے حدیث کی روایت کی، اور ان سے امام شیعہ، امام سقیان توڑی اور امام  
 ابن عون نے روایت کی ہے۔

حضرت ابو مسلم بن جعاد بن منصور احرم کے رٹکے ہیں، ان کا شعار بصرہ  
سلہ بن جعاد کے بہادروں میں تھا، اور بسالت و بہادری میں امتیازی شان کے  
 مالک تھے۔

محمد بن عوف محمد بن عوف بن ذبل بن عوف بن احرم بن بجزن غرون عوف عباد  
 بن لوئی بن حارث این سامر بن لوئی بن غالب بن فہر کا تذکرہ ابو الفراس  
 سامی نے نسب سامر بن لوئی نیس کیا ہے، نیز امام داقطنی نے ان کا تذکرہ کیا ہے مگر نام  
 مدحیت کے بیانے مددید بتایا ہے، جو بقول ابن مکولا کے دہم ہے تھے۔

ابوفراس سامی رکھتا تھا، امیر بن مکولا نے الاممال میں جگ جگ سامول کے ملاالت  
 و انساب میں اس کے احوال سے استدلال کیا ہے اور ان کو صحیح مانا ہے۔

فلاس بن غرون منذر قلنسی بن منذر بن عصر بن اشیع بن عبد اللہ بن لوئی  
 بن حارث این سامری لوئی فتحیہ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 کے اصحاب و اخوان میں سے ہیں، مشہور عالم و زیر امیر حضرت ناکن بن دینار فлас کے  
 نلام تھے۔

ہاتھوں فروخت کریں یا مارا قصر سن کر متوكل ہیں چنان، اس پر علی بن احرم نے کہا،  
 هذَا الْمَوْعِدُ مِنْ رَبِّنَا فَلَا يَأْخُذُنَا إِنَّا نَنْهَا عَنِ الْمُحْكَمِ  
 وَشَتَّمُ الْقَوْمَ لَهُمْ أَنَّا نَنْهَا عَنِ الْمُحْكَمِ

اس قصہ میں یا روزی نے بنو سامہ کے نسب اور اولاد کا سارے میں پکھا درہی گل کھلا یا کہ  
 اور علی بن احرم نے ان باقتوں کو رفاقت کی خواہ نہ بنا دیا بلکہ دربار میں ان کا اکار کیا ہے،  
 بنو سامہ کی چند اہم شخصیتیں اور علیم و فضل بنو سامہ، بنو سامہ میں اپنے کارناموں اور  
 اور ان میں حکام، امراء، قضاء، محدثین، فقہاء اور شعراء ہوتے رہے ان میں ایسا جو کام  
 کے ساتھ ساتھ اہل علم و فضل بھی بیانے گئے، اور یونک سامیوں کو مطلعون فی النسب اگر ان  
 یہ علمائے رجال و انساب نے ان کے مشاہیر علم و فتن کے ذکر سلسلہ نسب کو فاسد طور پر  
 بیان کیا، غلط فہمی، راشدہ میں خیریت بن راشد ناجی اور ان کے بھائی مجتبی علاء قادر میں  
 میں عکران تھے، اور شہادت عثمان کے بعد جو مثا جرات در پیش ہوئے، ان میں اپنی سیاسی  
 بصیرت سے کام لے کر حضرت علیہ السلام و زیرہ من کے ساتھ رہے بلکہ ایک اور سامی فتحیم بن زیاد  
 بن ذبل جنگ جمل میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رہ کر قتل ہوئے تھے۔  
 ہم چند ممتاز اوصاصاً حبیث سامیوں کے مختصر حالات ایسا بن مولوکی کتاب الذاکر  
 سے معلوم کے طور پر پیش کرتے ہیں تاکہ نہ از ہمکار بنو سامہ نے اسلام میں کیا کیا کارنا مے انجام  
 دیتے ہیں اور ان میں کیسے کیسے بالکمال گزرے ہیں۔

عبد اللہ ذوالرحیم بن قلن بن شرم بن احرم بن ذبل سامی کی  
 علی الشدود والرحمیں

یا امتیازی اور بہادری کا امداد اداں کے ذوالرحیم کے لقب سے موسکتا  
 ہے، بنو سامہ لڑائیوں میں ان کے نام کا نعروں بلند کر کے اپنی بہادری کو اداز دیتے تھے اور

اک طرح تائیخ و بھال لی کتابوں میں ان کے نام کریمہ ہو گوہیں

**حضرت کابس بن ربعہ بن مالک سامی شیری سوال اللہ** علام محمد بن جبیب بن نادی نے کتاب

صلح اللہ علیہ وسلم من قریش کے عنوان سے ان چند قریشی حضرات کا تذکرہ کیا ہے جو  
ظاہری شکل و شبہ پڑتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہد و مثالثت رکھتے تھے  
ان میں ایک سامی بزرگ کابس بن ربعہ بن مالک بن عدوی بن اسود بن جشم بن ربعہ  
بن خارث بن سامر بن لوئی بن غالب بھی ہیں، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ  
رضی اللہ عنہ کے غال بصیرہ عجدا اللہ بن عفرن کریم نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ یہاں بصیرہ میں  
بھی ناجیر کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہد رکھتا ہے، حضرت معاویہ نے  
جو اب میں لکھا کہ اس کو ہمارے پاس بھجا جائے، چنانچہ بصیرہ کے مذکور کابس بن ربعہ سامی کو بھیجا:  
فلم اقادم علی معاویۃ و رأی مقبلًا جب ایسا معاویہ کے پاس آئے اور معاویہ نے  
قام عن مویرہ وقتیلہ میں عینیہ اُن کو توجہ سے دیکھا تو اپنے تخت سے اٹھ کر  
و سال سمن انت فصالہ عینیہ ادنیٰ پیشانی چوم لی اور در رافت کیا اپنے کس  
بن اویہ نقایل کیفت کتب اتنی اتنی  
قبيلہ سے میں بولے بھی اسامیں بن لوئی سے بیڑا  
من ناجیۃ فقتل اللہ یا امیر المؤمنین نے کہ جھکوکر کیوں کیا کہ آپ بنی ناجیر سے ہیں  
ماولہ تھی اُن انسان فیض و نعمتی  
انہوں کے کہا و اتنا اس امیر المؤمنین جھکوکر کو کہ  
منسوب کر دیا ہے بھری بیلاش اونیں نہیں ہوئی۔  
الیها۔

حضرت معاویہ نے اس کے بعد ان کے احتجاج و اعتراف میں نہ ہر غائب کی جائی گرطاکی جو  
بصیرہ سے تین فرع پر نہر معقل سے نکلی تھی۔

بنو سامہ کے ایک ذہبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہوا ان کے فرزکے یہے

لئے لکھتے ہیں امتحنی س ۵۲۹، ت ۷۴۱، ز ۷۴۲، خ ۷۴۳۔

زیاد بن عمرو بن منذر زیاد بن منذر کے جانی ہیں، ان کو زید امین کہا جاتا ہے کہ وہ کافر انہوں نے بھری  
نائی بن عمرو بن منذر زیاد بن منذر کو اولاد میں ابو تمود عبید بن سعید  
بن عبد اللہ ابن عبید بن نبات بن نائی بن عمرو ہیں۔

**محمد بن عزراہ بن ہبہ** محمد بن عزراہ بن برند بن نمان بن بخاری شعبہ بن ابن افتح بن گزار  
بن خارث بن خارثہ اہم مالک بن سعد بن عبید بن خارثہ بن ابریم بن اسکنی جانی  
تھے، (۱) محمد بن عزراہ نے امام شعبہ سے روایت کی ہے (۲) سليمان بن عزراہ حفظ ہیں  
پلی، (۳)، سعیل بن عزراہ، محمد بن عزراہ کے تین درجے کے تھے، ابراہیم، عمر و احمد و ابی داؤد، پیر کوئی  
کے بھی تین درجے کے تھے، سعیل، محمد اور راحیم، اسحاق نے امام ارشد بن ملی سے روایت کی،  
اوہ ع Moreno بن محمد بن عزراہ سے یعقوب بن اسحاق محری نے روایت کی ہے، اسحیل بن عزراہ کے  
پارڑ کے تھے، سعید، نمان، محمد اور احمد

**عبد الملک بن ابی شیر سامی بصری** انہوں نے عاصم بن بلا، عمرو بن فضل سلیمان اور سعید بن اسد  
انصاری سے روایت کی، ادمان سے ابریم بن سعید عروی، اور عبد الرحمن بن احمد بن ابراء، ایم و دوقی  
نے روایت کی۔

**ابراهیم بن جمال سامی** ان سے حمدان بن احمد بن اسلم اور ابوجعفر سارہ بن بنت مسعودہ  
واسطی نے احادیث کا سماع کیا ہے،  
**مہنا بن بھی سامی** اپنی بھی ارفاۃ حدیث میں سے ہیں،  
سماقی نے کتاب الانساب میں کئی سامی علار و محمد بن کے ملات درج کیے ہیں۔

لئے لکھاں ت ۱۱۳، ۹۹۔ ت ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴۔ خ ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳۔  
گی۔ ت ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳۔

بہت بڑی بات ہے اس واقعیت میں کہ ان کے بارے میں ایک شوثر ہوتا ہے، اور ان کی تریشیت مجرموں کو نکل کر خداوند کے سامنے ہے، عمرو بن نافع سامی اور عبد الجبار بن عثیمین کے ارباب فضل و کمال صرف عرب کے علاقوں میں جو اپنے گماں کی وجہ سے تعاب ذکر ہیں، پھر پھر ان میں ایک ہندوستانی کی سامی گذئے چند کی نشان دہی کی ہے، وہ کہتے ہیں،

واما خزیں فہرخزیں عبیدیں  
بکار بن کعب ہن ولد سامتہ بن  
لوفی ومن ولد احمد بن شجرہ بن سامتہ  
وعبد الجبار بن شجرۃ الدھم  
بالستہ قالاب قلص اسامی۔

غیرین بھید بن حمار اربعہ بن عاصی بن عاصی  
کی اولاد سے ہے، اور اس کی اولاد میں حمود  
بن نافع اور عبد الجبار بن شجرہ ہیں جو کہ مذکور  
تھے جیسا کہ ابوسوس سامی نے بیان  
کیا ہے۔

یہ پہلی کو خود خزیں عبیدیں سامی سندھ میں تھا، یا ہمیں مگر اس کی اولاد یہاں موجود  
تھی، جس میں دو شخص ہیں نافع اور عبد الجبار بن شجرہ خاص طور سے مشہور تھے، اور ان کو  
قابل ذکر تریشیت مصلحتی تھی، فاہر ہے کہ ان کی اولاد سے اور لوگ بھی سندھ میں رہے ہوں گے  
جنہوں سال بھی یہاں بیسی مستقل حکومت قائم کی، اس زمانے میں اگرچہ سندھ کے حالات  
خلافت جوایز کے حوالے پر ہر ہنسی تھے، اور جگہ جگہ خود مختار یا قائم ہو رہی تھیں مگر  
خلافت کے وقار اور وطنیہ بوسامہ کے نام نے سندھ میں اپنے اقتدار کا جمنہ اٹھا  
نصب کیا بلکہ آگے بڑھ کر ہندوستان کے ایک عالی شہر سندھ (سنجان) مستقل ہیں  
یہ سندھ کے زیر سایہ حکومت قائم کی یہ زمانہ خلیفہ ابن حماد ۱۵۰ھ تھا، اس کا تھا  
یہ حکومت نظیفہ معتصر (۱۷۲ھ) کے زمانہ تک قائم رہی، جس میں میں گمراں لگزے  
ہیں، جہنوں نے خلافتے جو اسیہ کے نام کا خلیفہ پڑھا اور ان کے پاس ملایا و تھا اس

کے نصف ثالی میں سامی عاذان کے ایک فرد حیم بن سامر سامی کے ہندوستان میں حاکمان  
غلابیہ و اقتدار کا پتہ چلتا ہے، این اشاعت کی ہر ہیئت کے بعد محمد بن مارث علائی سندھ آیا تو  
اسی کے ہمراہ یعنی سامر بھی یہاں چلا آیا، اور جب محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کی تو یہ عرض  
راجہ بے شکو کی بنیاد میں برقرار ہباد چلا آیا اور جب راجہ سے شکو کشمیر بھاگا اور حیم بھی اس کے  
ساتھ رہا، کشمیر کے راجہ نے جو شکو کو ایک علاقوں کی حکومت دی جہاں وہ حکومت کرتا رہا  
جو شکو لاولہ رہا اس یہے حیم اس کی مانگر کا مستقل حاکم ہیں گیا، اور یہاں اس کی اولاد  
مدتوں حاکمت کرتی رہی، یعنی سامر سامی کے تقریباً ایک سو سال بعد بوسامہ کے غلام  
فضل بن ماہان نے سندھ سے گزر کر ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کی۔

بوسامہ سے پہلے ان کے غلام فضل بن ماہان کی سلطان ہیں اگرچہ عاذان کی جانب  
۱۹۶ھ اور ۲۲۶ھ کے درمیان حکومت اور خلافت کے نام خانہ آبادی بوازدک تھی،  
مگر بوسامی بھی یہاں اثرو اقتدار کے الگ تھے اور ان کی شان و شوگن ہیں میکمان خوب  
کیا، ہندوستان اور عاذان کے درمیان بھرپی اسفار قدیم زمانے سے جاری تھے، خاص طور  
سے نہ ستر قبیلی عاذان اور بھرپن کے مابین آمد و رفت تھی، ان حالات میں بوسامہ  
سے پہلے ان کے لئے فضل بن ماہان مولیٰ سامر نے ہندوستان آگرا پنے آفاؤں سے  
سینکڑوں سال بھی یہاں بیسی مستقل حکومت قائم کی، اس زمانے میں اگرچہ سندھ کے حالات  
خلافت جوایز کے حوالے پر ہر ہنسی تھے، اور جگہ جگہ خود مختار یا قائم ہو رہی تھیں مگر  
خلافت کے وقار اور وطنیہ بوسامہ کے نام نے سندھ میں اپنے اقتدار کا جمنہ اٹھا  
نصب کیا بلکہ آگے بڑھ کر ہندوستان کے ایک عالی شہر سندھ (سنجان) مستقل ہیں  
یہ سندھ کے زیر سایہ حکومت قائم کی یہ زمانہ خلیفہ ابن حماد ۱۵۰ھ تھا، اس کا تھا  
یہ حکومت نظیفہ معتصر (۱۷۲ھ) کے زمانہ تک قائم رہی، جس میں میں گمراں لگزے  
ہیں، جہنوں نے خلافتے جو اسیہ کے نام کا خلیفہ پڑھا اور ان کے پاس ملایا و تھا اس

روان کیے اس زمانہ میں یہاں صہادت بگان و سمجھی رائے کی حکومت تھی، آخری حکومت بھائیوں کی خلاف جنگی کی وجہ سے ہٹ ہوئی، سنداں کی اس حکومت کا تذکرہ بلا ذری نے فتوح البلدان میں کیا ہے۔

ہم نے دولت ماہینہ سنداں کے عنوان سے اسکے مستقل بیان کیا ہے، بنو سامر کے غلاموں کی مہندستان میں حکومت کے ساتھ اسلام اور خود بنو سامر کو پانے وطن عمان میں مستقل حکومت قائم کرنے کا موقع مل جس کا تذکرہ اسراں ۱۷۳۴ء میں موصل میں بنو سامر کی طاقت

جس زمانہ میں بیان کا غلام حشیل آزمائی اور شان و شوکت کا منظار ہوا۔ بن ماہان مہندستان میں اپنی

حکومت قائم کر رہا تھا، خود بنو سامر اپنے وطن عمان سے دور عراق کے شہر موصل میں اپنی طاقت و شوکت کے جو ہر دکھا ہے تھے، اور بنو سامر کے تقریباً ایک ہزار یہاں در بونو شلبہ کے مقابلہ میں دادشجاعت دے رہے تھے اس اجہال کی تعقیل یہ ہے کہ تیرہ میں کی

بات پر بنو سامر اور بنو شلبہ کے درمیان موصل میں سخت مرکار ای ہوئی، جس میں بنو شلبہ کو بنو سامر کے مقابلہ میں شکست ہوئی، اور انہوں نے امیر موصل علی بن حسین ہمدانی کے

بھائی محمد بن ہمدانی کی پناہی، محمد بن حسین ہمدانی نے بنو شلبہ کی طرفداری کی، اور ان کو ترکیب بناتی گرتی تو گیز میرے یہاں پناہ گزیں ہوئے کے بجائے میدان میں نکلو، تاکہ بنو سامر تھیں مارنے کے لیے سامنے آئیں تو مجھے ان کے مقابلہ میں تم تو گوں کی مدد میں

آنے کا موقع ملے، چنانچہ جب بنو شلبہ با ہر نکلے تو بنو سامر نے اپنی ایک ہزار جمیعت کے سامنہ ان کا مقابلہ کیا اس مرتبہ بھی بنو شلبہ کو ہزیعت اشہان پڑی، بنو سامر نے ان کو پہاڑ کرتے کرتے مقام خوارج میں لے جا کر محاصرہ کر دیا، جب امیر موصل اور اس کے بھائی کو صورت حال کی خرگی تو انہوں نے بنو شلبہ کی حیات میں بنو سامر سے سخت مقابلہ

کیا، اور بنو سامر کے بہت سے آدمی مارے گئے اگر فارہر ہوئے ماس کے بعد طفینہ میں مسلح ہو گئی۔

اس عرصہ میں بنو سامر نے بنو شلبہ کو ہزیعت اشہان کی ختنے پائی، گزیری بارجہ بنو شلبہ کا سامنہ دیکھ رہا کی حکومت نے بنو سامر سے مقابلہ کیا تو ان کو ناکامی ہوئی، مگر اس بارہ بھائیوں نے ہزیعت نہیں اٹھائی بلکہ مسلح کر دی، اس واقعہ نے بنو سامر کی قوت و شوکت کو اور بھی واضح کر دیا، قصر غلطات تک میں ان کی گوئی پہنچی، جو آگے چل کر ان کے مستقل انتداب کا باعث ہوئی، اور انہوں نے اپنے وطن عمان میں خلافت جما سید کی مدد سے اپنی خود مختار حکومت قائم کر دی،

تمہری صدی کے آخر سے چوتھی صدی فتنہ، اسی اس کے فرد ہونے کے بعد عمان کے کے آخر تک بنو سامر کی عمان میں حکومت حالات اچھے رہے اور کوئی گلہڑی نہیں ہوئی، یہاں تک کہ ہارون الرشید (۷۶۸ھ تا ۷۸۵ھ) کے زمانہ میں یہاں خوارج کی شوہر شروع ہوئی، اور حالات بخوبی کے ہارون الرشید نے میمی بن جعفر بن سليمان کو عمان کا اموراء کیا، وہ بصرہ سے ایک جماعت لے کر عمان گیا، اس کے ساتھیوں نے عمان میں عورتوں سے جیسا کہ اور، اور پرلو یعنی بازار گرم کیا، اس وقت عمان میں خوارج کی تعداد بہت زیاد تھی، اسکے بعد میمی بن جعفر کو قتل کر کے جو دے دی اور خلافت سے تعلق منقطع کر کے عمان میں پہنچا تھا۔

اس واقعہ کے بعد سے عمان میں اس کو ظلم کی سے منقطع ہو گیا اور خوارج خورش برپا کرتے رہے، یہاں تک کہ خلیفہ عاصم (۷۷۰ھ تا ۷۸۵ھ) نے عمان کے بنو سامر کے ایک سردار محمد بن قاسم سامی کو ہر قسم کی مدد سے اور خوارج کے مقابلہ کے لیے تیار کیا جس نے خوارج کو شکست دے کر عمان میں اپنی حکومت قائم کر دی اور عباسی خلافت

بیان من الق امطا و اور رفضی بہت گئی، اس درخواست سے پھر زندگی کے خدا جانے  
و نقیبت فی ایڈ یا صفحہ دریافت کیا تھا نامہ اتحاد کر عمان پر قبضہ کر دیا اور دہل کے قلعہ  
اور رفض کرنے کی کوشش لاء، اس کے بعد میں اس کی  
حکومت ان کے ہاتھ میں رہی جس میں مکران  
بڑا ذکر ماریا۔

ابن خلدون کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بوسامہ کو عمان میں ایسے نازک طالع  
میں حکومت ملی جیکہ خواجہ اس کو اپنی طاقت کا مرکز بن کر خلافت عباسیہ کے ہاتھ بن چکے تھے،  
اور ان کا مقابلہ کرتا ہے مشکل تھا، اسی یہی غلیظہ معتقد نے دہل کے بوسامہ کو خواجہ  
کے مقابلہ کے لیے ابھا را اور ان کو قریب کی مدد دی، کیونکہ وہ بوسامہ کی طاقت و شوکت  
کو عمان، موصل، اور مہندوستان میں دیکھ کر بھا۔

یہ بوسامہ نبی اللہ محب تھے، ان کا تعلق شفاراج سے تھا اور زید رفض سے اور نہ قramer  
سے، حالانکہ عمان اور اطراف میں یہی دلاؤں طائفی خلافت کے مقابلہ میں کام کر رہی تھیں،  
خوارج اور عمان کے ماں تھے اور رفض و قramer عبید اللہ مہدی شیعی کے لیے زمین ہجوار  
کر کر پتھرس ماحول میں بوسامہ نے اپنی طاقت اور خلافت عباسیہ کی مدد سے عمان میں  
حکومت قائم کر کے جماں کا خطبہ بڑھا، اور علی الاعلان اہل سنت کے شعار  
اور سلک کو روانہ کیا اور عمامہ بوسامہ حضرت علیؑ سے سخن ہوتے اور یہ ان کی خاندانی روایت  
ہوتی تو وہ سئی ہونے کے بجائے خوبی، بھروسہ اور خوارج کو عمان سے مار جگانے کے بجائے ان  
کی اور ان کے مذہب کی سرپرستی کرتے۔

محمد بن قاسم سامی نے جو حکومت قائم کی تھی وہ سوچی تکلیف و غلبے کے طور پر پنهنیں تھیں،

شہ تاریخ ابن خلدون ص ۲۳۷، آج گی تواریخ کی اہانت عمان کا اور اس سلطنت ترقی کے جس کی آبادی  
55 اپنے اور یہی نام غائب ابن طلی کا ذرا لاماء ہے یہ طلاق اپنی سبزی خداویں کو درپر جیل خفرے والے اور

کے ہام کو خبیر بارکیا۔ ملا مسیح بن قدریون نے عمان میں قramer کی سرگرمیوں کو عمان کی تھے ہوئے  
بیوسامہ کی حکومت کا جل بیوں کیا ہے:

عَلَى إِنْسَانٍ بِعَهْدِ الْإِسْلَامِ وَلَا يُنْهَى  
وَكَانَتْ بِعَهْدِ الْإِسْلَامِ دُولَةً لِبَشَّرٍ  
شَامَتْ حِمَامَةً، بَنَ لَوْقَيْتَ غَالِبَ، وَ  
كَثِيرٌ مِنْ دَنَابَةِ قَرْدَشٍ يَنْتَهُونَ  
عَنْ هَذَا النَّبَابِ أَوْ لِهِمْ مُحِبْنَانْ قَاتِلَ  
عَنْهُ مُرْدَدَةَ كَرْبَلَاءَ، وَمَنْ يَلْتَهِنَّ  
عَانِهِ فَفَتَحَهُ وَطَرَدَ الْخَوَارِجَ إِلَى  
تَرْوِيَرْنَوْيِيَّةِ قَاعِدَةَ الْجَبَالِ وَأَقْهَمَ  
الْخَطْبَةَ لِنَبِيِّ الْعِصَمِ، وَلَوْرَاثَةَ دَلَكَ  
بَنْوَةَ، وَأَنْظَمَهُ دَوَالَسَةَ، ثَمَّ اخْتَلَفُوا  
أَنْ حُكْمُوتَ كَوَافِدَهُ بَنَى، وَرَسَّاسَ كَوَافِدَهُ  
سَنَةَ خَمْسَ وَثَلَاثَةَ وَتَحْرِبَ بَعْدًا،  
وَكَوَافِدَهُرَبَرَكَ، وَمَرْفَنَةَ هِرَبَرَنَهِ مِنْ الْأَنْدَارِ بَعْدَ  
الْحَقِيقِ بَعْضِهِمْ بِالْقَرْمَةَ، وَافَتَهُوا  
سَانَهُلَلَ لَعْنَهُ وَسَفَرَتْ كَوَافِدَهُ مِنْ بَلْوَهُ عَلَى  
فِي فِتْنَتِهِ إِلَى أَنْ تَغْلِبَ عَلَيْهِمْ أَبُو  
دَاهِرَ الْقَرْمَطِيَّ سَنَةَ مِلْعُمَ عَشْرَةَ  
عَنْدَ اقْتِلَاعِ الْحَجَرِ وَخَطْبَةِ الْمَا  
سَانَهُلَلَ لَعْنَهُ وَأَبُو طَاهِرَ قَرْمَطِيَّ نَعْمَانَ مِنْ  
لَعِيدَ اللَّهِ الْمَهْدِيَّ، وَتَرَدَّتْ وَلَةَ  
الْقَرْمَطِيَّةِ عَلَيْهِمَا سَنَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ  
إِلَى خَمْسَ وَسَبْعِينَ، فَتَرَهُبَ وَالْيَهُ  
مِنْهُمْ وَزَهَدَ، وَمَلَكُهَا أَهْلُ تَرْوِيَ  
دَرِگَانَ، أَنْ حُكْمُوتَ كَلْفَنَ سَاسَتْ أَسَكَ کَانَ  
رَتْرِوَيِيَّةِ الْخَوَارِجَ وَقَسْلَوَهِنَ کَانَ



وَبِالْمَلَكَانِ قُوَّمٌ تَذَعُونَ أَكْهَرَ مُقْتَلِهِنَّ مَلَكَانِ مِنْ إِلَيْكَ قَوْمٌ هُنَّ جُوَاضُونَ لِلْأَيْلَى  
سَامِةَ بْنَ لَوْيَى يَقَالُ لِهِمْ بِنُوْمَنْيَةُ اُولَادُهُ بَنَانِيَّةُ اَنَّ كَوْدَيَاَنَّ بِنْوَمَنْيَهُ كَوْجَانِيَّهُ  
وَهُوَ الْمَلُوكُ عَلَى الْمَهْنَدِ فِيهَا وَهُرُ بَنِي لَوْيَى مِنْهُ مَلَكَانِ مِنْ حَكْرَانِ هُنَّ مُعَطَّلُونَ  
يَدِهِنَّ لِأَمِيرِ الْمُرْمَنِيَّنِ وَهُنَّ اَمِيرِ الْمُوْمَنِيَّنِ كَمَا يَحْتَدِي دُعَائِكَتَهُ بِنَ مَلَكَانِ مُعَطَّلُونَ  
تَلِيَ الْمَنْصُورَةِ اَمِنَ الْاسْنَدِ وَبِالْمَلَكَانِ سَمَّاً مُهَاوَسَدَهُ كَمَا طَلَاقَتَهُ اَوْرَخَانِ مِنْ كِيَكَ  
عَنْهُمْ لِدَخْلِ مَالِ عَظِيمٍ فَلَاكَ بِنِي عَلِيَّهُ بَنَ خَانَهُ بِنِي حِسَنَ كَمَا اَهْدَى بَرِتَ زَيَادَهُ بِنِي، بِنْوَمَنْيَهُ  
هُنَّ لَاءُ دَأْمَوْلَهُمْ وَنَدَخْلُهُنَّ اَهْدَى اَسِي بَنَتَخَانَهُ كَمَا اَهْدَى بَنَهُ اَوْرَدَهُ  
الصَّنْمَ وَبَخْلَهُ فِيهَا اَخْبَرَقَ بِنِي اَشَّنَى اَسِي كَمَا كَرَانَ شَهْرَدَوْنِ مِنْ بَانَهُ اَهْدَى  
رَهْبَنَهُ دَائِنَ دَخْلَ الْبَلَادِ وَفَاقَامَ بَنَوْلَهُ مِنْ دَائِنَ تَلِيَ الْمَنْصُورَهُ بِنِي اَهْدَى بَنَهُ  
بَهَالَا مَعْجَنِي كَثْرَهُ وَرِبَاعَنِي بَهَالَا بِنِي اَكْثَرَ بِنَاهِيَهُ بِنِي كَرَمَهُ مَلَكَانِ  
مُلُوكُ الْمَهْنَدِ بِنِي بِنْوَمَنْيَهُ فَيَخْرُجُونَ كَمَا رَابَهُ بِنْوَمَنْيَهُ سَجْنَ كَمَا يَبْيَهُ مَلَكَانِ بِنِي  
اَلِيَ الْمَلَكَانِ فِي جَيْشِ عَظِيمٍ فِيَّا كَلْمَمَ بَجَارِيَّهُ فَوَعَلَهُ كَرِچَمَهُ اَتَتَهُ بِنِي، وَبِنْوَمَنْيَهُ بِنِي  
فَتَعْدِيْمِهِمْ بِنِي بِنْبَهُ لِيَارَهُمْ سَعَيْجَ كَرَكَ كَمَا پَيْنَيَّهُ فَوَشَّهَالِيَّهُ مَهَادَاتَ اَوْرَدَهُ  
وَرَوْلَهُمْ كَثْرَعَأَمَوْلَهُمْ بَهَالَا بِنِي اَهْدَى بَنَهُ اَهْدَى بَنَهُ اَهْدَى بَنَهُ اَهْدَى بَنَهُ.

اَهْنَرَسَهُ كَسَ بِيَانَ سَامِيَّهُ مِنْ دَوْلَتِ سَامِيَّهُ كَمَا تَارِيخَ كَاهْنَهُ بِنِي بِنِي جَنَّا  
بِلَكَ بَعْدَ كَعَالَاتِ حَلَمَهُ اَهْدَى بِنِي اَوْرَدَهُ بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي  
مَلِكِي اَسِي اَسِي بِيَانَ بِنِي لَوْيَى بِنِي دَوْلَتِ سَامِيَّهُ مَلَكَانِ كَمَا اَبْدَاهِي حَالَاتِهِ اَهْدَى  
مَلَكَاتِهِ بِنِي.

مُحَمَّدُ بْنُ قَاتِمَ نَفَّعَ عَلَيْهِ مَلَكَانِ اَوْرَخَانِ بِنِي تَقَيَّاَلِيَّهُ مَاتَتَهُ بِنِي ۲۸۸۰ھـ مِنْ  
پَيْنَيَّهُ مَلَكَاتِ قَاتِمَ كَمَا اَهْدَى دَوْلَوْنَ مَكْوَمَتِيَّهُ كَسِيَّاَنِيَّهُ بَسَعَهُ بَهَالِيَّهُ رَهِيَّهُ بِنِي اَهْدَى  
اَهْنَرَسَهُ بِنِي بِنْوَمَنْيَهُ كَمَا يَنْتَهِي بِنِي اَهْدَى بَنَهُ اَهْدَى بَنَهُ اَهْدَى بَنَهُ اَهْدَى بَنَهُ اَهْدَى بَنَهُ

لِيَهُ اَلِالْعَلَاقِ النَّفِيسِ مِنْ ۱۷۵۰ مُخَلَّعَ بِلَدَنَ.

سَمَقَابِدَ كَرَكَ فَكَرَ بِيَانَ بِنِي سَامِيَّهُ كَمَا اَهْدَى دَوْسَرِي جَمَاعَتِهِ فِي  
مَلَكَانِ كَانْكَمَ وَنَسَقَ سَيْنَعَا الْمَلَادِ وَحَمَدَهُ بِنِي اَهْمَنْبَهُ كَمَا دَادَ اَمِنْبَهُ كَمَا يَسِيَّهُ  
حَكْرَانِ بِنْوَمَنْيَهُ كَهْلَانَيَّهُ كَمَا يَسِيَّهُ مُنْصُورَهُ كَمَا يَسِيَّهُ حَكْرَانِ عَبْرَانِ عَبْرَانِ عَبْرَانِ  
سَمَعَهُ بِنِي عَبْرَانِ عَبْرَانِ بِنِي كَيْنَتَهُ كَهْلَانَيَّهُ كَمَا يَسِيَّهُ بِنِي هَبَرَهُ بِنِي  
مُحَمَّدُ بْنُ قَاتِمَ كَمَا دَادَ اَمِنْبَهُ كَمَا سَلَدَ اَسِي اَهْنَرَسَهُ بِنِي، اَبْتَ اَمِيرِ بِنِي اَكْوَلَهُ اَهْدَى  
الْاَكْمَالِ مِنْ اَجْنَسَهُ بِنِي سَامِرِ بِنِي اَسَدِهِ بِنِي حَمَزَمِ بِنِي عَوْفِ بِنِي بَهَارِهِ بِنِي عَبَادِهِ بِنِي  
لَوْيَى بِنِي حَارِثَهُ بِنِي سَامِرِ بِنِي لَوْيَى كَاهْنَهُ بِنِي كَهْلَانَهُ بِنِي كَهْلَانَهُ بِنِي اَهْدَى بِنِي  
سَمَعَهُ بِنِي رَيْنَ بِنِي حَافِمِ بِنِي جَسَاسِ بِنِي عَمَرَهُ بِنِي بَاقِلِ بِنِي اَجْدَعِ بِنِي اَسَدِهِ بِنِي سَلَدَهُ بِنِي بِرْهَمَهُ اَهْدَى  
اَگْرَبِي مَعْبِدِهِ بِنِي رَيْنَ بِنِي قَاتِمَ كَاهْنَهُ بِنِي دَادَهُ بِنِي تَوَسَ كَاهْسَلَهُ بِنِي بِرْكَهُ بِنِي قَاتِمَ  
بِنِي مَعْبِدِهِ بِنِي رَيْنَ بِنِي حَافِمِ بِنِي جَسَاسِ بِنِي عَمَرَهُ بِنِي بَاقِلِ بِنِي اَجْدَعِ بِنِي اَسَدِهِ بِنِي  
حَمَزَمِ بِنِي عَوْفِ بِنِي بَكَرِهِ بِنِي عَوْفِ بِنِي عَبَارِهِ بِنِي لَوْيَى بِنِي حَارِثَهُ بِنِي سَامِرِ بِنِي لَوْيَى  
مُحَمَّدُ بْنُ قَاتِمَ نَفَّعَ عَلَيْهِ مَلَكَانِ سَامِيَّهُ كَاهْنَهُ بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي  
اوْرَهَبِي خَلَافَهُ كَهْلَانَهُ بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي  
رَاجِحُهُ مَهَارَاجِلَهُ سَعَيْجَهُ كَاهْنَهُ بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي  
سَامِخُهُ بِنِي سَامِيَّهُ كَاهْنَهُ بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي

**ابْنِ رَسْتَهُ كَابِيَانِ ۲۸۸۰ھـ** مَلَكَانِ مِنْ سَامِيَّهُ كَاهْنَهُ بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي اَهْدَى بِنِي  
لِيَهُ اَلِالْعَلَاقِ النَّفِيسِ مِنْ ۱۷۵۰ مُخَلَّعَ بِلَدَنَ.

دھو جو نہست کے مدت میانے کی سایی مکوم سماں کافی مخصوص اور مختتم تھی اور یا منابع طبل ری  
تھی، یہاں کے حکمران بنو منبر کے انتظامی احتساب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ انت رستہ کے  
پر سے بیان میں بنو منبر (یعنی منبر کی ولاد) کو حکمران مان کر جمع کے العاقا اسٹمال کیے  
گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو سامر کی شاخ بنو منبر اپنے رئیس و مردار محمد بن قاسم  
بن منبر کی پارچی میں ملنا ان کی حکومت پر قابلیت و خلائق ادا کی اتنا تاریخ میں یہ  
حکومت شخصی سے زیادہ ہجری تھی، اس کے باقی کی بیداری اور احری اور قابلیت  
کی وجہ سے ابتداء ہری سے ہمایت شاندار اور کامیاب طریق پر چل رہی، ملنا پر جنگ کرنے کے  
محور سے داخل بعد بنو منبر میان و شوکتہ عرب و دواب اور مال و دولت میں پہنچنے  
پڑ گئے، اذان کی طاقت نے اطراف و جوانب میں اپنی ساکھوں میادی، حوالائیکا بستوانی  
و دور جی سے ان کو توجہ ادا کی پاس کے راجل مہارا جوں کی میانا رو شورہ ش پر سخت مقابلہ  
گزنا پڑتا تھا، اسکن یار بار ملنا کے بعد طلاقہ پر قبضہ کرنے کے لیے جملہ آور ہوتے اور بنو  
منبر میان کے اپنی شان و شوکت اور فوجی قوت کی وجہ سے ان کو شکست دیتے ان  
رستہ کا بیان خاص طور سے ہن میں رکھنا چاہیے کہ ہندوستانی راجوں کے ملنا پر جنگ  
ہونے پر بنو منبر نے بردست فوج لے کر مقابلے کے لیے سختے اور اپنی طاقت و دولت کی وجہ  
سے ان کو ہزیزیت دے کر خود فتحیاب ہوتے، بعد میں یہ صورت باقی نہیں رہی بلکہ بیرودی  
حملوں کے نزدیک وقت میں بت اور بست خانہ کے قوڑے نے چھوڑنے کی دہکلی دے کر ان کو  
پس اکی جاتا تھا۔

ملنا کے بنو سامر کی طرف ملنا ان کے بنو سامر بھی اسی المذہب تھے، اور بھی غلطانے  
جا سیے کے نام کا خطرہ پڑھتے تھے، ملنا ان اور سندھ میں روانچ و خوارج کی تکمیل میں اس  
خلص سے حکومت کا تیام اس کی عظمت و طاقت کی سب سے بڑی دلیل ہے اس حکومت کا  
غاظت اس کی سیاست ہی کی بنا پر اکیل شیعوں کے ہاتھوں ہوا۔ ملنا میں ان کا معاملہ اس

بادے میں بھی کام کا تھا اور ملنا کی حکومت پر بھی پہلے قراطہ اور روانچ نے قبضہ کیا۔  
ملنا میں بنو سامر کی حکومت کا ذکر ان رستے کے بعد سعودی نے  
م سعودی کا بیان ششم کیا ہے جس نے عکس تھیں سنداہ ملنا ان کی بیانات کو کہا ہے ملنا کے  
ملاٹ کا مشاہدہ کیا تھا، اس پرے سعودی کا بیان ضربہ مفصل اور معلومانی ہے، پہلے  
خصورہ اور ملنا ان کی عرب حکومت کی قدمت اور حکمرانوں کا مال یاں بیان کیا ہے۔  
صاحب مملکتہ بلد الملکات جبل ملنا کا ملکیک تعلیم شخص ہے، جو بنو سار  
من قریش من طلا صامتہ بن افعی بن اونی بن قاب کی اولاد سے ہے اسی طرز  
خصورہ کا ملکیک تعلیم شخص بیان کیا ہے  
بن غالبہ و کنڈلک صاحب مملکتہ  
المنصورہ جبل من قدریث  
کی اولاد سے ہے، اور مصورہ و ملنا  
کی حکومتیں مسلمان اسلام سے مروٹی اور  
من ولد هبار بن اسود، والملک فی  
هؤلاء، و ملک صاحب الملکات  
متولیقات قدریات امام صدر الائمه  
و دوسری بیان ملنا کے حمل کا نام و نسب یوں لکھا ہے:  
ملنا خوشی راں بلاد الموتیں بعد  
الکلامات والملک بھا ابا الجھاب وقت میں سجادا، ابو الباب بنین اسد  
المنبة بن اسد الضریعہ قریش تھا۔

چھر ایک مقام پر ملنا ان اوسمیں ملنا مفصل مال بیان کیا ہے لکھا ہے کہ ملنا کا ملک بھی  
کہ ہم نے کہا سامر بن اونی بن قاب کی اولاد سے ہے اس کے پاس طاقت اور فوجی امپت  
زیادہ ہے، ملنا میں اس کی بڑی حکومتیں رہیں ہیں لیکن عدم سرحد ہے۔ حدود  
ملنا میں ایک لاکو اور تیس ایسے گاؤں اور بستیاں ہیں جن کا شامہ رکھتے ہیں، نیز ملنا ان

دیا جائے گا، مگر مسعودی نے ملکان اور تصور عکی دو نوں کی قدامت کے پیسے صدر اسلام کھا کر  
علوم نہیں صدر اسلام سے کون ساتوانہ مراد ہے، ویسے عام طور سے بیلی صدری ہجڑی تک  
کو صدر اسلام سے تحریر کر لیا ہے مگر اس نہایتیں ان دو قوں عکالتیں کام و شان  
بیک نہیں ملتا، اس پیسے کہ اس کی قدمات کی تاریخ تسلیمی صدری کے آخری دفعے شروع  
ہوتی ہے۔

ابن رستہ نے لکھا ہے کہ ملکان کے حکمران جنمیت ہیں جو سامنہ لوٹی کی نسل سے  
ہیں، اور پورے بیان میں محمد بن قاسم بن منبه کا ہم نہیں یا، بلکہ حکمران کا ذکر قوم اور جماعت  
کے انداز میں کیا ہے، مگر مسعودی نے ایک حکمران شخصیت کا تذکرہ کیا ہے اور نسبت کے  
کے ساتھ کیا ہے، اور حکومت کو تقدیم و موروثی بتایا ہے، ایسا حکومت ہوتا ہے کہ ابتداء میں  
یہ حکومت مجبوری فرم کی تھی، جس میں سرداری اور بیاست محمد بن قاسم کو حاصل تھی، بعد میں  
اس کے لئے اسرائیل حکومت سنبھالی، پھر اسکا لڑاکا ابواللہاب منبه قریشی حکمران ہوا، اس  
طرح یہ حکومت شخصی بن گئی، مگر اس دور میں بھی مجبوری روح باقی تھی اور جب ہندوستان  
کے ہاتھ پر چلا اور پوتے اور مسلمان ان کے مقابلہ میں عاجز ہو جاتے تو سب مل کر  
رباں کا بسونا نہ تھا اور بہت کو نقسان پہنچانے کی دلیکی دیتے جس سے وہ وہ اپس  
پہنچاتے تھے اور مسعودی کے بیان میں لگز رچکا ہے۔

اس بیان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کے مقابلہ میں اس وقت ملکان کی سایی  
حکومت دشمن کے مقابلہ میں کمزور ہو گئی تھی، اور جب یہاں کے حکمران اور حکومت خاتم  
کے استعمال سے عاجز ہو جاتے تو دشمن سے دشمن کو زیر کرتے، حالاً کہ ابتداء میں یہی کہ  
ابن رستہ کا بیان لگتھا چکا ہے، بیمار اُن کی قاصدہ ان سے مقابلہ کرتے تھے اور اپنی  
خوش صافی، طاقت اور سالاری کی وجہ سان پر تھا ہے تھے۔  
اصطہزی کا بیان ملکہ میں مسعودی کے تغیریات پاپیں مل بیان ملکہ کے حدود

میں وہ مشہور بہت بیش کا پچھا کے لیے سندھ اور ہندوستان کے باشندے نے ہر دن از  
شہروں سے احوال، جواہر، موقوٰت، عکس و شبیر بیس اور طرح طرح کی تدریس لے کر حاضر  
ہوتے ہیں، ملکان کے حاکم کی سب ہے بڑی آنکھی خاص اور قاری سے ہوتی ہے جو  
اس بہت پرچھاتی جاتی ہے، اس کے الیک اڈیس کی تھی ایک سو دنار تک پنج جاتی  
ہے، یہ عدد اس قدر عمدہ ہوتی ہے کہ اس پر جمیل الدین بیکر موم کی طرح اس پر لشان  
پڑ جاتی ہے، اس کے علاوہ بھی عجیب بھیز پیرس اس بہت لان ہے جاتا ہے، جب  
ہندوستان کے سندھ اور بہت بڑے ہمہ لامبے ملکان پر حل اور جو لامبے ملکان کے  
مقابلے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو وہ اس بہت کو قبول نہیں اور اس کی آنکھ پڑھنے کا دل  
دیتے ہیں جس سے دشمنوں کی فوج مجبور اور اپس ہو جاتی ہے میں ملکہ کے بعد ملکان کا  
عطا اس وقت والیں بار شاه ابواللہاب منبه بن اسد فرشی تھا  
مسعودی کی پصریج دولت سامنے ملکان کے بارے میں سب سے زیادہ مفصل کی جا کنی  
ہے اور اس کی روشنی میں اس حکومت کے خند غال دیکھ سکتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ مسعودی کے نامے تھی تسلیمی صدری کے خاتمہ تک یہ حکومت  
مددی اور قبیلہ ہو گئی تھی، اس نے عکتہ میں ابواللہاب منبه بن اسد قریشی حکمران  
بتایا ہے جیکہ یہ حکومت ۲۴۷ء اور ۲۵۸ء کے درمیان قائم ہوتی، اور اس کا باقی دوسری  
محمد بن قاسم بن منبه سامنے تھا، غالباً مسعودی کے نامے رکتہ میں جو منبه بن اسد  
حکمران تھا وہ اس کا پوتا تھا، ہمارا خیال ہے کہ عکتہ ملکہ کے ملکان میں تین سامنے حکمران ہو چکے  
تھے داں محمد بن قاسم بن منبه (۲۳۱ء) اس کا بیٹا اسد (۲۳۳ء) اور پوتا منبه بن اسد یہ مددی ہے  
کہ منبه بن اسد سے پہلے دو قوں حکمرانوں کا زمان مجھ سرہ اور تھجھ حکمران کے دو دیں مسعودی  
ملکان پہنچا، ظاہر ہے کہ ایسی حکومت قدیم و متولد کی جائے گی اور سے تغلب کا نام نہیں

حصون مدنیت، و هی خوبست بات نہ پیش فرند را بخت ملتان کو یقیناً دیران و  
الا ان امتصاص ساخته اخوبست بناه کروتے ملتان میں کمی صنعت طبقہ ہیں انک  
سہیزی ملکا بادی منصوب کے مقابلہ میں کم ہے۔  
واعنی اللہ

امطیزی کے اس بیان سے چند تی باتیں معلوم ہوتی ہیں، اول یہ کہ جس طرح ابتداء میں  
منصورہ کے پیاری حکمران شہر سے قحوٹی دور پر یادی نای ایک گاؤں میں رہتے تھے اور  
اور اپنے دارالسلطنت میں نہیں رہتے تھے، اسی طرح ان کے معاصر ملتان کے سامی  
حکمران شہر سے کچھ فاصلے پر چند راوناگی ایک تی بیں مستقل قیام کرتے تھے اور صرف بعد کی  
نماز کے لیے آٹھویں دن ملتان میں جاتے تھے،

جندہ اور سامی حکمران کا مسکر اور فوجی مرکز کہا جہاں ان کی وجہ سے راکری تھیں  
اوچب غیم سے مقابلہ کی باری آئی تھی تو یہیں سے محل کردید ان جنگ میں جایا کرنی تھیں،  
اس نماز میں ملک ملتان کے یہاں باقی کی سواری کا رواج ہو گیا تھا اور وہ شاید جلوس  
تھا باقی کی سواری کرتے تھے،

وہ عالمگیری کی طرح ملتان میں بھی منقصت کے شعاع کو بڑے اہتمام کے ساتھ ظاہر کرتے  
تھے، خاص طور سے ملتان میں عجید کی خانے کے لیے بادشاہ کی سواری تھیں تھیں۔

ابن رشد، سعودی اور امطیزی سب لکھتے ہیں کہ سلطنت سامیہ کی آمدی کا بڑا ذریعہ  
ملتان کا بہت خاذ ہے، اس سے ان کو بے شمار کردی ہوئی ہے، مگر امطیزی نے تصریح کی  
ہے کہ بہت خاذ کے پچاروں اور کافلوں کا طرق اسی آمدی سے ادا کیا جاتا ہے اور امار  
ملتان اپنی اس آمدی سے ان کے تمام اغذیہات کے لئے کرتے ہیں اس طرح کیا ہزا پچاروں  
کے تمام اخراجات شاید خزاد سے ادا کیے جائیں، جس کو ملتان میں ملتان پر جلوکیا تو پھر ہزار  
پچاری گرفتار ہوئے تھے، اس سے ان کی کفرت کا انداز ہوتا ہے، سعودی کی طرح

مگر ابو الحاق ابراہیم فاروقی اختری نے ملک الملاک میں ملتان اور اس کے سامی حکمران  
اذکر کروں لکھا ہے:

وخارج الملتان علی مقدار اطمینان کے باہر اور عزم فرجع کی وجہ پر بہت کی  
رسخانہ نیت کثیرة نہیں جندہ را اور عادت ہے، اسی لبسی کو جندہ اور پہنچی ہے، یہ  
وہی معسکر لامیر لایل خل الظاهر ایران ۲۷ جون ۱۷۳۰ء پر ہے، وہ اسی جگہ مستقل  
منہاں الی المحتان الاقی الجماعة کو منع پڑی، جو صرف جنگ کے دن ملتان جانا  
نیز اب الفیل ویدخل الی صلوة ہے، باقی پر کاروبار کی وجہ سے جنگ کے بعد شہر  
المجعہ، دامیر ہم قریشی ہم ولد دخل ہوا تھا، ملتان کا امیر ایک عربی ہے  
سامہ بن لوی، ملک تعلیم علیہا ہے، ملک سارہ بن ولی کی اولاد سے ہے، اس مدت  
پر قبضہ کر رہا ہے، وہ امیر منصورہ کا مطیع نہیں ہے  
ولا بیطع صاحب المتصوسۃ بلکن خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھتا ہے۔  
الانہ يخطب للخلافۃ

اس سے پڑھنے والے ملتان کے بیان میں وہاں کے بعد اور بس خانہ کا تذکرہ کیا  
ہے اور اسی مضمون میں امیر ملتان کے بارے میں لکھا ہے،

دعا ماتھا یحصل إلى هذا الصنم جمال بھی اس بست کی تذکرہ کیا جاتا ہے اسے  
من الممال فاما يدخل لامیر الملتان امیر ملتان نے کہ بہت خاذ کے پچاروں اور  
وینق على السد نتھ منہ، فاذًا ملکوں پر خطف کرتا ہے، جب ہندو راجہ  
نہدہم الصندل للحرب والقتام ملتان پر چڑھا کر کتے ہیں اور اس بست  
هذا الصنم منہم قاٹھہروا اکسر کہنے سے مسخر ہے اسی پر ملک اسی پر ملک ہے اسی  
راہراق، فیر جعن، ولو لاذالک کے توڑتے اور مٹتے کی دلکشی دیتے ہیں جسیں  
لغزو الملتان، وعلق العلاتان کی وجہ سے وہ واپس پڑھ جاتے ہیں اگر یہ

شہادت ہے، اس کے حوالے ہی داؤں بعد بیان سے ان کے اتمال کا چراغ مگی ہو گیا۔  
بھی ناہیے جیکہ عمان میں بھی بوسامہ زوال و ادبار کے طوفان میں یہ گئے، اور داؤں پی  
ملکوں میں ان کے پرانے حریث و دشمن روا غض و قراطیلیا اسنجیلیہ و راضیہ نے ان کو خم  
کر کے دم دیا، مگر چند سالوں کے بعد ان کا بھرم و غلبہ بھی اپنے نیجے کو پہنچ گیا۔ میں عمان پر  
خراج نے قبضہ کیا اور سلطان پر سلطان محمود غزنوی نے غلبہ حاصل کیا۔

مقدی بشاری کا بیان ۳۳ء اور ابن حوقل کے بعد شہر سیاح و جغرافیہ نویں  
ملتان سے بوسامہ کی حکومت کا خاتمه مقدی بشاری جس نے اپنی کتاب حسن اتفاقیم  
شکل میں لکھی ہے ملتان والوں کو شیعہ اور امیر ملتان فیصلی بتا کر لکھا ہے کہ ملتان کے شیعہ  
اذان میں حجی علی خیر الدعل کرتے ہیں اور امیر ملتان مصرا و افریق کے فاطمی حاکم کا خطہ  
پڑھتے ہیں اور کوئی بھی کام اس کی اجازت و مختی کے بغیر نہیں کرتے اور کہ ان کے سفراء اور  
ہدایاتہ شصر جایا کرتے ہیں، اس نے ایک جگہ لکھا ہے۔

واہلِ ملتان شیعۃ یحیی علوت ملتان، بر شیعہ ہیہ، اذان میں حجی علی شیر العل  
لی اذان، ویشنون فی الاقامة کہتے ہیں اور امامت کے الفاظ ادھر تھے ہیں۔  
رسوی جگہ لکھا ہے۔

واما بالملتان فی طبیعت اللفاظی ملتان میں فاطمی حکمران کا خبرد پڑھتے ہیں اور  
ولا یحییون ولا یحییون الاباهہ، اسی کے حکم سے ہر ایک کام کرتے ہیں اور ملتان  
و امیر ارسلہم وھی ایا ہم اندھب کے تاصدف اور ہر ہوں کا سلسہ جیش طلاق  
الی مصر، وہ دو سلطانوں کو تھی کہ صریک جائی، پھاہے بیان کا پادشاه  
عادل،  
لیا قدر افضلیہ۔

اب تحقیق طلب بات ہے کہ ملتان سے بوسامہ کی حکومت کو تم ہوئی اور وہاں پر

اصطہری نے بھی لکھا ہے کہ سلطان بہمنہ علاجاؤں کے حملہ کی تاب جہیں لائے تو اس بہت کو  
توڑنے اور جلانے کی دلیل دیتے ہیں لیکن اسے کہ ملتان میں ہے بلکہ اصطہری نے بیان لکھ کھا ہے  
کہ اگر سلطان ایسا نہ کریں تو چلہ گا اور طعنہ کی ایسٹ سے بینٹ جا کی سے جاہ وہ باد کوں۔  
یزد اصطہری نے ملتان کے قریب جنادرکلی میں جملہ اور ملتان کے سامنے ساتھی بھی بتایا ہے  
کہ ملتان میں کمی تعلیم ہے اور مطلب یہ ہے کہ ملتان کو ملک میں سے حملہ کے لیے شہر میں  
بہسا سے ضبطاً قلعہ بھی تیسرے کی گئے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو دشمنوں سے  
بھی بچا نہیں ملی تھی اور بیشہ ان کی حکومت حاصلہ جگہ میں رہا کمالی تھی جس کی وجہ  
سے میوں نے ملتان میں قلعہ بنوانے اور شہر سے کچھ فاسیلے پر فوجی چھاؤنی قائم کی۔  
ملتان سے آگے سندھ میں عربوں کی ایک قدیم اور ضبط اکوہت مخصوصہ میں عالمی تھی  
جو خلیفہ کے نام کا خطہ پڑھ کر خود مختاری، مگر ملتان کے سامی حکمرانوں نے بھی امر کر خلافت  
برہ راست تخلیق پیدا کریا، اور منصورہ کی ماجحتی میول ہیں کی،

اصطہری کے پندرہ تیس سال بعد ابن حوقل (ابن حیلہ) میں موجہ ۳۵ء (دو موجہ ۳۶ء) نے اپنی کتاب صور الارض میں

ملغان اور وہاں کے سامی امیر کا ذکر ہوں گیا ہے:  
ویخار ج ملتان علی نصف فرمہ ملتان کا ہر فصل فرخ پا ایک شکرا ہے  
محکرامیہ وہر من ولہد سامتہ یہ امیر بارہین لوئی بن غالب کی ولادت سے ہے  
بن لوئی بن غالب، ولیس هوی، احمد، کسی کی اطاعت و ماقبتی میں نہیں ہے  
طاعۃ ایخدا، وخطبۃ لنبی العباس، لیکن بی جس کا خبل پڑھتا ہے و  
اس بیان میں کوئی ائمہ بات نہیں ہے، بلکہ اس سے صرف اتنا حکومت ہوتا ہے کہ شہر کے  
سدود میں ملتان پر کوئی سامی حکمران بخواہی تھا، بخوبی ملتان میں بوسامہ کی حکومت کی احترمی

اعظیل شیعی حکومت کے قرآنی ارادات کیا ہے؟ این حقلِ موجود شہنشاہ، کامیاب ملتان کے بوسار کی حکومت کی آخری صورت درحقیقی (موحد شہنشاہ) کا بیان وہاں پر فتحی شیعی حکومت کے قیام کی پہلی خبر ہے، ظاہر ہے کہ اکتوبر ۱۹۴۷ء مدت میں ملتان انقلاب سے دوچار ہوا ہوا، اگر تم تیاسی حادثے کام سے کریمان نہیں تو اس کے بعد تجھی سامنی حکومت رہی اور ۱۹۴۸ء سے پہلے شیعی حکومت قائم ہوئی تو اس کا ظاہر ہے کہ اکتوبر ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء کا زمانہ بوسار کے غائب اور باطنیوں کے قبضہ کا ہے اور یہی نامہ حکومت کے خاتمی حکمران کے اقتدار کی پہلی شکر میں جیداللہ مہبی کے بعد مدد حکومت اور احمد علی حکومت کے سال تک شان و شوکت کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد ملتان میں ایک ایسا کام ہوا، اس کے امیر و معموقہ عجہر نے ۱۹۴۷ء میں مصرخ کر کے لٹھنے میں مصلی جامیں ابن خلدون میں معز الدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور اذان میں حقیقی خیر العمل کا اضافہ کیا، تیراہی سال شام اور صرخ کیا اور تعریفِ رمضان شکریہ میں تیران کیجائے مصر کو پایہ تخت نہیں بنایا، مقدسی نے ملتان کے شیعوں کے بائے میں لکھا ہے کہ وہ بھی اذان میں حقیقی خیر اصل کا اضافہ کرتے ہیں، خود قاطیٰ حکومت میں اس کا روایت شکر میں جدا اس کا مطلب یہ ہے کہ ملتان پر شیعیوں کا قبضہ ۱۹۴۷ء کے بعد ہوا اور اس کے بعد انہیوں نے اذان میں یہ اعلان فر کیا۔

بوسار کے بعد ملتان کے اعظیل شیعی حکمرانوں میں سب ملتان کے باطنی اعظیل حکمران سے پہلا نام جلم بن شیبان کا ملتا ہے جس نے سب سے پہلے ملتان کی سنتی حکومت کو ختم کر کے یہاں اعظیلیٰ حکومت قائم کی۔

ایک بینی الاصل ہدایتی اعظیل نعاصر عالم نے اپنی کتاب "الصلیحین والمحکمة" اتفاقیتیہ فی الجمیع میں لکھا ہے کہ بقول اور یہی تخلیقہ معززے ہندوستان میں پہا ایک داعی بھیجا، جس نے یہاں کے جوشیوں کو ان کے مذہب سے بحالا، مگر اس داعی نے ان اس

ان کے بعض غیر اسلامی عقائد کو باقی رکھا، پھر معززے دو سکے دائیٰ جلم بن شیبان کو یہاں پر دائیٰ دا میر شاکر بھیجا، تخلیقہ معززے رمضان شکریہ (۲۵۷ھ) میں اس کے خام اپنا ایک خصوصی مکتب روانہ کیا تھا، یہ دائیٰ جلم بن شیبان مدد کے حاکم کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا، اور بہت خانہ گرد کر دہاں سجدہ بناداں ای رہاں واحد کو بیرونی کی اچھی سندھ کے شہروں پر حملہ کر کے تباہی مجاہی اور ملتان کا بست قاتل گرد دہاں سجدہ تغیر کی ہے۔  
مگر خود البربری نے کتاب البند میں یہاں لکھا ہے:

فیما استولت القراءۃ علی الملتان جب ملتان پر قراطہ کا قطب پڑا تو جلم بن شیبان کر جلم بن شیبان التغلب ذلك متکب نے دہاں کا بست قاتل گرد اور جملہ اور جملہ کے الصنم وقتل سیدانته وجعل پیاروں کو قتل کر دیا، اور بہت خانہ گرد کیلکیں بیتھے۔ وہ وقار و بنی من الاجر بند مکام پر میتھوں سے بنایا اور خانہ جامع علی مکان ہوت قعہ جامع ابند سجدہ بنادا، اور پہلی جامع مسجد کے بدے اسے بکر الحرام الا ولعائق ذلك بعضا پہلی مسجد کو بند کر دیا، اس نے ایسا اس یہے لاما حلہ فی ایام بھی امیتی تک کی کہ پہلی مسجد میں دور کی جی ہوئی۔

میں نے رجال الشہزادیوں جلم بن شیبان کے قلب کی تغییبی تاریخ شکریہ اور ۱۹۴۷ء کے درمیان لکھی ہے۔ ان کے بعد ایک دوسرے ایکیلی کا نام ملتا ہے جسی چٹے عینداں کا زمانہ شکریہ اور ۱۹۴۸ء کے شیبان بھا، اس کے شیخ کے لقب سے معلوم ہوتا ہے وہ اسیمیلی راجی و مبلغ تھا، ملتان پر اس کا لقب ای تفریح نہیں بلکہ شیخ عیید کے بیٹے نصر بن حیدر بالطفی کے ہامسے میں معلوم نہیں کر دیا گیا تھا یا انہیں، الجہ شیخ عیید کا پہنچا اور نصر کا بیٹا ابو الفتوح راؤ دین نصر بن حیدر بالطفی کے ملتان پر حکمران ہونے کی تھیں العصیمیون والمحکمة اتفاقیتیہ فی الجمیع میں لکھا ہے کہ بقول اور یہی تخلیقہ معززے ہندوستان میں پہا ایک داعی بھیجا، جس نے یہاں کے جوشیوں کو ان کے مذہب سے بحالا، مگر اس دائیٰ نے ان اس

تقریب کی ہے، اور ان پر جرمانہ کی رقم بیس لاکھ روپے تباہی ہے، امریکی قرین قیاس بھی ہے۔

اس طرح ملتان سے باطنی مکولات کا خاتمہ ہو گیا، مگر اس کے بعد بھی ملتان پنجاب، سندھ اور بھارت وغیرہ کے علاقے اسلامی دعوت و غلبرت سے متاثر ہے، جس کا اثر آج تک باقی ہے کہ یہی تک اسلامی دعاویٰ دعوت کا مرکز ہے۔ ملتان پر بنو سارہ کے بعد اسلامی حکومت صرف تین چینیں سال تک رہ سکی اور اسے بھی سلطان محمود کی طاقت وغیرہ کا سیلا ب ایک تھیڑے میں خس و خاشاک کی طرح ہوا لے گیا۔

ملتان میں دولت سامنہ کے خاتمہ یہ تو صد سالام ہی سے سندھ اور سندھ ملتان اور اسلامی مکولات کے قیام کا پس منظر کے مختلف مقامات پر طرح طرح کے فتنے پر ورش پائے تھے، کہاں نے قتل کرناں اور طوراں و قصداں میں خوارج اپنا کام کر رہے تھے، سندھ ملتان اور پنجاب میں علوی دعاۃ اور اسلامی مبلغین اپنے یہی زمین ہوار کر رہے تھے، مگر وہ صرے ساسی خلیفہ اور جعفر نصیر کے دور میں پوستمعالم اسلام کی اندرونی شورشیں بڑی حد تک دوست کر دیں، اس تھے ہر بیگ دعاۃ شیعہ اور خوارج کا زخم کر دیا تھا، لیکن خلیفہ بارون رشید کے استحکام بعد جنگ فور بوجہاں اپنے اندرونی جنگلوں میں مبتلا ہوئے تو فتنہ بیٹا وہ کی دلبی ہر فنِ حکماری پر بھرتے گئیں، خاص طور سے شیعوں اور علویوں نے اس موقع پر غصت جان کر ہر بیگ دعاۃ اور خوارج کے عالم اسلام میں خسی طور سے اپنے دعاۃ و بلیغین بیٹے جوان کے حن میں زمین ہوا کر رہے تھے، اس سلسلہ میں سندھ اور ملتان پر ان کی خاص نظر تھی، ۱۹۷۴ء میں کوئی میر جباری ناک وائی ظاہر ہوا جس نے قرمندانی ایک کتاب کے بارے میں دعویٰ کیا کہ یہ احمدیہ دربن حنفی کے، اس میں کفریات تھیں اور حلال کو حرام کو حلال کیا گیا تھا، یہ شخص میر جباری خلیفہ دادا تھا، جس کا نثار کسی خاص مقام پر مدد ای ہوتے والا تھا، اس کے جیعنی کی اپنی نامی جامعہ بکریہ میں پیدا

تھی، میر جباری کے نام سلطان محمود غزنوی کے سمت و ملتان پر بصرہ بیان کی کیتی ایساصورت اور ابوالفتح ہدوں تباہی جاتی ہے، اور اس کا القب "اولدالاکبر" ہے، کیونکہ اس کے نیک طریقہ کا نامی ناہم تھا۔ جسے داؤ دالا صخرہ کہتے تھے، داؤ دالا صخرہ کو بعد میں سلطان محمود غزنوی نے گلستان کا نام بیان کیا اس نے باطنی خاتمہ سے توبہ کی ڈی سے ملا کر دیا۔

ملتان سے باطنی اقتدار کا خاتمہ اور علامہ ابن اشر نے داعیہ کے واقعات میں دست ۲۹۶ میں سلطان محمود غزنوی کی ملتان کیا ہے کہ اس مدت سلطان محمود غزنوی نے ملتان پر چڑھائی کی، بات یقینی کہ سلطان کو والی کے حامل اپالنتھی کے خلاف اعتمادی اور مخدادن عقائد کی تحریکی اور بات علموم ہوئی کہ اس نے ملتان کے عوام کو اپنی ایسی باطنی نہیں کی دعوت دی ہے اور وہ بھی باطنی ہو گئے ہیں، اس نے جریب سلطان نے چڑھائی کی تیاری کی اور راجہ انہ پال سے اس کی صدروں مکہتے گئے نہیں کی اجازت چاہی اور اس نے اخخار کر دیا، اس نے سلطان نے ملتان سے پہلے راجہ انہ پال سے جنگ شروع کر دی اور پنجاب کو ہنس ہنس کیا، راجہ نے راہ فرا نتیار کی، سلطان نے تکمیر پیچ کر دیا اسی اتنا رہیں ابوالفتح کو سلطان محمود کے ملتان پر چکڑا اور ہوئے کی خبر لگ گئی اس نے مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی دولت و ثروت کو سندھ پر روانہ کر دیا اور خود ملتان کو خالی کر کے کہیں چلا گیا، جب سلطان محمود ملتان پہنچا، اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ واقعی یہاں کے عام مسلمان گمراہ ہو کر اسلامی شیعہ ہو چکے ہیں، اس کے بعد سلطان نے ای ملتان سے جنگ کر کے ان کو طاقت کے فدیعہ زیر کیا اور تادیب اور جرمانہ کے خود پر مان سے بسہ سزا درجہ وصول کیے۔

تاریخ بیمنی کے مصنف نے بھی ابوالفتح کے سندھ پر مال و دولت روانہ کر دیکے

کے پھر ان اعلیٰ نبیوں کے بختنے تھے اور فالی شیعہ تھے، شروع میں قراطہ سے بھی ان کا ماز باز تھا،

عبداللہ مہدی کے افریقی میں ظہروں و غلبہ کے بعد شرق و مغرب میں اعلیٰ دعوت عالم کی گئی، منہ میں بھی ان کے آدمی ائمہ اور اعلیٰ دعوت و حکومت کے خفیہ کام کا اٹھنے کیا، یہاں کہ جلوں ہو چکا ہے مزے بہاں جنم، شیان وغیرہ کو بھجا، جنہوں نے مٹان کی سی حکومت کو ختم کر کے شیعی حکومت قائم کی، اور اسے فاطمیوں کی سلطنت کا ایک حصہ بنادیا،

علویوں کی بنی میں ناکامی اس سلسلہ میں ایک علوی تحریک، اور اس کا رکرداری کا ذکر اور ملتان میں کامیابی حاصل ہے، بنی میں بھی حضرت علیؑ کے صاحبزادہ عزیز بن ابی طالب کی اولاد میں سے جدا الرعن ملوی نے جاسی خلافت کے خلاف مبارکہ کوئی خروج کیا، این خلدون نے کھا ہے۔

فتنہ کے بعد بنی میں جدا الرعن بن احمد بن عبد الرحمن بن احمد بن عبد الله بن عبد الرحمن بن عرب بن ابی طالب بن عبد الرحمن بن محمد بن عرب بن ابی طالب نے غزوہ کیا اور اس رسول سے امام رضا کی یہ عوامل رضا بن ابی حیان، و بایعہ امام کی دعویٰ کی، ابو بنی میں کیہتے ہیں اس کی بیانات کی، خلیفہ اور اس کی سرکردی کے بیانات اہل الین، و سفر اور ایام المأمور مولانا دینار، واستائن لے فائمنس، و راجح الطاعۃ، پرانے اور اس نے امانی ترویج خذیلہ کا بیان کیا۔

جدا الرعن ملوی نے اگرچہ وقتی طور سے خلافت کی امانت کیوں کریں، مگر علویوں کے عزم

ہو گئی، جو بعد میں افریقی عالمی حاکم عبد اللہ مہدی کی پیرویوں کی، این خلدون نے کھا ہے کہ بھروسی کی وجہ سے بھروسی میں سیدیوں کی دعوت و اطاعت کی تائی ہو گئی تھی، بھروسی کے اعلیٰ دعیوں کا اثر تبدیل پر شرناواری تھا، میزاسی زمانہ میں ایک شخص محمد الجیب حسن کے مقام سلطیہ میں بھی حسن بن فیرات کو اطافت و جوانہ کے شیعہ بیان کرتے تھے جن کو وہ مہدی منتظر کی دعوت دیا تھا، اس کی خدمت میں عدن اور سے ایک شخص حسن بن نفضل حاضر ہوا، محمد الجیب بے شکر کے ماتعاپنے داعی رسم بن حسن بن حوشب کو میں میں دعوت عالم کرنے کے لئے بیان کیا، اس نے اسکے اور بھی منتظر کی دعوت دی اور صنعت پر قبضہ کر کے اس پاس کے خلاۓ اوصاف میں داعیوں اور اعلیٰ اعلیٰ اسی سلسلہ میں اس کے داعی مددود اور پندتستان میں بھی آئے، این خلدون اسکے اعلیٰ اعلیٰ و فتنۃ الدعاۃ فی الیمن والیعماۃ اس نے بیان کیا، بھروسی، بھروسی، بھروسی، والبحرين، والستد، والبعندا، و پندستان، مصر، اور مغربہ افریقیہ میں مصر و المغارب،

محمد الجیب نے مرتب وقت اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا کہ تم مہدی پیروی میرے بعد کی دو دراز مقام پر جاؤ گے، اور بھلکلیوں پر داشت کرو گے، اس دوران میں مہدیت کی دعوت مشرق و مغرب میں پھیل پکی ہی، اور افریقیہ کے مقام کتاب مر سے ابو عبد اللہ شیعی فتنہ میں عبد اللہ کے پاس اپنے آدمی یہیے، جن سے افریقیہ میں مہدیت کے بیانات کے لئے فضاسازگار ہو جائے کا علم ہو، عبد اللہ مہدی کی طرح شام سے نجک افریقیہ پہنچا اور ۲۹ جولائی ۱۴۹۶ میں مقام قیروان میں اس کی بیعت ہو گئی، یہ مصر و افریقیہ میں علویوں کی حکومت کا پہلا دن تھا جن کو فاطمیین بھی کہتے ہیں، ۱۴۹۷ء میں عبد اللہ مہدی کا استقالہ ہوا اور اس کا بیٹا معد ملقب بمسعودیں اس کے دوسرے ارشاد ہوا ابھی نے ۱۵۰۳ء میں مصر پر قبضہ کیا، مصر و افریقیہ

اسیلی مذہب رکھتے ہیں، ان کی زبان ہندی ہی، اور وہ اپنے حسب و نسب کی بڑی خانکت کرتے ہیں، اپنے خاندان کے علاوہ کسی شخص سے بہت کم تعلق رکھتے ہیں۔ اسی روایت کی رو سے جملہ بن شیبان کے باقاعدہ حاکم بٹھنے سے پہلے ابو جعفر امام جعفر علوی ممتاز کام، جس کا نام عزیزی علما بن جعفر نے اتنا اختاہ، گویا اس نے جملہ بن شیبان یا دوسرے اسمیں مکمل مکاروں کے چیز میں ایسا نہیں زین ہمارا کروئی تھی، اسلامی تاریخ میں ممتاز کے انتہی مکاروں کا شیدر و فاض ایسیلہ باتی، بسیروں نے اسی قومی قومی طبقہ کے ناموں سے ذکر کیا ہے کہ سب فرقہ اگر پیغمبر کی محفل ترقی کی وجہ سے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے مگر ابتداء میں یہ سب ایک بڑی دھرتی کی شامیں تھیں یہ:

ہندوستان میں ایلی دعوت پر ایک نظر | جیسا کہ معلوم ہوا ممتاز کے ایلی مکاروں نے ساہرا سال کی جدوجہد کے بعد اقتدار حاصل کر کے مصر و افریقہ کی فاطمی حکومت سے اپنا املاک کر لیا تھا، اور وہ اپنے اس مرکز کی مرغی اور ماجانت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے مگر جوستے میکر افریقہ تک پہنچنے والے سلسلہ باری حادثہ نوں طرف سے نامہ دی پیغام افراہیوں نے اس درجت جانشی، حتیٰ کہ چند ہی سال کی حکومت میں یہاں کے ایلیلی شیعوں نے یوں پڑپڑھ کر اچ تقریباً چار سو سال سے ہندوستان ان کی دعوت کا مرکز ہے، اگرچہ اکثر میں سلطان حودھ فیضی میں تھوں ممتاز کی باطنی حکومت ختم ہو گئی تھی مگر نیکن باطیلیوں کی طاقت اندر ہی اندر زور پہنچ رہی تھی، اور کوئی کے زمان میں وہ کبھی کبھی محل کو مقابلہ اور کشت و خون پر بھی اتر آتے تھے، چنانچہ انہوں نے شہاب الدین غنی کے زمان میں پنجاب میں بڑی خطرناک صورت اختیار کر لی تھی اور جب تھا کہ اس قتل و غارت کر کے صلیبت پر قبضہ کننا پا اسکا، اس لئک کی باطنی تحریک کے باہمی میں مسلمانوں کی کمی میں کیتھک یہ مذہب اپنی ہربات کو خنیہ رکھنے میں لا میساں بھگتا ہے، البتہ نہ لازم حال کے ایک ایلیلی فاصل ڈاکٹر

هزار کے مطابق دہلی کے بیان خنیہ طریق سے اپنا کام کرنے لگے، اور اس کی اولاد نے اس کام کے لیے سندھ کا عمارت کیا، قلعہ نو سے سندھ کی دوسری سینی حکومتوں دشمنوں اور مغان کو انہوں نے اپنی تحریک و دھوکہ کام کر لیا اور پرستقل سکونت کر لی اور ان دوسری شہروں میں ان کی کشیر کا دی جائی، سودا کا نامہ ۲۰۰۰ میں شہر منصورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے اور بنی ایں ایں میں اولاد سے ایک بڑی تعداد کی بُردی ہے۔

عمر بن علی بن ابی طالب کی اولاد بھی منصورہ میں تھی مگر ممتاز میں اسی بھاری تھی ایساں پرانہوں نے جائزہ دیا اور زیادہ پر قبضہ کر کے اپنی جاگیریں بنائیں اور اس نے لکھا ہے کہ ممتاز میں مسلمانوں کی حکومت ہے، مگر اس کی جائیداد کی ملک عمر بن علی بن بخطاب کی اولاد سے تھے۔

ممتاز کے ایلیلی مکاروں کی رواداری اور وسعت بڑی تھی یا تا عقبت اندیشی کر انہوں نے اپنے بیانیہ تھکت میں ان علویوں اور شیعوں کو ہٹتے دیا تھی کہ وہ یہاں کے جاگیر وارزین گئے اور موقع پاکستان کی حکومت پر قابض ہو گئے۔ ممتاز کے ان علوی جاگیر واروں میں ایک شخص ابو عبد الرحمن جعفر بن محمد بن علی بن ابی طالب غازیان حیثیت کا ملک تھا، یہ شخص اپنے خاندان، اور اولاد کی ایک بڑی تعداد کے کریمان آیا، یہ ایلیلی مذہب رکھتا تھا، اس کی اولاد اور تبعین میں سے اکثر ایلیلی تھے وہ جب ممتاز میں غایاں شان سے خالی ہوا تو شہر اور اطراف کے بیت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے، جو غایا پہلے ہی سے اس کی آمد و دعوت کے انتشار میں تھے، اس کے ساتھ ایک جماعت تھی اس کا عمل و عمل بہت عمدہ شہری معاملات میں ہو گیا، اور ملک دشادا کے لقب سے یاد کیا جائے گا، بعد میں اس کی اولاد دربعین میں پادشاہ، امراء، علماء اور مرخ و نواب پیدا ہوئے، جن میں سے اکثر

## طرز حکومت اور ملکی استظامات

عَانِ اور ملتان کے بسامی حکمران اس اعتبار سے ہمیشہ مظالم رہئے کہ علویوں اور شیعوں نے ان کو کبھی بین شیئے دیا، اور صورت کی ذکر فتنہ کے ذریعہ ان کا زور کم کرنے رہے، حضرت علیؑ اور عزیزؑ کی فوج سے تین سو سالیوں کی علیحدگی نے ان کو مرتد قرار دیا اور باتی تمام سامنی نسل کو دشمن علیؑ سمجھنے بھانے کی کوشش کی جگہ اولاد کے حرب و نسب ہیں بنی کسی دلیں کے شبناہ ظاہر کیا گیا، پھر جہاں جہاں ان کے قدم بجئے وہاں سے اکھاڑتے کی کوشش کی گئی، المعرض ملان اور ملتان دو قوں جگہ سالیوں کو اقتدار ملنے کے باوجود بین سے کامباپ حکومت کرتے کہ سوت آئیں ملا، اور دو قوں جگہ ان کا اقتدار کو قرب قرب ایک ہی زمانہ میں ختم کیا گیا۔

ملتان میں بوسار کیے شیعوں اور سالیوں کی شرارتیوں کے ساتھ پہت بڑی صیبیت پرندوں راحل جہاں اچھیں کی ملتان پر بار بار خداؤری تھی، خاص ہوئے تفروج کے راجہ نے ان کو بیعت زیادہ پریشان کر رکھا تھا جس کو آخری شکست ہوئی اور اسے ملتان کی حکومت کی تھی، وہ اعتمادیتیں آپا پڑا، مگر اس کے بعد ہی سے طریقوں اور باطنیوں کا غفتہ زدہ پڑا گیا اور اسی پر ملکہ قاریٰ طاقت کو زیر کرنے کے بعد داخلی شرارت سے دو پار پڑا پڑا جسی کہ اسی میں ان کی حکومت تھی

ان حالات میں بختماً ملم و میش ایک سوال حکومت کرنے کے باوجود حکمرانی کا کوئی منظم نقش نہ پیش کر سکے جس میں ہمیں وہ حکم نقوش نظر آئیں جو ایک منظم اور کامیاب حکومت میں نظر آتے ہیں، اور تو اور ان مندوں کے امام کیں نہیں مل سکے، مجید بن قاسم بن نبیہ اور ابواللہ اب مفہیم بن سعد قرشی کے حاکمی ایک حکمران امام کیں نہیں ملتا، ابین افراد و اشخاص کی گئی ملکی حال ہوان کے حالات زندگی اور ارادت کہاں تھے علوم ہو سکتے ہیں پھر جسی کچھ تکمیلی تاریخ کی گئی ہیں،

ہدایت مرحوم تے اپنی کتابت الصدیحین و اخراجۃ الفاطمیۃ فی العین میں استعیت کے ہندوستان میں فروع کی تھی تا اسلامی ہے، اس کا غالباً صاحب ہمیہ جاں درج کرتے ہیں شاہی افریقیہ میں فاطمی حکومت سے کچھ پہلے قبرص صدری کے آخری فاطمی اور دینا کے مختلف بلاد و اماں، میں اپنے داعی اور مبلغی بھجتے تھے، اسی زمانہ میں ایزوں ہندوستان میں بھی اپنے دعاۃ و مبلغین روان کیے، چنانچہ اسی زمانہ میں بین کے عالم، اسلام اور ایک دین نے اپنے بھائی ہشیم کو باداً پسندید کی طرف اعمیلی دعوت کے پیغمبر جس کے باختہ پرستی سے بیوی نے احمدیہ درہ تقبوں کی ایک دین میں بین کے حاکم الملک الحکم احمد علیہ نے مرتباً اپنے اخوازین مرتباً کوہنہ میں اعمیلی دعوت کے لیے انتخاب کیا، اور فاطمی پاپہ تخت قاہر و کی برایت نے پھر جب مرتباً کوہنہ میں بھیجا، اس کے مرتبے پر ملکہ قدر نے فاطمی خلیفہ مستنصر سے مشورہ کر کے مرتباً کو بھاری احمد بن مرتباً بن اسحاق کو لائے ہیں ہندوستان بھیجا۔

تیر مونڈ شیرازی متوفی ۷۳۴ھ نے مستنصر فاطمی کے زمانہ میں قاضی ملک بن مالک کے تھادی ہندوستان کو تیار کیا کہ وہ صلیبی دور کی دعوت یعنی کی جانب سے ہندوستان میں ڈالی کہ انتقام کرنے قاضی ملک نے ۷۳۴ھ میں اپنے داعی عبد اللہ کوہنہ بھیجا اسی ایام میں ایک روایعہ کے مطابق مونڈ شیرازی کے باختہ روزہ میں ہندوستان کے دو شخص بالم تناقض دموالی احمد اور روب نباتہ دموالی نور الدین، اعمیلی ہوتے، مونڈ شیرازی نے قاضی ملک کے ساتھ ان دو قوں کوئین روان کیا، اور قاضی ملک نے ان کو ہندوستان بھیجا، جنہوں نے گجرات اور دکن کے دیہاتوں اور شہروں میں اعمیلی دعوت عام کی یہ ہندوستان کی احمدیہ دعوت یعنی کی دعوت کے تابع رہی، یہاں تک کہ ۷۳۶ھ میں اعمیلی دعوت یعنی سے متصل ہو کر ہندوستان آگئی اور اس زمانہ سے احمدیہ مذہب دعوت کا مرکز گجرات بن گیا۔

اس کے بعد امیر خیزی نے زیادہ تصریح کے ساتھ لکھا ہے:  
 ولا یطیع صاحب المنصورۃ إلٰ ملٰنان کا ملک منصورہ کے مالک کا مطیع نہیں ہر  
 اُنہا نیتح طب للخیلۃ بکر و خلیفہ کا خلیفہ پڑھتا ہے۔  
 ملٰنان کے بنو منبر کے بارے میں آخری بیان ابن حوقیل بن خداوی گاہے، اس نے بھی ان  
 کی آزادی اور خلیفہ کا خلیفہ پڑھنے کی خبر دی ہے،  
 وہ ولیس فی طاعۃ احمد د ملٰنان کا حاکم کی کامات گذار نہیں ہے اور  
 خطبۃ بنی العباس اس کا خلیفہ ہی میاس کے نام گاہے۔  
 الغرض ملٰنان کے سامی حکمران اندرونی معاملات میں بالکل آنار تھے اور کسی پڑوسی  
 حکومت کا دباؤ بھی ان پر نہیں تھا، لیکن اصولی طور سے وہ مرکز خلافت سے واپسی کا شان  
 ر کھتھتے، اور جس وحیدین کے خطبات میں عجائب خلفاء کے یہے دعا کرتے تھے، اور ان کے  
 ساتھ اپنی عقیدت و محبت کا انکار کرتے تھے۔

جن خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا [بیوں نے اپنے اقتدار کی بیج سے لے کر زوال کی خاں]  
 تک جن عجائب خلفاء کے خطبے پڑھان کے نام ہے  
 ہیں۔

(۱) ابو العباس احمد ،	متوفی بالله	از ۲۶۷ھ موت ۹۸۹ھ
(۲) ابو محمد علی ،	متوفی بالله	۲۹۵ھ
(۳) ابو الفضل جعفر ،	متوفی بالله	تل ۲۴۴ھ
(۴) ابو منصور محمد ،	متوفی بالله	تل ۲۴۴ھ
(۵) ابو العباس ،	متوفی بالله	موت ۹۸۹ھ
(۶) ابو عاصی ابراهیم ،	متوفی الله	تل ۲۴۴ھ

لئے سانچہ المذاکر ج ۱۰۵ - تے سورہ الارضہ بخاری و ممالیک اشہر والہندس

ملٰنان کے بنو سامنا میں تھے امام ابن خلدون نے علَّان کے بنو سامر کے بارے  
 میں تصریح کی ہے کہ محمد بن قاسم سامی نے غلافت  
 کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کی اولاد اسی وارث ہوئی جس نے سنت کا اظہار کیا، ملٰنان  
 کے بنو سامر کے بارے میں اگرچا ابی کوئی تشریح نہیں تھے بلکن قرآن سے ان کا کوئی ہونا  
 یقینی ہے، پہلی بات یہ ہے کہ وہ علَّان کے ان ہی کا جزو اسے ملٰنان سے تھے، دوسرے  
 کہ وہ خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے اور اس کے لیے بہرول بدر علَّان کا تختہ برسرے کہ جو عک  
 شاہزادے اہتمام سے پڑھتا تھے تھے، اول سی دن شایبی جمیس کا انتشار اسے شروع  
 دیں ان کے الٰ سنت ہوتے کی یہے کہ ائمہ شیعوں نے ان کی حکومت مفت کی، الٰہی، جی  
 ائمہ شیعوں ہوتے تو افریقی کے عبیدیوں کا پروانہ براہ راست ان کے پاس آ کر اور ان کو  
 ختم کر کے شیعی حکومت قائم کرنے کی ضرورت نہ پڑتی، ملٰنان کے سامی حکمرانوں کی دہنی لہلہ  
 بہت اونچی تھی ان کے بیان اسلامی اور دینی احکام پر عمل ہوتا تھا، ابو دلف نے ملٰنان کے  
 حال یہاں لکھا ہے کہ:

والمَسْجِدُ أَبْيَانٌ مِّمَّا مُصَابٌ بِهِنَّةِ الْقَبَةِ بیان کی بیان حجۃ بغاۃ کے قبے سے ملٰہی  
 وَالاسْلَامُ بِهَا ظَاهِرٌ وَالْأَمْرُ بِالْمُعْرِفَةِ ہے اور ملٰنان میں اسلامی شان خانہ و  
 وَالنَّهِيُّ عَنِ الْمُنْكَرِ بِهَا شَامِلٌ ظاہر ہے اور ہر بالمعروف اور نبی اور نکر جامی  
 خود مختاری اور خلفاء عباد کے نام کا خطبہ جیسا کہ مسلم ہوا ملٰنان کے بنو منبر نہ خون جنم رائے  
 بعد ادانتے شروع ہی سے وابت رکھا، اور خلافت اسلامیہ کے نام کا خطبہ اپنے بیان پڑھا،  
 اس کا تکرہ سب سے پہلے ابن رستہ نے یوں کیا ہے:

وَهُنُوْبِيْعُونَ لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ملٰنان کے ملک بنو منبر امیر المؤمنین کے عقین دعا کر تھیں

لئے سانچہ المذاکر ج ۵ ص ۳۱۹ - تے الاعلائق القیمہ ص ۱۳۵ -

(۲۷) ابو القاسم جلال الدین ، مکفی باشد نفع ۳۴۶  
 (۲۸) ابو القاسم فضل ، مکفی باشد موت یا غل نفع ۳۴۷  
 (۲۹) ابو بکر عبدالکریم ، مکفی باشد غل نفع ۳۴۸

بی سامر کی جنگی طاقت اور ہندوستان میں ناسارہ کا علاالت ہیں اپنی راجوں مہاراجوں سے جنگ

کے ساتھ ساتھ جنگی طاقت کی بھی ضرورت تھی، میان کے بہت قلائل پر ملائیں کا تینہ مہاراٹان بھر کے ہندو راجوں کے بیچ رکھتا تھا، خاص طور پر قنوج کے رہائے مراحت میں رہائے رہا۔ مات دن میان کی سامی حکومت کے درپر رہتے تھے اسی بیے ابتداء ہی سے خسارہ میان میں بھاری شکریج کر کھا رہا اور وہ اپنی اسی طاقت و شوکت کے بل پر مکروہ طرفت تھے، ان کے پہنچنے کرہ لئیں ان رستے کیجا ہے کہ میان کے بنو منیرہ سے ہندوستان کے راجہ اکثر جنگ کرتے رہتے ہیں بنو منیرہ ان کے مقابلہ میں میان سے علی کر بھاری شکریج سے ان سے جنگ کرتے ہیں، اور بنو منیرہ اپنی خوش بال، طاقت و قوت اور بال و دلت کی وجہ سے غالب آتے ہیں اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو منیرہ نے اپنے ابتدائی دور بی میں پاں پڑوں کے راجوں سے مقابلہ کرنے کے لیے پوری طاقت جمع کر کی تھی

۳۴۷ میں مسعودی نے صاحب میان کی فوجی طاقت کو یوں بیان کیا ہے:

وہ دژو جیش و منعہ و هو شغیر یہاد شاه شکر اور طاقت کا ماں ہے میان

من تھوس المسلمين الکبار

صلوؤں کی پڑی سرحدیں ہی سے ایک اہم حصہ ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان کی سوت سالائیں کی سبے بڑی امور سے ہم میان کی حفاظت کے لیے کس قدر فوجی طاقت کی ضرورت رہی ہوئی۔

اور بیرونی ہندوستان سے مقابلہ کریے کیا استھان اس سے ہوں گے، میان کے ان سلم حکما اذن کا سب سے بڑا دشن پڑوں کا سب سے بڑا ملک قنوج تھا، بہار کا راجہ بڑا طاقت و رخا، مسعودی نے لکھا ہے کہ مہاراجہ قنوج کے چار فوجی دستے ہیں اور ہر دستہ میں سات ہزار اسے نو ہزار تک پہاڑی ہوتے ہیں، یہ چاروں دستے چاروں سخت کے بادشاہوں سے معروف جنگ رہتے ہیں چنانچہ شمال فوجی دستے وہ میان اور اس کے ساتھ اس سرست کی سلم سرحدوں پر جنگ کرتا ہے۔

فیض ارب بجیش الشہاد صاحب راجہ قنوج شمال فوج سے میان کے حاکم اور اس المولتان و من معه فی تلاش سوت کی سلازوں کی سرحدی حکومتوں سے الشغور من المسلمين جنگ کرتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سلطانین میان کو کم انکم سات ہزار سے نو ہزار تک فوجوں سے عیش مقابلہ کرنا پڑتا تھا جس کے لیے انہوں نے میان کے قریب جندر اوہ میں اپنی فوجی جہاؤںی بنائی تھی، سلطان بھی وہیں مستقل قیام کیا تھا اور جب قنوج وغیرہ کے باجے اور ان کی فوجیں مکانہ میں تھیں تو اس کے فوجی اس جہاؤںی سے بھل کر مقابلہ کرتے تھے اور ان کو اپنی طاقت کی دیوبیٹکت دے کر ان کے ہر جارحانہ اقدام کو ناکام بنا دیتے تھے، ایک مرتبہ قنوج کو اپنی شاہزادیاں و بھنیا پڑا کہ وہ میان کے ماتحت ہو گیا۔ اس طرح وہ غالباً اسلامی علداری کا خطرہ تھا، مودی کے وقت دشمن میں قنوج میان کی احاطت میں آگیا تھا۔ اس کا بیان ہے،

وصادرت الدین فی حیز

دھی من اعمال الموتان

اس کے تیجہ میں ۳۴۷ میں سے کچھ پہلے تھا کہ میان کا فتح ہی کچھ اور دیکھا

لے مرد جمال الدین بہبیج اس ۱۶۶-۳۴۷ میں ۱۶۵-

موف الامن دا دکان شاعر ا، بھلخا  
جامد میں ہوت د انتدار اور سلطان د  
ذاری است ف قومہ و منفہ پا رہن شوک کا لامک خادم ملکان کے قرب  
السند ممایی اہن الملتان د اپنے ایک تھر جو رہتا تھا۔  
کان ف حصن لہ

جب ملکان پر ہندو راجے حملہ درپوتے تو بارون بن ہوئی ان کے مقابلہ میں آئی اور مسلمانوں  
کی طرف سے جنگ کرتا، ایک مرتبہ ایک راجہ ملکان پر حملہ کرو ہوا۔ بارون بھی اس کے مقابلہ  
میں اسلامی فوج کی صفت سے میدان میں نکلا، راجہ کی عام فوج کے مقابلے ہاتھی پر سوار فوج تھی،  
بارون نے سبے پہلے ایک بڑے اور سدھے ہوئے ہاتھی کی طرف بڑھ کر اپنے کپڑوں میں  
میں چھپائی تھی لواس وقت چھوڑا جیکہ ہاتھی اس پر حملہ کے بے بڑھائی کو دیکھتے ہی وہ جنگ ہاتھی  
لے تھا شابھاگ چلا، پھر دوسرے تمام رہائی بھلگئے لگئے، اور اس قدر بجلد رجھی کہ پوری فوج  
لے تھا بوجو کر جاگ کھڑی ہوئی، اور راجہ میدان جنگ میں مار گیا، اس پورے دافعہ کو ہاں  
بھروسی نہیں تھی تھیسے میں نظر کیا ہے جس کا پہلا شعر ہے:

اں سنجیتا بان قلقہ لہ نطن الاسد ف جرم فیل  
ی پھا تھیدہ محوی تھے مروج الذهب میں نکل کر کے مشکل و غریب الفاظ کی شرح بھی  
کی ہے: اصل کا ہجہ کچل لاتھی کشکست دینے میں سندھ اور ہندوستان کے بادشاہ  
ان کے سامنے نیاں جیوٹ رہتے ہیں  
ملکان کی سامی طور میں سمجھ کر رہا تھا، یہاں ایک اور پیارا  
سکے اور پہمانے راج تھا جسے مطل کرنے کے اس تک سمجھ کر سیرے پانہ سیر گیوں آتا تھا،  
سامیوں کا اپنا سکر تھا، اس کا ثبوت نہیں مل سکا بلکہ اس تھا، لبڑہ بیان کے فاطمیوں کا  
دہم صردا فرقیت کے فالمی دہم کے ہونک و بھشکل ہوتا تھا، نہیں تھا کہ قہری کا رونج

اس نے کھلائی ہے کہ فتوحہ میں شہر کے کارے باقات و انجام کے درمیان جام جس میں مسجد ہے،  
گوشت بہت ازدالی ہے، مسلمان کی فدا نیادہ تر گیوں ہے، اور یہاں پر عمار، جنی ہری  
ٹھیکیں ادب ایشیت وک دیں، قتوں اور زینہ زندگانیاں بھٹنڈہ پنجاب، میں اگرچہ غلبہ  
خنا کا ہے، مگر مسلمانوں کے بیے علمی مسلمان املاک ہے۔ ان تصریحات سے اشارہ  
ہوتا ہے کہ ملکان کے سایی حکمران کی فوجی علات کی قدر بیادہ تھی اور ان کی صد و ملکت  
میں ملی و درجنی سرگرمیاں کس تیری سے بھیقی تھیں مسلمان ملکان کی اطاعت و باہمی ای  
میں قزوںج کی قدیم غیر مسلم حکومت اسی طرح تھی، جس طرح اوری تکمیلہ ہندوستان سلطان  
منصورہ کی اطاعت و امان ہیں تھی، ان دنوں معاونوں کے مابے پختہ نہ کیا تھی میں  
حکومت کرتے تھے مگر مسلمانوں کا حاکم مسلمان ملکیہ ہوا اگر تھا، جو ان کے سرکر کے دینی  
اور دینی امور و معاملات کا ذمہ دار ہوتا تھا، جس طرح مہماں بھگان یہاں اکی حکومت میلان  
کی طاقت سے تھا، جیور، سپاہ وغیرہ میں مسلمان حاکم و قاضی مقرر ہوا کرتا تھا، بے ہنزہ  
دہمہ مدد کرتے تھے، اور جو مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار ہوتا تھا،

ملکان کی ایک جنگ اور ملکان کے امریے نو سارے کا آبائی دن عان تھا جہاں قبیلہ زبان  
بارون بن ہوئی کی حکمت علی سے قبلہ ازولی شیر کا دی فتحی، جب بوسا میر یہاں آئے تو  
ان کے چڑاہاڑ کے کچھ افراد اور ملک کے سوالی اور قلام بھی ہیں آئے، ان میں سے بعضوں نے  
ملکان میں بڑی شان و شوکت اور قدرتہ تشریف حاصل کی ان میں ہی ایک شخص ہارون بن  
موئی مولی ازدیگی تھا، یہ بڑا بہادر و رانی قوم میں سور زند محترم اور عالما نہ انتشار کا مالک تھا  
اس کا ذاتی تاجع علاج میں رہتا تھا، مسعودی کا بیان ہے کہ:

وقد کان مرجل بالمولتان من ارض ایک آدمی ملکان میں بارون بن ہوئی ازد کے  
السند میدعی هامافت بن موسی۔ ہالی میں سے تھا، جو شاعر، بہادر تھا، اور اپنی  
ملہ احمدی العقاد سیم ص ۳۸۰ و میں ۳۸۵۔

خواجہ بن کے لکھنؤں کے شایعات، ان کے علاوہ ایک اور سکریویری خاچویہاں کے رائج  
سکون میں سب سے بڑا بکھارا۔

## حدود و سلطنت

ملتان ایک شہر کا نام ہے اور پوری حکومت اکنام کے شہر ہے ایم مندوں کے مشرقی  
سرے پر ہندوستان (پنجاب) میں واقع ہے جو کچھ تقریباً ملٹان کے حدود میں تھا ہے اس  
یعنی بعض جغرافیہ نویس اسے سندھ کا علاقہ بتاتے ہیں، ملٹان کے بعد سان ہا علاقہ ہے  
وزیر مہلی نے حکومت ملٹان کی حدود و اس طرح بیان کی ہے :

اعمال الملتان داسعةٌ، ومن الغرب ملٹان کی عالمداری بھی چڑی ہے، من شمال  
إلى حدود مکران، ومن الجنوب غرفت حدود مکران تک اور جنوب کی طرف  
إلى حد المنصورية تک ہے۔

سعوی نے لکھا ہے کہ ملٹان اور اس سے متعلق بچتنے شہر اور آبادیاں ہیں سب  
علاقہ سندھ میں ہیں، ملٹان کی حدود میں ایک لاکھ بیس ھاؤں بتاتے ہیں اور لکھا ہے  
کہ ملٹان سلماں کی بڑی سرحدوں میں سے ہے۔

و حول نظر المؤمنات من فضياعه ملٹان کے اندر گرد اس کے علاقوں اور  
وقرل لا عشر دن فماتة الف دہلوں میں سے ایک لاکھ بیس ھاؤں یعنی  
قریۃ مما یقع علی الاحصاء والعدا ہیں جن کا شمار ہے سکا پے۔

ملٹان اور منصورہ کے درمیان سندھی فرغت سے پختہ فرغت کا فاصلہ ہے، سندھی فرغت آٹھ  
بیل کا ہوتا ہے، اس حساب سے دو لکھ حکومتوں کے دارالحکومتوں کے درمیان ۵۶۰ بیل  
کا فاصلہ ہے۔

لے آئن القائم ص ۳۰۷۔ گہ تقویم ایشلان ص ۳۵۰۔ بیٹی برس تحریروں الذہبیت ص ۱۹۸۔

مقدسی نے التیم سندھ میں منصورہ، ملتان، مکران، قنوج اور دینہ (بجشتہ پنجاب)  
گو ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ملتان دارالسلطنت بھی ہے اور پوری ایک حکومت کا نام بھی ہے  
اس کے لیے بڑے بڑے شہر مبارہ، رملانڈ، دروین، اور برودہیں ہیں۔

ان تصریحات سے ملتان کی سامی حکومت کی وسعت کا اندازہ ہو سکتا ہے، اگر قنوج کو  
بھی اس میں شامل کر دیا جائے تو پھر یہ حکومت یہاں کی عرب حکومتوں میں سب سے بڑی  
حکومت ہو جاتی ہے، ۲۳۲ سے پہلے اور اس کے بعد قنوج ملتان کی حدود میں تھا جیسا  
کہ سعوی نے لکھا ہے اور یہاں لوگ بوسانہ کی طرف سے مسلمان امیر و سلطان متقرر  
ہو اکرتا تھا۔

التیم ملتان میں اسلامی فتوحات عرب فتحوں کے قدم مکران اور سندھ کے اکثر  
اور بوسانہ سے پہلے کے حالات علاقوں میں بہت پہلے آپکے تھے، مگر ملتان میں  
آن کے قدم پہلی صدی ہجری کی آخری دہائی کے شروع میں حضرت محمد بن قاسم ثقہ دی کی  
یقینت میں آئے اور یہ علاقہ بھی اسلامی قلمروں میں شامل ہو گیا، جب محمد بن قاسم اسلامی فوج  
کو لے کر سندھ کرتے ہوئے ملتان پہنچے تو دہائی کے لوگوں نے مسلح و مسلح کی پیشکش  
کے لیے مقابلوں کی اور وہ ایک شدید معرکہ آرائی کے بعد شکست کا کر ملتان میں  
گزر گئے، محمد بن قاسم نے اپنے شہر کا حاصروں کر لیا، یہ حاصروں اس قدر طویل مدت تک رہا  
کہ اسلامی فوج کا سامان رکھنے والا افسر اک کی شدید قحط پیدا ہو گئی، ان بھی یادیں میں  
ملٹان والوں میں سے یک شخص محمد بن قاسم سے اس نے کہا ہے کہ باہر کیا اور دریا پر بسید کی طرح  
کا دہانہ سلماقوں کو بتا دیا ہے جس سے ملتان کے باشندوں پہنچنے پہنچنے تھے، اور اس کا پانی شہر  
میں جمع ہو کر تالاب کی شکل اختیار کر لیتا تھا۔

محمد بن قاسم نے بسید کی طرح اس قدر گہری گردی کہ ملتان میں پانی باتا پہنچ ہو گیا اور

جماعی غلغاء کے حق میں زبان نے کروٹا اور سندھ و ملکان میں کمال کے ذریعہ بخلاف سے  
وابست ہو گئے، اس زبان میں یہ علاجی کبھی کبھی مرکز سے جدابی ہو جاتے تھے، اور بعض عالی د  
امر، خلیفہ کی کم و مری اور نظام کی ایتری سے خالدہ انہا کرانی حکومت قائم کر لیتے تھے اس کے  
باوجود جنوبی اعتبار سے یہ علاجی اس دوری میں بھی خلافت اسلام میں شمار ہوتے رہے یہاں  
تک کہ ۲۹۷۳ء سے پہلے ملکان پر سینہ سامراج میں سے محمد بن قاسم بن سنتہ سامی نے قبضہ کر کے  
اپنی حکومت قائم کر لی، اور یہاں کے سامی حکمران بنو منبهہ کہلائے، ان سامی حکمراؤں نے  
ملکان کو مرکز خلافت بخلافی سے ہابت رکھ کر عباسی خلفاء کے نام کا خطہ پر عاصی یہاں تک  
کہ ۲۹۵۴ء کے بعد اعلیٰ شیعوں نے ملکان کی حکومت پر قبضہ کر کے اسے مصروف فرقہ کے  
فاطمی عکاراؤں کی حکومت کا حصہ قرار دیا اور خود حکمران بنے اور ان کو ۲۹۷۴ء میں سلطان  
 محمود غزنوی نے ختم کیا۔

**ملکان** ملکان کی دولت سامراج میں ایک لاکھ میں شہر اور دیہات تھے، میگر ان کے  
نام تک ہمیں معلوم نہیں، امتدادی نے جن چند مشہور مقامات کے نامہاں  
کیے تھے اس اسی جغرافیہ کی کتابوں میں ان کا تذکرہ نہیں ملتا، اس یہی ملکان اور بعض دوسرے  
علاقوں کے علاصہ ہی ایک تفاکر کرتا ہے۔

ملکان شہر کی بولوں کا مولکان بھی کہتے ہیں، اس رستہ نے تکھاہے کے ملکان شہر کے  
بیچ سے دریائے سندھ بہتے ہے جو وادی کے بارے یا اس سے بڑا ہے، اور شہر منصورہ کے قریب  
واقع ہے، اعلیٰ خلیفہ نے اسے ہندوستان میں شمار کیا ہے اور تکھاہے کہ شہر ملکان اپنی کبادی  
او عمارت کے اعتبار سے شہر منصورہ کا دعا ہے، یہی مخصوص قلمی ہیں اور اس فرقہ بیت الذہب  
بھی کہتے ہیں، امتدادی بتاری نے تکھاہے کے شہر ملکان منصورہ کا لمند ہے، البتہ منصورہ  
زیادہ آباد ہے، یہاں میوے اور کھل زیادہ نہیں ہیں، البتہ ارزانی بہت زیادہ ہے، ایک  
لہو ہم میں سیروںی ملتی ہے اور صری ایک درجہ میں ہیں یہ راستے، ملکان کی عمارتیں

اہل شہر نے جھوڑ کر اسے محمد بن قاسم کے حوالے کر دیا، انہوں نے جگ کرنے والوں  
کو قتل کرنے کا حکم دیا اور باتی لوگوں کو قید کیا، جن میں جو ہزار صرف ملکان کے بہت خاذ  
کے بیماری اور محاقق تھے، اس بہت خاذ سے مسلمانوں کو بخاری مقدار میں سونا باختہ لگا، اس  
کے نزدیکی روپیں جمع کی جاتی تھیں ایک دھرمی وہ بات تھی کہ مسلمانوں کے ہاتھ  
کے اوپر سو ماخ تھا، اسی میں تمام رقم ملک دی جاتی تھی، مسلمانوں وقت مسلمانوں کے ہاتھ  
لگادہ بڑی تباہ دیتی ہے، اس یہی اہلوں نے ملک و قلعہ بیت الذہب کا نام دیا،  
یعنی دہلز خانہ مزرا، ابھی خرد ازبیتہ المسالک والمالک اس کے درست کی مقدار  
یہ بیان کی ہے:

اصحاب فی بیت بہار عین بھالا **محمد بن قاسم** نے ملکان میں ایک کمرے میں میں  
ذبیحہ، والیہار شناختہ مغلائشہ مغلائشہ **سیر** ہمار سونا پایا، ایک بہار میں سونیتیں سیر  
مٹا، فرمیت فرج بیت الذہب کاہتا ہے، اسی پہنچ ملکان کا نام فرج بیت الذہب  
والفرج المغفر، یکون مبلغ ذلک پڑیا، فرج کے سمنی سرحد کے ہیں، یہاں سے  
الذهب الفی الف دلخانۃ الذهب **جن** قدر سونا طالا اس کی جنوبی سنداد شیر الکھوجہ  
و سبعة و سبعون و ستمائی ستمقال **تالعے دے، ۱۳۰۰ء**، شقال تھی۔

محمد بن قاسم ابھی ملکان کے استظام میں بھی تھے کہ ججاج بن یوسف کے مرحلے کی خرطی، اس  
کی بہوت وضمان ۲۹۷۶ء میں ہوئی، یہ خلیفہ اموی ولید بن عبد الملک کا نامہ تھا، اس کے  
بعد محمد بن قاسم ملکان سے الورداروں اور پیغمبر رضی اللہ عنہ اور علاقہ ملکان خلیفہ  
ولید کی خلافت اور ججاج بن یوسف تلقنی کی گورنری کے دور میں محمد بن قاسم تلقنی کے  
ہاتھوں فتح ہوا اس وقت سے ۲۹۷۷ء تک اموی مرکز خلافت دشمن سے ہابت رہا، اور  
غلغاۓ بھی ایسے کے عالی دحکام سندھ کی طرح ملکان پر بھی حکومت کرتے رہے، اس کے بعد  
لے اسکے والمالک میں ۲۹۸۰ء تک تفصیل کے پیغمبر ابلان باب فتوح الاستاد طاحدہ ہو۔

ساختے تھے۔

لستان سے مختلف مقامات کی سفر لستان سے غزنین تک اتنی فرخ تھے یہ پورا استھانیں میداول اور محاروں میں پڑتا ہے، ہمارہ راری کے سلسلے میں لستان سے غزنین تک ایک بار پر عالم کرایہ کے علاوہ زیریں سوری خوبی ہو جاتے ہیں، بسا اوقات یہ سافت تین ماہ میں ملے ہوئے ہے۔

لستان سے منصورہ کو دور استے جاتے ہیں، ایک آبادیوں اور دریاوں سے ہو کر گزرتا ہے اس کی سافت چالیس فرخ تھے، اور دور استے اپنے میداول سے گزرتا ہے جن میں آبادیوں کی سافت کھلے ہے، اس کی سافت تو فرخ تھے۔

لستان سے بالس تک دس مرحلے۔

لستان سے تندابیل تک دس مرحلے اور یہ سب میدانی راستے ہے۔  
لستان سے بسر تک دو مرحلے ہے۔

لستان سے قصادر تک بیس مرحلے۔

لستان سے زرخ (جستان) کی سافت دو ماہ کی ہے۔

قندوچ کھوچ کشاور ملکت لستان کے خون میں صرف اس مناسبت سے کیا جاتا ہے کہ یہ راستے میں لستان کے بوسارم کے بخوبی داشت رہ چکا ہے اور اس کے جیز اسلام میں آجائے کے بعد سے سلان مونوں نے اعمال لستان سے لکھا ہے کہ مسعودی نے تین میں لکھا ہے۔

وقداصارت الیوم فی حیزِ اللہ تھے جبکہ جملہ اسلام میں آجہا ہے اور یہ لستان وہی ہیں اعمال المولتان تھے۔

اور شاید اسی مناسبت سے تمام عرب جزر افیہ فویہ میں قائم کیا جائے اور میں اپنی کتابوں

خوبصورتی میں سراحتی ملک کے مشاہر ہیں، ساؤان کی لکڑی کے مکانات کی انگی بڑے اور بیٹھ کے ہوتے ہیں، یہاں دنیا کا دن ہے، نہ شراب نہی، انہاگروں کسی کو یہ حرکت کرنے ہوئے جاتے ہیں قاءے اندھائے ہیں، یا اس پر شرعی صبحاری کرتے ہیں، خرید فروخت میں بھجوٹ نہیں بنتے اور دناب توں ہیں یہی کرے ہیں، اس افروں اور بر و سیول سے مجت کرتے ہیں، آبادی کی اکثریت عربوں پر مشتمل ہے، دریا اسی پر بنے ہیں، نیکی کے کام بیت ہیں، جھار میں خوبی ہیں، میش و نجم کا تپور ہوتا ہے، حادثہ ملاجین مادل ہیں، انکو بارہ بار میں نہ کوئی نی سخونی ہوتا اظر کے گلی اور نہ کون مرد کی جیبیت سے ملانتہ بات پہنچتا ہوا نکلے گا، پانی شیریں اور زندگی خوشگوار ہے، لوگ نہ صاحبِ نظر اور بامداد ہیں، خاک ایمان میں بھی جاتی ہے، جھاروں میں قلعے ہے، لوگوں کے جسمِ سخت مدد ہیں، البتہ یہ شہر سلطنتی ہے، مکانات تک ہیں، آب و ہوا خشک و گرم ہے، باشدے کا لے اور گندی رنگ کے ہیں۔

مظہری نے لکھا ہے کہ لستان کا بانا رہ ہے، بڑا اندھا رفت ہے، یہاں کا مشہور بہت خانہ بازار کے بیجان علاقہ میں واقع ہے، یہاں ہائی دادت والوں کا بانا رہے رسوق اعلیٰ ایز اور شعبھروں کی قطازی بھیتی ہے، رحمت الصفارین یہ بہت خانہ شاندار قاعوکی تکل میں ہے جس کے پچ میں قبہ ہے، اسی میں بہت ہے، اور اس کے اندر گرد چاروں بوجہ حما فتوں کے رہنے کے لیے مکانات بنے ہوئے ہیں۔

یا قوتِ حموی نے لکھا ہے کہ یہاں کے باشدے قدم نہان سے سلان ہیں، ان نصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ لستان اس نہان میں کس قدر باروں خوش حال اور بڑا شہر بخا اور اس بیتِ الصنم میں تو جمد اور ابی توحید کا کس قدر عرض تھا، لوگوں کے اخلاق کتنے بلند تھے اور انسانیت و مشرافت کیسی بیداری تھی، بہت خانہ میں متصل خان کی جانب مجد عجی، جس میں سائی ہکران جمع کی خانزاد اکرنے کے لیے جندوار سے اتنی پرشاہی مبلوس کے

بیان اگل لئنکی وار دات بہت ہوتی ہے، آئے کی کی ہے، لوگوں کی قام غذا چاول ہے اور بیاس میں چادروں کا استعمال عام ہے، حمار تین محملی ہیں، شہر قلعہ کی آب و ہوا سہت پاکیزہ ہے، بیان باتفاق بکثرت ہیں، شدید گرمی کے ایام میں فوج کے حکام قدار جاگر گری کے دن لذارتی ہیں، دیسے یہ پر اعلاء گرم اور من در ہے۔

پنجاب کی عظیم الشان سوری شہنشہ مکونت بڑے کروڑ کی مالک رہی، اس کی وجہ سے اطراف دو جانب کے راجوں چہاراؤں کو میں نصیب نہیں ہوتا تھا، مگر اس کے نواحی کی ابتداء میں ان کے بتو سامنے کے درمیں ہو گئی تھی جیکہ انہوں نے اس کو زیر کر کے اپنی اطاعت و امان میں آئے پر محصور کیا، اور فاتحہ شعبان ۱۷۴۳ھ میں سلطان محمود فرموزی کے ہاتھوں ہوا۔

تفویج کے میان کی قلمروں میں شامل ہو جائے کی وجہ سے اس کے خام علاقے لاہور گویا میان سے دامتہ ہو کر حدود دا سالم میں شامل ہوتے، اور اس یہ حدود تفویج میں بھی مسلمانوں کی بڑی آبادیاں تھیں، جن میں لاہور کو خاص خلقت و اہمیت حاصل تھی، اسے لہور، اہماور، بہا وور بھی کہتے اور کہتے ہیں، یا تو تھوڑی نے لکھا ہے، یعنی صدیت عظیمة فی بلاد الہند پندرہ میان کے شہروں میں لاہور بہت بڑا ہے۔

و رفاقت کے نے لکھا ہے:

و هي صدیت العبرة، كثيرة الخير، لا يهدى بيت بلا شهر، بیان بڑی خوبی رکت پر، خرج منها جهاد عن اهل العلم۔ ایں علم کی یک جماعت بیان سے پیدا ہوئے ہیں، اس کا طول ایک میل اور جو ہے اور عرض ایک میل اکتبیں درج ہے، ۱۷۴۳ھ میں حضرت عمارؒ کے درمیں مہلب بن ابی صفرہ نے بندوں کا رخ کیا اور جد اور لاہور اگر کردشی سے مقابلہ کیا اور فتح پائی، اتفاق شدی نے تفویج کے بیان میں لکھا ہے کہ وہ بہا اور لاہور، کہ دار اسلطنت اور حکمرانی مقام ہے، مقدی لے تفویج کے نئے شہروں میں کوارہ نام کا

سلیمان القاسمی ص ۲۹۰۔

ہے لکھا ہے، یا قوت ایک کا میل ایک قلعہ کا طول ایک میل میں درج، اور بچاں دیکھنے کے لئے جو دشائیں ہیں، اور یہ لاہور کا دار اسلطنت ہے، دریائے لگا کے نکلی ہوتی دشائیوں کے درمیان ایک ہے، بیانی نے لکھا ہے کہ یہ میان سے انتہائی مشرق جانب دو ٹوپیاں کی فوج پر ہندوستان کا طویل طویل، اور اس کا سب سے بڑا شہر ہے، تزوہہ المنشائق میں ہے کہ یہ شہر بڑا خوبصورت اور بہت کی خارجی کا مرکز ہے، اس کے نہیں میں اندر وہی کٹھیر اور بیردی کٹھیر ہے۔

تفویج میں تدبیح نامے ہے بڑی تربیت پر دست پورس خاندان کی مدد پہنچانے کی اس کے ماحصل اطراف و جانب کے راجے ہو اکتے تھے، اور چہار جگان تفویج کی تدبیح کو کے کے، اس سلطنت کی بہانی پر جزوی تھے ایک سو بیس فوج تھی بیسی ۹۰۰ میں تھی اور اسی تھی، راجہ تفویج کے پاس فوج بہت زیاد تھی، ہر سوت کے پہنچے الگ الگ فوجی دستے متعدد تھے، ہر دست میں سات ہزار سے کرفورنیا تک پایا ہی ہوتے تھے جنوب میں راجہان بڑرا سے اور شمال میں ملوک نعمصون وغیرہ سے جنگ جاری رہا کرنی تھی، اس مملکت میں بخارہ کا لکھنچور ہے جسے شہر اور گاؤں تھے جو دریاؤں، باتوں اور حیرا کی ہوں میں پھیلے ہوئے تھے اور پہاڑک سریز و شاداب تھا۔

مقدی بشاری نے مملکت تفویج میں قدار، ابار، کہارہ، بارو، جبلن، اور جو، زمہرہ، بیسرد کو شمار کیا ہے، اور ہر تفویج کے بارے میں لکھا ہے کہ لکھا کے کنارے کنارے سے سبزہ زار اور باتفاق ہیں، گوشہ بہت زیادہ ایکستا ہے، پائی ہنا یہ عمدہ ہے، جگ جگ باتفاق ہیں، حسن و جمال ہیں، شہر ایک کشادہ ہے، بیان کی بجارت مفید ہے، کیلاستا ہے، جامن مسجد شہر کے کنارے سے بیزو زاروں میں واقع ہے، درمیان شہر سے ایک دریا گزرتا ہے، بیان کے مسلمانوں کی قام غذا گہوں ہے اور بیان پر علماء اور صاحب علم و فضل ہیں نیز بڑے بڑے لوگ ہیں، البتہ

۱۷ مارچ اللہ ہبہ ۱۸۱۹ء۔ میں اسی میں ۳۰۰،

ایک شہر لکھا ہے، ہمارے حال ہے کہ یہاں پاپلہور کی بھروسی ہوئی تھی اس سے جو اس  
لاہور ہے۔

ملکتِ ملتان کے طبیعی حالات یوںے علاقے ملتان کی آب و ہوا اگر وہ خشک تھی، اس کے  
باوجود سارے طاقت اور اعتماد اس کا انتقام اگرچہ ہیاں کی شادابی خصوصی  
کے مقابلہ میں کم تھی پھر بھی تقریباً پوچھے علاقے میں جن امور کے دریائے سندھ ملتان کے  
حلاقے سے گزرا ہو ایسے، اور اونصورہ پہنچ کر دیل کے طریقے میں اس دریا کی راستی اور اس کی  
اس قام گزر گا، میں بہترین کاشت ہوئی تھی، ملتان سے آنے والے پیشہ سے مدد و درستہ  
محکما، جو پہنچت، بڑا دریا تھا، اس کا پانی نہیاں خوشگوار اور دشیریں تھا ایک طبقہ کے دریا، اس  
ملٹان میں پانی جیسے ہوتا تھا جس سے ابی شہر سیراب ہوتے تھے،

بودو باش طرز زندگی اور زبان طرز غالب تھا اسلام اور مسند دو دوں کے سر پر بُجھے  
بڑے بال اور جسم پر تہبند اور جادہ ہوئی تھی، ابی ملتان کا عام بیاس تہبند اور جادہ تھا.  
باشدروں کا نگ اگدی اور سیاہ دو دوں قسم کا تھا، اٹھڑی نے لکھا ہے کہ منصورہ کی طرح  
ملٹان اور اس کے اطراف کی زبان عربی اور سندھی تھی ایساں غایبات تھیں سے جو امناقامی زبان  
پخاں ہے، مقدسی نے لکھا ہے کہ شہر ملتان میں فارسی بھی بھی جاتی ہے لوگ عام طور سے  
تمدنست اور محنت من ہوتے ہیں، فتوح کے لوگ بڑے طاقت ور ہوتے تھے، بنگ بن ٹہٹ  
ناخدا نے لکھا ہے کہ شہر فتوح کے بعض لوگ پُسا رہی اپنے دلوں ہوتول سے دبا کر  
توڑ دیتے ہیں۔

ملٹان ساصلِ سمند سے کافی ودری پر تھا، اس کے پاس کوئی  
تجارت اور خوشحالی بڑا دریا بھی تھا، پھر بھی اس کے پوچھے علاقے میں تجارت

لے ساکنِ الملک میں عد، شہ عجائبِ اپنہ میں ۶۔

نہ روں پر تھی، تو دشہر ملتان تجارت کا سیت بڑا مرکز تھا، جہاں تاجر روں کو کافی نفع ہوتا تھا  
عوام میں بڑی خوشحالی اور فغار غلبائی تھی، صفر دیات زندگی ادا نا، امداد کا نتے پینے  
کی چیزیں بخفاہیت ملتی تھیں، ایک دریم میں تیس ہزار روں جس تک اور جس دوسریں ملتی ہو  
وہاں اشیاء کی ارزائی اور کثرت کا اندازہ مکمل نہیں ہے، مقدسی کا چشم دید پریان ملتان  
کے ذکر میں گزد چکا ہے،

بری الف بحری دو دوں قسم کی تجارتیں ملکتِ ملتان میں رائج تھیں، اعلام طور سے عرب  
تجارت ملتان شہر میں سکونت کیا کرتے تھے، کیونکہ ہیاں کے سلسلوں میں عربوں کی اکثریت تھی  
اہل ملتان ایں پروردی سو داگروں کے ساتھ بڑے پیاروں مجت سے پیش آتے تھے، مقدسی  
نے لکھا ہے،

يَحْبُّونَ الْغَرَبَاءَ وَأَكْثَرُهُمُ الْعَرَبُ  
یہاں کے لوگ پروردیوں سے محبت کرتے ہیں اور  
انہیں اکٹھوڑا ہے۔

سعودی نے ملتان اور خراسان کے دریاں تجارتی سرگزی کو ان الفاظ میں بیان کیا  
وَالْقَوْافِلُ مُتَّهِّيٌ إِلَى خَرَاسَانَ سان سے خراسان تک تکفہ برداشتے  
مَقْصِلَةَ  
بنے رہتے ہیں۔

مقدسی کے حوالہ حکایت کے ملتان اور فتوح کے دریاں تجارتی قافتلوں کی آمد و رفت  
ہمیشہ جاری رہتی ہے، اسی انتظام اور سمت پیشیں میداول اور ریگستانوں میں سے ہو کر  
گزند تاہے، ملتان سے غربیں نہ کر کے جاؤ اور میڈیون ہوتے ہیں اور اسی حساب سے  
اوپنے والے معاملہ لے کرتے ہیں، بسا اوقات چیزیں اسے تم میخیزیں ہے ہوئی ہے، یہ  
شرخ کرایہ صرف صنانِ تجارت کی ہوئی تھی، کادیوں کو کوئی اسے علاوہ ہوتا تھا۔

اور بہت ارزان ہے، یہاں پر مسلمانوں کا علیحدہ حاکم ہے اور یہاں ملائے اسلام اور  
محترم شخصیتیں ہیں۔

افوس کر لمان کے سامنے دو دو حکومت کے علماء و محدثین اور ادیباً کے حالات ہم  
کو نہیں مل سکے، جو یقیناً اپنے وقت میں اسلام ہبھ و فضل کے شش قمر رہے ہوں گے،  
اور سارا علاوہ لمان ان کی روشنی سے جگھتا رہا ہو گا،

غیر مسلم بغاۓ اور ذمیں کے ملکت لمان کی غالب آبادی غیر مسلموں کی تھی اسلام  
شہری حقوق اور نسبتی آزادی نیا ہے تم کزی شہروں میں سب سے تحفظ پورے سے سامنے  
دو دو حکومت ہیں غیر مسلموں پر کسی قسم کے ظلم و تم کا پتہ نہیں چلتا، اور نہ ہی ان کی طرف  
کے کسی مخالفہ سرگرمی کا پتہ چلتا ہے، اگرچہ اس پاس کے باجے قاس طور سے مہارا جگان قیوج  
کی لاٹی اہمداد میں ہونے مجبور سے رہا کریں تھی مگر اس کی حیثیت صرف بسا سی اور سرکاری تھی  
یہاں کے غیر مسلم پوری آزادی کے ساتھ اپنے نہ بھی رسوم ادا کرتے تھے اور بغیر کسی قسم کی  
حیکم کے اپنے نہ بہ پر قائم تھے، مغلوں نے لمان میں پھر تے پھر تے بت خافون کے علاوہ  
ذمی بٹے بت طائے تھے، جن میں پوری ملکت کے ہندو آزادی سے پوچھا پاٹ  
تھا، ایک تو لمان ہی کا بت خافون گام ہندوستان کے ہندوؤں کا مریخ تھا اور  
دوسرے دو بت خافون یہی کے جو کہ ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق ان کی ہر عاجت  
پوری کرت تھے، ان میں ایسا علم خاکر جب کوئی ان پر اپنا باتھ رکھنا چاہتا تو ان کے  
جسم پر نہیں پنچ سکتا تھا ایسا یہاں پر ایسی سیئر خاگس کا پانی برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا تھا۔  
اس سے زخم اپنے ہو جاتے تھے، اس سے کچھ بھی اور خادموں کے کھانے پیسے کا استکام  
یہاں کی رہائی رعورتوں کی آمدی سے تھا، انھیں اپنی بڑی عزت کرتا تو اسے اس  
بت خافون پر وفت کر دیتا، اس پیسے یہ دلوں میں تھکانے لئے لمان کے بہت خافون

مسعودی نے ایک مقام پر کہا ہے کہ لمان، صخذ، بت، پین اور خراسان سے تجارتی  
تلفلستہ، منصورہ اور لمان دستے ہیں اور ان کے قاظہ وہاں جاتے ہیں بلکہ یہ تقابل  
آگے زابلستان تک پہنچ جاتے ہیں اور ان ملکوں اور اس کے دریاں ہمیشہ جاہی ارتقیہ  
اس کا ہے خود کے بعد لمان دوسرا مرکز تھا  
مسلمانوں کی دینی اور غلطی حالت چیز اسلامی طور پر اعلان کیا اور ملہنہ بیٹ ثقافت  
کی بیاری صدیوں تک قائم رہیں، اور یہاں کے دینی ریاستے پڑھ جو شے کام کے اور  
اس کے مطابق یہ حضرات قرآن و حدیث اور اسلامی علوم کی تعلم و تدریس ہیں اس کے  
رہے، مگر افسوس کہ جس طرح لمان کے سامنے حکراں کے نام اور کام نازح کا سبق  
سلگ ہوتے ہیں، اسی طرح ان کے دو دو حکومت کے عام حالات خاص طور سے ملکہ  
دینی و علمی زندگی کے حالات بھی نہیں ملتے ہیں، مگر یہم گزشتہ میانات سے اندازہ کر سکے  
ہیں کہ لمان کے سامیوں کا دور دینی اور اسلامی اعلیٰ ارسے بہت ایک تھا، خود لوک بھی نہیں  
پہنچنے تھے اور انہوں نے لمان کے بت خافون سے مقصیں ہیں جنہیں مسجد کو کر کی  
ٹھیک کفر کے سر پر دن میں پانچ مرتبہ توحید کا اعلان ہوتا تھا اور وہ اسی جامع مسجد میں جمع  
کی نماز ادا کرنے کے لیے خاص طور سے شاہی جلوس کی تھیں میں شہر لمان آیا کرتے تھے ہر  
ٹون شریعی حدود اور اسلامی احکام جاری تھے، اب رُعاف نے لمان کے بارے میں لکھا ہے:  
والاسلام بحال انا هم ولا ہم بالعرف لمان میں اسلام کو تھوڑا روشنیا مل ہے اور  
والنهی عن المکر بحال امن ہے۔ یہاں ام بالعرف اور نہیں عن المکر ہام ہے،

لمان سے متصل غیر مسلم حکومت قنوج میں جو کہ لمان کی ایامیت و مان میں تھی مسلمانوں  
کا حال ہنا یہ اچھا تھا، یا قوت تھوڑی نہ لکھا ہے کہ قنوج میں قدم زدے سلمان آباد  
ہیں، مان کی عام غذا گیوں پے جیکہ تمام اہل قنوج پاول کھلتے ہیں گوشت بھی نہیں!

کا حال لگز رچا ہے، یہ ملٹان کے بھاروں کا ہر کر تھا، اس کا سب مفصل تذکرہ این ورثے  
نے الامالق انفیس میں کیا ہے اس کے بعد تقریباً سب ہی سماجی اور سوچوں نے اس کا  
ذکر کیا ہے آخوند مقدمی نے بھی تکمیل کریتے ہے زیادہ آباد طلاق میں  
تلعہ کی محلی میں بتا ہوا ہے، دریاں میں ہائیٹ کے علاقوں جواناں اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا  
ہے اس کا نام جنم چھپتے کی پوتاک سے چھپا ہوا ہے، جو اس کی سمجھیں تناولاتی  
ہیں، اس کے سر پر سوئے کا تاج رکھا ہے اس کے طاوہ بھی تو نہ چھپتے جبکہ بتاں میں  
بت خالوں میں ان کے پہنچنے والے جاروں کو بک کے آئندھا ہے... پھر ملٹان کا  
بُٹ خانے کی آمدی سے دہان کے چھار بیوی اور خادموں کے قام اخراج کرنے کے لئے  
جیا یعنی شیعوں کا ملتان پر قبضہ ہوا اور علم بن شیبان نے ہوساہ کی حکومت لی جو اپنی  
حکومت قائم کی تو اس نے اس بُٹ خانے کو توڑ دیا۔

تو نوج اور ملتان کے خوشنوار تعلقات میں سعودی نے حشمت میں بتایا ہے کہ تو نوج  
راج تو نوج سرپاٹک کا کارنا مر کی حکومت ملتان میں شاہی ہو گئی ہے، اور  
اب اس کا خثار عالم اسلام کی حدود میں ہوتے رکھے اسی نے یہ بھی تصریح کی ہے اس سے  
پہلے ملتان کے سماجی مکرانوں کے بیٹے دشمن تو نوج کے زبردست اور طاقت در راستے  
مہارا ہے تھے اور وہ ہمیشہ ملتان پر حکومتی کیا کرتے تھے، مگر اسی معلوم ہوتا ہے کہ تو نوج  
کی حکومت ملتان سے ایسا حق و قلق کے بعد یہاں کے راجوں مہارا جو اور ملتان کے  
سامنی مکرانوں کے تعلقات و روابط نیابت ٹکفتے ہو گئے اور پرانی صدوات نئی دوستی کے  
بعد نہ صرف یہ کوئی مہکی بلکہ ملکی اور سیاسی تعلقات کے ساتھ ساتھ مدد ہی اور مدد باتی تعلقات  
بھی بہت کھرے ہو گئے، تو نوج کے راجوں نے مکران کی دیوبھی اور تاریخی عالم طور سے  
اسلام اور مکرانوں سے خصوصی تعلق ثابت کرنے کی کوشش کی اور سیاست کی قیامیں مذہب

کلمہ زندگی کا راستہ خاص بھروسہ اندماز میں پیش کیا، چنانچہ تو نوج کے راجہ سرپاٹک نے جو سکتمی  
بیس مراد بھی کیا کہ بیری تحریک زیادہ ہے اور میں نے دو مرتبہ کہ میں اور ایک مرتبہ دیز میں رسول اللہ  
صلحت اور طلبہ و علم سے طاقت کی ہے، اور اپنے نیرے پاس اپنے صحابہ میں سے مذہبیہ، اس امر  
اور صہیبیت کو دعوت اسلام دے کر تو نوج بھی اس پر میں نے بیک کہ کہ اسلام قبول کیا اور  
اپ کے مکتب گرامی کو بوس دیا، جیسا کہ اسحاق بن ابراہیم طوبی اور ابو سعید مخلف بن اسد حنفی  
طبیب وغیرہ نے خود سرپاٹک راجہ تو نوج کی زبانی یہ دافت سن کر بیان کیا ہے۔  
سرپاٹک راجہ تو نوج کے دعویٰ حمایت اور دعوت اسلام وغیرہ کی روایات کو عافنا  
ابن حجر نے اصحاب میں نقل کر کے حافظ ذہبی کی تحریرہ اسماء اصحاب کے حوالے سے اس واقعہ  
کی تکذیب کی ہے، اور اس راجہ کے بیان کا کذب و اخلاق فرار دیا ہے۔

اسی طرح جمعیتی صدی ہجری میں پنجاب کے شہر جہنڈہ میں رتن ہندی ناہی ایک مہرخن  
خی صاحبی رسول ہوئے کا دعویٰ کیا، اور اپنے کی طرف نسبت کر کے پھر دویات بیان کیں اور  
کے محروم کو رغبات کہتے ہیں، عافظ ابن حجر نے اصحاب میں اور حافظ ذہبی نے میزان الاحوال  
میں اس دعویٰ کا دکر کر کے اس کی تکذیب کی ہے۔

پھر تو نوج کے راجہ سرپاٹک نے ملتان کے امیرتے بنی سام سے تعلق ہو جانے کے بعد  
مکران میں اپنی اور اپنی طرف کی تقدیریت کے نئے بیانہ بیانی اقدام کیا جس کا شہرہ ہندستان  
اور مندھ سے تکذیب کیا اور اسی جوں کے ذریعہ عالم اسلام میں بھی ہوا۔

ملکات ملتان میں سامی قدر کی تقدیریت کے بعد ملتان میں ہوساہ کے دو حکومت میں ملکو  
اسلامی علوم اور عملائے اسلام کی امور کی ترقی ہوئی اور عالم اسلام کی طرح  
یہ غل افریقی اسلامی فنائی و برکات کا ہوا اور ملتان کو علمائے فخر افریقی عالم طور سے  
ہندوستان میں شمار کرتے ہے۔ جسیں ہیں قیمت اور اس کے بعد میں لا ہو یعنی شاہی  
یہ دو نوں شہر اگرچہ ملتان میں بعد میں شاہی ہوئے تک تو نوج نے اسے ہندو راجوں کے

کیا ہے۔

البہرہ اپوری کے چند قدیم علماء کے حالت ملتے ہیں، جنہوں نے پہنے دور میں عالمی ثہرت پائی، اور سماںی دورہ حکومت کے حنفیات و بركات <sup>جیسا</sup> ان کا شمار ہوتا ہے،  
شیخ اسماعیل لاہوری آپ سرزین ہند میں بیٹھیں ودا جہان اسلام میں سے ہیں آپ کے ہاتھ پر بہت سے کتابوں مشرکین نے اسلام قبول کیا، حدیث و تفسیر میں بھی آپ کو امت کا درجہ حاصل تھا، حدیث و تفسیر کے علموں میں، آپ کے ذریعہ لاہور میں عام ہوئے لاہوری میں <sup>۱۳۷۰ھ</sup> میں فوت ہوئے۔

ابوالفتح عبد الصمد بن عبد الرحمن لاہوری ابوا لفتح عبد الصمد بن عبد الرحمن الشعی لاہوری، نے سمرقند میں علم حاصل کیا، اور <sup>۱۴۰۹ھ</sup> میں لاہور میں وفات پائی، آپ کا تذکرہ سمعانی نے کتاب الانساب میں کیا ہے۔

الحسن علی بن القبر بن حکیم لاہوری آپ محدث ہوئے کے ساتھ ساختہ زبردست اور بساعت اور احتجاج میں بحث کیے، انداز گفتگو بڑا پیار تھا، حافظہ بہت قوی تھا، حدیث کی روایت حافظنا آپ سے تاجر، میرزا سہیں بن سید سے کی تھی، اور ان سے حافظ ابو الفضل محمد بن ناظر اسلامی بخداواری کے روایت کی، سمعانی نے آپ کا تذکرہ لکھا ہے،

غزوہ بن معید لاہوری آپ حافظاً ابو موسیٰ مدینی اصبهانی کے شیوخ میں سے ہیں متعدد علماء سے حدیث کا لذایختا کیا ہے، باوقت جموی نے مقام البلدان میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

دور میں انہیں مسلمانوں کی بڑی بڑی تعدادیں، اور ان کی علمی و دینی سرگرمی جاری تھی اور ان شہروں کے علماء پہنچ کے خدمت میں زیادہ مشپور ہوئے، ملکان تو سملائون کا مرکز حکما ہی جس میں ان کی شان و شوکت اور حکمت تھی، اتفاق اعلیٰ ہمہ بھی مسلمانوں کے مرکز کی حیثیت رکھتے تھے، اور بہان میں ان کی شان و لذت کا نام، سیدی بشاری ز قنوج کے بارے میں لکھا ہے کہ جہاں کے مسلمانوں کی عدم عذابیوں پر بیکار دوسرے لوگ چاول کھلتے ہیں، گوشت بہت زیادہ اور بہت ارزش ہے، جامع سعی خوش کے کتابے باعثات کے دریافت ہے، اور بہاں پر مسلمانوں کے علماء فضلاً اور بڑے لوگوں کی،  
لاہور کے متعدد فلسفیوں نے لکھا ہے کہ اس کا مرکزی مقام تھا جسے یعنی شان کا بہت بڑا شہر ہے بیان پر بہت زیادہ خیر و برکت ہے اور بیجاں سے بہلیں تم کا ایک جاافتہ تکلی ہے۔

ملکان اور قنوج بھی مسلمانوں کے دینی و علمی اور شفاقتی مرکز تھے، مگر انہوں کی ملکان میں سماںی دور میں جو علماء پیدا ہوئے ان کے نام تک ہمیں معلوم نہیں، آنکھوں صدی میں امام ذہبی متنقی <sup>۱۴۰۶ھ</sup> نے لکھا ہے:

الملکاتی نسبت ای ملکان، امدادیت، ملکان بقدر ملکان کی طاقت خوب  
با اہمیت، ماعلیت میں بنسپ ایلہا۔ ہے مگر ان شہر کی امت ضوب کیے جائیں  
و اشتہر فی الرجال، اساتھم و اساتھم، پھر کی عالم اچھے علم نہیں ہے۔

البہرہ سماںی دورہ کے بعد بہت سے ملکانی خلائق، کے نام اور حالات کی تابوں میں موجود ہیں خاص طور سے حضرت شیخ الاسلام رازکریا ملکانی <sup>جیسا</sup> کے بعد سے بیشتر اسلامی علوم و فنون اور علماء و عجادوں کا مرکز بن گیا، اسی طرح قنوج کے قدیم علماء کے نام اور حالات علوم نہیں، مگر بعد میں بہاں پر مختلف علوم و فنون کے علماء و فضلا، پیدا ہوئے، چنانچہ ابن جزری نے غایتہ انہما یہ فی طبقات القراء میں قنوج کے متعدد قراء و موجودین کا تذکرہ

## دولتِ معاویہ مکران

یوں تو مکران اور سندھ سے مسلمانوں کا تسلیک کی بڑی حد تک خلافتِ راشدہ ہی میں قائم ہو چکا تھا اور خلافتِ فاروقی ہی میں سلم فاتحوں کے قدم اس سر زمین کی سرحد تک آپنکے تھے، مگر ان کا باقاعدہ قاتھا نہ داخل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا، قتوحات میں مکران کی فتح کا تذکرہ یوں ملتا ہے کہ زید بن ابوسفیان نے ہبہ معاویہ میں بزرگیل کے اک مجاہد سنان بن سلم بن مجتن بڑی گوان اطراف کا حاکم بننا کر کیا تھا، یہ طبقے صاحبِ فضل و کمال اور خدا پرست ہندگ تھے ان بھی کے متعدد ائمہ مکران فتح ہوا، اور اس وقت سے مسلمانوں کے استحکامی امور و معاملات اور طاقتِ میرزا۔ طاوزی کا بیان ہے:-

فأقي الشغ، شنت مکران عنده سان نے مکران کو طاقت کے ذریعہ فتح و مصقرها و اقامهها، و ضبط کیا، اور اسے ہاد کر کے ہیں اقسام انتیار کی، اور علکی استحکامات کیے۔

ابن مجتن<sup>ؓ</sup> نے اپنی قاطری، وصلیحیت سے ہم لے کر مکران کو ان اطراف میں آئیوالے محل و حکام کا مرکز بنادیا، اور انہی دور کے گورنر یہیں منتقل ہتم کرنے لگے، اس کے بعد زید بن ابوسفیان نے قبیلہ ازد کے راشدین عَمَّوج مدی کو ان

اٹاٹ کا حاکم بننا ہے جس سے مکران آئے کے بعد تیقان (گیگان، علاقہ نظارات) و فیروزہ کو ختم کیا، راشد فتویں و غزوہ کی ذمہ داری سنبھالتے تھے، اور سانان رعایا کا استحکام اور ملکی حوالات دیکھتے تھے، سانان اسکا انتظام قابض تھا دیکھنے زیادتے راشد کی موجودگی، ہی میں ان کو مکران کے حدود کی حکومت پر فرمائی۔ سانان نے دو سال تک حسن و خوبی کے ساتھ ملکی استحکامات چلائے جس کے باعث مکران میں ایک ایک حکام و عمال کے لئے پیاسن مرکز نہ رہا۔

مکران اور سندھ میں طوائف الملکی اس کے بعد جوانان، بستے، نوابات کی گورنری کی تاریخ اور علاقوں کا فتنہ سنبھالنے ہی سعید بن احمد بن زید کا لالہ مکران اور اس کے اطراف کا حاکم بنا کر بھجا، مگر اس دریا میں مکران کے حالات میں اب تک آچکی تھی، سعید کو میاں آتے ہی ایک بہت بڑے فتنے سے دوچار ہوتا پڑا، جس میں اسے ناکامی ہوئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ معاویہ بن حارث علاقی اور محمد بن حارث علاقی دو بھائیوں نے مل کر سعید کے خلاف خروج کر کے علم بغاوت بلند کیا جس کے نتیجہ میں سعید بن اسلم مارا گیا، اور یہ دونوں بھائی حدود مکران پر قابض ہو گئے مکران بلکہ سندھ میں اور خلافت کے خلاف خروج و بغاوت کا یہ پہلا دن تھا، جس نے اگر جل کریاں تو اونٹ الملکی کے لیے طوستر ہمارا کردیا اور انہی وجاہی خلافت کے مقابلہ میں ان ہی کے حکام و اہم رہنماوں سے افراد نے اپنی چھوٹی چھوٹی حکومتیں بنالیں، محمد بن حارث علاقی اس اقتدار پسند خلافت کا سربراہ تھا، جس کے نقش اول کے مقابلہ میں ہر متغلب نے نقش ثانی کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔

عہدہ میں عبد الرحمن بن محمد بن اشتہر نے قرار و جماعت کی ایک جماعت لے کر عجائب کے مظالم کے خلاف خروج کیا، مگر ان اشتہر اور جماعت قرار و جماعت کو ناکامی ہوئی یہ لوگ ناکامی کے بعد عالم اسلام کے مختلف بادشاہی مصادر میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے،

یا یوں کہیے کہ جماعت کے خلاف فضلاً ہم وہ اگر نہ طلب، محمد بن حارث علاقی بھی ابن اشتہر کی تحریک میں شامل تھا وہ عمان سے ہوتا ہوا سندھ پر چلا آیا، اور راجہ داہر بن حرصہ کی پناہ میں زندگی بسر کرنے لگا، اسی زمانہ میں سعید بن اسلم مکران کا مال بن کر آیا، اس نے ایک شخص صفوی بن لام عاصی کو اس کے ایک جرم پر قتل کر دیا، چونکہ شفیع بن محمد بن حارث علاقی کے قبیلہ کا تھا، اس نے محمد بن حارث علاقی کو سعید بن اسلم کے خلاف خروج کرنے کا موقع مل گیا، اور قبائلی عصیت کے نام پر محمد اور معاویہ دونوں بھائیوں نے پانچ سو کی جمیعت لے کر سعید کو قتل کر دیا، اور خود مکران پر قابض و داخل ہو گئے،

جب جماع بن یوسف کو اس ناگوار واقعہ کی خبری تو، اس نے جماع بن سعیدی کو یہاں کا عال بنا کر بھجا، جماع نے اسے ہی بھپلی شکست کا بدراہ دیا اور جنگ کر کے مکران پر تعدد کیا اور دونوں علاقوں بھائیوں نے اپنی جمیعیت لے کر اور میں چاکر پناہ لی، یہ واقعہ ۱۷۵۰ء کا ہے جب محمد بن قاسم نے اور پرچملہ کے راجہ داہر کو قتل کر دیا تو محمد بن حارث علاقی کو اپنے ساتھنے خطرہ محسوس ہوا، اور وہ دہان سے بھاگ کر بہمنا آباد راجہ بے شکر کے یہاں پہنچا بھائیوں کے تھلویں پہنچا ہے کہ محمد علاقی نے واپس آگر محمد بن قاسم سے اس چاہا، اور اسی دن دے دیا، ان تمام گھریوں میں صادری علاقی بھی اپنے بھائی کے ساتھ مانع رہا، اور اسے بھی محمد بن قاسم نے پناہ دی۔

بہر حال مجاع بن حاشیہ سے مکران سے علاقوں کو محال کر اطاف و جماب میں اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کیا اور جیلان کی کوئی ہوئی مرکزیت کو یوں واپس کریا کہ سان بن سلم بن جعیں کے دور کی یاد تانہ ہوئی، لیکن شامنے تھے جماع کے ان کارناوں کو سراہا ہے۔

مامن مشاهدات التي شاهدتها

رأى جماعاً تمتهن جماعات میں شرکت کی، اس کی یاد مکاروں دیتے ہیں  
افسوس کر جماعہ سندھ کا تھے کہ ایک ہی مال بعد غفت ہو گیا، اور اس کے کارناوں کی

مکہ نہیں پڑھتا تھا نبی سنت کے وگر متغلبین کی طرح یہ کسی اطاعت دامان میں تھا۔ نبی مسلم ہوتا ہے کہ عیسیٰ بن معدان کسی شہر فاتحان اور قبیلے سے تعلق نہیں رکھتا تھا، اور نہیں میں اس کی خاندانی روایات تھیں، بلکہ غلبہ و اقتدار سے پہلے وہ کوئی قابل ذکر حیثیت نہیں رکھتا تھا، اس کے باوجود اس نے اپنی ذاتی قابلیت سے کران میں کاریاب اور مصبرہ حکومت قائم کی جسکی وجہ سے حکومت نے اسے اپنی زبان میں مہلک دشیشا کا لقب دے دیا، یا خود اس نے اپنے لیے روانج دیا۔

صیہی بن معدان مہرج کے عربی نام اور ہندی لقب کی مناسبت سے باقوت حموی کا یہ بیان قابل وجہ ہے کہ کابل اور غزنیت کے نیچے میں بان نامی ایک شہر ہے جس کے باشندے ان خوارج کی اولاد میں سے ہیں جن کو مہلہ بن الی صفر نے شکست دے کر عراق وغیرہ سے بچ گا دیا تھا، یہ لوگ دسالوں صدی ہجری تک اپنے آباد دا جداد کے نزدیک پروردہ کر رہا ہی بادشاہ کے تابع ہیں، ان میں تاجر، صرایہ دار، عالم اور ادیب سب ہی ہیں جو اپنے قریب کے سندھ اور ہندوستان کے مکونوں اور بادشاہیوں سے راہ و رسم رکھتے ہیں، اچھا سی بات یہ ہے۔

وَكُلُّ طَهْرِيْتُ رُؤْسًا كَهُو اسْمٌ انَّ كَهُرَبَتْ أَدِيَ كَهُونَامَ ہُرَتْ ہِنْ [اک]  
بَا العَرَبِيَّةِ، وَاسْمَ الْمُهَنْدِيَّةِ عَرَبِيَ زِيَانِ مِنْ اور دِرْصَرِ ہِنْدِيَ زِيَانِ مِنْ۔  
خود مکان بلدا نخوا رخ تھا اور عراق سے لے کر کران و طویان تک خا جویں کی سرگرمیاں جاری تھیں، جو سکتا ہے کہ یہ صیہی بن معدان بان شہر کے خوارج سے ہو، جس نے اپنے قریبی طلاق مکران پر قبضہ کر کے اپنے عربی اور ہندی کے دونوں میون سے شہرت پائی۔

صیہی بن معدان کے مسلمانی ایک اور واقعہ تھا اور ہے جسے قائمی اولیٰ تسویہ  
لے سمجھ ابلدان۔

بعض روایات مسلم ہوتا ہے کہ حاج نے جاہد کے بعد محمد بن ہارون بن ذراع نبی کو بہار روانہ کیا، بنے کران کی متوات کو کمل کیا، مگر بعد میں اس کی اولاد نے مکران پر قبضہ کر لیا، یہ قبضہ مستقل حاکمانہ نہ لازم ہیں معلوم ہوتا۔

عیسیٰ بن معدان، مہراج ابتدی چھی مددی تک کے وسط میں کران کے حالات بدل گئے، اولیٰ کھن میں تغلق و اقتدار عامل کر کے اپنی مستقل حکومت کا اعلان کر دیا، اس شخص کا نام عیسیٰ بن معدان تھا جسے عربی زبان میں لوگ مہراج کے لقب سے باور کرتے تھے، یہی دولت معدانی کران کا نام تھا اور صبا تھا یہ اس کا تذکرہ میں پہلے اصطخری نے ان الفاظ میں کیا ہے،  
وَالْمُتَعْلِبُ عَلَيْهَا سِرْجِلُ بَعِيسَى بْنُ عَيْسَى بْنُ مَعْدَانٍ تَأْمِي اِنْ كَهُنْ خُفْنَ سِرْجِلُ بَعِيسَى بْنُ مَعْدَانٍ، وَيَسِمِي بِلَسَانَهُ مُهَرَاجٌ وَدِنْجِلٌ يَرْبِي بِلَوْگِي اپنی زبان میں مہراج کہتے ہیں و مقامہ مجد یعنی کینٹ اسکا جائے قیام ہو رکھ دیتے۔

باقوت حموی نے سمجھ ابلدان میں اصطخری کی یہی عبارت نقل کی ہے، البتہ اس میں صیہی بن معدان کے زمانے کی تعریف کر کے حدود نسلکہ بتایا ہے، اس نے لکھا ہے وَالْمُتَعْلِبُ عَلَيْهَا فِي حَدَّ وَدَسْتَنَتْ اور کروں پر ایک شخص نہ تھے کہ مرد و سُرْجِلُ يَعْرَفُ اَنْ میں غالب ہو گیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ صیہی بن معدان موخر خ اصطخری کا معاصر تھا کیونکہ اس کا زمانہ بھی حدود نسلکہ ہی میں ہے،

ان دو قولوں یا ناتھ معلوم ہوتا ہے کہ صیہی بن معدان کران کا پہلا متغلب شخصی کھران تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوتوج ابلدان، ناب فتوح السنہ، تہ مالک، مالک ص ۱۷۸۔  
تم سمجھ ابلدان ص ۹۰ ص ۱۳۷۔

ستونی تھے۔ نہ اپنی کتاب نہ شاہ عاصمہ و اخیر المذاکر میں قائمی احمد بن سارلی زبانی  
نقل کیا ہے، احمد بن سارے ہے لہاڑے کے میں نہ مان میں تیز کران کے ایک شاعر سے ملاقات  
کی، جسے لوگ شفہ اور بھری امور و محاکمات میں نامور ہے ہیں، اس کرانی شفہ نے بیان کیا کہ  
ہندوستان رمکران کے ایک حاکم کے خلاف بیان عاری میں بغاوت بلند کر کے مکان پر  
تباہ کیا، اور حسن و خوبی کے ساتھ اپنے مقیوم صفا علاقہ کا انتقام ملابی دہان کے حاکم نے  
اس خارجی کے مقابلہ کے لیے فوج روایہ کی جسے اس نے شکاریہ سے دی، اس کے بعد  
حاکم نے خود اس سے مقابلہ کا ارادہ کیا، مگر اس کے وزیر دل نے اس کا ارادہ کا لکھا  
ایسا دھریں کیوں کہ آپ کی فوج سے خواست کی طاقت ختم ہو سکتی ہے، یہ غاریہ شخص احتنا  
طاقت ورنہ ہیں ہے کہ شاہی فوج کا مقابلہ کر کے چ جائیک آپ بنفسی نفسی اس کے مقابلہ  
کے لیے بھیں، مگر حاکم نے اپنے وزیر دل کی ایک دسی، اور اس خارجی کے مقابلہ کے لیے  
خلک کر رہا گی، غاریہ نے اس کے شاہی محل اور ملکت پر گل قبضہ کر کے بادشاہوں کی طرح  
جنایت اپنے طریقہ پر کی تمام پلا یا، جب کچھ دن لگدے گئے اور اس کی نیک ناہی اور شان  
و شوکت کا شہرہ اطراف و جانب میں ہو گیا تو اس نے اپنی ملکت کے عکار اور داشت منہدوں  
کو اپنے دربار میں جمع کیا اور اپنے ماخت حاکموں کو لکھا کر وہ بھی ہر شہر سے ایک سو عقلاء و  
مدبرین کو دربار میں روایہ کریں، چنانچہ جب یہ سب کے سب دربار میں جمع ہو گئے تو ان میں  
سے صرف دس عقلاء دل کا اتحاد کیا، اور ان کے ساتھ اپنے دارالسلطنت کے دس  
عقلاء دل کو یہاں کھران کے سامنے یہ بات رکھی کہ ہر عقلاء اوری کے لیے ضروری ہے کہ  
بپنے یہیں کو تلاش کر کے ان کو ختم کرے لہذا آپ تمام لوگ اگر میری ذات میں یا میری حکومت  
میں کوئی شخص اور عیب دیکھتے ہوں تو مجھے اس سے مطلع کریں، اس پر سب نے مل کر نور  
کیا اور بالتفاق رائے کھا کر ہم صرف ایک عیب دیکھتے ہیں اگر جاں بحقی موت و عرض کریں اس  
نے خوشی سے بیان کرنے کی اجازت دے دی، انہوں نے کہا ہم آپ کی ہر رات سئی دیکھتے

ہیں، یعنی آپ کی سلطنت خاندانی نہیں ہے۔ یہی ایک بیب ہے، بادشاہ نے کہا کہ بتاؤ مجھ  
کے پیٹے ہیاں تھا راججو بادشاہ تھا وہ کیسا تھا جس نے کہا کہ وہ بادشاہ کا بیٹا تھا، بادشاہ  
نے کہا اس کا باپ کیسا تھا؟ سب نے کہا وہ بھی بادشاہ کا بیٹا تھا، بادشاہ نے پھر وہ ہی  
سوال کیا اور انہوں نے وہی جواب دیا، اسی طرح بادشاہ حوالی کرتا رہا اور وہ جواب دیتے  
رہے، یہاں تک کہ دس گیارہ پشت تک گرتا نے کے بعد آخری بادشاہ کے بارے میں  
سب نے کہا کہ اس نے اپنے فلیز و اقتدار سے حکومت حاصل کی تھی، اس پر بادشاہ نے  
کہا کہ میں وہی بادشاہ ہوں، جس نے خود حکومت حاصل کی تھی، اگر میری یہ حکومت  
میں اسلام کے ساتھ باتی رہی، تو میرے بعد میری اولاد کے بعد میں رہے گی، اور اسی  
طرح خاندانی بادشاہیت ہن جانے گی جس طرح تھا رے سابق بادشاہ کی تھی، بادشاہ کے  
اک بیتاب پر تمام عطا مرد برین اس کے سامنے سجدہ میں جمک گئے، یہاں کا دستور ہے  
کہ ایک جب کوئی اچھی چیز دیکھتے ہیں، یا کسی دلیل سے قائل ہو جاتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں  
اس واس کے بعد اس متغلب خارجی بادشاہ کی شان و شوکت اور غلبہ ذات اور میں ترقی  
ہوتی گئی۔

اس پر میں وہ قسم ہوئی اس خارجی بادشاہ کا نام ہے اور دعائم کی تصریح ہے، مگر قسم  
اور ذات کے رخ کے مطابق جانہ کریں یعنی من بعد ان متغلب تیز دمکران کا نام ترقی  
اور اس کا تعلق شتری کے مطابق ہے۔

بعض و احات و روایات مسلم یہ تھا کہ من شتری میں تیز دمکران پر حضور الدین  
کی فوجوں نے قبضہ کر دیا تھا جیکر وہ ع忿ہ اللہ کے مخالف دیانتی باوپیوں کی سر کو لی  
کر رہی تھیں، ہب سکونیہ نے تجارت الامم میں کھلے کے لامضہ اللہ دل کے زمانہ میں سو بیان  
قصص اور ملوک و عنقرے منافق ہو کر باغی ہو گئے اور ان کی تجارت اور سید بیانی اور اس کی

اولاد اور دوسرے روسا کر جئے تھے، بعد ازاں دلستے ان کی حرب کوبی کے لیے کوکر بن جستان اور عابد بن علی کو روانہ کیا جیوں تھے۔ اصفہان سلطان کو ان باعیوں پر حملہ کر کے پانچ ہزار کو قتل کیا جن میں ابو سید لمبپی کے دو ولی بھی تھے، اس کے بعد عابد بن علی نے ان کے تمام ٹمکا ذمہ کا پتہ چلا کر ان کو ختم کیا، اسی سال میں اس نے ہر ہزار پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کیا، اس کے بعد تیرہ و مکران کے شہروں پر غلہ طیار کیا اور استوی علی بلا دالتیز و مکران اور عابد بن علی نے اس کو ختم کیا۔

معلوم نہیں کہ یہ استیلہ آل بیہی کے باعیوں پر خدا باتیز و مکران کی دلستہ پر نظر ہے، میں گزر بن باعی بلوچیوں پر قابو پانا تھا، ان خلدون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۵۷ء میں یہاں کے روپوں یا جنگ جو باعیوں پر عابد بن علی نے فتح پائی تھی، بہر حال مکران میں نہستہ میں یہ ایک اہم واقعہ میں آیا تھا، جس کے بعد یہ باعی بلوچی اسلامی حکوم و تعلیمات پر رامنی ہوئے۔

پانچ سو صدی کے ربع اول میں تیرہ و مکران کے دوسرے  
معدان بن علی بن معدان مالک معدان نامی کا پتہ چلتا ہے جو مکران کے دارالسلطنت تیرہ میں رہتا تھا، اس کا انتقال ۱۹۳۸ء میں یا اس سے کچھ پہلے ہی ہوا، ابن اثیر نے ۱۹۳۸ء کے واقعات میں لکھا ہے:

و هذہ السنۃ سیڑہ اسلطان مسعود ۱۹۳۸ء میں سلطان محمود کی بیٹے سلطان محمود نے بن محمود بن سبکتیکین عسکر الالی تیرک ہفت فتح روانہ کی، اس پر اس کے افراد التیرہ ملکہا و ماجاورہا، و سبب پر قبضہ کریا، اس کی فتح کشی کی وجہ پر مہنگی کی مکران ذلك ان صاحبہا معدان دستوفی، کا بادشاہ معدان ہوا اور اس نے دو روز کے چوتھے، ۱۹۳۸ء

اس معدان کے بارے میں یہیں اس سے ذباہ کچھ نہیں ملا، جس سے اس کے حلاطت پر کچھ روشنی پڑتے، بظاہر بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ علی بن معدان کا بیٹا ہے، جس کا بام عربوں کے عام ذوق کے مطابق اس کے دادا کے نام پر معدان ہے، وہ اپنے باپ صیہی کے بعد تیرہ مکران کا بادشاہ ہوا، اور ۱۹۳۸ء میں یا اس سے کچھ پہلے فوت ہوا۔

علی بن معدان بن علی بن معدان دوست معدان نامی کا یہ تیرہ و مکران ہے، اس علی بن معدان نامی کا اہل ابن اثیر کی اسی پوری جبارت سے معلوم ہوتا ہے جسے اس نے علیہ حکومت کے واقعات کے ضمن میں مکران پر سلطان مسعود کی فوج کشی کے سلسلے میں لکھا ہے، اس کی پوری جبارت کا ترتیب یہ ہے کہ اس سال سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے تیرہ و مکران پر فوج کشی کا ایسا ہے کہ یہاں کا بادشاہ معدان فوت ہوا اور اس نے دوستی میں ابوالصالح، اور علی بن عہد نے حکومت اور خلافت پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کری۔ ابوالصالح نے خراسان میں رہتا تھا، اس کا انتقال ۱۹۳۸ء میں یا اس سے کچھ پہلے ہی ہوا، ابن اثیر نے معدان بن علی بن معدان کے مقابلے کے سلطان مسعود سے مدد طلب کی، سلطان نے ابوالصالح کے چھٹا ناچی فتح بیجیدی، اور حکوم دیا کہ وہ علی بن علی سے ملک چھپنے لے، یا پھر علی بن علی ابوالصالح کی اطاعت پر فتحی ہو کر دو توں بھائی اپس میں اتفاق کر لیں، سلطانی فوج نے مکران پیش کر پہنچا گئی کا تاریخ اطاعت کی دعوت دی، مسکودہ احمدار کے اٹھارہ ہزار شتر کے ساتھ مقابلے کیے اور بھاراہ دو لالہ طرف سے فوجوں میں جنگ ہوتی میں کی تکست دیکھ کر اس کے بھرپور ادمی ابوالصالح کی ماں میں اگئے، جسی میلان چھوڑ کر جا گا، مگر بھرپنچھا اور اپنے بیچ کچھ آدوں کے لئے کرم مقابلہ میں آیا تھا یہ ہوا کہ عین معمر کمیں ادا گیا، اور ابوالصالح کے میلان پر قبضہ کر کے تین دن تک نوٹھدار کی اور باشندوں کو زیر گیا۔

خطبہ پڑھا اور اس کی اطاعت و امان میں اپنی حکومت قائم کی، علامہ ابن خلدون نے تکمیل  
و استولی ابوالعساکر علی البلاڈ، احمد بن عاصی میں اپنا سارے لک پڑھی  
حکومت قائم کر کے سلطان مسعود کا خبر  
مسعود اور دشمنوں کے مقابلے میں مغلیقہ بیان کیا۔

مکران کے بعد انیں جملہ افغان میں ان چار کے نامہ نشان کے ملا وہ اب تک ہم کو کسی اور  
حاکم کا نام نہیں مل سکا، اور خیال ہے کہ اسی اپنا الحکمر سین بن معدان کے نام میں لٹکتا  
ہے مسعودی سلطنت نے مکران پر قبضہ کر لیا۔

سلطان غیاث الدین غوری کے ہاتھوں دولت معدان بن عاصی کا خاتمه ملتے ہے میں برس تک شان و شوکت کے ساتھ قائم  
دولت معدان بنی مکران کا خاتمه ملتے ہے میں دوست مکران کے قتل ہوئے پر مکران کا مکران بنا، اب اب اسی سیمہ کے ایکیں  
دوست مکران کی کنیت ابوالعساکر عاصی اور نام حسین تھا، اور یہ مکران  
وہ کرخم چوگی، اس دوسری بیان میں بزرگیں بادا غور پر سلطنت غزنوی کے ماتحت مکران تھے، ان  
بنو اغیان کے چاروں کے پڑی شان و شوکت کے مالک تھے، محمد شوری، حسین شاہ اور سام  
محمد کے بعد اس کا بھائی حسین شاہ، پھر علاء الدین غوری با دشہ ہو کر ۲۳۷ میر  
تھی اور سیدنا، اور اس کا بھیجا ابو الفتح فیاث الدین غوری جنت غزنی میں پریختا، اسی خیال میں

غوری نے مکران اور مکران کی حکومتوں کا خاتمہ کیا، علامہ ابن خلدون نے تکمیل  
و استغسل امر فیصل الدین بیان فیار جب غیاث الدین کا زرہ بھا تو وہ ملتے ہیں  
الی غزرت ستر احدی و سبعین غوری، تجلی اور خراسان کی نوجوان کو کلہ کر غزنویں  
فی عساکر المغوریۃ والخلج والخواریا گیا، اور غزویوں کو شوکت دے کر غزنویں پر  
ولق المغز فهز هم و ملک غزنه تباہ، پھر دہلی سے کران؟ اور شوکت؟  
من ابیدیهم، و مداری کرمان، جاؤ کوت دہلی رہ چکیا، یہ کران غزنی اور  
و شندو ران فلکوهما دکرمان هذہ چند دستان کے درمیان ہے، یہ دو کرانوں میں

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوست مکران کا تیسرا مکران بڑا دلیر اور حوصلہ منجھا،  
باپ کے مرتبے ہی اس نے مکران پر ملک بھا کر کے اپنی قوی تیار کر لی جس کو لے کر غزوی  
جیسی آمدی پیانی کی طرح بڑھنے والا طاقت اور شوکت کا اور شوکت کا اکر پھر قیامت آزادی  
کی، جسی کہ بہادری کے ساتھ جنگ میں کام ایسا کیا ہے کہ ان پر زیادہ دلوں مکرمت کرنے  
کا موقع نہیں رکھ سکا۔

ابوالعساکر حسین بن معدان بن عاصی بن معدان کے بھائی عاصی  
میں اپنے بھائی عاصی کے قتل ہوئے پر مکران کا مکران بنا، اب اب اسی سیمہ کے ایکیں  
بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کنیت ابوالعساکر عاصی اور نام حسین تھا، اور یہ مکران  
میں خاص لگاہ رکھتا تھا، چنانچہ ابن ابی اسی سیمہ نے طبقات الاطمار میں مشہور صدری  
طبیب ابوالحسن علی بن رضوان متومن ۲۳۸ کے ذکر میں اس کی تصنیفات و رسائل کے  
بیان میں لکھا ہے۔

نَسْخَةُ الدِّسْتُورِ الْذِي أَنْفَذَهُ ابْنُ رَضْوَانَ كی تصنیفات میں اس دستور کا نسخہ  
ابوالعساکر حسین بن معدان علیک بھی ہے جسے کران کے بادشاہ ابوالعساکر حسین بن  
مکران فی حال علة الفالج فی معدان نے بائیں جانب کے قلعے کے باہمی  
مشقة الایسرا و جواب بن ضربان کو کریمہ اعتماد، دہلی بن رضوان نے اس ۲۳۹  
ریڈ جواب لکھا تھا۔

اس سے ابوالعساکر کی علم دوستی اور غیر طلب کے اہل علم سے علمی مباحث و سائل میں خط  
دکتابت کا بھی پڑھتا ہے، پوچھنا کہ اس کی حکومت سراسر سلطان مسعود غزنوی کی ہر ہوں  
منت بھی، اس پر اپنے خاندان کے مکروتوں کے خلاف اس نے سلطان مسعود کے نام کا  
له طبقات الاطمار، بخوار بیال انسد و اہنڈس ۲۴۰

بین غزنه والیہنہ ملک کوں ۱۰۴  
پے جو شہر مکہ ہے، پھر فتح الدین  
العمر وفات شہ سار غیاث الدین یہاں سے ہو رہی تھی فوج دہکے مالک  
الی بیهادر لعل حکمہ امن پیدا خیر تھا۔ فوج شاهزادہ یہاں سے لاہور مکہ میں  
بن بہرام شاہ۔

اس سے کچھ پہلے اسی قسم کی ایک جہالت بیان کے بعد ادا ہے جس میں ہے کہ وہ پھر  
غزنه میں سے کربان اور شتوڑان گیا اور ان دونوں پر فتح کیا۔ کربان لشکر اور خندوان  
کے درمیان ہے اور مشہور ملک کربان تھیں ہے انوں  
ان دونوں جہالتیں کربان اور شتوڑان دو حقیقت مکران اور طوران کی بگڑی ہوئی  
ٹھکیں ہیں، تعجب ہے ملا مابن خلدون میسا با نظر اور نظر مکران کو کربان پی تسلیم کرنا  
ہے اور مشہور ملک کربان ہر دو کے اسے غزنه اور مہندهستان کے درمیان ایک  
ملک قرار دیتا ہے، حالانکہ یہ من مکران ہی ہو سکتا ہے جس کے بعد فتح الدین نے لاہور  
لاقصہ کیا، اور دونوں جہالتیں کربان کے ساتھ جو شتوڑان کا نام آیا ہے وہ طوران ہو  
مزید تجھ کی باعث ہے کہ تاریخ این قلعہ دوں میں متعدد مقامات پر ملران اور طوران  
کے نام صحیح طور پر کئے جیں، مگر یہاں پر ابن خلدون نے ان دونوں محرف  
ناموں کی تصحیح کر کے گویا ان کو صحیح نام اپنے الفرض دوست معداً یہ مکران نہ کہ مددو میں  
قائم ہوئی اور شتوڑہ میں سلطان فتح الدین خود کے ہاتھوں منت ہو گئی اور اس کی حکومت  
حکومت ایک سو اکتیس<sup>۱۳۵</sup> سال ہے۔

**مکران کی دولت معدانیہ موروثی اور خاندانی تھی، بالیٰ**  
**معدانیوں کا نظام مملکت** سلطنت معدان بن عیسیٰ نے اپنا مرکزو مقام شہر کیز کو بنایا  
تھا، مگر اس کے بیٹے معدان بن عیسیٰ کے زمانہ میں دار اسلطنت تیریج گیا اور بعد میں یہی سبق  
تھا تاریخ ابن خلدون ص ۳۹۹ - ۴۰۰ میں ۷ - ۸ ص ۲۸۹

مرکز بنا رہا۔ اسی وجہ سے یہ تیریج کران میں مشہور ہوا، معلوم نہیں کہ یہ جس سے معدانیوں نے مکران  
کے قدر یہ اور مشہور دار اسلطنت تھی تو کوئی وقت اپنا مرکز نہیں بنایا، ایسا معلوم ہوتا  
ہے کہ منصورہ اور ملتان کے عرب مکران کی طرح مکران کے یہ عرب مکران بھی مرکزی اہم سے  
پہنچ دوسرے پہاڑیں کرتے تھے اور محلی اب دہروں میں عربی ذوق کی زندگی لذاتے تھے۔

**کامل خود حنفی** معطانی مکران ایسوں میں سے کسی کے بارے میں کسی سیار و مورث نے  
یہ تصریح نہیں کی ہے کہ وہ خلیفہ کے نام کا خطہ پڑھتا تھا یا خلافت عہد  
سے قلعن رکھتا تھا، بلکہ سب کے بیان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملاؤ کے باطل  
آزاد مکران تھے اور کسی اندر واقعی یا بیردی طاقت سے ان کا کوئی قلعن نہیں تھا، ہر کوئی نہیں  
تھے کہ منصورہ اور ملتان والوں کی طرح مرکز خلافت بغداد سے مستطیل ہو کر خلیفہ کے نام کا  
خطہ پڑھیں، اور نہ شیعہ ہی تھے کہ اس زمانہ کی سب سے بڑی شیعی طاقت یعنی عصر و  
خلیفہ کے فالطیوں سے نسبت نہیں جیسا کہ بعد میں ملتان کے اصلی شیعی مکران ایسوں نے کیا  
بلکہ ملاؤ تھے اس لیے کس کے نام کا خطہ پڑھ کے اور نہ عقیدہ مند ایسا و ملتان نے تعلق  
ہے کہ اسے ابوالعاصی رئی سلطان مسعود غزنوی کے نام کا خطہ پڑھا اگر گرفت کی  
بیادی پائیں ہیں یہاں تک جو ملک سلطان مسعود کی احسان مندی کی وجہ سے تھی۔

**بنو معدان خارجی تھے** خود مکران کی بولان گاہ تھا، اور اس کے اطراف میں ان ہی کامل  
دولت نہیں، مسعودی نے اپنے زمانہ میں مکران کی بولان میں لکھا ہے،

بلاد مکران وہی ارض الخوارج یہ مکران خارجیں کا زمین و سکن ہے،

**الشلاقہ**

بنو معدان ان ہی خارجی میں سے تھے، جو ان اطاعت کر کے خلافت عہدی کے

رہتوان سے فائیع کے عرض کے بارے میں سوالات کیے جن کا جواب اس نے ایک رساں میں  
لکھ کر بھیجا۔

مکران کے بزمعدان کے حالات بالکل پورہ خطا میں ہیں، اس لیے ان کے درجہ حکومت  
اور خود ان کے بارے میں کوئی تفصیل بات معلوم نہیں ہو سکی اور جو کچھ رحلات و تواریخ میں ہے  
دوہ دوستے کے برابر ہے،

**مکران میں مطہر بن رجبار کی مستقل حکومت** ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بزمعدان اپنے مقبرہ  
میں تشریف ہوتا ہے اور مکران عادل و منصف اور

مملکت امن و امان اور عدل و انصاف کی طاقت سے خطرے نہیں تھا، یہاں تک کہ ان  
کے مقبرہ علاقوں میں بعض ایسے مکرانی ہی تھے جو ان کی سیاست اور حکومت کے پाकی  
فلات عبارتی خلافاً کا خطہ پڑتے تھے اور بزمعدانیوں کی اطاعت نہیں کرتے تھے، اس  
کے باوجود وہ کوئی مفترض نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ان کا ایک معاصر مطہر بن رجبار کا  
بزمکران کے علاقہ مشکلی میں مکران تھا اور اس کی یہ حکومت صرف تین مرلکی حدود میں  
کوہداری، قبب و جوار کے کسی سلطان و امیر کی اطاعت میں نہیں تھا بلکہ براہ راست بڑا  
غایب کا حادثہ تھا، اصطحی نے لکھا ہے،

و هؤلا يخطب باللّغْلِيْفَةِ، وَهُنْيَذِ كَا خَبَدٍ پڑتا ہے اور اپنے اس  
و لَيْطِيْمِ احْمَادِ اسْمَالِ الوَّاتِ پڑوں کے کسی بادشاہ کا لمحہ نہیں ہے۔

#### المصاقبین له

یاقوت حموی نے اصطحی کا تحریر کیا ہے مگر اس میں "ام منظر بن رجاء" ہے  
او اس کا زمان حدود مشکلہ میں بتایا ہے، مطہر بن رجاء صاحب مشکلی یا مشکل کی شان و ثابت  
او قوت و طاقت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ دشمن و جاریں اب لگنے کی حکومت سے  
لے ساکن الماک میں۔

خلاف خود رج ریج کو اپنا نام بھی نہیں بھجتے تھے، نیز ان مکرانیوں کے جو وادیات پہلے  
درج ہو چکے ہیں، ان سے ان کا فارجی بہن معلوم ہوتا ہے، ان کا فارج ہٹھا لیٹھی ہے  
اور رج اجی دہونا لٹھی ہے جس کے نیچے دلیں کھڑا ہے،

**دولت سیان** کے نام مکران عادل و منصف اور  
**شروع** ہے، ان کا تراجمان اسے ان کو ان معاملات  
میں مشدود بنا رکھتا ہے، ان کے بیان کیا ترکناہ کا رجسٹر کرنے والے اخنوں نے  
حکومت و طاقت پا کر عدل و انصاف اور بیکی کا معاملہ عام کیا، پیٹھی مکرانے کے عدل  
انصاف اور رجایا پروری کا حال تھا اسی اوضاعی تزویی کے سیان سے معلوم ہو چکا ہے، نیز مکران  
نے مکران کے بارے میں لکھا ہے۔

علی مکران سلطان علی صدیقہ مکران کا الگ بادشاہ ہے، وہ متواضع،  
و ہدمتواضع، عادل، مکرمیں اور عادل و منصف ہے، تم  
میں بیان کے بادشاہوں کی خالیں نہیں بلکہ

مقدسی نے شہزادہ سے پہلے کے مکران کے ساتھ یہ بات بیان کیا ہے اور ایک ہی کو جیسی  
بلکہ بیان کے تمام مکرانوں کو عدل و انصاف اور عاجزی و اکساری میں بے شال تباہی ہے  
جس سے معلوم ہوتا ہے بزمعدانی حکومت کا مزارج ہیں یہی تھا، جبکہ ان کو مقامی زبان میں  
مہراج یعنی شہنشاہ کا لقب دیا تھا،

**بیدار مغزی اور علم رفتی** مکران کا پورا علاقہ جوشی بیان علی زندگی اور اہل علم کا تقدیم  
تھا، اس کے باوجود معدانی مکران بیت بیدار مغزی اور علم رفت  
تھے، پیٹھا حاکم نے اپنی پوری مملکت کے دلائلوں اور عقائدوں کے سامنے جو باتیں کی وہ  
اس تدر اوچی تھی کہ تمام عطا راستے ان کو جھک گئے۔ ابوالعاکر نے مصری طبیب این

محل سے سرے چددو یہ مروں کے شہروں میں یہ نام لکھے ہیں، تکریز، تیز، فنزوہ،  
بڑا، بند، قصر قند، درک، فلپیز، وہ لکھتا ہے یہ تمام شہر جو ٹئے چھوٹے ہیں، البتا ادھیل  
اور قبلی، یہ دلاؤں بٹھے بڑا... شہر ہیں۔

ان کے علاوہ مکران میں کئی بڑے بڑے علاقے ہیں جو اپنے نام سے مشہور ہیں،  
ایک علاقہ کا نام خروج ہے، جس کا بلا اور مرکزی شہر راسک ہے، دوسرا علاقہ ۷۷ نام  
جد ران ہے، یہاں ٹائید... اور گنے کی پیداوار بہت زیادہ ہوتی ہے اساد  
یہاں سے پوری دنیا میں جاتی ہے، اور تیسرا علاقہ کا نام ملکی ہے، جو کران کی سخت  
ہے اور جس پر مظہر بن رجاء قابض ہے۔

مقدسی نے شہر سے پہلے مکران کی وسعت بیان کرنے ہوئے جنور کو یہاں  
کا دارالسلطنت بتایا ہے، اور شہروں میں ملک، کنج، سراتے شہر، برپور، خواش، ورننا  
چالک، دزگ، دشت علی، اور تیر کے نام لکھے ہیں، پھر لکھا ہے کہ فارسی راطھری نے  
یہ شہر تا نے ہیں، کبرون، راسک، اس کے باوسے میں لکھا ہے کہ یہ علاقہ خروج کا  
کرکٹر ہے، بند، قصر قند، اصفہن، فہل فہرہ، قلبی، ارمائیل ہے۔

ان دو نوں جنگ افسر نویسوں اور یہاں حوال کے بیانات میں جو کمی میشی اور مقامات  
کے ناموں میں تبدیلی پا رہی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے ناموں میں مکران کی  
حدود مختلف تھیں اور ان دو ناموں میں تلقظہ اور اطمار کے فرق کی وجہ سے اختلاف  
ہو گیا۔

**بنچپور** | رقنز نہد، فرز پور، بیرون، بارڈیلیان، دغیرہ شکلوں میں لکھا ہوا ملتا ہے،  
مکران میں اصل لفظاً بخوبی ہے، جو بکھل کا پا تھت تھا، مقدسی کے بیان  
کے مطابق یہاں سچی کا تھا ہے، جس کے چاروں طرف مندق ہے، یہ شہر باقات سے  
لے رساک الملک ص ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ احسن اتفاق ص ۲۴۵۔

تعلق نہیں رکھتا اور جب است مرکز  
اس طرح اس کی یہ چیز کی عکوس گویا باتفاق عجایب کے ایک مسوبہ کی حیثیت لکھتی ہے،  
مشکلی یا مشکل مکران یہی کا ایک علاقہ ہے جو حدود کران سے متصل ہے، یہ علاقہ گرم ہے  
اس کے باوجود یہاں کچھ باقات اور بکسر کے متوسے پائے جاتے ہیں، مظہر ہے جا  
نے اسی علاقوں میں غیر حاصل کر کے اپنی حکومت قائم کریں تو جو صرف تین مرحلے میں تھی  
مکران کی معدالت حکومت میں مشکلی کی یہ حکومت، حکومت دو علمت کی بہترین مثال ہے  
جو امن و انسانیت کے دو میں پائی جائی تھی، جبکہ آج کے دل میں ایک ملک میں ایک حکومت  
اسی و انسانیت اور اتفاق و احساس سے نہیں پہل سکتی ہے، افسوس یہ ہے کہ مشکل کا یہ  
مکران سنی مذہب کا تھا۔

## حدود سلطنت، مشہور مقامات اور عام حالات

عرب جغرافیہ نویسوں کے بیان کے مطابق مکران ایک وسیع و عریض ولايت ہے جو حاصل  
سندر پر واقع ہے اس میں بہت سے شہروں قربات ہیں، اس کے مغرب میں کران، شمال میں  
جہستان، جنوب میں سندھ و مشرق میں ہندستان ہے، علاقے نگیں کا خیال ہے کہ اس  
علاقہ کا تعلق برچ قبری ہے اسی یہے یہاں سرہنگی و شادابی پائی جاتی ہے اور فقط مکران  
بھی ہے جو ماہ و گران تھا، کثرت استعمال سے مکران ہو گیا، بعض سورخوں کا خیال ہے  
کہ اس کا نام حضرت نوح عليه السلام کی اولاد میں مکران بن تارک بن سام بن نوح کے نام پر  
ہے، جو باہل سے محل کر اس علاقے میں آباد ہو گیا تھا۔

مکران کسی خاص شہر یا مقام کا نہیں بلکہ پوسے ساحلی علاقے کا نام ہے جس کے دو  
کھلڑوں میں حصہ ہیں، ایک بیار و امصار کا حصہ جو اپنے علاقائی ناموں سے مشہور ہے،

**خاشک یا خواش** اسے معدہ سی کے جواں اور یا توٹ نے خاشک لکھا ہے، یہ بھی مکران کے مشہور شہروں میں سے تھا، اس میں ایک مسجد بھی جس کے متعلق لوگوں کا خال تھا کہ یہ حضرت جبنا اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مسجد ہے۔

**اس ماہیل** اسے ارمائیل بھی کہتے ہیں، بقول صلطانی ارماہیل اور قبیل دلوں برے بڑے شہر تھے، ان کے درمیان دمنزل کا فاصلہ تھا، اور یہ دلوں شہر دہل و مکران کے بچ میں قائم تھے، ارمائیل سمندر سے نسبت فرعی کی دری پر تھا۔

**درک** (ادترک) اس کے اور بچپور کے درمیان تین مرحلہ کا فاصلہ تھا اور یہاں سے راسک تین مرحلہ پر تھا،

**راسک** کرمان کی طرف صد و دو کرمان کا ایک وسیع و علیین علاقہ تھا جسے خروج یا مدینہ المزدوج کہتے تھے، یہاں خارج کی بہت زیادہ آبادی تھی، گواہ یہ علاقہ ان ہی کا تھا، اسی علاقہ کے مرکزی شہر کا نام راسک تھا، یہ پورا علاقہ گرم تھا۔

**مکران** کا ایک علاقہ جو دران کے نام سے مشہور تھا، یہاں باغات دینا بھرپا بھی تھی، پورا علاقہ بھی غارجیوں سے آباد تھا۔

**علان** خرزان امقدن نے لکھا ہے کہ علاقہ مشکر سے تسلی ایک اور علاقہ خرزان نامی پڑتا ہے جو تین مردوں میں مصلا ہوا ہے، یہاں باغات اور دخت کم ہیں مگر سرد و گرم دلوں و مسوموں کی چیزیں باتی جاتی ہیں۔

**راہوق** اور کلوان کے دو علاقوں کے درمیان امقدن کے لکھا ہے کہ راہوق اور کلوان دو علاقوں میں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں افغان دلوں کا ہلکا مکران سے ہے، بعض لوگ راہوق کو منصورہ کا علاقہ قرار دیتے ہیں، یہاں بچپور کی پیداوار کم ہے۔

آباد ہے، اس کے دو مرداریوں میں ایک باب طوران، اور دوسرا باب تیز جما جب وسط بازار میں واقع ہے، لیکن دوسری بھائی ہیں، یہاں کے سلمان بولنے نامسلمان ہیں، ان کی زبان بلوجی اور غیر فصحی ۷۹۷ مخفی نے لکھا ہے کہ قفرن پور کرمان کا سب سے بڑا شہر ہے، یا قوت جموی نے لکھا ہے کہ قفرن پور کرمان کا سب سے بڑا شہر ہے، اور اس کے حوالہ وجہ دو درستک ہیں، جو اسی سے متعلق ہیں۔

**تیز** ساحلی شہر ہے اور کرمان اور اس کا ۱۰۵ بندرا، تھا، اسے مکران کے ساتھ ملا کر تیز کرمان بولتے تھے، اس کی آبادی اور سرشاری ملکان سے نسبت تھی، یہاں ہر سے بھرے باغات تھے، اس کے سامنے مغرب میں مانداق تھا اسی قائم علاقہ میں تھا، طول البلد بیا ۱۷۱ اور وو ملٹ درجہ، اور عرض البلد اٹھا ۱۷۱، اور دو ملٹ درجہ سے مقدسی نے یہاں کی دینی و علمی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ یہاں پرانی اچھی و باطینی میں، جامع سجد خوبصورت ہے، لوگ متعدد درجے کے ہیں، مدن میں علم ہے اور دو سخت طرفی ہے۔

**کیز زیانج** کرمان کے مشہور شہروں میں سے ہے پہلے اسی میں مکران کا حاکم رہتا تھا کیز اور تیز کے درمیان پانچ مرحلہ کا فاصلہ ہے اور خود کرمان دلوں کے بچ میں ہے، یہ بھی کرمان کی بندراگاہ ہے، یہاں بہت سے باغات ہیں کیز اور بچپور کے درمیان دو مرحلوں کا فاصلہ ہے۔

**کشت** علاقہ کرمان میں جہولی سا شہر تھا جو آٹھویں صدی تک ملت پکا تھا، علامہ ذہبی نے المنشتبہ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

علاقوں کی مانشکاری کے علاقوں گذرا چکے ہے کہ مکران کی حدود سے متصل مکران کا شہر علاقہ تھا، یہاں باغات کی بکھری، مردوں کے کچھ میوے پائے جاتے تھے، اسی پورے علاقہ پر مظہر بن رجاء کا قبضہ تھا جو مکران کے علاقوں کی اعتماد میں نہیں تھا بلکہ براہ راست جیسا فلسفہ کا خطبہ پڑھتا تھا، حالانکہ اس کی حوصلہ بہت مختصر علاقہ تھی۔ صرف تین مرحلے میں تھی۔

ان مقامات و علاقوں کے علاوہ جیسا کہ معلوم ہوا مخفف، مہفہ، بہ، بندہ، قصر قند، قنبیل، دمندان، جالک، دشت علی، سرائے شہر، بہلو، نام کے کچھ شہر دیہات تھے، مکران کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

## طبعی حالات اور صنعت و تجارت

طبعی حالات اور پیداوار اس درج کے سیاحوں اور جغرافیہ نویسیوں کے بیان کی روئے مکران کا پورا علاقہ مجموعی اعتبار سے گرم ہوا اس پر ریاست، نقطہ اور معائشی علیقی قابل ہے، زمین کا اکثر حصہ صحراء اور بہے آب دگیا ہے، نالے ندیاں بہت کم ہیں، البتہ مکران اور منصورہ کے دریائی علاقوں میں دریائے سندھ سے تکلی پولی ندیاں سیچی ایں، پورے علاقوں میں کھنپی باڑی کا وار و ملار برست پر ہے، مکران کی زمین تپھر پلی عراق کے بعلجی بیسی شکافی رہیوں کے ماتحت ہے، البتہ ڈھونق، ارماں اور قنبلی کے علاقوں نسبتاً سرسیز ہیں، یہاں بڑی بڑی چڑاگا ہیں پائی جاتی ہیں، موئیشوں کی کثرت بھی ہے، اسی طرح خاص غائب ٹہروں اور علاقوں میں شادابی اور پیداوار ہے، چنانچہ تیزی میں باغات اور دشت ہیں، اجدار ان میں باغات ہیں اور جنگی کی پیداوار بہت زیادہ ہے، مشکلی میں کچھ باغات ہیں اور کچھ مردوں کی میوہ باغات بھی پیدا ہوتے ہیں، غریبان میں بھی تھوڑے بہت باغ ہیں، بچپور اور گیر میں باغ زیادہ ہیں، مکلوان کے علاقوں میں بھی تھوڑے بہت باغ میوہ اور دھپل پیداوار تھے

ہیں، پر محلہ بات اختری، سعودی، مقدی اور یا قوتِ حموی کی کتابوں سے لی گئی ہیں، باشندوں کے ذینی و اغلاقی حالاً ۱۷ بود دباں اصلنیان رنج کے خیر مہذب اور جاہل تھے، مسلمانوں میں قابل ذکر علمی اور دینی زندگی کا ذوق نہیں تھا، عام مسلمان خارجی حصہ کے تھے، قدیم زمان سے مکران خارج کام کرنی مقام تھا، ان کی زبان بھی نہایت رذی اور فارسی اور مکرانی تھی، بعض علاقوں میں ملتوی زبان بھی اسی تھی، بود دباں اور طرز زندگی دائم طور سے ہندو راجہ تھا، جن کو وہ ہندوؤں کی طرح کان بھی چھدوا تھے، اختری نے لکھا ہے کہ مکران کے لوگوں کا عام رہا کہ داں کرتے ہیں، البتہ تاجر داں کا باباں ان سے الگ ہے، یہ لوگ عراق اور فارس داول کی طرح تمیں اور چادر استعمال کرتے ہیں۔

مقدی نے پورے علاقہ مکران کے لوگوں کا عالی یوں بیان کیا ہے کہ اہل مکران میں زندگی ہی ہے، ان کا رینگ گندمی ہے ان کی زبان وحشی ہے، وہ گرتے پہنچتے ہیں اور باولوں کو ببر کا کھلتے ہیں، اور ہندوؤں کی طرح کان چھدوا تھے ہیں، مکران کے اکثر علاقوں کا حال تھا کہ بیان کے مطابق ہے۔

بچپور کے مسلمانوں کا حال لکھا ہے کہ ان کی زبان کرخت اور روکھی بھیکی ہے، ان کے یہاں اسلام صدر برائے نام ہے، البتہ یہاں کی جامع مسجد و سط باندار میں واقع ہے تیز کے لوگوں میں اگرچہ علم اور حضور نبی مسیح ہے مگر ان کے یہاں ابھی ابھی رہائیں اور خانقاہیں موجود ہیں، جامع مسجدی خوبصورت ہے۔

یہ تو ان لوگوں کا حال تھا جو شہروں ایسا بادلوں میں رہتے تھے، مسلمانوں اور ہجراتیوں میں رہنے والوں کا حال اس سے بھی بُرا تھا، وہ لگکہ بیویوں تھیں عراق کے گردوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے، ان میں جاٹوں کی آبادیاں زیادہ تھیں، جو پڑوں کے چھپروں میں

وَفِيهَا الْعَانِيَةُ، سَمَانٌ يَحْمِلُ عَالِيٌ  
يَبْلُغُ عَنْهَا يَدُهُ بُوقَنٌ پَيْهَانٌ بَرْبَرٌ بَيْهَى  
جَسِيمٌ الدَّاهِيَّا.

مکران میں سربار نامی ایک شہر تھا، یا قوت جموی نے لکھا ہے کہ یہاں بنا یہ بیت  
حمدہ اور بہت نیادہ تیار ہوتی تھی، بھری تجارت بھی مکران میں ہوتی تھی، تیز، مکران کی  
سب سے بڑی بندرگاہ تھا، اسکی طرح کیز بھی یہاں کی بندرگاہ تھا، ان دونوں بندرگاہوں  
سے بھری تجارت ہوتی تھی، مکران کے تاجر ہوں کا بابس عوام سے جدا گاہ، عراق اور  
فارس کے لوگوں کے اندھا تھا۔

**مکران کے علماء** مکران کا علاقہ اگرچہ ہر انتہا سے گیا گذرا تھا، اور یہاں کے لوگوں میں  
وخت و بادوت عالم بھی پھر بھی یہاں کے لوگ مسلمانوں کے علم فتنہ  
کے لئے بہرہ نہیں تھے، البتہ بھری اور جو تجارتی صورتی کیلئے سرحد کا پتہ بھیں پڑا، مگر بعد میں یہاں  
کا اور اپنے علم و فضل پیدا ہوئے جن کے تذکرے علماء سخاویؒ نے الفتوح، الایشعؒ میں  
کھوکھے ہیں۔ خصوصاً آٹھویں صدی انصاص کے بعد یہاں بہت سے اہل علم پیدا ہوئے،  
یہاں کا تدبیر ملائے اسلام میں صرف ایک عالم کا تذکرہ، علامہ سعیدیؒ نے کتاب الانتساب  
میں کہا ہے، یہ بخش عین محمد بن محمد بن سليمان کروانی ہیں، انہوں نے عراق کا علی سفر  
کیا، پھر وہاں سے چاندیا کار رواج کن محمد بن احمد بن بزار سے حدیث کی تعلیم حاصل کی، اور  
اہمان کے ابوالقاسم سیرازیؒ نے بحیثیتی کی ہے:

رہتے تھے، ان کا ذریعہ شہر تھا، اسے منبع کے گلی ۲۴ ناموں کی محلیں اور مرفا بیوں کا خلاں  
تھا، یہ دونوں چیزوں ان کی مذاہن۔ کے علاوہ اور کسی  
**صنعت و حرفت** صنعت کا پتہ نہیں پڑا، یہاں کا نامہ ہر جگہ سے ابھی ہوئی تھی،  
اور دنیا بھر میں بھی جانی تھی، خاص طور سے علاقہ جبار میں، علاوہ کمیتی بہت نیادہ ہوتی  
تھی اور یہاں کی بھی ہر ہوئی فلکیہ ملکیتی، دنیا بھر میں بھی جان دیکھا ہے کہ مکران میں  
فانید سازی کے بڑے بڑے کاغذی سبے ہوں گے، یہاں لالہ شہزادہ، یا قوت  
جوی نے یوں کیا ہے کہ بہت مددان مکران میں ایک شہر خواس کے قریب ایک پہاڑ  
نمکانیں انشا درجنیا جاتا تھا۔

**تجارت** علاقہ مکران خشک گرم ریگستانی اور بہاری تھا، یہاں تک کوئی قابل  
ذکر پیداوار ہوئی تھی اور نہیں کوئی خاص صنعت و حرفت تھی کہ جہاں کی چیزوں دوسرے  
مالک و مقامات میں پرکشید کی جاتیں، البتہ فائیڈہ ملکیتی ہے، سنبھیل ہے، یہاں کی  
خصوصی اور مشہور پیداوار تھی، جو پورے عالم اسلام میں ہر جگہ سے اپنی اور زیادہ  
ہوتی تھی اور دنیا بھر میں بھی جانی تھی۔ صلطانیؒ نے علاقہ جبار کے متین لکھا ہے:

وَسَتَاقَ قَسْمَى جَدِرَانَ وَيَهَا سَيْدَانَ، مَى مَلَادَى مِنْ بِلَانِيَدَ بَهْتَ  
فَانِيدَ كَثِيرٌ وَلَخِيلٌ وَقَصْبٌ نِيادَه بِهَا ہوئی ہے، یہاں پر بلاغ اور مجتہ  
سَكُونٌ وَعَامَةُ الْفَانِيدُ الْذَادِيَ سَكُونت ہے، دنیا بھر میں جو فانید بھی  
یَحْمِلُ إِلَى الْأَفَاقِ مِنْهَا، الْأَشْيَا جانی ہے وہ فام ٹھوکے میں سجائی ہے اور  
عَلَى مَا حَيَةٌ مَا سَكَانٌ۔ کچھ سکون میا بکر ہوئی ہے۔

یا قوت جموی نے فیروں دیکھپور میں اس کی پیٹا وہ دوڑا مکا ذکریوں کیا ہے،

(۵)

## دولتِ متغلبہ طوران

طوران (طوران) کا علاقہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت و خلافت میں فتح ہوا، سان بن سلم بن محبن بہلیٰ نے قصدار کو فتح کر کے دوسال تک پورے سندھ پر حکومت کرنے کے بعد وفات پائی۔ سان کے بعد جب مقامی باشندوں نے خروج و بغاوت کی راہ اختیار کی تو زیاد بن ابو سفیان نے منذر بن جبار و حبیدی کو یہاں کا حاکم بنایا، جنہوں نے پوچان احمد فیقان فتح کرنے کے بعد قصدار کو دوبارہ فتح کیا، اور قصدار میں سان کے زمانہ کی یاد تازہ کر دی، سان پریے صاحب فضل و کمال اور خدا پرست بنتگی تھے، ان کے انتقال پر ایک شاعر نے یہ مرثیہ کہا تھا۔

حَلَّ بِقُصْدَارِ فَاضْحَى بِهَا      فِي الْقَبْرِ وَمِلِيقَلْ مِنَ الْقَافِلِينَ

سان قصدار گئے اور جو کے ہو کر تیر میں موقن ہو گئے ہوئے داول کے ہمہ دوست دے کے اللہ قصدار اس کا حصہ ابھا ایسی فتنی دنیا اجنت و دین داہر سے قصدار اور دین کا نمودار ہے دین و دینا کے کچھے جات مرد کو انہوں نے چھپا لیا طوران میں غلبہ و اقتدار کی ابتلاء علی سان نے اور طوران یہ تمام علاقوں خارج کے جمیعت میں ہو گئے تھے، مکران و کران کے خلاف اپنے طراط و جواب میں حملہ آور ہوتے تھے اور ان کا مقابله فارس کے گورنر مہلب بن ابی حفصی فوجوں سے رہا کرتا تھا تھوڑی

بلاذری کا بیان ہے:

وكان بقىند ابیل متغلبة من العرب  
قندabil پر کچھ عرب نے غیر قبضہ کرایا تھا وہ  
جبل لے ان سب کوہاں سے بکال باہر کیا.  
فأجل لهم عنها.

اس کے بعد مغلب بن قندabil اور طوہار کا پورا علاقہ خلافت عباسی کی مدداری میں رہا اور  
عباسی عمال و حکام یہاں کا انتظام کرتے رہے۔

قندabil پر محمد بن خلیل کا قبضہ، اور مگر خلیل مغلب دستور ۲۱۵ھ کے زمانہ  
عمران بن موسی برگی کے ہاتھوں سکھا تھا۔ میں یہاں سے کچھ بہلے یہاں کے مالات میں پھر  
ابزری سی پیدا ہو گئی اور محمد بن خلیل نامی ایک شخص نے قندabil میں اپنی حکومت قائم کی  
ہے مغلب کی اجازت سے حد کے جامی حاکم عمران بن موسی بن بھی بن عالد برگی نے  
حکال باہر کیا، اور اس کے ساتھیوں اور معاونوں کو گرفتار کر کے اپنے مرکز فرماندار میں نہاد  
کیا، بلاذری نے لکھا ہے:

شُرُّافُ الْمُنْصُورَةِ، وَصَارَ مِنْهَا  
عمرانٌ مُخْوِّلٌ مِّنْهُ بَعْدَ إِذْنِهِ  
إِلَى قَنْدَابِيلِ وَهِيَ مَدِينَةٌ جَبَلِيَّةٌ  
بِهِ مُحَمَّدٌ بْنُ الْخَلِيلِ يَكْتُبُ  
فَقَاتِلُهُ وَفَتَحُهُ، وَحَمِلُ رُكْنَاهُ  
إِلَى فَصَدَارَةِ الْجَمَدِ  
سر بر کوہہ تو گوں کو گرفتار کر کے فرماندار ہو گیا۔

قندabil علاقہ طوراں میں خوبیت اور مقام عطا، اور ہر اقتدار پسند کی نظر اس کی طرف  
انٹھی تھی، اگر کوئی عباسی حاکم طاقت رکھتا ہے اور اس نے قندabil وغیرہ پر قبضہ کر کے اسے  
بندادو سے دا بست کر دیا یا اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا یا کوئی دوسرے طاقتور نے  
قبضہ کر کے اپنی مدداری قائم کر لی، شاید اسکی پیسے قندabil والے مددوں کی دلایت بدھ

اور مہلب کی فوجیں بائیں حرکہ آرائیں، بعض اوقات سال سال مجرم، مگر قبضہ تھیں  
چنانچہ میں مسجدہ بن نافع بن عاصی خارجی نے نافع بن اوزق کی میمت میں  
بھریں، خط، اور قطین میں تکل و فارس کی گمراہی کی، مسجدہ کے مقابلے کے یہ ۲۹۶  
میں بصرہ سے مصعب بن زبیر نے عبد اللہ بن عفریت کی بیانیں ہزار شکر کو کیر بھریں بھیجا، مسجدہ  
کو فتح ہوئی اور اس نے عمان میں عظیم جہاد کی اور اس کے نائب مقرر کیا، عظیم نے  
ایل عمان کو رام کر کے دہلی اپنا حاکم مقرر کیا، مگر بعد میں عمان وہی کیے حاکم کو قتل کر کے  
اپنا حاکم مقرر کر لیا، اس واقعہ کے بعد مسجدہ اور عظیم میں آن سے بھی عظیم جہاد راستے  
کر دیا، جہاں جہب فارس کے حاکم مہلب بن ابی صفرہ کو خبر لی تو اس نے عظیم کا تباہ  
کے بیچ فرج رواز کی، عظیم شکست کی اور جستان بجا گا، جب دہلی کی پشاور نہیں تو سندھ  
کا راجہ کیا، بالآخر مہلب کی فوجوں نے اس کو سندھ کے مشہور شہر قندabil میں قتل کر دیا۔ اما  
قندabil اموی خلافت سے حسب سابقہ دا بستہ رہا، اس کے بعد یہاں کی خلافت کے ابتدائی  
دور میں یہاں کی شورش کا پتہ مہیں چلتا۔ مگر نہ ۲۱۷ھ کے حدود میں یہ علاقہ خلافت جماعت  
سے کٹ گیا، اور محدود رو سائے عرب نے اس پر قبضہ کر لیا، جن کو عباسی حاکم نے  
ختم کیا۔

قندabil پر رو سائے عرب کا قبضہ اور خلیفہ ابو جعفر منصور دستور ۲۱۸ھ نے  
عمر بن جبل کے ہاتھوں ان کا خانم سدھ پر ہشام بن عبد الرحمنی کو مامور کیا جس نے  
یہاں شاہزادوں کی بیانیں، نیز ہشام نے عمر بن جبل کو بھری بیڑے کے ساتھ بار بار بدھ دھوپ  
تجھات اور مہندستان کے دوسرے علاقوں کی طرف بھیجا، جس نے کشمیر اور لہستان وغیرہ  
خیکے اور اس سے اپنے حاکم یہ کیا کہ قندabil پر جن عرب خاندانوں نے قلبہ و ہجوم کے  
ذریعہ قبضہ کر کیا تھا، ان کو دہلی سے بکال باہر کر کے اسے مرکز خلافت بغداد سے دا بستہ کرنا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عران بن موئی برکی نے اپنی قابلیت و طاقت خود  
جن تدبیر سے اس علاقہ کو سبکڑوں سال کے بیے بال محفوظ بنا دیا تھا، جتنا پھر اس پوری حدود  
میں علاقہ طوران پوری طرح مرکزی خلافت پنهاد سے فابستہ رہا، مگر جو حقیقی صدی تحریکی کے  
وسط میں پھر یہ علاقہ مکرور پیدا گیا، اور اس پر طوائف الملکی کا دور شروع ہوا۔

اس دور میں فلیڈہ واقعہ ایک ابتداء نامہ کے حدود میں  
مسیروہ بن احمد مغلب طوران مسیروہ بن احمد تھا اسی ایک شخص سے پہنچ ہے، جس نے اپنے  
اقتدار کو جائز قرار دینے کے لیے مرکزی خلافت سے فائیگی اور طوران پر تعزیز کر کے خلیفہ کے  
نام کا خطبہ حاصل کر دیا، اصطلاحی روشنگی، نے طوران کے دارالسلطنت قصدا ر کے بیان  
میں لکھا ہے:

وَالْعَالَبُ عَلَيْهَا رَجُلٌ يُصْفَتُ  
نَصَارَىٰ بِكَيْمَةِ أَوْيَّجِ مُسْرِفٍ، إِنَّ أَحَدَكُمْ هَامَ بِهِ  
بِعُنْدِ رَأْبِنِ الْأَحْمَدِ، يُخْطَبُ لِلْخَلِيلِ  
شَهْرَهُ بِهِ قَاتِلُهُ، وَدَبَرَلَهُ نَامَ خَذِيزَ كَيْمَةَ كَيْمَةِ  
نَفْقَطِ، وَمَقَامِهِ تَعْرِفُ بِلَيْزَ كَانَانَ<sup>۱</sup>  
كَانَ خَبِيرًا بِهِ مَعْتَدِلًا ہے اور اس کا مَسْتَكِيرَہ کَانَ نَافِعًا  
لَهُ، اَنْبَیِی کے معاصرِ اَنَّ وَقْتَلَ نَسْرَ الْأَرْضِ مِنْ قَالَبَانَ اَسْمَیِی کو مُحِمَّدَ بْنَ اَحْمَدَ لَکَھَا ہے، اور  
لَقَتْ بَنَیَ نَتَّصَدَارَ کے بیان میں اصطلاحی کی ذکورہ بالا جبارت نقل ہے مگر اس میں مدرن  
احمد ہے، اُخْرَیِی طوران سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیروہ بن احمد نے طوران میں خود اقتدار و غلبہ  
حاصل کیا تھا، اس کا نام روئی اور فاندرانی نہیں تھی، نیز وہ اس سے پہلے کسی خاص  
شهرت کا لاک نہیں تھا بلکہ اس کے نام میں بالکل خود مختار اور آزاد تھا، البتہ خلیفہ کے  
نام کا خلیفہ پڑھ کر اپنے کو اس کا ناطقہ گھوشتھا تھا، اس نے طوران کے مرکزی شہر قند ابیل  
اور قصدا ر سے الگ ایک تیرے مقام بیٹر کان کو پہنچا اور آزاد تھا، اسی کا صدورہ ملکان  
اور مکران کے اکثر مغلب حکمران اپنی سلطنت کے مرکزی تھا، جس کی وجہ سے اس کی وجہ سے من

۱۔ سائل الملاک ص ۱۶۴۔

کو اسلامت میں بے شکاری و نسبت ہے کہ قند ابیل کا سرکاری تعلق پڑھ بدعے کے ملا قدر سے رہا  
ہوا گا، در پیغمبر سندھ میں شمل ہو گا۔

قند ابیل سے محمد بن خلیل کے طبیعت و اتفاق کے خفاہت کے سیکڑوں سال بعد تک طوران کے  
خلافیا اس کے کسی شہر میں خروج و بقاویت کا تجربہ نہیں ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موئی بن بُنیٰ  
برکی اور اس کے بیٹے عران بن موئی برکی کی جماعت میں اسلام اتقطام نے ان اطراف کو  
خلافت سے متعلق کر کے ان کو بال محفوظ بنا دیا تھا، اسی پر خداوند مسیحی عالم ختنان بن  
عبار نے اپنی جگہ موئی بن بُنیٰ کو مقرر کیا تو موئی نے سب سے پہلے راجپوت اور پاری جس نے عمان  
بن عباد کے مقابلہ میں سرکشی کی تھی، نیز موئی نے دھرم سے جلتی و ملکی کارنا میں بجا جایا اور اسی  
حکومت کا اچھا نقش بھوڑا، ابیل میں موئی نے استقال کیا، اور اپنی جگہ اپنے بیٹے عران بن اَوَّلیٰ  
کو سندھ میں بھوڑا، خلیفہ مختصر باشندے عران کو دلایا بعد حکومت کا پروانہ دیا، عران نے  
سب سے پہلے فیغان (فیغان، قلات) کے جاؤں سے جگ کر کے ان کو زیر کیا، اور بیضاہ  
نامی ایک شرکا باد کے اسلامی فوجوں کے لیے اسے چھاؤنی بنا دیا، اور اس مرکز سے اطراف و  
جوانب کے سرکش علاقوں میں فوج کلی کی، پھر عران، متصورہ موتا ہوا قند ابیل پہنچا، جیاں  
تھے محمد بن خلیل کو نکال باہر کیا، اس کے بعد ساحل علاقوں سے سمندری فاکوؤں کا حجج  
کو مید کہتے تھے تلخ قیم کیا، اس معزک میں تین ہزار دُوکو جان سے مارے گئے، نیز اور  
کے پاس دریا کے کنارے پڑاؤ دُوال کر دہاں کے جاؤں سے جزیرہ دھول کیا، اور حکم دیا  
کہ جب کوئی جاٹ ہمارے سامنے حاضر ہو تو اس کے پاس ایک کنٹا ہونا چاہیے، اس  
کے تبعیج میں ایک ایک کنٹا پچاس پچاس دہم میں بکنے لگا۔ عران نے اور کے اطراف سے  
فارغ ہو کر جاؤں کی حدود سے دوبارہ بھری ٹاؤکوؤں سے جنگ کی، ان کو زیر کرنے کے  
لیے سمندر سے ایک نہر حکماں کر ایک کے میداںوں اور آبادیوں میں بہایا، جس سے ان کے  
بے کاپی کواری ہو گیا اس طبقہ عبور ہو کر قابویں آگئے۔

شیوخ کے بدلن پر سیدھے کپڑے بھی جوں ہیں اور نہ لکھتا پڑھنا جانتے ہیں بلکہ بظاہری  
امتحانات نے ان کو سب کچھ بنا رکھا ہے،

**ایک عادل و متواضع بادشاہ** | مفتی بن بشارگاہی نے اپنی کتاب الحجۃ، الحجۃ فی حجۃ  
میں لکھی ہے تقریباً قصہ بادشاہ مولانا کے بیان ہے  
کہ تاہے کہ اس شہر کے دو حصے ہیں، درمیان میں خشک وادی ہے، ایک حصہ میں والسلطان  
ہے اور اسی میں قلعہ ہے، اور دوسری بلاشاہ بھی رہتا ہے جو عادل و متواضع ہے۔  
و سلطان اکابر عادل، متواضع ہے۔ درمیان کا بارشاہ، عادل اور متواضع ہے۔

بادشاہ ابوالقاسم بصری کے بعد عادل بہت سی عادل اور متواضع تھا، اس کا قیام قزدار  
(قصداں) میں تھا جو طوران کا دارا اسلطنت تھا، و درثانی کے متبلین میں پہلے حاکم  
مغیرہ بن احمد تھے کیونکہ ان کو اپنا مرکز بنایا تھا، دوسرے حاکم ابوالقاسم بصری کے  
باۓ میں کوئی تصریح نہیں ملتی اور تیرسے مکران نے ملوتان کے قدر یہ دارالسلطنت  
قزدار کو اپنا مستقر بنایا ہے، شاہی محل اور قلعہ بنایا، اور اس میں مستقل سکونت اختیار  
کی، اس سکانانہ ہوتا ہے کہ اس کا زبانہ: امن و رفاقت اور اطمینان و سکون سے گذرا اور  
اس سے باقاہہ شاہی اہل ایمان میں حکومت کی،

**ایک غلیظہ خارجی** | اعلیٰ تعلق اور ذات اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالقاسم بصری میان کیا ہے جس  
آخر میں قزدار کی خاتمی کی حکومت تھی جو خارجہ کا مدھنی پشاوری تھا اور اس کے بعد  
میں خواجہ کو بیان بڑی شان و شوکت مامل تھی یا اقوت نے قاضی ابو علی عنوی  
کے حوالے سے بخی کیا ہے کہ قاضی ابو علی سے شورستہ کلمہ ایام من بن طیعت نے  
بیان کیا ہے:-

کو اپنا مستقر بناتے تھے، الہائی نظام کا تعلق مرکزی طور سے رکھتے تھے، غلیظ کے ہم کا خطہ اور  
مرکزی حکومت سے واپسی بھائی تھے، لیکن احمد فاروقی نہیں تھا، بلکہ اہل سنت والجماعہ  
میں سے تھا۔

**مغیرہ بن احمد** کے بعد ران ۷ جسم، ایک شخص ابوالقاسم نامی کہاں  
ابوالقاسم بصری | طباۓ، چوکھوستا کی حادثہ تھی کہ خود چوری پولنے کے باوجود  
بادشاہ، قاضی اور فوجی افسر سب کچھ تھا اس کا تذکرہ این توہن دشتیم نے طوران  
کے بیان میں ان الفاظ میں لکھا ہے:

یحکم علیہا رجل من اهالی للجرأۃ، طوک پر اپل بیڑہ میں سے ایک خس بہت  
اسمه ابوالقاسم، وہ حالاً گویا تھا، نامی حکومت کرتا ہے، وہ کیا حاکم ہی ہے،  
وامیر الجیوش، و مهندس الایفات، بھی ہے اور قوی اور برقی ہے، اس کے باوجود  
ہی کی جو اس کا حاصل ہے کہ تین وحدتوں میں  
تیرنگ بھیں کر سکتا۔

ابن حوقل کی اس جمارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالقاسم بصری حاکم طوران کا مغیرہ بن احمد سے  
کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ اس نے بھی خود طوران پر اپنا اقتدار جاگر عکالت فائم کی تھی اور  
انہماں چاہل جو نکے باوجود وہی سب کچھ تھا، اس کی حکومت میں کوئی دم نہیں تھا مگر  
چونکہ بیان کے لوگ فیر تھدن تھے اور تباہی اندھی بسر کرتے تھے اس پریے وہ اندھوں میں  
کا ناوارج تھا۔ ویسے کہنے کے لیے اس کی حکومت میں غلک، قضاہ بھی تھا، اس کی اپنی فوج بھی  
تھیں، ابوالقاسم بصری اور اس کی حکومت کی مثال آج کل کے ان امراء و شیوخ کی تھی جو  
ٹیک عربی اور سمعرات دنک میں حکومت کرتے ہیں، ان کی اپنی فوج بھی ہے قلعہ بھی ہے،  
اوہ غلی قوانین بھی ہیں، مگر وہ حقیقتہ ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے بلکہ بہت سے امرا و

دوسرے مکالمہ میں ہجومی ہوا دریہ بھی مکان ہے کہ کوئی دوسرا حاکم رہا ہو۔  
**بیکنین نے شہر میں سالانہ جتو**  
**ایک ملک قصد اے معاصر سلطان محمود غزنوی** کی مانعتی میں قصد اے ایک حکمران  
 سے خراج وصول کیا اور اس کو مطبع بنایا اور اس کے پیشے سلطان محمود غزنوی نے اپنی سلطنت  
 میں تسلیم میں قصد اے پر فتح کرنے کے لئے فتح پائی، اور مدعاں کے سلطان کو اپنے مطبع اور باجلنا  
 بنایا، این ایش نے تسلیم کے واقعات میں لکھا ہے کہ اس سال بیان اللہ عزیز سلطان محمود  
 غزنوی نے قصداں اور اس کے پادشاہ پر فتح پائی، اس کا سبب یہ ہمارا قصد اے کے پادشاہ  
 نے خراج کی ایک خاص مقدار ادا کرنے پر سلطان محمود سے سلح کی تھی، مگر بعد میں اس حکمران  
 میں پڑ کر کہ اس کا ایک بھی مخفوظ ہے اور اس کا نام استہ ساری اور تنگ ہے خراج  
 کیا اور یہی بند کردی اور ساتھ کی سلطان محمود کے مقابلہ میں ایک خان سے پناہ چاہی،  
 جو کہ ایک خان ناہدار المہر کے پادشاہ سلطان محمود کا خسر تھا، اس یہے وہ ایک خان کے  
 علاوہ سے بگذر نے کے خیال سفر وار پر جواہر کرنے سے باز رہ جامانا تھا، مگر جب سلطان محمود  
 اور ایک خان یہی، ان بن ہو گئی تو اس نے قزدار کے سلطان کی سرکوبی کا حصر کر دیا  
 اور تباہی کر کے خاہی کا کام مررات کے ارادے سے محظی والا ہے، اس طرح وہ جمادی اللہ  
 عن شہر میں قزدار کی طرف رجھا اسی فون کے ساتھ راستے ہی میں تھا۔  
 کہ قزدار کے پادشاہ کو اس کی آمد کی خبر لگی، مگر اس کا کچھ بس نہ چل سکا  
 اور والوں رات سلطان کی نوجوان رئے پر جالد طرف سے گھر پا ہیجورا اس نے سلطان  
 محمود سے امان چاہی، سلطان نے امان دیکرنا، اور خدا کی جس قدر رقم اس کے یہاں  
 بانی تھی، سب کو وصول کیا، اس کے بعد سلطان قزدار کو حب سائیں حکومت دے کر  
 غزنویں واپس چاہیا۔

کامل ابن القیرج ص ۲۷۔

**قالَ كُنْتَ مجْتَازًا بِتَلْحِيَةٍ قَزْدَانِيَّةِ بِلِي** میں قزدار کے علاقے سے گزر رہا تھا جو بیان  
**سِجْتَانَ وَمَكْرَانَ وَكَفَانَ** اور مکران سے ٹھاہا ہے، اس وقت قزدار یہی  
**يَسْكُنُهَا الْخَلِيفَةُ مِنَ الْجَوَارِجَ** خوارج کا خلیفہ مقام تھا، اور قزدار  
**وَهِيَ بَلْدَهُمْ وَدَارَهُمْ** خوارج کا بولڈن اور بولڈن۔  
 قاضی ابو علی توشی کا انتقال ۱۳۵۴ء میں ہوا اور ابو الحسن بن اسحاق اور اس سے پہلے  
 بیان کیا تھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ خوارج کا خلیفہ خوشی دیکھ کر ازدواج کرنے اور میں حکومت  
 کرتا تھا، یہ پورا واقعہ دوسری بجگہ اور ہاں ہمیں سے مسلم ہو گا کہ اس کے دوسرے عکس میں  
 طوران کے عالم عادات نہایت اچھے تھے اور وہاں کے خوارج اپنے معتقدات واعمال حدود  
 سے بچے ہوئے تھے، اس خلیفہ خارجی کے ذکرے کے عوائق پر یہ واقعہ مناسب ہے  
**سَعْيَهُ كَمَدْدُونِيَّةِ اِمِيرِ طَغَانِ** نے بست پر قبضہ کر دیا اور جب ایک دوسرے ایمیر افروز  
 نے اس پر قبضہ کرنا پاہا تو اسی طغان نے بیکنین کو مد کے ہے کہا اور اس طرف  
 کیا، چنانچہ بیکنین نے ایمیر طغان کی مکمل کتبست فتح کیا، اس کے بعد قصد اے پر تضدد  
 کر کے یہاں کے پادشاہ کو سامانی پادشاہ کا مطبع و باجلدار بنایا، این خلد و نے لکھا ہے،  
 وسارة میں قصد ارمون و رائہا **بِكَنِينِ وَهَا** سے قصد ایک خون یہی سے تباہ  
 نہیں لکھا و تقبیض علی صاحبہ آتش **بِيَانِ** کے پادشاہ، اور قرنا کے ملک ہے قبضہ کر دیا  
 اعادہ الی مملکہ علی مال یہودیہ و پر اس سے شوہر پر حکومت دے دی کر، ایک  
 طاعۃ تینالہالہ **مَحْسُوسِ رَقْمِهِ** دکر کیا ہے اور اس طرف اس کے مذکور ہے۔  
 اس زمانے میں بیکنین ملوک سامانی کی طرف سے ہندوستان میں جنگ کر رہا تھا، چنانچہ  
 اسی سال ۱۳۵۴ء میں ایمیر نوح بن منصور سامانی نے بیکنین کو ہندوستان سے بالا کر  
 خراسان کا حاکم بنایا، قصد اے پر بیکنین کی یہ یورش بوسکھا ہے کہ اسی خلیفہ خارجی کے  
 لئے ہم ایسیلاداں تھے، ص ۹۔ — تاریخ ابن حلقہ ج ۲ ص ۳۶۰۔

اس کے بعد تیرہ طویل و قدر کے کسی مکران کا نام و نشان نہیں کا، الجد شاعر  
میں خیاث الدین غزی کے بارہوں میان کی حکومت کے خاتمہ کا حال ملتا ہے، خاہ رہے  
کہ اس ستر سالہ دست میں یہاں اور جبی مکران گذرے ہوں گے مگر افسوس کہ ہم ان کے  
نام تک سے واقف نہیں۔

طویل سے دولتِ تغلب کا خیاث الدین مکران دولتِ معدانیہ کے بیان میں  
غوری کے ہاتھوں ملکہ میں خاتمہ ہے، پھر اسی غوری سلطنت کے  
پسکوہ مکران اب تھے خیاث الدین غوری نے مکران اور سلوکان کو اپنے کا خاتمہ کیا  
مگر ابن خلدون نے مکران کے بجائے کران لکھ کر اس کی بے جدوجہی کا ہے وہ درحقیقت  
وہ مکران ہی ہے اسی طرح ابن خلدون نے طویل کو شتوران اور سلوکان کو اپنے علاوہ  
وہ بھی طویل ہی ہے جسے فارسی میں توان بھی لکھا اور کہا جاتا ہے، شتوران کوئی لکھ اور  
علاقوں میں ہے، ابن خلدون نے لکھا ہے کہ ملکہ میں خیاث الدین غوری غسلی اور فرمان  
و جن کو لے کر پہلے غزنیں گیا اور وہاں سے کہیا بہ ہو کر مکران و شتوران و مکران و طویل  
پر قبضہ کیا، یہ کران غزنیں اور مددوستان کے درمیان واقع ہے، اور یہ شہر ملک کران  
نہیں ہے، پھر خیاث الدین یہاں سے لا چور گیا۔

**مکران میں جس طرح حکومت و حکومت تھی اور اس کے ملاؤں، ملکی میں**  
**مقبولہ ایں** | مطری بن رجرا نامی ایک سُقیل مکران حکومت کرتا تھا، اسی طرح طویل  
میں ایک علاقہ ایل تھا جس کا مکران کوئی ایل نامی شخص تھا جس کے نام سے یہ جائیداد پر  
حکومت مشورتی، اصلخی نے لکھا ہے،

ایل اسم مرجل تغلب علی هذلکرہ، ایک شخص ایل یونیس علاقہ پر نائب آگیا تھا

علاقہ ایل کے نام سے ایل شہر ہے۔

ٹہ تاریخ ابن خلدون ص ۳۹۹۔ سہ مالک الممالک ص ۱۴۲۔

علاقوں میں سملانوں اور بھروسوں کی آبادی تھی، کمی باڑی ہوتے تھے، آب پاشی کے بیشتر ہو نہیں ہے  
پیداوار کی کاشت میں تھی، ویسے تجویزی طور سے یہ پورا علاقہ سر بر زاد و شاداب تھا، یہاں  
انگور کی پیدا ہوتا تھا اور بوسٹنی بھی پائے جاتے تھے، معلوم نہیں یہ ایں کون شخص تھا؟ بظاہر  
یہاں در امر النبی کا مکران ایک خان معلوم ہوتا ہے، جس کی قصداں کے ایک حاکم سے دوستی  
تھی ہو رجب اس نے سلطان محمود غزنوی سے سرکشی کی تو اسی مراعتا و کیا اعتماد کیا اور سلطان  
اں کے تقبوہ علاقے سے گزرنا نہیں پہاڑتا تھا کہ قلعہ اس کے کرش مکران کے خلاف تا دیکی  
کا مردوں کی کرے، مگر جب ایلک خان اور سلطان محمود میں ناچاقی ہو گئی تو سلطان نے اس پر  
حکم دیا۔

**امریٰ طویل کا نظام حکومت** ہے کہ شروع سے آخر تک ان کے یہاں نہ کوئی ذمہ دار  
کوست تھی اور نہ کوئی باقاعدہ مکران تھا، بلکہ اس دشوار گزار علاقے میں جس شخص کا بر جایا  
تھا اپنی حکومت قائم کر لیتا تھا، اور چونکہ یہ علاقہ ہنا یہت غیر مددک اور یہاں کے  
باشندوں، خارج تھے، جن کے نزدیک فتنہ و فساد اور خروج و بغاوت گناہ بکریہ اور رجب  
کفر ہے، اس طبقہ وہ کسی مکران اور تغلب سے تعریض نہیں کرنے تھے، بلکہ ہر دوسرے میں  
غاصبیت ہے تھے، اس صورت حال نے طویل میں کوئی باقاعدہ، منظم، اور ذمہ دار  
حکومت نہ بننے دی۔

یہاں کے متقلبین نے کوئی دینی لیک، جس میں رہ سائے عرب قند ایل قابض  
ہو گئے تھے جن کو عمران بن یوسفی بری فتح کیا مکران کے بعد محمد بن غبلی نے قبضہ کر کے  
اپنی حکومت کھڑکی کی، اس دہ کے بعد میانوں میں ملک علاقہ طویل  
میں کوئی فتنہ بہپا نہیں ہوا، بلکہ یہ علاقہ بہادر ماست خلافت جایسے سے

مریوط و متعلق رہا۔

اس کے بعد صاحب الدین بن احمد کے اقتدار سے ۱۳۲۴ کے حدود میں شروع ہوا، جو شاہزادہ میں سلطان غیاث الدین نوری کے حملہ پر ختم ہوا، یہ تقریباً ایک سو تیس سال دوسرے مختلف افراد کی حکلائی میں کمبلی ہبہ اور عالمگیری اور عالمگیری حکومت ان سکی اور نکولی باقا مدد نظام حکومت جاری ہو کر ان کے بعد کمکران میخوبین احمد نے برلن نام جنابی ضلیف سے تعلق رکھ کر اس کا خطہ پڑھا اور مکمل طور پر مکمل ہے میں یہ بات بھی نہیں پائی جاتی، بلکہ ان میں سے سب سی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعہ خداونکی سماں حکومت کے باعذدار بنے، پھر خوفی سلطنت میں سلطان محمود کے ماخت و مطیع رہے حتیٰ غیر مدتی سلطنت کے کمتر اور جب خوفی حکومت ہنی تو طوران سے یہ دور بھی ختم ہو گیا، اور یہ طلاق و مبتکانی کا ایک حصہ بن گیا۔

ان حالات میں مملکت طوران کے اندر کسی قابل ذکر رئی کا پڑھیں چنان، نہ حکما فان نہ کوئی خایاں کا زمام اخراج دیا اور نہ حکومت میں غیر وحیلی پیدا ہو سکی، حتیٰ کہ دنی و علمی میدان میں بھی کوئی خاص سرگرمی نظر نہیں آئی، حالانکہ دوسرے اسلامی ملکوں دشمنوں کا دور بہار تھا اور مسلمانوں کی بستیاں علم اور اہل علم کے وعدے معمور تھیں، البتہ پانچ سو صدی میں جبکہ یہ دور بھوم و تغلب ختم ہوا، یا کمکر رپرپا ہبہ میں سے بھی سندھ کے دوسرے علاقوں کی طرح اچھے اچھے فضائل نے روزگار رکھتے اور قصد ادار کی سرزینیں خانے جا رہے تھے، چونکہ یہ ملکہ خوارج کا تھا، اس لیے یہاں کے مکران بھی خارجی تھے، لیا یہ کان میں سے کسی کے خارجی نہ ہونے کی صریح دلیل مل سکے،

## حدود سلطنت، شہرو مقامات اور امام حالات

وہ جزر افیہ فریسوں اور سیاحوں کے بیان کے مطابق سندھ کا پہلا صوبہ کران سے

تصلی مکران تھا، اس کے بعد طوران دتواران پڑتا تھا، پھر سندھ خاں اور ملتان وغیرہ تھے طوران کے مغرب میں کران کا لکھ اور بحیرہ ران کا ریگستان ملا قریباً مشرق میں بھر فارس، شمال میں بلادِ سینہ اور جنوب میں کران اور بلوجہستان کا دریاۓ سندھ اور فارس تھا، یہ حدود تھیں میں بولی یا نہ بولی، باہر کے بیرون اور بھر افیہ فریسوں نے اپنے علم و معلومات کی جا پڑیں لکھا ہے، اصل طرزی کے بیان کے مطابق صوبہ طوران میں حب ذیل شہر اور مقامات تھے، محالی، کیر، کاتان، سورہ اور قصداڑا۔ اور مقدمہ تی نے یہ مقامات اور شہر تھے ہیں، فال سلطنت قزدار، قصداڑ، قنابیل، بھڑو، جہڑو، دکڑو، بکلان، خوری، رستاگہن، رستاق، سرو، سورہان، رستاق، ما سکان اور گھر کوڑ۔ ان میں سے بعض مرکزی اور شہرو مقامات کو ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ ان کے ضمن میں مملکت طوران کے عام حالات پر بھی روشنی پڑ سکے۔

یہ طوران کا قدر یہم فال سلطنت اور مرکزی شہر تھا، اسے قصد ادار اور قصد ادار، یا قزدار قزدار دو نوں لکھتے ہیں، حضرت معاویہؓ کے زادہ میں سنان بن سلم بن محمد بن جبل نے فتح کیا تھا، مکران کی وفات کے بعد مقامی باشندوں نے بجادوں کی بجھے مندرجہ بجا پر دھبی تھے اور کفر کیا،  
قصد ادار پہنچوں تھر تھا، اس کا محل و قوع بھی کچھ زیادہ مناسب نہیں تھا، این وقیع نے بیان کیا ہے کفردار میں کے، اسے لیکھ چھوٹا سا قلم ہے، جبکی وسعت پہنچ کم ہے اور اطراف میں پھر بچھوٹے چھوٹے باقات ہیں۔

مقدمہ تی نے لکھا ہے کہ قزدار طوران کام مرکزی نام ہے جو صوبائیں بول آباد ہے کرچے شہر میں ایک خشک وادی واقع ہے جس کا سلسلہ کمی نہیں ہے، وادی کی وجہ سے کبادی و دعسوں میں منقسم ہے، ایک حصہ میں شاہی ہے، اندکا ہے اور دوسرا حصہ

کو بودن کئے، ایسا تاجریں اور مکانات اور ان کے تجارتی سامان ہیں، یہ حد کشادہ اور صفات تحریکی، قدرت حمایت اور نفع کے باوجود قدرت بخش شہر ہے، یہاں خراسان، فارس، کران اور بلاد مہندسے تاجر و خواص آتے ہیں، ہالی خراب ہے جس کے پینے سے شکم میں شکل پیدا ہو جائے، یہاں کا سلطان عادل اور خواص ہے، قدرت اور متعلق جو شر اور بادیاں یا لبیں ان میں پینے کے بیچ بانی کمزوال سے ظاہر ہے، اور ادھر کی تمام بستیاں ہماریں ہیں، البتہ کفر و اور کفر کا نام ہیں نہیں اور عیاں ہیں، بلکہ پانی پیتے ہیں کہ گزیں کنوں اور کھیقیاں بھی ہیں، ان دو نوع مقامات کی پیمانہ اور اقسام دریافت ہیں، پورا علاقہ طوپان گرم ہے، البتہ کفر و سود ہے، بلکہ بسا اوقات یہاں بر سرگناز ہے، قصد اور کی مسافت مکان کی ساحتی پر ہے تیز تک بارہ مرحلہ ہے، وہ صورتی اسی فرج، مشکلی سے پچاس فرج دار قندابیل سے پانچ فرج ہے۔

**قندابیل یا قندبیل** [وہی سے یہاں باقات بنتی ہیں، بعض سینہاں نے اسے صوبہ بدرعا دار اسلطنت ہایا ہے، مگر مقدادی نے اسے طوران کے شہروں میں شمار کیا ہے، بلکہ ابو الفداء نے تقویم البلدان میں قندابیل کو طوپان کا دار اسلطنت بتایا ہے، لقا ہر اس کی وجہ ہے کہ کسی زمانہ میں اس کا تعلق علاقہ بدھ سے تھا، مگر بعد میں یہ طوران سے متعلق ہو گیا، ابتداء ہی سے یہ مقام خواجہ کی سرگرمیوں کا مرکز تھا، اور اسے مرکزیت حاصل ہی، بیساکھ لندھکا ہے۔

**ایل** [کبر کاتان اور قندابیل کے درمیان یہ ملاجہ تجارتی میں بنتے تھے، ایل ہائی ایک شخص اس علاقہ پر قابض ہو گیا تھا اسی کے نام سے ضوب تھا، اس میں سلافوں اور بھول کی بھلی آبادیاں تھیں، کھیتی باری کم تھی، پیداوار کا دار و مدار

بر ساحہ پر تھا، یہاں شادابی بھی تھی، سروریں میں انگور پیدا ہوتا تھا اور جو بڑی بھی تھے۔

ای مقام میں دوسرے دور کا پیسا امکان مخبرہ ان احمد سنقی قیام کرتا تھا،

**کیز کاتان** [پورا علاقہ سربر و شاداب تھا، اشیاء کی قیمتیں میں ارزان تھی، انگور، اتار اور سرد و سوس کے نام موجود تھے، ابتدۂ کھجور کے درخت اور باغات بھیں تھے، پینے کا پانی کزوں سے یا جام اتھا، بعض ندیاں بھی تھیں جن سے پانی حاصل کیا جاتا تھا۔

**بہشادیا کنڑ** [یہاں بھی کنوں اور ندیاں تھیں، طوران کا یہ علاقہ خشک و گرم تھا اگر یہاں بھٹک دیا کنڑ اچھی خاصی سردی پڑتی تھی، بسا اوقات برف باری ہوتی اور پانی جنم جاتا تھا، کھیتی باری بھی ہوتی تھی،

**رستاق ما سکان** [مقدادی نے اسے طوران کی حملکت میں شامل کیا ہے، یا تو قحطی نے رستاق ما سکان لکھا ہے کہ یہ بکران کے فلاح میں شہر تھر ہے، اور شاید بختان سے ابادہ قریب ہے۔

**فنا نیدا** [یہاں کی بنی ہوئی مشاہی ہر جگہ سے بہتر ہوتی ہے اور دنیا بھر کو جلانے ہے جو فانیہ، سکان کے نام سے شہر ہے،

وَلَمْ يَجِدْهَا لِقَائِدٍ لِغَيْرِ مَكَانٍ إِلَّا  
سُخَانٌ، سُكُونٌ بَالْمَانَةِ إِلَّا مَحْمُودِيَّ بَيْتٍ  
بِهِذَا الْمُوْنَمِ وَقَاعِدٍ لِنَبْتَاجِيَّةٍ  
تَصْدَارَكَ اِمَّاتٍ بِيَمِّيَّتِيَّتٍ ہے، اسکا ن  
قَصْدَارَ دَوَالِيَّ يَلْبَابُ الْفَانِيدَ  
کَهی طرف فانیدا سکان ضریب ہے، ہوب  
الْمَاسِكَانِ، وَهُوَ جَوْدُ الْقَاهِيَّةِ  
سے بہتر نہیں ہوتا ہے، فانیدا سکان کی الکشم  
وَالْفَانِيدَ لِنَعْ مِنَ السَّكَنِ  
ہے، جو من کران میں بالی جائی ہے، اور میں  
لَا يَجِدُ الا بِمَكَانٍ، وَمِنْهَا  
سُخَانٌ شہر تھر ہے،

يَحْمَلُ إِلَى سَائِلِ الْبَلْدَانِ

لَهُ بَلْدَانٌ تَـ، ص۔ ۳۴۵۔

فاتحہ قاریٰ لفظاً میں دل کا سر بے، یہ ایک قسم کی مشائی کا نام ہے جو بشکر ہو کے نہ است  
اور ترجیحیں سے بناتی ہے۔ لفظاً القافاً الفارسی المعریب میں ہے:  
القافاً میں ”معرب پا ٹھنڈا“ وہو فانسید پا ٹھنڈا کا معرب ہے یہ مشائی ایک  
 نوع من العلواه لصنت من المکرطون ہے جو ٹکڑے کے آٹے اور ترجیحیں سے  
 الشعیر والترجیحین ہے

آج بھی مکران سے تصل عرب علاقہ مسقط میں عمول تسلیم کے ساتھ یہ حلوہ بنایا جاتا ہے،  
میکی کا باوائی ہلہ بھی بڑی حد تک فانسید سے ممتاز ہے

اسی طرح بکنان خوزی، رستاکین، رستاق روز، مودران، اور بہر و مودران اور مژہب  
 مشاہد تھے جو کا تعلق محلہ طوران سے تھا، مگر ان کے علاالت حکومت نے ہفت سو صنعتات  
 سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حملہ بھی وسیع و عویض تھی،

صورہ طوران مجموعی اعتبار سے خشک و گرم تھا، اور بیان  
 طبعی حالات اور پیداوار کی زمین پہاڑی اور گستاخی، مکانات عام طور پر  
 مٹی کے تھے، پانی کی تکالیف تھی، دریا اور ندیاں بہت کم تھیں، انتہہ قفردار، کمزور اور  
 کیر کا نام، سرسبز و شاداب تھے، مقدمی نے قصدار کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ شہر سرسبز و  
 شاداب ہے، قیمتیں سستی ہیں، بیان انگور پیدا ہوتا ہے، اور جنلت موسوں کی بھروسی ہیں،  
 البتہ محلہ نہیں ہے، کمزور اور کیر کا نام میں ندی ہے، کردو میں کنوں اور کھیت ہیں، کھیتی  
 بارڑی بر سات کے پانی پر ہوتی ہے، باوجد یہ کپڑا علاقہ طوران خشک و گرم ہے مگر کڑد  
 بہت سختا ہے، اس طرزی نے کیز کا نام کے تعلق لکھا ہے کہ اس کے اطراف و جوانب سربرز  
 و شاداب ہیں، ازدائی غرب ہے، انگور، انار اور ہر قسم کے سرد و سخیم کے نہیں ہے بلکہ ہیں،  
 گنے کے کھبٹ ہیں اور فانسید بیان جیسی کسی جگہ نہیں ہیں۔

لئے کتاب لفظاً القافاً الفارسی المعریب، تایفہ دوی شیرکیں، ساقفہ معروف الکلبانی میں ۱۷۶، پیغمبرت ۱۹۸۰ء۔

بخارت و ارزانی نور خوشحالی طوران کا علاقہ اگرچہ پہاڑی اور جھوٹائی تھا، لیکن بخارت کا مرکز  
 تھا، چنانچہ شہر قصدار کا ایک حصہ جو بودین کے نام سے  
 مشہور تھا، بخارت کا روباز کا مرکز تھا، بیان اگلی بخارت بہت نفع بخش تھی، تاجدین کے مستقل  
 مکانات، ماں گودام اور سالان بخارت تھے، خراسان، امیان، کرمان اور ہند وستان کے  
 تاجراو و سودا اگر اپنے کارو باری کے سلسلے میں بیان آتے جاتے اور قیام کرتے تھے، اگر  
 بیان باری کی عالم شکایت تھی، اس کے باوجود فیر ملکی تاجر، آتے جاتے تھے ایکو نکر بیان  
 کی بخارت بہت نفع بخش تھی۔

پورے علاقے میں عام ٹوپیتے ارزانی تھی، اور ہر قسم کی چیزوں سے مخصوص ملکی تھیں  
 بیان کی برآمدی اشارے میں فانسید مٹانی چنائی ٹھہر دھڑے اور سٹھور تھی، اور دسرے  
 مٹاکے کو بخارت تھی، اس علاقے میں پہلے دارکی کمی کے باوجود بیرونی دشمن کی کثرت اور الہات کا حوال  
 یہ تھا کہ عام حالات میں لیکے بھی تھی چانپس سیر گہروں چار دو ہم سے آٹھ دہم میں مٹا جانا  
 بیان پر مکی سیر کا رواج تھا، ایک اور پہلے ذلات تھا جسے کبھی کہتے تھے اس میں چالیس سیر  
 بیرونی تھا،

بخارتی اشارے میں طوران کی حکومت نے اپنے بیان کے درآمدی برآمدی میانی  
 بخارت پر حصول عالم کیا تھا، جب باہر سے کوئی ماں آتا، دیا جائے  
 تو ایک بارہ دگانہ پر چند دن حصول کیا جاتا تھا، ایک غلام پر سرفت و اونگل کے وقت بارہ دن ہمیں  
 جلتے تھے، اگر کوئی ماں ہندوستان سے آتا تو ایک بوجو پر بیس دو ہم حصول ہوتا تھا اور اگر  
 سعد ہم کے اطراف سے بخارتی سامان حوصل کی داشت تھا تو اس کی قیمت کے حساب سے  
 حوصل لگتا تھا، چچے پرنی عدو ایک درہم حصول تھا اور ان کی حوصل اور شکریوں سے  
 درہم کی حکومت کو سالان دس لاکھ دو ہم کی آمدی ہوتی تھی، مقدمی لے لیا ہے،  
 دھنل ذلک فی كل سنة آفت آفت اس طرح کی آمدی پرانا دس لاکھ صدمہ بیڑتی،

درہم، یا خداوندی تاویل المحتشم جسے سلطان حیرک نام پر مصلح کرتا تھا۔  
مقدسی کا یہ بیان فتنے سے برداشت، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہاں پر بنا یہ مسلمان  
باقاعدہ حکومت تھی!

آبادی طرز زندگی اور بیاس | سکران کی طرح علاقوں میں بھی خارجی سلطانوں کی  
آبادی تھی، اور بیاس کی سلطانوں کی مسلم آبادی پر غالب تھے غیر  
سلطانوں میں عام طور سے بدھتھے، آبادیوں کے باشندے کو زیداً بدب دست دن بھی تھے  
اور ریگت اول کی آبادی و حشی طرز زندگی بسر کرتی تھی، جوں کوئی بزرگی پر بیاس میں رہ کر صید  
شکار کرتی تھی، سیانوں اور ہندوؤں دخیروں کے بیاس میں کوئی بست نہیں تھا، اعلیٰ تر  
نے لکھا ہے:

وَزِيْرُ الْمُسْلِمِينَ وَالْكُفَّارِ بِهَا وَاحِدٌ طوران کے سلازوں اور کافروں کا بیاس اور صیرک  
فِي الْبَاسِ وَارسالِ النَّصْرِ وَبِإِيمَنِ بَالِ بِعَالَنَهُ وَرَكَانَهُ كاظمیہ ایک چاہمہ کو قما  
الْأَنْزَرُ وَالْمِيَانُ وَالشَّدَّةُ الْجَنْبِلُ وَالْأَنْجِلُ میں ان کا عالم بیاس چاہدہ تھا، کیونکہ ان کے  
پہلے گرجی بڑی عنت ہوتی ہے

بیاس کی زبان کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملتی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کران کی طرح بیاس بھی  
متاسی زبان کے علاوہ بلوجی اور فارسی بھی جاتی تھی اور عربی کا رواج نہیں تھا، ورنہ اس کی  
تصریح ملی میسا کر لمان اور منصورہ کے باسمے میں ملتی ہے، نیز بیاس کی زبان و حشی اور  
غیر فصحی تھی۔

پرے علاقوں میں خوارج کا غلبہ و قبیضہ تھا اور عام دینی اور اخلاقی حالت | طور سے سکران خارجی میا کر تھے، ان کے خاص حسن  
معتقدات کی بنا پر عوام اور حکمران دونوں طبقوں میں مذہبی تشقیف و تصلیب پایا جاتا  
سلہ احسن التقایم میں ۱۸۳ تا ۱۸۵ میں۔ ملے ملائک املائک میں۔

کھا، اس کے باوجود یہاں امن و امان تھا اور دینی اور اخلاقی تقدیریں پورے علاقہ میں  
 موجود تھیں، ذیل کا ایک واقعہ ان پاؤں کو اچھی طرح واضح کر رہا ہے اور اس میں پورے  
 علاقہ کی آئینہ داری ہے:

قاضی ابو علی سوچی کا بیان | کے معتبر ملکم و فلسی ابو الحسن بن سطیت نے مجھ سے  
بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ تزدار کے علاقہ سے گذر رہا تھا جس میں خوارج کا علمیہ مقیم تھا،  
اور تزدار خوارج کا وطن اور شہر ہے میں نے ایک گھاؤں میں ایک بوڈھے درزی کو لے کر  
جو ایک مسجد میں تھا، میں نے اس کو پہنچ کر پڑوں کی ایک گھری دی اور کہا کہ اسے حفاظ  
کے رکھو، اس نے مجھ سے کہا کہ مسجد کے محاب میں رکھو، میں رکھ کر باہر تر چونکے  
ایک کھیت میں چلا گی، ان دوں ہمیں بھت بھیک نہیں تھی، میں نے کھیت سے ایک  
تر بوز خرید کر کھایا، جس سے فوراً بخاریں بنتا ہو گیا اور رات بھر کی کھیت میں پڑا، اس دوسری  
میں کسی آدمی نے مجھ سے کسی قسم کا تحریم نہیں کیا جب طبیعت سنبلی اور دوسرے دن اس جدید میں  
کیا تو کھیل دی دروازہ کھلا اور درزی قابض ہے اور پڑوں کی گھری اسی طرح محاب میں  
پڑی ہے میں نے دروازہ کھلا اور درزی کے پیڑے کی پڑتے اسی جگہ چوڑ کر جلا گیا،  
پھر خجال ایک رات تو اسے سامنے لٹتا گیا ہو گا اور پھر صح کولا کر کر کیا ہو گا، ابھی میں اپنے  
سالان کی بجائچ پر بنائیں اور ہمارا علاقہ درزی آگیا، میں نے کھا کم میرے کپڑے میں چوڑ کر  
چل گئے تھے، اس نے پوچھا لیا لوٹی پر گرم ہو گئی ہے، میں نے کہا نہیں، اس نے کہا  
تم نے یہ کیوں پوچھا؟ میں نے ہماری خاصیت نہیں ہے، میں یوں ہی دریافت  
کر رہا تھا، درزی نے کہا کہ میں ان پڑوں کو ممات دیں، کی جلا گیا تھا، اس پر میں  
اس سے الجھتا رہا اور وہ ہنسی میں ٹاتا، ہمارے علاوہ کوئی کوئی نے گندی پھوٹنے  
اور گرسے اخلاق کی عادت ڈال رکھی ہے، تم کوئی کوئی نہیں کر دکھنیں ہوئی ہے جہاں

سبتاً أچھی تھی، مگر اس دور میں نہ کسی درسگاہ کا پڑھنا ہے اور نہ کسی عالم کا حوالہ بتانے ہے۔ البتراء کے بعد جب سلطنت میں خیات الدین خواری کا ادا دزیا تو علم اور اہل علم کے نام و نشان کثرت سے ملنے لگے۔ پھر بھی یہ دور علم اصلیٰ علم سے فائی تھیں خواہ اور متعدد علماء فضلاً رہیاں گذسے ہیں۔

البعيدة بنت كعب قفردارية میں ہے، یہ فاتوان شاعری تھی اور عربی و فارسی میں اشعار کہتی تھی، ابن حوقل نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ چھتی صدی ہجری میں گذری ہے،

ابو محمد حسین بن خطاب قصداری الحجى حضرت امام ابو محمد حسین بن خطاب قصداری رحمۃ اللہ علیہ بیت برٹے نقیرہ اور عاہد زادہ بن ہنگ تھے، ان کا مولود و منشا قصہ رہا، مگر بعد میں مستقل قیام خراسان کے شہر رخ میں اختیار کر لایا تھا، ان کے شیوخ حدیث میں ابو الحفضل عبد الصمد بن عثمان الشیرعی تھیں، اور تلامذہ میں ابو الفتوح عبد الغافر بن حسین بن علی کا شفری ہیں دغیرہ سے حفاظت کے لیے کوئی ترکیب کرنی جاتی ہے۔ اس کا مطابق اس کا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیتے ہیں اور اس سے تم کو ہمارے ملک میں کوئی برا لی نظر نہیں آئے گی، ابو الحسن بن طیعت کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد ہم نے مختلف طریقوں سے قصداری کے لوگوں کے حالات معلوم کیے تو واقعی درزی کی بات بالکل صحیح ملکی رہیا تک کہ لوگ راتوں کو گھروں کے دروازے تک بند نہیں کرتے، اور بہت سے مکانات میں تو دروازے ہی نہیں لگے ہیں، المبرکت، مکری دغیرہ سے حفاظت کے لیے کوئی ترکیب کرنی جاتی ہے۔

ابو داؤد سیبویہ بن اسحیل قفرداری حضرت امام ابو داؤد سیبویہ بن اسحیل برٹے پایکے حدیث تھے، انہوں نے فضلاً سے خلک کو مکرر کی سکونت د

چوری اور غیانت کا وادام ہے، ہم اسے یہاں لان یا توں کو جاتے تک نہیں، اگر تھا اس کا رہا ہیاں پڑھا پڑھا پہاڑا ہو جاتا ہے تک کوئی نہیں پوچھتا، اگر تم مشرق و مغرب کا چکر کاٹ کر راؤ تب بھی یہ کپڑا اسی عربی میں ہے کہا، ہم لوگ چوری اور غیانت دنادہ نہیں جانتے اور نہ تمہارے یہاں کی طرف ہمارے یہاں بڑا کس سالی جاتی ہیں، کی کی سال کے بعد جیسا قسم کی کوئی بات ہو جاتی ہے تو تم اس کی طرف بڑا کس سالی اور پردہ سی کی حرکت سمجھتے ہیں اور جب ہم اس کی ججوں میں لگ جاتے ہیں تو اسے ملکہ حسین دیتے ہیں، اور اس کے جوانہ و نادیل کے لیے اس پر گزرا حکم گاتے ہیں، یعنی وفا لارک والاقعہ دیتے ہیں اور خارج کے نزدیک گناہ بکریہ کا مرکب کا فریضہ جامائے اور پردہ سی اور فرا گناہ بکریہ ہے، ورنہ اپنے ملک کے مطابق اس کا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیتے ہیں اور اس سے تم کو ہمارے ملک میں کوئی برا لی نظر نہیں آئے گی، ابو الحسن بن طیعت کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد ہم نے مختلف طریقوں سے قصداری کے لوگوں کے حالات معلوم کیے تو واقعی درزی کی بات بالکل صحیح ملکی رہیا تک کہ لوگ راتوں کو گھروں کے دروازے تک بند نہیں کرتے، اور بہت سے مکانات میں تو دروازے ہی نہیں لگے ہیں، المبرکت، مکری دغیرہ سے حفاظت کے لیے کوئی ترکیب کرنی جاتی ہے۔

دینی علوم اور علماء طوران کے پورے دور طوائف الملوك میں کسی قسم کی علمی اور تعلیمی سرگرمی کا پڑھنہیں چلتا، چونکہ یہاں شروع ہری سے خارجی اسلام آیا تھا اس لیے ان کے عقیقے کے مطابق امریا معروف اور بھی عن المکر کا فرضیہ ادا ہوتا رہا اور جرام و معاصی پر کڑی نظر ہی، جس کی وجہ سے عوام کی دینی حالت

مجاہر سے اختیار کی اور علیہ حدیث کا درس دینا شروع کیا، حدیث کا اسماعع الباقم  
علی بن محمد بن عبد اللہ بن عطیہ طاہر حنفی اور رابی الفتح رجاء بن عبد الواحد اصبهانی  
اور حافظ ابو الحسین بھٹی بن الی اتنے تک رسالے فضلانے زمانے کیا تھا،  
شیخ میں یا اس کے بعد مکمل گرہ میں منتقل ہوا، علامہ سعیدی نے  
کتاب الانساب میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

## عمومی تصریح و تجزیہ

بندوستان اور سندھ کا تخلق مرکز خلافت سے قدیم زمان سے چلا آتا ہے یہاں  
کے اچھے دل و دماغ نے عباسی دور خلافت میں غایاں کارناۓ انجام دیئے ہیں  
اور اپنے غلبہ و اقدار کے لئے تو سے الگ ہو کر خلق اور کاسانخ پوری و قادری اور ذمہ داری  
سے دیا ہے، چنانچہ سندھی بن شاہک مولیٰ خلیفہ ابو جعفر منصور حبیب کا نام محمد ہے اور  
انی ماں شاہک کی نسبت سے سندھی بن شاہک مشہور ہے، اس نے خلیفہ ابو جعفر  
منصور کی حکومت و سیاست میں نہایت شاندار اور اہم کارناۓ انجام دیئے اس  
کے ادارے میں شہنشہی جماںی دور میں بڑے بڑے ہمدوں پر رہ کر نظام حکومت بسخالا،  
اس کا بتیجا اب طریطہ ابراہیم بن عبد السلام سندھی خلیفہ نہدی کے دور میں ملکی انتظام  
میں بہت نیا و دلیل تھا اس کے ذمہ بھیت سے اہم کام تھے۔ اسی طرح اس کا دوسری  
بیچھا ابراہیم بن عبد اللہ نہدی خلقہ ماون کے دور میں اہم ہمدوں پر ممکن ہو کر  
خلافت کے دروبست تباہ شرکت تھا ہمدا میں خیار بن بھٹی سندھی سرکاری  
ہمدوں سے پرفائزہ کراچی قابلیت سے بڑے بڑے ہم تھے دیا تھا، سندھی بن بھٹی حوشی  
پاروں رشید کے زمان میں واسط اور اس کے اثرات اور حکم دہلی تھا اور نہایت بی  
معتمد افسروں میں شمار ہوتا تھا، خلیفہ والی کے دوسری سندھی بن حسین الحنفی  
بلیل القدر منصب پر تھا اور نہایت اچھے طریقہ پر ملکی انتظام کرتا تھا، سندھی بن ابک  
کے بھوپالی ریوال اسندھی بندھ عص ۱۵۳

محمد بن خلیفہ زلی اور سماق زلی دو سری سعدی میں ان شورش پسند جاؤں کے سرگردہ تھے جو  
 بصرہ پر نظریں قابض ہو گئے تھے۔ ان کے مقابلہ کے یہے مامون تھے شہر میں اور معقصہ نے ۱۲۹ هجرت  
 میں سرکاری فوج سے کام بیا اور خالیہ بیسا رکے بعد طلاق عراق کے یہ شر بر جات رم چوئے  
 ان شورش پسند جاؤں کی تنظیم کو شش کے علاوہ سندھستان اور سندھ کے بر سر اقتدار  
 لوگوں نے اپنے حق میں کسی قسم کی جدوجہد نہیں کی بلکہ جماعت ذمہ داری اور مستعدی  
 سے جماںی خلافت کا ساتھ دیا، اگر وہ چاہتے تو اپنے کارناموں کے حلقے میں سندھ کی  
 حکومت اعام کے طور پر عاصل کر سکتے تھے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ درہ سندھ  
 اور سندھستان میں ان بی کی خود محترمیاں اور حکومتیں قائم ہوتیں ہیں کو خلافت کا سایہ  
 عاطفہ محفوظ لارکھتا جس طرح خلیفہ معتقد نے عمان میں محمد بن قاسم سامی کی حکومت  
 کو ہر قسم کی سرکاری امدادی بھی، سندھ بن شاہک اور اس کے خاندان نے جماںیوں  
 کے دیر خلافت میں بڑے شاندار کام کیے، اور جب بھی ان کے خلاف کوئی تحریک اپنی  
 تو خلافت کے حق میں اپنی قدریات پیش کیں اور جس طرح بنواہیر کے دور میں ان کے  
 لئے ایک جماعت جس جماعت بنی جعفر اور قدیمہ ثقیف اور جہلوب بن ابی صفرہ اور اس  
 کے ایلان شہنشاہ اور بن جماں کے خیر خواہوں میں الہ براکہ بہت نمایاں تھے، اسی  
 طرح سندھ کے آن سندھ بن شاہک اور دوسرے اشخاص نے جماںی خلافاً رکا سائنا  
 دیا، اگر وہ چاہتے تو اسے ملک سے اپنی حکومت قائم کر سکتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔  
 بخلاف اس کے ہندوستان میں ہر بیوی نے مختلف طریقوں سے شروع ہیا سے  
 اس کے یہ کوئی شش جاری رہی پھر انکے تیسری سعدی سے پانچیں صدی تک  
 اس ملک میں ان کی حکومتیں اپنی مدت کی تھیں۔ اسی طرزی، البتہ انہوں نے خلافت  
 سے اپنا رشتہ قائم رکھا اور طوائف الملوكی کے دوسری بھی نزدیکیت کا یا ب طریقے پر  
 کام کیا جماںی خلفاء کے ان سے خوشنگوار انتقالات رہتے، ہوں گے جہاں کی خود محترم

کا ایک بیٹا ابراہیم نے اسکے زمانہ کا سبب بڑا خطیب و مبلغ فلسی و حشم اور طیب و  
 نجم تھا، جاہظ نے اس کے اوصاصہ و مکالات کے بیان میں بڑا زندہ خرقہ کیا ہے، اور دوسری  
 بیٹا افسرین سندھی میں شاہک ہارون الرشی کے زمانہ میں جبل کا دار و غیر، بغداد کے پل کا  
 بگڑ اور دوسرے کام پسندوں پر بھی، اور اپنی قابوں سے خلافت کا پورا پورا سامنا دیتا  
 تھا، ابو حارث سندھی خلیفہ مہدی کے زمانہ میں بغداد کے بیت المال اور خزانہ کا کلید بدار  
 اور حجۃقطط و محاسب بخدا اور اپنے منصب میں بڑی فابیت سے، دامانہ خدمات  
 انجام دیتا تھا۔

جماںی دوسریں سندھ کے ان حکمرانوں نے خلافت کی پوری فتوحات کے بعد مدد کی، اور  
 دقاداری کا ثبوت دیتے ہوئے کبھی اپنے کلبہ و اقتدار کی خواہش نہیں کی، جبکہ ان کی  
 ایام میں مگر جگہ جماںی عمال و حکام اپنی طاقت کے ذریعہ قسمت آزمائی کرتے تھے، اور  
 صوبوں میں اپنی خود مختار حکومت قائم کرنے کے لیے کوشش کرتے تھے، البتہ ان سندھوں  
 میں بعض لوگ شورش پسندوں کے باختلاف گئے تھے، جوان کا پورا ساتھ دیتے تھے،  
 چنانچہ نصر سندھی تیسری سعدی کے خلیفہ قائم صاحب الزیج میں ان شورش پسندوں کا فائدہ  
 محساً جنمیں نے بصرہ اور اس کے اطراف میں تباہی چاہکی بھی، وہ خلیفہ میں موجود تھا،  
 تھا میں جب ان شورش پسند نجیبوں نے عمان پر قبضہ کر کے عضد الدولہ کے  
 گورنر ہر بن بنیان طالی کو قتل کیا تو ان کے ساتھ سندھستانیوں کا ایک بزرگ بھی تھا،  
 جن کی سرکوبی کے لیے عضد الدولہ نے کربلا سے ایک فوج روانہ کی اور صحاری میں مقابلہ ہوا  
 جس کے تیج میں عضد الدولہ کی فوج لا جیاب ہوئی۔ اسی طرح سندھ اور سندھستان  
 کے جات و جو کسی قحط میں جتنا ہو کر کشتوں کے ذریعہ بڑی اقدام میں کرمان، فارس  
 اور امروزان کے اطراف میں پہنچ گئے تھے، ان کی ایک جماعت بھر میں بعمروں تک کے  
 سنگھوں پر قابض و دخیل ہو کر جماںی خلافت کے مقابلہ میں آگئی تھی، دو جماعت

حاصل کیا، اور اپنی تمام سرگرمی کا میدان ہندوستان اور سندھ کو بنایا وہ اپنے آفری  
دور تک یہاں اسلام پھیلائے اور کفر شانے کے ساتھ سرکشوں اور باغیوں کی سرکوبی  
میں لگے رہے، ان چھتیں میں ان کی نظر خاص طور سے ان لا جوں ہمارا جوں اور تمہارے  
پر بھی جھپٹوں نے بنو یہود، بنو عجایس اور ان کے بعد کے ادوار میں مسلمانوں پر حملہ  
کیے۔ یا جھپٹوں نے فتح و فد کرنے والوں اور باغیوں کی امامی خاص طور سے جن کے  
یہاں ملادہ، قراطط، اٹھیلیہ، رفاقت اور باطنیہ تھے، سلطین غزنوی نے ایسے  
لا جوں، ہمارا جوں کی یہ روش نہ صرف ختم کی بلکہ پورے ہندوستان میں اسلام کا پیش  
ہبھیجا یا، ان کی قتوحات داثرات کے اسی طوفان میں یہاں عرب حکومت میں بھی ختم ہو گئیں  
چنانچہ منصور اور ملتان کی حکومتوں کو سلطان محمود غزنوی نے ختم کیا اور مکران اور  
طوران پر طیاث الدین غزنوی نے تفصیل جایا۔

**دولت آں بوجیہ** | **ولیم کے سلطین میں جو یہ کوئی کبھی سندھ اور مکران میں اپنی سرگرمی**  
دکھانی پڑتی تھی گیرے ان کے مخالفوں کے حق میں ہوا کرنی تھی،  
جس امرداد مملکت سے بھاگ کر ان علاقوں تی پناہ لیا کرتے تھے، انہوں نے سندھ  
اور مکران سے مدد کریا اور جعلہ کیا مگر بعد میں یہاں بلوچیوں نے بغاوت کی تو اس  
نے ان کی سرکردی کے لئے ورطیں اور عابدین علی کو بھیجا، ان دوں نے مقام جیرفت میں  
ان باغیوں کو زیر کیا اور جو باغی اس کے علاقوں میں بھاگ گئے تھے، یا خذیر مقابلہ  
کی تیاری میں تھے ان کو عابدین علی نے نہ کیا اور تیرہ مکران کے شہروں میں گھس کر ایک  
هزار باغی بلوچیوں کو گرفتار کیا جس سے وہ مدد الکار کی اطاعت اور اسلامی احکام کی پری  
اور حدود شرعیہ کی اقامت پر تیار ہو گئے۔  
۲۸۷ میں یہاں الد ولہ اور اس کے بھائی صاحب الماء کو دریان بائی صلی جنگ

عرب حکومتوں کو اپنے شاہزادی کا پرداز یا اصطلاحات قائم کے۔  
اب ہم ہندوستان کی یہ بڑی تکشیل کے دور کے بعد ایم پیلود ایں پر روشی  
ڈائیٹیں جن سے ان کے دور تک حکومت کا تکمیل ہمارے سامنے آجائے گا اور معلوم ہو گا کہ  
اسلام کے عہدوں میں انہوں نے کیا کام کیا ہے، اس کے دور اقبالیہ  
کیا کیا کام ہوئے  
**ہندوستان کی عرب حکومتوں کے ہمایہ** | **ہندوستان ایس عربوں کی حکومت کے دور**  
**اور معاصر عرب حکومتوں سے تعلقات** | **میں پڑھوں عالم کی تھی، مسلمانوں کی تھیں**  
قامم تھیں، اور یہاں کے حکمرانوں نے نلافت جماں سے سہ او راست سے حکم کے  
باوجود ان معاصر حکومتوں سے دوستاد روابط و تعلقات قائم کے، چنانچہ مختار ایسا  
سامانیوں، دیلیوں، غائزوں، اور خواریوں سے ان کے دوستاد تعلقات  
نہایت خوشگوار تھے، ان معاصر حکومتوں میں دو سپت و سیع اور مصبوط تھیں، ایک  
بنی بوجیہ کی حکومت ولیم میں اور دوسرا بنی سلکنگیں کی حکومت غزنوی میں، بنی بوجیہ  
برڑی شان و شوکت اور غلبہ و اقتدار کے مالک تھے اور جو کنک وہ شیعہ تھے اس یہے وہ  
زن منصورہ اور ملتان کی سنی حکومتوں سے خوش تھے اور نہ ہی مکران اور طوران کی فارجی  
حکومتوں کو پس کرتے تھے، اس کے باوجود آں بوجیہ ایس حکومتوں سے نظر منہیں  
کیا بلکہ اپنی تمام تزویجہ مرکز خلافت بغداد پر فلپیو اقتدار حاصل کرنے پر مدد و نفعی اور  
ساختہ ہی اپنے قرب و دیے اس کے علاقوں میں بڑھنے کی کوشش کی، وہ اپنی اس جدوجہہ  
میں اس طرح منہمک ہے کہ انہوں نے سندھ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، حالانکہ  
کریمان تک ان کی حکومت قائم تھی جو مکران اور سندھ سے تحصل ہے اور یہاں سے وہ  
سندھ پر ایسا لی افتد کر سکتے تھے، ایں سلکنگیں کا معاملہ اس کے لئے نہیں، انہوں نے  
سنتی ہونے کی وجہ سے خلافت حصے اپنی فرمان برداری والیت کر کے پرداز حکومت

اور عاجب رشتیں پندری تھا  
دولتِ آل صفار خراسان کے سلاطین بینی صفار کی حکومت کا آغاز یعقوب بن مارے گئے، اور کتنے مختلف شہر میں عارف و فضاد پر پا کرنے لگے، ان کی ایک جماعت کرمان چوتوی ہوئی سندھ کے علاقوں اسیں اپنی تجارتی وجود ٹیکیوں کے دریان میں فتح ہوا، اس نے خفرسی مدت میں یعقوب نے اپنی قابیت سے بہت سے ایسے علاقوں کو فتح کیا جو مرکزی خلافت بعد ادوار سے مخفف ہو گئے تھے۔ جب اس کی سلطنت دیسیع ہو گئی تو نسلیت عباسی معتد نے یعقوب کو اپنی طرف سے بختان اور سندھ کی حکومت دی، اس نے کرمان، خراسان اور نیارس کو بھی اپنے گلروں میں شامل کر لیا اور معتد نے اس کو ان تمام گلروں کی حکومت دیدی اس کے بعد اس کا بھائی گزویون نے بیان حکومت کا وارث ہوا، اور معتد کو اپنی اطاعت کا یقین دلایا تو اسے کی بھائی کی حکومت پر بحال رکھ کر خراسان، اصفہان، بختان، سندھ اور کرمان کی حکومت دی گئی۔ اس طرح صفاریوں کی حکومت علاقوں سندھ پر بھی رہی، اس مدت میں منصورہ کی گلروں ایسا رہنمای ختم ہو کر مرکزی خلافت سے تعلق پیدا کر چکی تھی اور ملتان میں حکومت ساسکان نامہ ہو رہی تھی،

دولتِ آل سامان سامانیوں کے زوال کے نتیجے میں دوسری گلروں پر بیداری ہوتی تھیں، ایک بخارا میں بخارا خان کی، اور دوسری غزنویں میں سبلندی کے غامدان غزنوی کی، ۳۲۵ھ میں سبلنگیں کو آل سامان کے حدود میں عروج نصیب ہوا جگہ ان کے اقبال کا آذاب دھل رہا تھا اس دھلکی چھاؤں میں امیر نوج بن منصور سامان نے خراسان کا اداری بنادیا، جیسا کہ اس نے بختان کے علاقوں بست پر قبضہ کر لیا تھا کہاں کا خان کو آل سامان کی اٹھاتا دبا بگذاری پر محروم کیا، پھر وہیں سے طولان کے مرکزی قبضہ دشمن کر کے اس کے بادشاہ

سے بدل گئی، اور بادشاہ تک پہنچ کر حسام الدولہ نے ۳۲۴ھ میں حکم دیا کہ قاروس میں جس قدر ترک خود میں انس کو قتل کر دیا جائے اس پر بیت سے ترک مارے گئے، اور کتنے مختلف شہر میں عارف و فضاد پر پا کرنے لگے، ان کی ایک جماعت کرمان چوتوی ہوئی سندھ کے علاقوں اسیں اپنی تجارتی وجود ٹیکیوں کے دریان میں فتح ہو گئی۔

سلاطین بینی بیوی کی فوجیں ان دو صافق پر سندھ پر آئیں اور انہوں نے بیان کے معاملات سے کوئی تعزیز نہیں کیا۔

آل سامان خراسان اور ماوراء التبر کے علاقوں میں اسی طور پر دولتِ آل سامان اسکا سورج ۳۲۷ھ میں طلوع ہوا، ۳۲۹ھ میں اسی طرح اسی متصور سامانی نے سبلنگیں کو پہنچا جب اور دیوان مقرر کیا، یہ پڑا فرمان برداشت اور با شعور شخص تھا، اسی نے سامانیوں کے بعد غزنویں میں اپنی حکومت قائم کی۔

بینی سامان کے آٹھی ایام میں بست پر ایک امیر طغیان نامی نے قبضہ جاتا ہوا، اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا دھیارہ ابو ثور نامی اٹھا، طغیان نے سبلنگیں کو مدد کے لیے پکا را اور آل سامان کی اطاعت و با جگہ زاری کا وعدہ کیا اور سبلنگیں نے بست پر طغیان کو حکومت دلانی پر چھڑاں سے طولان کے دارالسلطنت قبضہ اور پیونچ کر اس پر قبضہ کیا اور بادشاہ کو گرفتار کیا مگر اطاعت و با جگہ زاری کا وعدہ نے کچھ سر صحبت و تاج و اپس دے دیا یہ واقعہ ۳۲۸ھ کا ہے۔

سامانی دوسریں ایک مرتبہ طولان کی حکومت پر چل کیا گیا اور اس کو آل سامان کی تاخیتی میں لایا گیا، اس کے بعد کسی حملہ اور اقدام کی جو بھی ہیں ہی، یہ بات اقبال ذکر ہے کہ آل سامان کے چوتھے حکمران امیر نوج بن نصر سامانی دارالسلطنت ۳۲۸ھ کا دربان

لئاں میں باروں بن ہوئی مولیٰ از دشائی کر و فر کے ساتھ اپنے قلعہ میں رہتا تھا اور بیان کے راجوں سے جگ کرتا تھا، مکران کے علاقہ ملکی کا از دشائی مطہر میں رجارت تھا جو بڑی راست غایف کے نام کا خطبہ پڑھتا، اور طوران میں ایں نامی ایک حاکم تھا جس کے نام سے اس کے مقبیہ علاقہ کو ایں کہتے تھے، مگر ان ہی کی بھی باہمی عدالت کی اگل نہیں بجز کی، بلکہ اپنی اپنی حدیں ان دنیا سے حکومت کرتے رہے۔

ہندوستان کے معاصر اور جس زمانہ میں ہندوستان اور سندھ میں عربوں کی فوج ہسایہ رابطے مبارے ہے مختار حکومتیں قائم تھیں، بیان پر بڑی بڑی ہندو حکومتیں تھیں، جن میں سے اکثر سے ان کے تعلقات نہیں خشکوار تھے، اور بعضوں سے جگ سا کر لی تھی، بلکہ سبع عرب حکومتوں کے اندر ہندو حکومتیں بھی تھیں اچانپ منصورة کے ماتحت اور کی خیر مسلم سلطنت تھی جو حاکم منصورہ کی ایاعت دنیا میں قائم تھی، اسی طرح ملتان کے ماتحت ایک زمانہ میں قنوج کی زبردست خیر مسلم حکومت تھی، جو سیل مسلمانوں کی سب سے بڑی دشمن طاقت تھی، اور بہمن شاہ سے برسر پکار رہا کریں تھا اور اس طرف سے دور بخوبی میں ایک خیر مسلم حکومت دینہ میں تھی، اس میں اونچھیں بندوں کے ساتھ مسلمان حاکم ہوتا تھا اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے حقوق و سعادت کی نگرانی کرتا تھا بلکہ مسلمانوں کا الگ مستقل حاکم ہوتا تھا۔

لجد و بہتر (وہ مدت بقول اٹھی) ہندوستان کا علاقہ مختار قابل بحث نہ پنجاب، جس میں کو وقت نامہل، کنیافت، سپارہ، سندھان رچیوڑ ملتان، جندرود، اور بہمن شاہ تھے، مگر ان سے کمی شہر اور مقامات بعدیں ملتان کی حکومت کے ماتحت آگئے تھے، مقدسی کے لئے ختنہ دنیں دینہ میں دنہان۔ پیغمبر تھج، دوار، اور قوچ کو شمار کیا ہے بیان کفار کی آبادی فاب تھی، مگر ان میں مسلمان بھی آباد تھے، اور خیر مسلم راجہ کے ساتھ مسلمان نام بھی ہوا کرتا تھا، اسکے

کو اہل سماں کا مطلب ہے ایسا نیاز نہیں ملتیں تھے اپنے لڑکے محمد کو کہ کہ مدد و سان کا ان مقامات کو فتح کیا جائے اسکے نتیجے: حکومت کے قدم نہیں پہنچے تھے۔ بلکہ نہیں توڑا سان پر اٹھائیں بر سر تک حکومت کر کر اسکے نام میں فوت ہوا، فوج نے اس کے میثے اس محل کو حاکم سالم کر لیا، جو حکومت سے جھوٹ تھا، اس کو دنیوں میں ساپر میں تھا، اس نے اس محل کا محاصہ کیا اور اس کی اماں طلبی پہنچا، اسکے پس اور خود سلطان کا لقب اختیار کر کے غزنیں پر قبضہ کر لیا، اس طرح سلطان خود فوری تھی محمد پہلا باقاعدہ سلطان بنا۔

سلطان محمود غزنوی نے مفتیہ میں ملتان کے باطنی حکم ان کو منسلک کی، اس میں قصار پر قبضہ کیا، اگر صلح و احاطہ میں کی بات بڑی اور معاملہ اسی نے ملتک میں منصورہ کی پہاری سلطنت کا خاتم کیا، ملتک میں فوت ہوا۔ دولت غزویہ کے زوال کے نتیجے میں عربوں کا عروج ہوا، ابجا لغت دولت غزویہ غیاث الدین غزنوی دشکنی میں تخت و تاج کا وارث ہوا اس نے ۷۲۴ میں مکران اور طوران کی حکومتوں پر قبضہ کر کے ان کو دولت غزویہ میں شامل کر دیا۔

ان معاصر و ہمایہ مسلم حکومتوں سے سندھ کے حکمرانوں کے یہ معاصر اتفاقات وروابط تھے، خود اندر دن سندھ کے کئی معاصر حکمرانوں کا زمانہ ایک تھا، چنانچہ منصورہ مکران، ملتان، طوران کے حکمرانوں کا زمانہ قریب قریب ایک ہی ہے مگر ان میں آپس میں کسی قسم کے فتنہ و فساد اور جنگ و جہال کا پتہ نہیں ہے اخصر صفا ایسی حالات میں یہ بات بہت صحیح ایک ہے کہ ان حکومتوں کے حدود میں دوسرے امرا، ولوک بھی موجود تھے، چنانچہ منصورہ میں بقول سعودی ایک عرب امیر حمزہ نامی موجود تھے

کرتا اور ان سے سامان خریدتا ہجب یہ لوگ اپنا مال فروخت کر لیتے تو راجہ سے کہتے کہ ہمارے ساتھ اپنا آدمی کر دو جو ہمیں اور ہمارے مال کو اس ملک سے مجھ و سالم باہر کروئے تو راجہ کہتا کہ میرے ملک میں پورہ نہیں ہیں، جاؤ اگر تھا ان نصان ہو گا تو میں ذمہ دار ہوں، مسح سیلان تاجر کے نام میں ناجی ہجڑی سیست بد مزاج اور بد خوفناک، ہندوستان کے راجوں میں اس سے بڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کا ذمہ کوئی راجھ نہیں تھا، اس کے باوجود عدل والاضافے اسی دلیل کی تھی تھا۔

**راجہ مسلمان** کی فوجی طاقت بہت زیادہ بنائی ہے اور لکھا ہے کہ اس کے پاس شتر ہزار فوت ہے، اس کے یہاں جگلی بھتی کم تھے، مگر جنہیں تمام جگلی بھتیوں سے نیادہ خوب رہنے اور بہادر تھے، فتنے میں سلطان محمود غزنوی کو جب پڑھا کہ راجہ مسلمان مسلمانوں کاوشن ہے تو اس نے تھانیسری فتح کے بعد اس سے جنگ کی اور فتح پائی۔

**راجہ طافن** کرتا تھا اور سن سلوک سے پیش آئا تھا،

اس کے بارے میں ابن رشد نے لکھا ہے کہ بڑا خالم ہے اور عربوں سے راجہ قدری باتیں میں کرتا، ابتدی جو شخص اسے ہدایہ اور نذر اور پیش کرتا ہو تو اس سے سیکھوں چنان نیادہ ہدایہ دستا ہے، معاملات میں بہت صاف اور کافرا ہے

**راجہ سرندیپ** ہمارا بے طلاق اور مسلمانوں سے بڑی عقیدت رکھتے تھے، عرب تاجر قدم نہان سے یہاں آتے جاتے۔ یہاں یہاں مسلمانوں کی آبادی ہو گئی تھی، ہندوستان میں مسلمان سے ایسا ایسا اور فدا اس اگر ضریب ملک کی سادگی اور عدل والاضافات کیا جائیا، یہاں کے راستے خلقانے اسلام سے بڑی محنت کرتے تھے، اور اپنے استعمال کے لئے عراق سے ثراب ملکا یا

میں سلطان محمود غزنوی نے راجہ سے مال کا گلخ قمع کر کے دینہنکہا محاصرہ کیا اور حرباً و قبرماً اسے فتح کر لیا۔

یہاں کے راجہ مہاراجہ پرمسلمانوں سے جمیش جنگ کیا کرتے تھے، خصوصاً **راجہ قنوج** سلطان کے بوسامہ سے ان کی ہمیشہ بھٹک رکھتی تھی، مگر ستمحہ میں مسحودی نے قنوج کو حیدر اسلام میں بتا کر اسے احمد سلطان سے شمار کیا ہے، یہاں بھی کفار کی آبادی زیادہ تھی مگر مسلمانوں کا علیحدہ سلطان تھا، لیکن میں سلطان محمود غزنوی نے اسے فتح کر کے غزنوں کے ماخت کر لیا۔

راجہ مہاراجہ مسکوں گجرات کا حکمران تھا، ہمارا جگان بہرائے زندہ مسلمانوں **راجہ مہرا** کی بڑی عزت تھی، ان کے یہاں مسلمانوں کے بیے الگ قضاۓ کا عذیرہ قائم تھا اور اسی کے ماخت مسلمانوں کے امور و معاملات میں ہوتے تھے، اس مسلمان کوہرہن کی بہرہند کہتے تھے، یہ راجہ کا نائب ہوتا تھا، یہاں کے عام بھی مسلمانوں سے بے ہنا وہ عقیدت تھے کہ چارے راجوں کی عمر ایمان کی مدت حکومت اسی یہ پیاس پیاس سال اور اس سے زائد تک ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں سے محبت اور سلوک سے پیش ہوتے ہیں، ان کی حکومت کے مشہور شہر تھانہ و چیخور اور سوپارہ میں مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی تھی، اور سندھ میں بنونفل بن ماہان کی خود حکتار حکومت قائم تھی، ہمارا جگان بہرائے کے سامنے ہر شخص کو با ادب ہمیشہ پڑتا تھا اس شہر کو برسیلا کہتے تھے، مگر عربوں اور مسلمانوں کے بیے آزادی تھی کہ وہ جیسے چاہیں مجھیں، ان پر کوئی جرمانہ نہیں ہوتا تھا۔

یہ بھی گجرات کے ایک علاقہ کا راجہ تھا یہ قول ابن حیثہ اس کے ملک **راجہ جزر** میں عدل والاضافات کا دریا بہتا تھا، کیا مجال کر کسی کی کوئی چیز دوسرے شخص راستے سے اٹھائے، عرب تاجر جب اس کے ملک میں جاتے تو وہ بہترین سلوک

ہے کہ انہوں نے اسلام کی دعوت سے پہلے ہی رپتے کو اسلام کی خدمت میں پیش کر لئی تھا  
کی، چنانچہ ہندوستان کے ایک راجستہ رسول ائمہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس  
میں مدینہ منورہ میں زوجیل (رسوٹھ اور اورک) کا تخفف روانہ کیا جے اب نے تادول  
فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی دیا، سرندیپ کے چوگیوں اور مہنتوں نے اپنے کی خدمت میں  
اسلام کی تحقیق و تلاش کے لیے ایک دند بھیجا جو عہد فاروقی میں وہاں پہنچنے کا، پہلی  
صدی ہجری کے خاتم پر جب شہر کے راجوں کا حضرت محمدؐ قائد کے فتحات کا ناموں  
اور مسلمانوں کے کوارسے برداشت و استطہپا اور اخقوں نے اسلام اور مسلمانوں کو  
یقینی تھا۔

قرب سے دیکھا تو عقیدت و محبت کا مظاہرہ کیا، حضرت عزیز زمانی نے  
لائے دور غلطات میں ہندوستان کے راجوں کو دعوت اسلام دی جس پر انہوں نے  
لبیک کہا اور پندرہ رابرے سیک وقت اسلام پڑ گئے، یہی نہیں بلکہ اپنے ہندوستان اتم تک  
کر کے عوپون کی طرح اسلامی نام اختیار کیے، یہاں کے ایک ناجائز عہد العزم  
کی خدمت مذہبی عقیدت پیش کیا اور گواں قدم حجات فیجے، ولید کے زمان میں سرندیپ  
کے مسلمان ہوا اور اس کی خدمت میں ہمایا وحیات کا بھرا ہوا جہاز رہا اور اس کیا جے  
انہیں مسلمانوں نے لوٹ دیا۔ گمراہوں کی ہشام بن عبد الملک کے زمان میں سنتھ کے  
اموی حاکم کی طرف سے اسی حرکت سرندیپ ہوئی کہ ان نو مسلم راجوں میں راجہ داہر کا بیٹہ ہبیش  
بد عہدی کا شکنہ پیدا ہیں۔ دو سکر فضلہ مسلم راجوں کو مایوسی ہو گئی۔

عیاسی دور غلطات میں یہاں کے راجے مہاراجوں نے اسلام اور مسلمانوں سے گھری  
عقیدت رکھتے تھے، بہبیاں کی دعوت اسلام پر یہاں کے کئی راجے مسلمان  
ہوئے جن میں پورس خاندان کا ایک راجہ تھا۔

۷۵۰ میں سندھ کا ایک راجہ مسلم ہوا جس نے اپنے کے میے گروں قدم نہ لئے  
پیش کیا، خطیہ باروں کے زمان میں سندھ اور سنتہ کے طبقے عالیہ کا ایک راجہ مسلمان

کرتے تھے، خلیفہ عاصمہ بن زید نے اس کا ایک راجہ مسلمان بھی ہوا تھا، ملتان کے محضی  
حکومان اپنا الفتوح نے سلطان محمد بن قاسم کی بیٹی کی خبر پا کر اپنا مال و سامان سرندیپ ہی  
کے ایک راجہ کے ہیاں آئیج دیا تھا۔

راجہ رہمی بہنگال ہیں حکومان کی راجہ، راجہ جزیرہ نما سے ہبیش پر سرپکار  
راجہ رہمی | رہا کرتا تھا، اس کے پاس جن باشنا، بیان دادو تھے، راجہ رہمی میان  
مکرانوں اور بادشاہیوں سے مصالحت اور ہندوستان تعلقات کیا تھا، اور ان کے پاس تحقیقات  
یقینی تھا۔

| ہندوستان کی شمال مغربی سرحدوں کے راجے ہبیش کے  
راجہ رتبیل | ہندوستانی لقب سے مشہور تھے، سجنان، بست اور رجع و فوج ملا اور  
حکومت کرتے تھے جو قبائل ملاؤں کا ملک کہتے ہیں، راجہ رتبیل سے مسلمانوں کے  
تعلقات پہلی صدی کے وسط میں سے شروع ہو گئے تھے، اور اموی و جہادی دور میں اسلام  
سیاست سے ان کو دو اسٹریٹ مبارکہ تھا، یہاں ایک راجہ عربی زبان سے اپنی طرح و اقتض  
تھا، اور عربی اشعار کے معانی و مطالب اپنی طرت سمجھتا تھا۔

ان راجہوں مہاراجوں کے علاوہ اور بھی بہت سے راجے بھجوائے چھوڑے  
بڑے علاقوں میں حکومت کرتے تھے اور اپس میں ایک دوسرے سے جنگ کر کے ٹکڑے  
ٹکڑے ہو رہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ خیز طکلی حملوں کا نہ مقابله کر سکتے تھے اور نہ ان کے مقابلے  
میں سخذ ہو سکتے تھے، مگر اسلام اور مسلمانوں کی عقیدت و محبت اور غلطانے اسلام کی قیمت  
و تحریم میں تغیریباً سب ہی متفق تھے، اسی طرح راجہ کشمیر، راجہ فندھار، راجہ کامن، راجہ  
موج، راجہ ماند اور دوسرے راجے مہاراءے تھے۔

یہاں کے بندہ راجوں کی تفصیل اور مسلمانوں کی غلطانے اور اسلام سے محبت کا یہ عجیب حال

ہوا، اور ایک شاہزادت کے لیے تدریکیا، طبیعہ مختصر کے درمیں کشیر ملتان اور  
کابل کے مدینی علاوہ سخنان کے طبق نے برصغیر وغیرہ اسلام قبول کیا اور مسلمان  
تاجروں کو بلارکان سے توحید پڑھا۔

ہندوستان کے راجوں مبارجوں اور ائمہ ائمہ کی اسلام اور مسلمانوں سے  
حقیقت اربے فضیلی کا یہ حال تھا کہ ائمہ ائمہ نے جو عقائد اور مذہبی روایات  
کے مطابق اپنے ملک میں بیگنگ مسلمان نامخواں اور ان کی ایجاد کیے اور پھر کے  
اس پھر بن کر رضب کیے اور ان کی یادگاریں قائم کیں، چنانچہ مسجد و مسجد خداوند خداوند قاسم کا  
ایک محبر بن کر رضب کیا گیا، بعد وہ دھرم راجہ اور اس سے تعلق رکھنے والے کتاب  
سے بخواہی دلوں کے محبے قائم کیے گئے، ایک احمدی مسجد و مسجد حضرت بدیل بن مددی  
تصویر مقام قدم میں بنائی گئی، علاقہ کندان کی قبر بدیل کے قرب ایک مقام میں بخی، اسی ہر  
چیزی صدی کی دنیا کے مشہور دماہ ترین جہاں زمان محمد بن باشادہ سیرانی کی تصویر ہندوستان  
کے ایک راجہ نے اسی یہاں پر تاج رکانی کر دے بھرپورات میں اپنے دور کی عظیم شخصیت کا مالک تھا،  
وافعہ ہے کہ رومانیت اور طاقت کی پرستش کرنے والی قوم اور اس کے پیشواؤں اور  
مکاروں نے ابتدا میں اسلام اور مسلمانوں کا پر جوشی عقیدت منداز استقبال میں انگریزوں  
کو خود مسلمانوں نے اپنی باہمی جیقلش اور کشمکش میں پڑکران کی طرف تو بہ نہیں کی، اگر ان کو  
اسلام قبول کرنے اور اس پر قائم رہنے کے موقع فراہم کیے جاتے تو اسی زمانہ میں ہندوستان  
کی غائب آبادی حلقة گوش اسلام ہو گئی ہوئی اور آج تک یہ ملک عالم اسلام کا ایک حصہ  
شمار کیا جاتا، مگر جس زمانہ میں یہاں کے راجے اسلام سے قریب تر ہتے، اور ان کو اسلام  
کی دعوت و تلقین کی صورت تھی اسندہ میں ہر ہوں کی باہمی خاں جگی، قبائی عصیت،  
ٹلویں کی شورش، شیعیوں کی سازش، اور خواست کی سرگرمی ہر طرف عام تھی، اور یہاں  
کے عرب ان جنگیوں میں پڑکر اپنی اپنی حکومت اور خود مختاری کے پھر میں تھے، مگر خلافت

ہیں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ خود کچھ کر سکے، آخر کار یہاں مسجد خود مختار حکومتیں قائم ہوئیں اور  
اپنے اپنے طور پر کام کرنی رہیں، مگر حق یہ ہے کہ دولت یہاں یہ مصروفہ کے علاوہ کسی اور عربی  
حکومت میں یہاں کے راجوں کو اسلام کا دعویٰ رنگ تھا اسکا، بلکہ مسلمانوں اور عربوں کی  
دولت الملکی کے بعد جو ممالک پیدا ہوئے ان کی وجہتے انہوں نے اسلام اور مسلمانوں  
کو اپنا حلفاء کیجھا، اور جن ممالک میں یہاں عرب حکومتوں کا قیام ہوا، ان کا رخ بھی  
کچھ اسی قسم کا تھا۔

بعض راجے عربی زبان جانتے تھے اس کے اور خود ہندوستان کے بعض راجے مہاراجے  
عربی زبان جانتے تھے اور صحابہ کے اشخاص کو یاد تھے، چنانچہ راجہ رقبیل نے ایک  
موقع پر حضرت حسان بن ثابت کا مشعر خود سنایا اور حجاب میں عربی کے اشعار نے رجھا  
تھی یوں سعف نے عبد الرحمن بن اسحاق کو بھستان، بست اور رجھ کی گرفتاری دی ایں  
اسحاق نے ان علاقوں کے عنزوں اور خلیجیوں سے جنگ کی، نیز اطراف وجوہ انب کے  
کام کیا، مگر وہ ان ہی یا امیں بھاج کے مظالم کے خلاف بجاویت کا علم طلب  
کر کر اپنے ملک میں دیا آئے، بھر کو فوج اور بصرہ کے عناویز پہاڑ کی ایک بڑی جماعت کو کر  
تھے جس میں دیہمہ ای رجھ کی فوج سے مقابلہ کیا اور خارجی بسیار کے بعد ہزیرت  
کھاکر ملک ہندوستان پر پہنچا، جب راجہ رقبیل کے پاس پہنچے تو اس نے تعریض کے  
لیے بھر عربی کا ایک شہر یا بھستان حسان بن ثابت نے حارث بن پیشام کے  
بادے میں کہا تھا:

تَرَكَ الْأَجْهَةَ أَنْ يُقْتَلَ دُونَهُ  
وَعِنْهُ اسْطَرْقَةٌ وَلَحَامٌ  
اَنْ نَلْتَهُ دُسْرُنَ كَمْ جَنَّتْ نَهْرُنَ  
وَرَاهِنَ كَمْ جَنَّتْ نَهْرُنَ

یہ شعر سن کر ابن اشعت نے ربیل سے کہا کہ گیاتم نے اس کے برابر میں مارث بن رشام کے اشعار پڑھیں ہے، ربیل نے کہا وہ کون سے اشعاریں ابن اشعت نے یہ اشعار سے سنائے۔

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ فِتَنَاهُمْ حَوْلَ مَوْرَى اَفْرُسِيْ باً شَقْ حَزَبْ  
رَانَهُ جَاتِيَّا ہے کہ میں ان سے بارہ جنگ کرتا ہوں ایسا کہاں اپنے شیرے گھوڑے کو  
بری طرح زخمی رکھ دیا ہے۔

وَعَلِمَ اَنِ اَنْ اَقْاتِلُ وَاحِدًا اَقْتُلُ وَالظَّاهِرُ عَذَابٌ شَهِيدٌ  
وَادِیِّنَ سَنْجَرِ اَنْ كَمْ  
اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ اَنْ كَمْ  
فَصَدَدَ دَرَتْ عَنْهُمْ وَالْحَاجَةُ فِيهِمْ طَعَالَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمِ الْوَصْبِ  
وَمِنْ سَرَّ دَرَسِ اَنِ اَنْ كَمْ  
سَے کہ کسی دن ان کو مزہ چکھا دیا گا۔

راجہ ربیل نے ان اشعار کو سن کر ابن اشعت سے کہا میں مشریق پتم لوگوں نے ہر چیز  
میں حسن و خوبی پیدا کی ہے یہاں تک کہ فراز کو بھی جیسیں وہیں بنایا ہے۔  
ربیل نے حضرت حسان کے شعر سے ابن اشعت پر ٹنڈر کیا، جس کا جواب انہوں نے  
مارث کے اشعار سے دیا، عبد الملک بن هروان نے ربیل کو لکھا کہ ابن اشعت ہمارے خلاف  
..... خروج و بقاوت کر کے ہمارے یہاں پناہ لی ہے، اسے واپس کر دو، ربیل  
نے اپنے معاجموں سے کہا کہ ابن اشعت بادشاہوں کا مخالف ہے، میرے یہاں  
اس کا امرنا مناسب نہیں ہے، اس کے بعد اس نے اپنے ایک مومن ترددیوں  
کے ساتھ ابن اشعت کو شام کی طرف روانہ کیا، مگر راستہ یہی میں ان کا کام تمام ہو گیا۔  
لئے کتب الاغانی ج ۲۴ ص ۱۰۴۔ میں دارالفنون فرست، المکملۃ۔ شے الاجمال الطوال ص ۹۷۔

خلاف اور خلفاء کے ہندوستان سے گناہوں تعلق ہے ہندوستان اور عرب کے تعلقات  
دیکھی انداز میں قائم ہو چکتے تھے، خلافت راشدہ میں ملکی اور سیاسی تعلقات علاقائی فتوحات  
اور عالم کی تقدیری تک محدود رہے، مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ تعلقات  
ہندوستان سے گذر کر ہین تک ہو گئے، اپنے کے باوشاہ نے آپ کی خدمات میں  
گواہ تقدیر دیا یا بیجے، اور خط و کتابت کی ابتداء کی، حضرت عمر بن عبد العزیز ناہوئی میں  
اپنے دربار خلافت میں ان تعلقات میں پڑی وسعت پیدا فرمائی اور یہاں کے لاپول  
مہاراجوں کو خطوط اور دفعوں بیجے، جس کی وجہ سے بہت سے ہندو راجوں نے اسلام  
قبول کیا اور اپنے نام اسلامی انداز پر رکھے، اس کا تو شکار ایران کی رعایا پر بھی پڑا، اسی  
یہاں کے بعض راجوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں بیش بیہا ہدا یا و  
الطف روانہ کیے۔

عبدالعزیز بیہنیت نے ہندوستان سے فاجرات تعلقات اور آل مہلب بن  
امی سفرہ نے عالم از روا بطر کی، اس بارے میں یہ دو نوں قیبلے امیازی اور دیانت  
کے الکھر جملہ، وہ خلافت میں آل براؤک نے یہاں سے علمی و فتنی تعلیم کا  
سلسلہ جاری کیا، قوان اگر کشمکشوار تھا نماہ ہوتے رہے، ان تینوں غاہوں کو  
کے تعلقات کی نوعیت ساری تھی، سرحد اور ہندوستان کے مقابلہ علاقوں کا  
نظم و مفہوم اور عالم و دو کام کا اعلیٰ وصیہ، اور استخلاف کی صواب بدیا و مکمل سے  
پھاک کر تاختا، جب کوئی خلیفہ اپنے ولیعہد کو بے سوت اتنا اور خلافت دیابت کی  
دستاویز تیار کرتا تو مند و مکران وغیرہ کے نام اتنا اسی ہوتا، جو اسی خلافاً  
یہاں کے اندر ولی عمال اس سخیر دارہ کو خصوصی بدها یہ جاہی کوئے تھے، جو اصلی  
لظام اور خبر سالی کا حال یہ تھا کہ جب محمد بن قاسم نے سندھ پر جو کوشش کر دی تھیں

طب رومنی کے مقابلہ میں طب ہندی کی برتری ثابت کی۔  
 سندھان کے حاکم فضل بن ماہان نے ماہون کی خدمت میں یہاں سے ہاتھی بجھا،  
 اور نہ سرے عاکم ماہان بن فضل نے مستعمد کی خدمت میں ایک بے مثال بھی چوری  
 ساروں کی لکڑی بجھی۔ منصورہ کے حاکم موسیٰ بن عفر بن عبد العزیز ہماری نے شہر میں  
 غلیظ معتمد کی خدمت میں یہاں کی گروں قدر راشیار کا ڈبیس بجھا جس میں ایک اتنا بڑا ہاتھی  
 خفاک اس کی نظر دیکھنے میں ہیں اُنیٰ اسی طرح اس میں ہدود فشم کے اوٹ، ہرنہ ملک  
 اور عینہ وغیرہ تھے، سندھان کے اکملی عکران عمر میں فاطمی خلفاء کے پاس یہاں سے ہمہ ہدود  
 چیزیں ہدیہ پیختے تھے، ہندوستان کے سلطنتکاروں کے علاوہ یہاں کے ہندو راجہے  
 ہمہ اماجسے بھی خلفاء سے تعلقات قائم رکھتے تھے، ان کو بڑی عزت و احترام کی ملکتے  
 دیکھتے تھے اور ان کے احکام پر چلنے میں فخر محسوس کرتے تھے، خلفاء بھی ان کے ہذبات و  
 احتمالات کی قدر کرتے ہوئے ان سے تعلقات رکھتے تھے، حضرت عمر بن عبد العزیز اموی  
 نے اپنے دو خلافت میں ہندوستان کے راجوں کے پاس تبلیغ و دعویٰ خطوط اور  
 دعویٰ میں ہندوستان پر یہاں کے یہود سے راجوں نے اس پر بلیک کہکشاں اسلام قبول کیا اور  
 اپنے ابادی نام پڑکر سارے اقوال کی طرح اپنے نام رکھے، اسی طرح خلیفہ مہدی جہاںی نے  
 اپنے زمانہ میں یہاں سے جوں نے نام خطوط رواند کیے اور ان کو دعوت اسلام دی جس کے نتیجے  
 میں کسی راجہ اسلام نہ لے سکتے، کا ایک راجہ خلفاء کا بڑا عقیدت منداور اسلام  
 لا شکرانی تھا، اس نے خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں اسلام قبول کیا اور غلیظہ کی  
 خدمت میں بدیا وغیرہ عمالت سے بھرا ہوا ایسا بیماری کا دلجرجج بی جہا دبیل کے فریب  
 ہیجا تو یہاں کے سمندری ڈاکوؤں نے اسے دھوپلائیا اور جس کو ایک راجہ نے  
 اڑاکہ عستیدت میں بہا ہدیہ پیش کیا، بھگال کے راجہ، تھی سنہ ماہون کی خدمت میں ہدایا  
 دکمالت پیش کیے اور خط و کتاب بعد کی، ماہون کے ہدیر حسن بن حسین لی بیسی سے جب ہوں

عراق سے سرکاری طور پر طاووس میں یا کرنی تھیں، بعد میں ظاہر ہے کہ یہ انتظام اور بھی  
 بہتر ہوا ہدیگا۔ ابو جعفر منصور علیہ السلام صاحب امداد، محمد الامیر کو ہندوستان میں قتل کر کر ان کے  
 ریاست کو مدینہ منورہ روانہ کیا اور اس کے بعد جو یہی مہادت دی۔ خلیفہ راوی کے  
 زمانہ میں ہندو میں ایک مہلی اہمیت کے ساری قلمام تباہ کا ناگوار اور ذیل حکمت  
 کی، تو ہادی نے خاص طور سے اس سندھی خلام کو فرمایا اور اسی دستیاد قتل کرنے کا حکم  
 دیا اور پوری قلم و خلافت سے سندھی خلام میں کوئی کافر ان عاری کیا جس کی وجہ  
 سے اس کے دور میں سندھی خلام بڑی تاقدی کی نظر دیکھ جاتے تھے، احمد حب  
 شہر میں دبیل میں ایک تباہ کن زلزلہ آیا، تو اس کی خبر غاسط طور سے منتشر  
 کے پاس بغداد پہنچا اُنگی سانچہ میں بہت اور سندھ کے ایک راجہ تسلیم اور  
 کر کے کعبہ کے لیے گروں قدر نداش پیش کیا تو خدام نے اس کی باقاعدہ اطلاع ملکتے  
 ماہون کو دیدی اور اس کی مرضی کے مطابق وہ ہدیہ کعبہ میں مناسب مقام پر رکھا گیا۔  
 ہدید ماہون میں حکومت سندھان میں ایک شوہش اُنمی جس کو فرو کرتے کے لیے مرنگی فوجیں  
 کو تشدید ایسے کارروائی کرنی پڑی، ماہون کے زمانہ میں ایک مشہور شاعر احمد بن افعیم  
 نے چند اشعار کیے جن سے بعض ارکان دولت کی ہنگامہ ہوئی تھی، ماہون نے خفاظہ کو  
 اسے سندھ علاوہ اُن کردا، خلیفہ معتمد نے احمد حب کو ایک چیاز سے ہندوستان  
 بھیجا، اس چیاز میں حسین بن منصور علاج چبی تھے، جس کی خلفاء نے ہندوستان کے  
 ہدایا وغیرہ عمالت کی بڑی قدر دائی کی، اور یہاں کی چیزوں کو وہ بڑے ذوق و شوق سے  
 استعمال کرتے تھے، مشک، عنبر، حمو، کپڑے، ہاتھی، پالا اور نٹ وغیرہ یہاں کی وہ  
 مرغوب و نقیص چیزیں تھیں جو ان کی تحدیت میں خاص طور سے نگنجی جاتی تھیں، نیز علاج  
 و حمالج میں ہندوستان کی دو اُنیں اور یہاں کے معانچ و اطباء بڑی اہمیت رکھتے تھے،  
 صالح بن یہیہ ہندی نے درباری طبیب کی حیثیت سے ہارون رشید کی خدمت کی اور

اس زمانہ کے تھوڑے ہی دن بعد کتاب الحند لکھ کر یہاں کے نقل علوم و فنون اور سخن و رسمیت سے عالم اسلام کو واقع کیا، یہ امتیاز صرف ہندوستان ہی کو حاصل ہے کہ دو مسلم مصنفوں نے اس ملک کو اپنی کتاب کا موضوع قرار دیکھ رہے کے نام کو اپنی کتاب کا عنوان بنایا۔

**ستیاح اور جنگ رافیہ نویس** | سیاحوں میں سلیمان تاجر (۱۳۷۴ھ) اور ابو زید سلیمانی (۱۳۷۵ھ) نے اپنے رحلات میں، اصطلاحی شکر نے سالک الملک میں، ابن حقل بغدادی (۱۳۵۳ھ) نے صوبہ الارض میں ابودلف بن شویج بغدادی (۱۳۶۰ھ) نے اپنے سفر نامے میں، ابن رستہ (۱۳۷۳ھ)، الاعلاقوں التغیر میں، ابن خروزہ (۱۳۷۴ھ) نے اسالک والملک میں، ابن فتحیہ همدانی (۱۳۷۷ھ) نے کتاب البلدان میں، مسعودی (۱۳۷۷ھ) نے مروق الذہب اور اخبار الزمان میں، مقدہ سی بشاری (۱۳۷۸ھ) نے احسن القائمین میں، ہزرگ بن شہریار تاجدار (۱۳۷۸ھ) نے عجائب الحند میں، البروفی (۱۳۷۸ھ) نے کتاب الحند میں، ابو جعفر غنائی (۱۳۷۹ھ) نے تحفۃ الباب میں، شریف ادریسی (۱۳۸۰ھ) نے عجائب البر و الجریئیں، زکر باقزوی (۱۳۸۰ھ) نے آثار البلدان میں، یاقوت الحموی (۱۳۸۱ھ) نے عجائب الحند میں ابو الفداء نے تقویم البلدان میں، اپنے اپنے دو لیں ہندوستان دستور کے شہروں دریاؤں پہاڑوں، محراجوں اور استوں کے نام، حالات اور ان امور کا تفصیل کے ساتھ مشاہدات و اخبار کی روشنی میں بیان کیا۔

**مورخ اور تذکرہ نگار** | سام در غفار، اور ذکرہ نگاریں نے پڑے عالم اسلام کی طرح ہندوستان کے شہروں، و نتویات پر مستقل کتابیں لکھیں اور فلام کتابیوں میں ان کا تذکرہ کیا، مشہور دریش اور نتھیات دغز و دمات کے عالم قادری (۱۳۷۸ھ) نے اخبار متوج بلدا سندھی ابوجحن علی بن محمد مدائی (۱۳۷۹ھ)

کی شادی ہوئی تھیں موقع برمن، هستان کے ایک راجہ نے فریڈ کے طور پر حسن بن سہل کے پاس پرس پڑھا، فرانسیسی اور ایتھری نے کتاب الدخانہ والحق میں ان مدرایا و تھالف اور خطوط کتاب استاد کا بیان تفصیل سے کیا ہے، ہندوستان سے خلفاء کے تعلق کا سبے ہنریاں اور احمد پہلو یہ ہے کہ ان ویساں سے قابل قدر حکمران ٹھے جنہوں نے بُشے خلوس سے خلافت کے کام بجا م دیے اور اس کے مقابلے میں اپنی پوری قابلیت و صلاحیت کا مظاہرہ کیا مگر تکوں اور دوسرے عجیبوں کی حرکات اور اس کے تردد اور کی پوشش ہمیں کی، اسی یہے عربی خلفاء و دشمنوں کے مقابلے میں اپنے اسی طرز سے ہندوستان اور دشمن پر اعتقاد کرتے تھے، اور حکومت کے کلیدی ہندووں پر ان کو سے تھے۔ ہندوستان سے عالم اسلام کے ہندوستان جیسے عربوں کی حدود تک اکاند پرست ثقافتی، علمی اور ردنی تعلقات عالم اسلام اور مسلمانوں کے عوام و اقوام کا اہم آفری دوسرے عجایباً اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح یہاں کے ہادر و احصار بھی اسلامی علوم و دین اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی خیوبی کرتے سے مالا مال نہیں، قرآن، حدیث، فقہ، شعرو و ادب فلسفہ، تجھم، طب، علم کلام اور دوسرے عقلی و نقلی علوم و فنون ہر طرف عام تھے، اور علماء و فتناء اتفاقی اور اجتماعی ہمارے اپنے سید الاذن اور علقوں میں مصروف کارئے ہیں کے ارباب علم و فن باہر اور باہر کے اہل علم یہاں کام کر رہے تھے ہیاں میں نے اس سر زمین کی سیر و سیاحت کی اجزای فیڈیوں نے یہاں کے مقامات کے حالات لکھے، مورخوں نے یہاں کے غریبات و فتوحات بیان کیے، تاجروں نے اس ملک کو مشرق سے مغرب تک اپنی تجارت کی منڈی بنایا، ہزرگ بن شہریار تاجدار امیر مزی (۱۳۷۸ھ) نے عجائب الحند لکھ کر یہاں کے اخلاقی، جماشری، اقتصادی، سماشی اور ردنی حالات پر سیاحوں، تاجروں، جہاز رانوں اور عاملوں کی زبانی و اتفاقات و تاثرات نقل کیے اور اپنے بحرباً و مشاہد کی روشنی میں گزار قدر معلومات فراہم کیں اسیروں نے

اور ان کے دو بیٹے امام حافظ ابو یکبر محمد بن محمد بن رجاء سندی جو رمانی خطاطی توں مختار و مختار سنبھل کر محمد بن رجاء سندی اسالین حدیث ہیں ان میں سے پہلے تینوں کی تلقیت پر محمد بن کا اتفاق ہے، ان میں امام ابو یکبر محمد بن محمد بن رجاء سندی نے صحیح سلم کے طرز پر حدیث میں ایک اہم کتاب المخوز علی صحیح سلم لکھی تھی۔

اسی طرح دلیل کا ایک ملی خاندان مدلول بیت الحکمر رہا، امام ابو جعفر محمد بن ابراہیم دلیل حدیث کے حوالے ۳۲۲ء میں اور ان کے صاحب الزہنی ابو یکبر محمد بن ابراہیم دلیل بغدادی نے احادیث کی ترویج کرو رہا تھا میں خایاں تحدیثات الامام دی، اسی طرح مام ابو عبد اللہ محمد بن جعفر دلیل را ہاں شام کے مُقریٰ مختار و ان کے پوتے علی ابن محمد بن محمد سیلی شافعی اپنے زمانہ کے نزدیک فقیر اور حدیث تھے ان کی کتاب ادب الفقیر بہت مشہور ہے، امام ابو یکبر احمد بن قاسم بن سماجی سندی بعنه اوری کا خاندان بھی بخداویں مدقائق علم حدیث کا اگروارہ رہا، مہندوستان اور سندھ کے ان ملی خاندانوں کے علاوہ بہت سے علماء و حدیثیت اس ناک سے ایضاً عربوں نے عالم اسلام میں امامت و شیخیت کی سند پائی، یعنی عالم اسلام کے علماء نے مہندوستان اکریہاں دینی علم کی ترویج و اشاعت کی اور یہاں کی درگاہوں اور ملی بھروسے بے تعداد کیا، ہم نے ہر حکومت کے محل میں دہاں کی طلبی سرگرمی اور علماء کا تحریر تذکرہ بھی رکھا ہے، لیکن یہاں پر اس کے افادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

شعر و ادب اور شعراء و ادباء اور ادب سے علاقوں میں شعرو ادب کی محفل بجاں اور عویلی شاعری میں اپنے معاصر شعراء کے ساتھ قلم، ابو عطاء سندی عاصی سندی بن صدق، منصور سندی، ابو الصعلع سندی، ابو یکبر عویلی وغیرہ نے صدر اسلام کی عربی شاعری میں باوقار مقام حاصل کیا، اور بعد کے تغیرات میں رابعہ بندھ کتب قرآن محمد بن عین ابن سندی بن شاکب ایلی المعروف بہ کتاب جم جعورد بن سعید بن سلطان لاہوری

لے کر تاب قتلہ از دشمن کے باغ میں قاتلہ اندھی، ابو الحسن احمد بن دیکھی بلاد فردی دلکھڑی نے فتوح البیان میں فتح سندھ کے علاقوں کے کرہند و سران کی فتوحات پر مفصلہ جمع کیں، اسی طرح بعد کے اکتوتار میں مثلاً بخار طی، ابن اشیر، ابن خلدون وغیرہ نے اپنی کتابوں میں یہاں کے حالات قلمبند کیے۔

اسلام اور مسلمانوں کے رجال کی تاریخ اور تاریخ اسلام، مہندوستان کے جمال پر بہت کچھ لکھا گیا اور ان میں تذکرہ مختاروں کی بدولت یہاں اے علماء کے حالات محفوظ ہو سکتے، چنانچہ طب بخداوی تھے تاریخ بخداوی میں، ابو الحسن اندھی کتاب انسان میں، ابن حسکار نے تاریخ دشمن میں، ابن کثیر نے البدایہ والہنا میں، یاقوت الحنفی تھے خواہان اور محیم الدارابی میں، ابن عمار نے شذرات الذہب میں، ابن نعیم نے الفہرست اور القناع نے اخبار العلار با خبار الحکماء میں اس ملک کے ارباب علم و فن کے حالات لکھے۔

پوسے عالم اسلام کی طرح مہندوستان بھی اسلامی علم و فنون دینی علوم و فنون اور علماء محدثین کا ہوا، تھا جس سے حدیث، تفسیر، سیر و مغارزی، نقدان و گجرم و جرائم میں یہاں کے علماء سرگائدہ رہ گا رہے، یہاں ایسے گھرنے پیدا ہوئے ہیں جو صدیں تک بیت الحکمر رہے اور اولان کے خاندان میں علم دین کی وراشت چلتی رہی، آں ابی محشرت مسیح نے دوسری صدی سے چھتی صدی تک مدینہ اور بخداوی میں حدیث اور سیر و مغارزی میں اپنی امامت کا سکریٹری، ابو مبشر شیخ بن عبد الرحمن سندی مدینی نے مدینۃ الرسل میں احادیث و اخبار کی روایت کی احمد بن مشریق سندی تک ۱۲۴ھ کو قیلیہ بھدی دینی سے بخداوایا اور حدیث بخداوی کا یعنی شریف بن علی بن جاریہ بخدا، ابو سليمان واؤذن محمد بن ابو مبشر و ابو یکبر عین بن محمد بن ابو مبشر شیخ سندی بندرا دی متومن فتح نے سیر و مغارزی اور حدیث و تفسیر میں بلند مقام پایا، امّا سکریٹری سے علی بن علی خراسان میں جا کر کہاں مہاجن تے نسل درسل علم حدیث میں امامت و بیواد سکریٹری اور علی بن علی خاندان خراسان میں جا کر کہاں مہاجن تے نسل درسل علم حدیث میں امامت و بیواد پائی، امام علی بن علی محمد رجاء بن سندی بن سیساپوری، اس کے بیٹے امام ابو عبد اللہ محمد بن رجاء سندی بن سیساپوری

ایک افیض طبع و شیعہ کے نہاد میں بھی این خالد برکتی اور عصر سے راکھ لے بیت الحکم قائم کر کے  
ہندوستانی طب اور علم کے طب کی صفت کی، پہنچ کتابوں کے ترجیح کرنے، ہندوستانی حکماء و  
طباءوں کو بغیر ادب بایا، اور ہندوستانی طب کے ماپروں میں سے بازی گر باکھر بہلہ، تو قشٹل، جبارا کا  
دیک، سامور، سسر و تا، لکڑ، منگ، صدک، سنجھل، ناقل، ہتھ وغیرہ کی کتابوں کے ترجیح ہوئے  
لہان کی طبی و فنی آرامگی روشنی میں ہندوستانی طب میں نئے تجربات کیے گئے، بہلہ  
ہندی صلاح بن بہلہ ہندی بخاری اور سن بن صلاح بن بہلہ ہندی بخاراوی، ہندوستانی طب  
کے ترجیحات و ملام کی حیثیت سے بخدا میں خدمت انعام دیتے تھے۔ یہ خاندان اسی بعد خانہ کتاب است  
کے مصدق تھا، اسی طرح ماشاء اللہ ہندی نے بیان کے طبقی اور ریاضی علوم پر بڑی اہمیت حاصل  
لکھی تھیں، اب ورنہ ہندی اور ابن قاص مہندی بھی اپنے وقت میں ہندی علوم کے درجہان و  
نشان تھے، یہاں کی مشہور حکمت و سیاست کی کتاب بکلیدون کو عبد اللہ بن مفعع نے  
عربی میں متنقل کیا، محمد بن ابراہیم فرازی، عفس بن عبد اللہ بخاراوی، ابو جعفر عہد بن بوی خوازدی،  
اور حسین بن محمد بن ابی اوفیہ وغیرہ تھا، اپنی زندگی میں ہندوستان کے تین مشہور عیاذی کے  
کاروبار سعدیات و اسناد اہم، از خیل و رکن کو تفصیل سے بیان کیا، تیز خوارزمی نے یہاں  
لے چکا، اور طبقہ حساب کو چھیلا کیا، ابو سعید جعفر بن شریف نے کتاب الالوف میں کلکر دیکھا  
ہندی کے کتابوں اور عجمی اکار و نظریات کو بیان کر کے اسے سردا۔

ہندوستان و انسٹریٹیوں میں گران اسلامیان حبیب بن معداد خاص مقام رکھتا تھا جس  
نے اپنے دور کے مشہور عصری طبیب سے فہرست اور خط و کتابت کی، ذیوقیان زبانیانی نے فلسفیہ مولت  
کی نہ صعیض حاضر ہو کر ہندوستان کے راجوں اور عیاذی اور یہاں کی حکمت و انسانی کی کتابوں  
کی تصریحات کی روشنی میں عکومتوں کے انھلے کی کتاب، اسی طرح دنائی ہندنامی ہیکی شخص  
ہندوستان سے خاسان میں شاہ محمد بن نکش کے دربار میں کچھ اور مصالح و تبریز میں اپنی فنی  
ہمارات کا لامعاہرہ کیا۔

ہندوستانی ملکیتی جمیع ایجادوں کی بیکمیستی اور حسن بن معاد و مولی الہامیان گروہ نے تمدنی سندی  
و غیرہ میں کے اسماں شروع اور بخوبی شروع ہے، جس کے قلم ادب و معاشرت و تابعیت کی کتابوں میں اے  
بلیز بیرونی شعرا، نے ہندوستان کے مدنیات و اجتماعی ارشاد کے اور اس ملک کو اپنی شاعری میں بیان کیے  
ہی اس سلسلہ میں بے پہلانا مسٹر ہشود راسوی شاعر اور ورق ممتاز ہے جس نے حاکم سندھ و قبیلہ زمینی  
کے پاس ایک پاہی کے بارے میں تکلم سفارش لکھا، اسی طبقہ میں ایک شہر کی بناء پر عین اور غصیل م  
کے حصہ رفیقی حسب کوئون جلتے کی ابیازت دیدی گئی، عبا فیصلے در شاعر ابوالاعتھا ہے  
ٹالکھر نے پہنچ شرمیں سن لان کا تذکرہ کیا اسی طرح ابو الجبار و جعفر بن علی اور ایسا اور  
مجاس کا این ہر سے مت Dell اور تمار کا جیب بہت زمان ماننی نے قند، ایسا ایسا جمع کیا جسکے نے  
قدح حارکا، حکم نہ معمول قلبی اور اشیائی بھائی نے گلاب اور ہندو کا تذکرہ کیا جائیں  
ایک مرتبہ مشہور شاعر احمد بن ابی قصیم کو سزر کے طور پر سدر میں جلاوطن کر دیا تھا، ایسا اسے  
نے اپنی ایک نظم میں ہندوستان کی ممتاز اشیاء کو بیان کر کے اپنے قومی اور طبقی تعلق کو ظاہر کیا  
ہار وہیں جو ملکیتیان نے ایک بظہریں اپنی ایک جنگ کا ذکر کر کیا، جس میں اس لے را جوں کے  
جنگی مانعوں کو ایک بیان سے بچانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ منصورہ کا ایک عالم و شاعر نے اور  
کے راجہ کی درج میں عربی میں ایک ہزار یافتی خصیصہ لکھ کر بھیجا، جسے سمجھ کر راجہ بہت تاثر  
بیوا، اوسا سے اسلام فرمی کا اصریرہ اشتیاق بڑھا، مسحور بن سعد لاہوری نے عربی کے علاوہ فارسی  
اور ہندی میں بھی شاعری کی اور ان قیوں زبانوں میں اشعار کے دیوان تھوڑے۔

اوہ ہندی میں بھی شاعری کی اور ان قیوں زبانوں میں اشعار کے دیوان تھوڑے۔

طب بخیم، یا اپنی اور دسرے حقوقی ایساں کے عقلی علوم و فنون اور طب و بخوم کو  
علوم و فنون، اور ان کے عمل اور وضطہار عمل نے اسلام نے اپنی ملت پر متعلق جگہ دی اور  
ان کے میں بڑا اعتماد کیا، ابیر وی نے کتاب المہدا و قانون سعودی میں اپنی ایں صادر  
اندوں نے نظریات الامم میں، این اپنی اصطیعہ نے طبقات الاطباء میں، این فرمی نے کتاب الفہرست  
میں، قسطنطیلی نے انجام العلامہ میں، شہرستانی الملل والخل میں ہندوستان کے ان قیوں کا تذکرہ

مستان سے سودا بس ۱۰ مرحلہ سنان سے سمندر پر فرج  
 قندابل سے مستج ۳ چیخد " سنان ۵ مرحلہ  
 قصدار " قندابل ۵ فرج چیخد " سرندیپ ۱۵  
 قندابل " مصوروہ ۸ مرحلہ مستان " بسمد ۲  
 قندابل " مستان ۱۰ " الور " اتری ۲  
 منصورہ " قامبل ۸ " اتری " قلری ۲  
 قامبل " کنبات ۲ " قلری " منصورہ ۱  
 کنبات " سمندر ۱ فرج دبل " بیرون ۲  
 کنبات " سوپارہ ۳ هرملہ بیرون " مخبری ۲  
 سوپارہ " سمندر پر فرج قلری " تبری ۳ فرج  
 سوپارہ " مستان ۵ مرحلہ بانیہ " منصورہ ۱ مرحلہ

بسمد " الور ۳  
 حکمی شاہراہیں اور خزان اور اس کے آگے سے آئے والی قدیم تجارتی شاہراہیں  
 ان کی سانی سفتیں کا سلسہ اسلامی ہند تک پھیلا ہوا تھا، اور یہاں کے  
 پڑے بڑے تجارتی اور سیاسی و ثقافتی شہروں کے درمیان قافلوں کی آمد و رفت راتیں  
 جزوی رہا کرتی تھی اور ان سیکھ منصورہ تک کل ۳۵۸ فرج کی سافت امن و سلامتی کی  
 شاہراہ تھی، یہ پورا راستہ جاؤں کے دین سے لگ رتا تھا اور یہاں کی سلان  
 علومنوں کے زیر انتظام بھی جاٹی ہوئی شاہراہ کے محافظ تھے، اسی طرح سجستان کے شہر  
 اور نج دزنسگ سے ملان دو سینکل سافت تھی، اور ایک راتی سافت بھی اس دن ایمان سے  
 رات دن طے کی جاتی تھی، این خدا اور بُنے اوران سے نصیرہ تک کی بڑی بڑی سفریوں  
 میں ہے نیز تفصیلات مسالک الملک من ۱۴۰۷ء تا ۱۴۰۹ء سے لہیں دستوری کتابوں میں موجود ہیں

اسلامی ہند میں ششہ طبقات ایک بھری چوتھی صدی بھری میں علم اسلام ایک  
 شاہراہیں اور مختلف مقامات کی سافتی دینا تھا جس میں شمال میں حدود چین، جنوب  
 میں بھری طیہ مغرب میں روم اور مشرق میں ہندوستان اور بھر فارس تھا، اس کا طبع فرغناہ،  
 خوارسان، چیمال، عراق اور بیار عرب کے سواں ایک بھی نظریں پائیں ہیں کی مسافت  
 تھا اور عرض روم، شام، جزیرہ و عراق، فارس، کوکان، چین اور ناکار اور منصورہ تک تقریباً  
 چار ہیئت کی مسافت تھا، اس میں اسلامی ہند کی سافت کیان، منصورہ، سندھ، مستان اور فرج  
 تک تقریباً تین ہیئت کی تھی جس میں جنگ مدد سلماں کی حکومتیں قائم تھیں۔  
 اسلامی ہند کی بڑی طولی مسافت یہاں کی بڑی بڑی شاہراہوں سے دلایا طمعان  
 تھی یہاں کے جھوٹے بڑے شہر اور دیہات ان راستوں کی وجہ سے ملے ہوئے تھے اور پہاڑ  
 علاقے ایک محلہ بننا ہوا تھا، یہاں کے مشہور مقامات کے درمیان اس کے حساب اور انداز کے بین  
 برقرار رکھتے ہیں۔

تیرکران	سے	کیز	ہرملہ	ارمائیل سے	قبلي	۲ مرحلہ
کیز	سے	قنزپور	۲	قبلی	دبل	۳
قنزپور	سے	درک	۳	منصورہ	دبل	۶
درک	سے	راسک	۲	منصورہ	مستان	۱۲
راسک	سے	فیل فہرو	۳	منصورہ	ٹوران	۱۵
فیل فہرو	سے	اصفہ	۳	قصدار	مستان	۲۰
اصفہ	سے	بند	۱	منصورہ	بدھ	۵
بند	سے	کیز	۱	منصورہ	بدھ	۱۰
کیز	سے	قصر قند	۱	قصدار	تیرکلان	۱۵
قصدر	سے	تیرکران	۰۶	قصدار	قصدار	۱۲

کے نام اور ان کی دریافت میں ساتھیوں کو لے بیان کیا ہے،  
 فرج سے طویل تک امانت دہان سے قلعہ تک ۶ فرج  
 دہان سے باسوجان ۲ دہان سے سرائے غفت ۳ فرج  
 دہان سے فریحی بن عمر ۱۰ دہان قشیر ۳ فرج  
 دہان سے ہمار رتماری ۱۰ دہان جدہ ۱۰ فرج  
 دہان سے مد ۱۰ دہان قصادر ۱۰ فرج  
 دہان سے سوسارہ ۱ دہان جدہ ۹ فرج  
 دہان سے اسٹران اسٹران ۹ فرج  
 دہان سے دک بالویہ ۹ دہان سے قریبیان بن عیین ۲۵ فرج  
 دہان سے تجین ۱۰ دہان سے منصورہ ۲۰ فرج  
 دہان سے علاقہ بلوج ۲۰ دہان سے قریبیان بن عیین ۲۵ فرج  
 دہان سے خل ۹ دہان سے چنے والے ان قافلوں کی بندگاہ ہے جو  
 پندوستان اور سندھ کا رخ کرتے ہیں۔  
 سمندری شاہراہیں اور ان کی پھرستہ مشق کی سمعت برداہ سمندر ایک مقام تراویحا  
 در میاں ساقیں سخا، اسی کے بعد سے چہاز مدد و مدد ہیں داخل  
 ہوتے تھے، یہ مقام فارس اور سندھ کے درمیان واقع تھا۔ سندھ کے بعد بھری راستوں  
 اور بندگاہوں کی فہرست اور ان کی سمات این خرواداً بے حسب ذمیں بیان کی ہے،  
 شاہراہیں توٹ جاتے چاہا، اس نے صدیں تک ہی پچ سکیں گے چنانچہ ایسا ہے  
 ابوالزہر رضی کا ایک چہاز خالیہ میں ستر سیستے چڑیاں، ایک آرہا تھا جس کا محصول  
 طے الگ طالیکہ ۷۲ و م ۴۲ سے اختیارات ان میں ۱۸۰ تک ۱۸۰ تک اس میں ۵۱۳

دہان سے ملی ۱ دہان کی راہ دہان سے سنبھلی اور کبکان ایک دن کی راہ  
 دہان ۲ بیلن دہان سے گوداڑی کا دلمہن میں فرج  
 دہان ۳ مجھ عظیٰ ۲ دہان سے کیکان، گوا، اکنچھ ۲ دن کی راہ  
 بیلن سے راتے مختلف ہو جاتے ہیں اس اعلیٰ دہان سے سندھ دس فرج  
 سافر کے لیے یہ نہیں تھیں۔ دہان سے ارشین بارہ فرج  
 بیلن سے پانچ ۲ دن کی راہ

عرب اور پندوستان کے درمیان اربع اور پندوستان کے درمیان جو تجارتی چہاز  
 سمندریں چلتے پھر تے چہاز آتے تھے، وہ ہرست بڑے ہوتے تھے، ان میں  
 بڑی تعداد میں سافر اور سامان پہنچاتے تھے، ان میں اس اوقات ایک ہزار کا دنی سفر  
 کرتے تھے، سعودی نے اخراج انسان میں چین جانے والے چہازوں کے متعلق لکھا ہے  
 کہ اکثر اوقات ان میں پارستا جو سوار ہوتے ہیں اور پانچ سو پاہی ہوتے ہیں جو بھری  
 ٹاکوؤں سے جنگ کرتے ہیں، ان میں ہجیار اور نارکول رکھتے ہیں جو گوم کر کے  
 ٹاکوؤں اور چہاز سے چینتے جاتے ہیں۔ اس علیوریہ نافذ اکے چہاز میں ایک سر تیر ۲۰ سوکی قیمت  
 جس سر تیری اسی سوتھے، وہ ایک سر تیر بیانیہ بھی جو جہالت کی طرف جانا ہے گیا اور جب  
 ساصل کے قریب سخا کی ضرورت سے چہاز روکنا پڑتا، اور نگار گرایا جس کا دزن چھپ سو سیر  
 یا اس سے بھی زیادہ تھا اس کے اس سو لے چہاز تک جو سمندر دہان میں پہنچتے تھے، اس سے ہمیں  
 ایک تبا فروان نے اسے بنا یا اپنے بھار سے بندراہ چہاز عالیہ کا بھی سالمہ بخوبی گئے، اس بھر  
 ایک سمندریں توٹ جاتے چاہا، اس نے صدیں تک ہی پچ سکیں گے چنانچہ ایسا ہے  
 ابوالزہر رضی کا ایک چہاز خالیہ میں ستر سیستے چڑیاں، ایک آرہا تھا جس کا محصول

لے الگ طالیکہ ۷۲ و م ۴۲ سے اختیارات ان میں ۱۸۰ تک ۱۸۰ تک اس میں ۵۱۳  
 نکے جواب ایس ۰ ش ۰ م ۳

چولا کم دینا رفاقت اور جنگی رات سے جہاز کے پلے گیک بڑا جہاز جلا جس کے ساتھ عبد اللہ بن جبید اور سپا نامی دو ادمیوں کے بیان میں تھے۔ ان میں ہر دیباں زندگی تمام .....  
چیزیں میریا ربا کرنی تھیں، اور بھرپور اکوڑی سے خفاقت کے لیے احمد اور سپا ہی بھی ہوتے تھے کیونکہ ہندوستان کے میدانی قادوں جہازوں پر سودہ ہنسے باہر بھی جا کر لوٹتے تھے سقوطہ کے طریق میں یہ اپنی کشتیاں لے رہے تھے اور ہندوستان اور چین کے جانے والے جہازوں کو لوٹتے تھے، ان سے جنگ کر کے لئے جہاں تک ہندوستان بھی کنیا آجہا اور امامہ کو جہازوں پر ملازم رکھتے تھے، ان کو کوئی استحکام نہیں تار کوں بیسکا کم آتا تھا اسے گرم کر کے ڈاکوؤں پر پھینکتے تھے، ایک ایک جا وہ رانی پانچ سو پاہی اور حافظہ رکھے جلتے تھے، جزیرہ قنیس میں سرکاری فوج لے کر قلعے جو آنے والے جہانوں کی پوری خفاقت کرنی تھی، یہ لوگ سمندری ریاستیں میں ماہر ہوتے تھے اور کشتیوں اور جہازوں کی دیکھ بھال میں مشہور تھے، سمندریں کی کمی دنوں تک تیر کر سکتے تھے اور اس عالت میں تلواروں سے یہ لڑتے تھے بیسے کوئی خشی میں نہ شیر بازی کرتا ہے۔

ہندوستان آئے والے تیریا بی جہاز [بھرپور] میں شدید بیان و تلاطم کی وجہ سے ۲۰ سو کم میں جہاز رانی عام طور سے نہیں ہوئی تھی، اس کا جوش و خردش سرجن کے برج سبند میں جانے پر فتح ہوتا تھا اس وقت اس میں جہاز رانی ہوئی تھی، اس میں سب زیادہ سکون سورج کے برج توں ہیں جانے پر ہوتا تھا، عمان سے ہندوستان کے لیے ہنایت ضبط اور اکرم جہاز پلاسے جاتے تھے، جن پر سماں اور دن کمی رکھا جاتا تھا، عمان سے ہندوستان جانے والے ان جہازوں کو تیریا بھی کہتے تھے۔

بعض جہاز رانی اور ناخدا [جس زمانے کی بھرپور تجارت کا تم تذکرہ کر رہے ہیں] اس میں

عرب تاجریوں کے جہاز بھرپور سے بھرپور تک سرگرم سفر رہاتے تھے، جو ناخدا اور جہاز رانی ان سمندروں میں جہاز رانی کی کتنے تھے اور اس فن میں پہنچ دوڑ کے استاد مانے جاتے تھے ان جیسے چند کے نام ہم بزرگ بن شہر بار ناخدا رامہرمزی کی کتاب بیانیں لہنہ سے من کرتے ہیں:-

(۱) بزرگ بن شہر بار ناخدا رامہرمزی، یہ قارس کے شہر رامہرمز کا رہنے والا تھا، عرب سے ہندوستان اور چین تک چونکی صدی میں جہاز رانی کرتا تھا، اس نے پہنچ سفر پارے اپنی کتاب بیانیں اپنے میں درج کیے ہیں، جس میں ہندوستان کے بارے میں اس دو کتابیت کی بیشی بہام معلومات دیتے ہیں، اس نے ہندوستان کے نام پر اپنی کتاب مکار کر اس ملک کا نام و عنوان کیا، اس باب کی اکثر معلومات اس کی مرہون انتہا ہیں۔

(۲) ابو محمد الله محمد بن بابا شاد بن عاصم بن جعفر یہ سیرانی، بیان الذہب (جگرات) کا بھرپور سفر کرنا ہے اور خداوں میں یہ شخص سب سنبادہ مشہور رہا۔ بھرپور کا سب سے بڑا عالم اور بھرپور ناخدا اوس میں یہ شخص سب سنبادہ مشہور رہا۔ بھرپور کا سب سے بڑا عالم اور بھرپور میں ماہر ہوتے تھے اور کشتیوں اور جہازوں کی دیکھ بھال میں مشہور تھے، سمندریں کی کمی دنوں تک تیر کر سکتے تھے اور اس عالت میں تلواروں سے یہ لڑتے تھے بیسے کوئی خشی میں نہ شیر بازی کرتا ہے۔

(۳) الحسین بن سعید بی جہاز، یہ اصلیویہ کے قلب سے مشہور تھا، ایک ناخدا کا داما دعا، بیان الذہب (جگرات) کے ناخدا اوس میں سے تھا اور عرب سفر جو استک جہاز رانی کرتا تھا، مکار میں موجود تھا۔

وہم بن عفر۔

(۴) احمد بن علی بن میثرا ناخدا سیرانی، فین چہارواں اور اسی شہر دوڑ دوڑ تک تھی، یہاں ناخداوں میں سے تھا جنہوں نے مختلف سمندروں میں جہاز رانی کی ہے۔

(۴۷) احمد بن حیان یہ جہاڑ کا کپتان تھا، جو ایک بھری عادی میں بلاک ہو گیا۔  
دی ۴۸) جہود کوتاہ، یہ مشہور ناخداوں میں تھا، عمر تھا اور جہاڑ راں اور دوسرے لوگوں میں اس کا بڑا  
احترام کیا جاتا تھا، راجہ بھرات کے سامنے اُن شخص کو ایک خاص طرح پیغام کی پابندی کی جسے پرسیا  
کرتے تھے، اس میں پاؤں نہیں پھیلائ سکتے تھے، اور جو اس کی پابندی ہمیں کرتا تھا اس پر بھری عادی میں  
تھا، ایک مرتبہ جہود کوتاہ ناخدا راجہ کے دربار میں حکمت عالیٰ سے پر بھیلا کر بیٹھا، اس کے بعد  
راجہ نے صلماں اونیں اونچکروں کے لیے یہ پابندی اٹھادی۔

(۴۹) عمر ویس بن نسا بخت، یہ پیش اور بھارت آنے والے جہاڑوں کا ناخدا تھا۔  
ر(۵۰) ابو محمد حسن بن عمر بن جتویہ بن علیم بن نویہ بن زبیری، اس کا تیاً بصروہ میں قباشتہ میں نصوصیں تھا  
اس نے دہان کے بعض معترض شرائخ سے الور کے نامہ مہروق بن رائی کے اسلام قبول کر لیا  
و انقدر بیان کیا ہے:

ہندوستان کے مختلف مقامات میں سیرات، عمان، بغداد  
ہندوستان سے تجارت کی خواجہ مشہور تجارت [بھروسہ، نیدرا، اور دیگر غرب مالک] ویاد کے تاجر ہم اکتے  
کھے ہیں اور اس کے تاجر اور جہاڑیں خاص طور سے ہندوستان کے دو دروازے جہاڑی سے تجارت

کرتے تھے اور ان کا بارے معلومات رکھتے تھے، اور یہاں کی بنی بے احتدالی کی وجہ سے سیرات  
کے شرائخ فوجیوں کو یہاں آنے سے منع کرتے تھے، بہت سے مقامات میان کی مستقل ایکجیا  
بڑی تھیں اور وہہ بیسیں لے رہے تھے اور مسعودی نے ۳۲۰ھ میں اسی کے قریب شہر حمیور  
میں اس ہزار کے قریب ایسے عربیں اور جھانگی بیرون مالک سے اکریاں مستقل آباد ہو گئے  
تھے جن میں بڑے بڑے تاجر تھے، جیسے لوگا، بخت والا کو من اسحاق صنڈاپوری، راجہ بلہر  
کی طرف سے ان سماں کے لیے مسلمان حاکم اپنے سرداری کی تھا جو ہمیں کہلانا  
تھا اور ان عربیں کو یہاں بیسرا در بیمار سرہ کہتے تھے، اب دستے لا کھا کر تجارت کے راجہ کے  
لئے ان تمام انداؤں اور جہاڑیں کے نامہ در والات بجا بتا اس کے محکم مقامات سے لیتے ہیں۔

(۵۱) ابو حسن محمد بن الجعفر سریل، اس کا زمانہ نئی نئی میں تھا۔  
و، الجائز ہر بخشی نا تھا، سراف اس کے متول اور آسودہ حال لوگوں سے تھا، اور اپنی  
امانتیں اس کے پاس رکھا کرتے تھے، پس اس کے بعد بہت سبب پر تھا، بعد میں مسلمان ہوا اور جو لوگ اکا  
(۵۲) ابن اشرقا، یہ الجائز بخشی نا تھا اس کا زمانہ نئی نئی میں تھا۔  
(۵۳) ابو الحسن علی بن شداد اسی اپنی۔

(۵۴) عبیرہ ربان، یہ جہاڑ کا ربان یعنی کپتان تھا، کران درستہ لالا، ابڑا اور میں بکریاں  
چڑا کرتا تھا، پھر صد و سکارہ کا پیشہ اختیار کیا، پھر بندوستان آئے جانے والے بھڑکا ہاندا  
بنا، اس کے بعد ترقی کر کے جہاڑ کا کپتان ہو گیا، اس نے سنت ریس جہاڑ لالا کی ایسا  
علم کیں، اسات مرتبہ ہیں کا سفر کیا، اس سے پہنچ جو بھی میں کے سفر پر گی اس نے جاتے  
خطوات و مصائب میں ضرور ٹاہ مگر یہ جو مرتبہ بے خطر آیا، گیا۔ اور اسام سے جہاڑ لالا لٹپاہ  
والا، شہر پاری، بان، یہ کپتان تھا اور میں کے جہاڑوں میں مشہور ناخدا تھا۔

(۵۵) عمران اعریث، یہ بھی ایک جہاڑ والہ تھا۔  
ریان، مروان شاہ، یہ بادا فضل درج کے دیس، وغیرہ کے ناخداوں میں سے تھا، ستر سال  
تک کوئی اولاد نہیں ہوئی، آخر ہیں ایک بڑا پیدا ہوا جس کا نام مرنیاں لکھا، اس لڑکے کی  
پیدائش سے اتنا نوش تھا کہ اس کو اور اس کی، اس کو اپنے ساختہ جہاڑ میں رکھتا تھا۔  
(۵۶) پرینہ عمانی، یہ عام طور سے بladzrخ (دلفتی) کا ناخدا تھا۔

(۵۷) راشد غلام بن بابشاد، یہ بڑا اہرنا خسا تھا، ایک مرتبہ ایک چھوٹی اسی کاشتی میں  
سیرات سے بصوت کیا تھا۔

(۵۸) جعفر بن راشد، یہ ابن لاکیس کے قب سے مشہور تھا، بھی بھری بھرات کے مشہور ناخداوں  
میں تھا، اس نے چھوٹی میں بہت بڑا سائب ویکھا تھا، اس کی زیانی اس کا دافق بزرگ بن  
شہر پاری نے بیان کیا ہے۔

دین میں مدل و انصاف نہ ہے جس کی وجہ سے عرب تاجر اس کے ملک میں جاتے ہیں اسی وجہ  
ان سے مال خریدتے ہیں، اور جب یہ عرب تاجر اس سے فارغ ہو کر باہر ملکنا چاہتے ہیں اور  
راجہ سے اپنے نیے محافظ طلب کرتے ہیں تو وہ اپنے ہے میرے ملک میں پورہ نہیں ہیں، اگر کوئی  
بات بولی تو میں ہمارے مال کا ضامن ہوں اسی طرح تاجر ان کے وہ حکمراؤں کی ملکوت  
میں دیگر ممالک کے تجارتیں رہ کر تھے، خاص طور سے دبئی، لندن، اٹلان، اور فرانس، قصردار  
و غیرہ ان کے اہم مرکز تھے، یہاں پر ہے سلسلہ تجارت اور بازاریں اور قیلیکیوں  
میں چند تاجر بیت شور تھے، ان کے نام ہم پریگ بن شہریاری عجائب المہدی ہے کارے ہیں،  
را، محمد بن سلم سیرافی، مشہور تجارتی شہر سراف کا رہنخواہ تھا، بیلا، جاڑ، جوڑ،  
مشعل بیسی، میں میں سال سے تاحد سے مستقل قیام کرتا تھا، ہندوستان کے اسلامیوں ایں  
گوم پھر چاہتا اور ان کے حالات اور معاملات کو اچھی طرح مجھتا تھا، ہندوستان کے باشندوں  
کے اخلاق و نیلات سے خوبی و انتہا۔

۲۱، یوس بن مہران سیرافی تاجر ہے تاجر ہندوستان سے گذر زانی ملک پنج گھنیا تھا، اس  
کا بیان ہے کہ میں نے یہاں کے راجہ کے شہروں ان گفت بڑے بڑے بازار دیتے ہیں،  
صافی بازاریں گوم کر دیکھا تو آنکھ سو سیاری وہاں پر تھے، تاجر کے دیگر بازاروں میں جو پچھلے  
ہوئے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔

۲۲، واربریں سیرافی، یہ تاجر ہمین کے شہر خانقوں چاچ کا تھا، یہ قاضی عبد اللہ بن فضل  
کے ماموں عبد الرحمن بن ایوب کا سالا تھا۔

۲۳، جملہ ابو الحسن جعفر بن فرمی، مدعا ذرازگ، یہ تاجر بخوبی اسفار میں رہ چکا تھا اس  
نے ہندوستان کے بعض حالات بھی بیان کئے ہیں، یہ ابو حاتم فرمی کا بھتیجا تھا۔

۲۴، علی بن محمد بن سهل، اس تاجر کا لقب سرور تھا، یہ بھی بخوبی جماعت کے سلسلے میں تعدد  
مقامات میں چاچ کا تھا۔

۲۵، الجطاہر بغدادی، اس نے زانی جائے کا واقعہ بیان کیا ہے۔

۲۶، احراق یہودی، یہ شخص عمان میں بولاوں کے ساتھ کام کرتا تھا، ایک مرتبہ اس کا ایک  
ہم مذہب یہودی سے محبت اہوگیا جس کی وجہ سے عمان سے صرف دوسو بیارے کر جاگ  
لکھا، اور تیس سال تک اسی لامچہ رہا کہ کسی کو اس کی خبر نہیں لگی، پھر احراق یہودی عمان سے  
ہندوستان کے شہروں کا سفر کیا کرتا تھا۔

۲۷، الایاز بر بختی سیرافی، اس کا تذکرہ جہاز راؤں میں گذر چکا ہے، یہ سیراف کا عیان  
میں سے تھا، اسلام ہائے کے بعد جی کیا احمد بنی نندگی بسر کی، ایک مرتبہ اس کا جہاز طایا کے قریب  
طوفان میں ٹرکیا تھا، اس جہاز میں انہیں کے ایک بزرگ بھی تھے جن کا قصر عجائب المہدی ہے  
خلیل عجم میں ابوالزہر بختی کا ایک تجارتی جہاز صرف دیپ سے سیراف پہنچا تو اس پر اس قدر تجارتی  
سماں تھا کہ جم لاکھ دین رسم کاری مخصوص ہوا۔

۲۸، جزیرہ کیش جسے قیس بھی کہتے ہیں، عمان میں تھا، یہاں کے حاکم کے پاس اس قدر  
تیز ہے جہاں راؤں و شوچی کشتیاں تھیں کہ ان کی وجہ سے ہندوستان کے ملک و سلطین اس سے  
مرعوب ہے اسی سبب زدہ تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں اس کے تجارتی جہاز  
کثرت سے بڑی خواص ملتے جاتے تھے۔

۲۹، ہندوستان کے بخت لکھیں | اس زاد میں جس طرح غیرہ ایک کے تاجر ہندوستان  
کی بیان راؤں و شوچی کشتیاں تھیں | اسکے بیان کی جیزیں اپنے ملکوں میں لے جا کر فروخت  
کرتے تھے، اسی طرح یہاں کے سلم اور سلسلہ تاجر و شوچی جو یا کرتے تھے، یہاں کے سلامان تاجریوں  
کی بیان وی تجارت عام بھی، بعض اوقات ہندوستانیوں میں اسیں سیراف و غیرہ جاتے تھے جنکے  
ابو زید سیرافی نے یہاں کے سیکڑوں مہنتوں تاجریوں کی سلامان تاجریوں میں کی تصریح کی  
ہے، اور تکھاپے کے ہندو ایک ساتھ مل کر کھانا نہیں کھاتے، اس لئے جب یہ لوگ سیراف  
جلاتے ہیں اور کوئی بڑا مسلم تاجریان کی دعوت کرتا ہو تو ان کی تعداد سیکڑوں اس سے کم

ہندوستانی مال کی بڑی ساصل ہندوستان کی بھری جماعت ایک طرف ملکہ عرب کے منڈیاں اور مرکزی جمارات گاہیں ساصل سے گزر کر بٹھے ہیں باندھوں اور راندھ و نی علاقوں میں عام تھی اور دوسرا طرف پیغمبر کے شہروں میں ہندوستانی اور عربی تاجریاں کے سامانِ تجارتی کر جاتے اور جماعتی منافع پر فروخت کرتے تھے۔

ہندو ہے جو تجارتی جہازوں ملکہ کاٹ کرتے تھے ان کے یہ مشورہ ہندو گاہیں یہ عقیص، راس جہر کی ہندو رگاہ قدیم نماز میں عمان اور عدن کے درمیان واقع تھی، آج ہکل جھریں میں ہے، یہاں ہوتی تکلیف تھی اور ہندوستان آئنے جانے والے جہاز یہاں رکتے تھے، الجوان سبھو اور عبا وان کے درمیان میں ایک مقام تھا، جزویہ کٹیں کے جو تجارتی جہاز ہندوستانی مال لے کر آتے تھے ان کی ہندو رگاہ بھی مقام تھا، یہاں ایک قلعہ تھا اور علاقہ کا امام بھی بیسیں اور چانھیں، بعد میں یہ ہندو رگاہ، قوت گئی اور عبادوں کے قریب محیزہ نامی دوسری بیسیں اور چانھیں، بعد میں کام مرکزی ہنگام کی ہوئی، جاہر خوفزدہ ہندو رگاہ بنائی گئی جو تجارتی جہازوں کا مرکز ہنگام کی، اور میں توں کام آئی رہی، جاہر خوفزدہ میں مدینہ منورہ کی ہندو رگاہ ہے یہاں پر حدیث، مصر، عدن، چین اور ہندوستان کے تمام ہنگاموں سے آئنے والے تجارتی جہاز تھے تھے دو قستان مسکردم کی ہنگام کے کنارے پر ایک چوپان شریعت قدر و سنت رسم سے ملا ہوا تھا اور یہاں ہندوستان کی سمت سے آئنے والی کشیاں اور جہاز ہنگام کے تھے سیرات ہندوستان اور عرب کے درمیان بڑی ہندو رگاہ تھا، یہاں تاجریوں کی تجارتیں اور کئی کئی طبقے کے تھے کہ کنات تھے، بڑا آپزادہ باروں شریعت محرک ایک زلزلہ میں تباہ و پریب، پوکر رہ گیا، یہاں ہندوستان کے گئے جانے والے شریعت محرک ایک زلزلہ میں تباہ و پریب، پوکر رہ گیا، یہاں ہندوستان کے گئے جانے والے جہاز تھے تھے، بعد میں بڑی یہ نہاد کے مرکزیت دی گئی تو سیرات کے عجایے بھی مقام ہندوستان کے جہازوں کی نہاد کے نہاد کی تاجری ایک نہاد تھے لگے، عدن پہلے نماز میں بہت بڑی خراب و خستہ شہر تھا، اس کے بعد جو ہندوستان کے جہازوں کی ہندو رگاہ تھا، یہاں پر محنت ملکوں کے تاجریت ہوتے تھے، در تجارتی مال و اساباب خرید کر پہنچانے

یا زیادہ ہو ہر کے ساتھے ملکی، ملکی، ہر تن رکھنا پڑتا ہے۔

**برکت کا واقعہ** واقعہ لکھا کے کر عدالت اس سید الفقیر نامی ایک نیک اور غریب شخص رہتا تھا مسجد گردیاں کا گھر تھی، اس کے قریب کے تاریخی اپنے باب ہیکل طرح تکمیل کی زندگی بسر کرتے تھے، ایک مرتبہ مسجد قصر کے قریب ایک عورت نے کہا کہ یہ ہندوستان کے ٹھہر کا لہ رجنوبی میں کا ساصلی شہر اور ہندو رگاہ تجارتی کا تعلق کے لیے جیسا ہے: ہبھوں، اگر تم کو کوئی ضرورت ہو رہتا تو میں پوری کروں گا، مسجد فیرتے اپنے نہ صاحب اور اس میں نہ کوئی رکھ رہا ایک ایک مٹی ہاگلہ افریدیا جس پر سبز رون پھیرا ہوا تھا، اور اس میں نہ کوئی رکھ رہا ایک خدا کی سب سے اگر دیا، اور اپنے دوست سے کہا کہ تم اسے ہندوستان لیتے جاؤ اور اسی پر یہ رہا بلکہ اپنے دو گھنٹے کے کر جہاڑا تک رکھ دیا اور کلہ کے لیے رواد ہو گیا، یہاں کا کر خود ہو رہا ہے اس نے دو گھنٹے کے کر جہاڑا تک رکھ دیا اور کلہ کے لیے رواد ہو گیا ان ہی دنوں کلہ کے بالغہ اس دیکھا ایک شخص بڑی محفلی دشی میں باز ہو کر کھینچا اور جیلاتا تھا کہ برکت کون ہے، ہبھت لفظ سن کر اس تاجر کو اپنے دوست کی بات یاد آئی، اور اس نے فوراً آدمی کو دوڑا کر جہاڑے سے اس کا نہ کوئی ولا گھٹرا اس کی اور بھیڑے سے اس محفلی کے متعلق دریافت کیا، اس نے بتایا کہ بھکاری اسے برکت کہتے ہیں، اس نے سوچا کہ زیر دوست نے برکت خریدتے کی فرمائش کی تھی، غالباً وہ یہی ہے، بہر حال اس نے وہ نہ کریں محفلی خریدی اور حب نہ کر جہاڑے کے لیے اس پاک کیا تو اس کے شکر سے ایک ہوتی تھلا، جسے عہد اگر مسجد کو دے دیا، یہ موقع سید کی زندگی بھروس کے پاس رہا، اس کے مرینے پر چھوٹے لرکنے ستر من لا اسامل جا کر قطیعہ مقدم کے باخنوں ایک لاکھ درہم میں فروخت کیا، حالانکہ اس کی قیمت اس سے بھی زیادہ تھی۔

مطہری تاگی ایک آدمی کا انتقال ہوا جس کے پاس ہندوستان اور چین کے اموال و سامان تھے، نیز اس نے ترکی میں بیت زیادہ روٹ چودھری اور اس میں سے امیر کو رپا اخشور حسن بن جعفر علوی کے لئے ایک لاکھ دینار کی وصیت کی ہے۔ اس سے انعامہ ہوتا ہے کہ مطہری یہ ورنی بھارت میں کس قدر آگے تھا اور اس کو اس میں کس قدر منافع تھی۔

ابو محمد ابوقوب بن صالح سیرانی بہت بہت محدث تھے، امام ابو جعید قاسم بن سلام کی تصنیفات ان کے پاس تھیں، وہ فارس اور ہندوستان کے تاجروں کا مال بھارت فروخت کیا کرتے تھے، مصر میں تجسس انتقال کیا۔ ابن خضر کے حال میں لکھا ہے کہ وہ بھارت کے سلطنت میں بنداد سے محل کردا وہ قوم گئے، اور دہلی سے یہاں ہندوستان گئے، اس بھارت میں ان کے پاس اجنبی خاتمی دولت جمع ہو گئی مگر وہ ہمیشہ زیادہ ہی کے بلکہ میں، باکر تھے تھے۔ محدث اندس امام ابو یکبر محمد بن معاویہ بن عبد الرحمن ابوی قرطی متوفی ۲۵۰ھ محدث اندس امام ابو یکبر محمد بن معاویہ بن عبد الرحمن ابوی قرطی متوفی ۲۵۰ھ بھارت کے بندوں کے پاس ہندوستان آئے مگر ایک مرتبہ بھری سفر میں ان کا ۳۰ ہزار دینار کا مبلغ میوگیا اور فقیر ہو کر وہ اپنے پلے گئے، اندس میں صحنِ نباتی سب سے پہلے آپ اپنا دری پر پیچ گئے۔

دہلی میں اسی تاریخ پر امام ابو محمد حسن بن حامد دہلی بندادی بہت بڑے تاجر اور مالدار آدمی تھے، جن کی بیت بنداد میں بھی اور فران ابن حامد کے نام سے ان کی سرائے بھی، ظاہر ہے کہ یہ دہلی کے بندوں کے مال ہر آمد کر کے بنداد اور غیر مالک میں فردخت کرنے والے ہوئے۔

لے استلمج ۷ میں ۲۶۶ - ۷ المثلثج ۹ میں ۲۶۵ - ۷ المثلثج ۱۰ میں ۱۲۰ -  
لے العبری خبریں غیرج ۲ میں ۳۱۲ -

ملکوں میں بے چار فرستہ کرتے تھے جنہیں تامی باد بجا پریں ایک مقام عقایبیاں سے ہندوستان کی ایسی اطاعت کر دیتے کہ بے اسراز میں جا کریں تھی، تیر مر قارس کی قدر ہم شہر ہندوستان کے شہروں میں بیچے جاتے تھے، قلعات، عمان میں ساصل مدد پر ایک شہر خدا اور خراسان کے شہروں میں بیچے جاتے تھے اور پھر یہ میں سے کریں جب تا جہاں ہندوستان کے اکثر یہاں پڑھرا کر رکھتا تھا، اسی تک یہ بندگاہ آباد رہی، بہان کے باشندے خارجی مسلمان تھے، قیس یا جنہیں اس عمان میں بہت بڑا اگر تھا، جس کی وسعت چار فرسخ تھی، پڑا خوبصورت اور امداداں پڑھ رکھا عمان کا سلطان یہ میں رہتا تھا، یہ مقام ہندوستان کے جہازوں کی بندگاہ تھی، بہان کے باشندوں کے پاس اس تدریز یادہ جیاز اور چوپی کشتیاں تھیں کہ ہندوستان کے باشندوں کی وجہ سے سلطان عمان سے ہرب اور سبیت نہ کر سکتے، بہان بڑے بڑے بازار بھی تھے، قلعے مصر کے علاقہ اسوان کا شہر تھا، بہان کے باشندوں کا زیادہ تر فریبہ معاش بھارت اور ہندوستان کا سفر تھا، جذہ بھی ہندوستانی جہازوں اور سالانوں کا بہت بڑا مرکز تھا، بہان کے تاجروں کے پاس ہندوستان کے باشندوں سے رہا کرتے تھے، اسی طرح سو اہل عرب کے مقامات واریں، سکھر اور خط میں قدیم زمان سے ہندوستان کے تجارتی اموال و سلام کی شیر مقدار میں رہا کرتے تھے۔

ان مقامات میں ہندوستان کے مال کے بڑے بڑے غیر ملکی دلآل اور گماشتہ تاجرا و دلآل ہوا کرتے تھے، جو بہان کے مال کو دوسرا ملکوں میں روانہ کرتے تھے، یا مقامی طور سے فروخت کرتے تھے، اب جو زیادے نے انتظام میں ناکام کے واقعیات میں ایک طویل قصہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ جذہ میں

لے حوال کیے سب اہل دن میں ان مقامات کے ملاکات ملاحظہ ہوں۔

بندورت ان جن کرنے والے بتا جو، جہاز راں اور گاشے صرت پیاس کی  
ایسا رہی ملک اس سیناں پر پہنچا نے تھے بلکہ ان کے ذریعہ بندورستان کی تہذیب  
و ثقافت اور روایات جانشینی کا لکھاں میں ان کی زبانی عامم ہوئی تھیں، اور یہاں  
کے اخلاق و عادات اور علوم، فنون ایک من کے واسطے دور دور گکھیلے تھے بجا تھے  
کے ذریعہ اسلامی دنیا کو ایک دوسرا سے ملک اسلامی نوں کامیابی کا رنامہ ہے۔  
اب چارائی تاریخی علی، درہنی اور شاہزاد سنتھم ہوتا ہے اور پھر تم ایک سزا،  
سال ہیجھے آہے ہیں اور جو کچھ دیکھا ہے اس کو اس طبق ایسے شاید اسی کا  
درذہ سمجھ کر سینے سے لگاتے ہیں کہ اس کی گری سے ہماری کلائنٹیں جلاستھا پیدا  
ہو گی۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد و على آله واصح بهـ احمد

صلوات